

کامل ہر حصہ

مختصر نبوت

حضرت ابوالافتاح محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان

ایازۃ المعجزارفیکر لاچھی

وَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ
(قرآن ہندی تعالیٰ)

اور لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں

ختم نبوت کامل حصہ

جس میں ایک سترہ سو زائد آیات قرآنی اور دو سو دس احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت اور سینکڑوں اقوال صحابہ و تابعین و ائمہ دین سے مسئلہ ختم نبوت کے ہر پہلو کو واضح کیا گیا ہے، اور شبہات کے شافی جوابات دیئے گئے ہیں،

حضرت لانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ علیہ
مفتی اعظم پاکستان



إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا

فہرست مضامین

ہر حصہ حصہ

ختم النبوة

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|--|------|--------------------------------------|
| ۳۱ | تیسرا دور | ۸ | تہذیب طبع چہارم |
| ۴ | کھلے طور پر دعوائے نبوت و رسالت | ۱۰ | تہذیب طبع اول |
| ۲۳ | تشریحی نبوت اور صاحب شریعت | ۱۳ | مقدمہ |
| | نبی ہونے کا دعویٰ | ۱۵ | پہلا دور |
| | تمام انبیاء کی ہمسری بلکہ ان سے | ۶ | نبی اور رسول کی تعریف ۱۸۹۱ء |
| ۲۵ | فقیہیت کا دعویٰ اور ان کی توہین | ۱۸ | دوسرا دور |
| ۲۶ | حدیث رسول کی توہین | ۶ | ۱۸۹۱ء کے بعد نبی کی تعریف میں تبدیلی |
| ۶ | اپنے زمانے والوں کی تکفیر | | ختم نبوت کے معنی کی تحریف اور |
| | ختم نبوت کے معنی کی تحریف اور | | غور سے نبوت |
| ۲۹ | متفاد باتیں | | |
| ۳۳ | ختم النبوة فی القرآن، حصہ اول | | |
| ۳۷ | تفسیر قرآن کا صحیح معیار اور اس کا صحیح طریق | ۳۷ | تفسیر قرآن کا صحیح معیار کیا ہے ؟ |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|----------------|------|--|
| ۱۴۸ | آیت نمبر ۱۲ | ۵۰ | حکم نبوت کے ثبوت میں پہلی آیت |
| ۱۵۰ | آیت نمبر ۱۳ | ۶۰ | آیت مذکورہ کی تفسیر لغت عرب سے |
| • | آیت نمبر ۱۴ | ۷۶ | آیت مذکورہ کی تفسیر خود قرآن سے |
| ۱۵۲ | آیت نمبر ۱۵ | ۷۹ | آیت مذکورہ کی تفسیر احادیث سے |
| • | آیت نمبر ۱۶ | ۸۴ | آیت مذکورہ کی تفسیر صحابہ تابعین سے |
| ۱۵۳ | آیت نمبر ۱۷ | ۹۱ | آیت مذکورہ کی تفسیر ائمہ تفسیر کے اقوال سے |
| • | آیت نمبر ۱۸ | ۱۰۱ | آیت خاتم النبیین میں تاویل کرنے والا |
| • | آیت نمبر ۱۹ | ۱۰۱ | قتل کیا گیا |
| ۱۵۴ | آیت نمبر ۲۰ | ۱۰۲ | چند اہام اور ان کا ازالہ |
| ۱۵۶ | آیت نمبر ۲۱ | ۱۱۲ | ایک شبہ اور اس کا ازالہ |
| ۱۵۸ | ایک لطیفہ | ۱۲۳ | ایک اور قلا بازی |
| ۱۶۰ | آیت نمبر ۲۲ | ۱۲۴ | ایک نئی کروت |
| • | آیت نمبر ۲۳ | ۱۲۵ | ظلی اور بدروزی نبوت کی کہانی |
| ۱۶۱ | ایک زالی منعلق | ۱۳۳ | دوسری آیت کا شان نزول |
| ۱۶۲ | آیت نمبر ۲۴ | ۱۴۰ | ایک شبہ اور اس کا ازالہ |
| • | آیت نمبر ۲۵ | ۱۴۱ | تیسری آیت |
| ۱۶۳ | آیت نمبر ۲۶ | ۱۴۳ | آیت نمبر ۴ |
| • | آیت نمبر ۲۷ | • | آیت نمبر ۵ |
| • | آیت نمبر ۲۸ | • | آیت نمبر ۶ |
| ۱۶۴ | آیت نمبر ۲۹ | • | آیت نمبر ۷ |
| • | آیت نمبر ۳۰ | ۱۴۵ | آیت نمبر ۸ |
| ۱۶۵ | آیت نمبر ۳۱ | • | آیت نمبر ۹ و ۱۰ |
| • | آیت نمبر ۳۲ | ۱۴۶ | آیت نمبر ۱۱ |
| ۱۶۶ | آیت نمبر ۳۳ | ۱۴۸ | خاتمہ |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|------------------|------|-------------|
| ۱۷۴ | آیت نمبر ۵۸ | ۱۶۶ | آیت نمبر ۳۳ |
| • | آیت نمبر ۵۹ | ۱۶۷ | آیت نمبر ۳۵ |
| ۱۷۶ | آیت نمبر ۶۰ | • | آیت نمبر ۳۶ |
| • | آیت نمبر ۶۱ | • | آیت نمبر ۳۷ |
| ۱۷۷ | آیت نمبر ۶۲ | • | آیت نمبر ۳۸ |
| ۱۷۸ | آیت نمبر ۶۳ | • | آیت نمبر ۳۹ |
| • | آیت نمبر ۶۴ و ۶۵ | ۱۶۸ | آیت نمبر ۴۰ |
| ۱۸۳ | تنبیہ | • | آیت نمبر ۴۱ |
| ۱۸۶ | آیت نمبر ۶۶ | • | آیت نمبر ۴۲ |
| • | آیت نمبر ۶۷ | • | آیت نمبر ۴۳ |
| • | آیت نمبر ۶۸ | ۱۶۹ | آیت نمبر ۴۴ |
| • | آیت نمبر ۶۹ | • | آیت نمبر ۴۵ |
| • | آیت نمبر ۷۰ | ۱۷۱ | آیت نمبر ۴۶ |
| • | آیت نمبر ۷۱ | • | آیت نمبر ۴۷ |
| • | آیت نمبر ۷۲ | ۱۷۲ | آیت نمبر ۴۸ |
| • | آیت نمبر ۷۳ | • | آیت نمبر ۴۹ |
| • | آیت نمبر ۷۴ | • | آیت نمبر ۵۰ |
| • | آیت نمبر ۷۵ | • | آیت نمبر ۵۱ |
| • | آیت نمبر ۷۶ | • | آیت نمبر ۵۲ |
| ۱۸۷ | آیت نمبر ۷۷ | • | آیت نمبر ۵۳ |
| • | آیت نمبر ۷۸ | • | آیت نمبر ۵۴ |
| • | آیت نمبر ۷۹ | ۱۷۳ | آیت نمبر ۵۵ |
| • | آیت نمبر ۸۰ | • | آیت نمبر ۵۶ |
| • | آیت نمبر ۸۱ | • | آیت نمبر ۵۷ |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|-----------------------------|------|---------------------------------------|
| ۱۹۳ | آیت نمبر ۹۲ | ۱۸۷ | آیت نمبر ۸۲ |
| ۱۹۴ | آیت نمبر ۹۳ | ۱۸۸ | آیت نمبر ۸۳ |
| ۱۹۵ | آیت نمبر ۹۴ | • | آیت نمبر ۸۴ |
| • | آیت نمبر ۹۵ | • | آیت نمبر ۸۵ |
| ۱۹۶ | آیت نمبر ۹۶ | ۱۸۹ | آیت نمبر ۸۶ |
| • | آیت نمبر ۹۷ | • | غیر تشریحی یا ظلی بردی نبوت کا انقطاع |
| • | آیت نمبر ۹۸ | ۱۹۰ | آیت نمبر ۸۷ |
| • | آیت نمبر ۹۹ | • | آیت نمبر ۸۸ |
| ۱۹۸ | ایک ضروری تنبیہ | ۱۹۲ | آیت نمبر ۸۹ |
| ۱۹۹ | ضمیمہ حصہ اول | • | آیت نمبر ۹۰ |
| • | ایک اور شبہ اور اس کا ازالہ | ۱۹۳ | آیت نمبر ۹۱ |

ختم النبوة فی الحدیث ، حصہ دوم

| | | | |
|-----|---|-----|---------------------------------------|
| ۲۰۱ | صحیحین کے علاوہ احادیث جن کو | ۲۰۲ | ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں |
| ۲۳۱ | ائمہ حدیث نے صحیح کہا ہے ۔ | ۲۰۵ | صحیحین یعنی بخاری و مسلم کی احادیث |
| ۲۳۸ | سنن اربعہ یعنی صحاح شریف کی باقی احادیث | ۲۰۶ | ایک شبہ اور اس کا ازالہ |
| ۲۳۹ | خیر الامم اور کمالات نبوت | • | حدیث مذکورہ سے غیر تشریحی ظلی یا بردی |
| ۲۴۳ | مسند امام احمد بن حنبل کی احادیث | ۲۰۹ | یا لغوی نبوت کا انقطاع |
| ۲۴۸ | باقی مستند کتب کی احادیث | • | ایک اور شبہ اور اس کا جواب |
| ۲۷۷ | ایک حیرت انگیز واقعہ | • | حضرت عائشہؓ ختم نبوت کی قائل ہیں |
| • | وہ احادیث جن سے مسئلہ | • | نبوت بردیہ یا ظلیہ وغیرہ اگر نبوت |
| • | ختم نبوت بطور استنباط | • | ہے تو وہ بھی آپ کے بعد منقطع |
| ۲۸۱ | سمجھا جاتا ہے ۔ | • | ہے ۔ |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|--|------|--|
| ۲۹۶ | خاتمہ حقہ دوم ختم نبوت ۲ ۲ ۲ ۲ ۲ ۲ | ۲۹۵ | احادیث مذکورۃ الصد سے ختم نبوت کا ثبوت۔ |
| ۲۹۷ | ختم النبوة فی الآثار، حقہ ستم | | |
| ۳۲۲ | حضرات فقہاء حضرات شیعین | ۲۹۹ | ایک ضروری گذارش |
| ۳۳۰ | حضرات موفیاء کتب قدیمہ تورات و انجیل میں | ۳۰۰ | اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت |
| ۳۳۶ | خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر | ۳۰۲ | صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجماع مسئلہ |
| ۳۴۰ | حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم کی شہادت | ۳۰۲ | ختم نبوت پر اور اس کے منکر کے رد پہنچنے |
| ۳۴۷ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام نبوت کی عقلی دلیلیں | ۳۰۶ | پر ہوا ہے۔ |
| ۳۵۲ | مرزا نیوں سے میرا سوال | | نتیجہ |
| ۳۵۷ | قانون فطرت بھی ختم نبوت کا تقاضی ہے | ۳۰۹ | دوسرے مدعیان نبوت اور سلف صالحین |
| ۳۶۱ | مسئلہ زیکوٹ یعنی ختم نبوت پر میرے گواہ | ۳۱۶ | کا ان کے ساتھ برتاؤ۔ |
| ۳۶۶ | قادیانیوں کی خدمت میں ایک خاص مکتوب | ۳۲۱ | ختم نبوت پر حضرات صحابہ و تابعین |
| | | | کی شہادتیں۔ |
| | | | طبقات المحدثین |
| | | | طبقات المفسرین |



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمہید طبع چہ شام

ختم نبوت کامل

مسئلہ ختم نبوت پر سب سے پہلے احقر نے ایک رسالہ ”ہدۃ المہدین فی ایۃ خاتم النبیین“ اپنے استاذ محترم حمید الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس الشہ سرمد مدرس دارالعلوم دیوبند کے ارشاد پر عربی زبان میں لکھا تھا تاکہ عراق اور مصر وغیرہ عرب ممالک میں جہاں فقہ کے آثار تکمیل رہے ہیں بھیجا جاسکے، یہ ۱۳۳۲ھ میں شعبۂ تبلیغ دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام شائع ہوا۔

اس کے بعد ۱۳۳۳ھ میں اپنے استاذ محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور ناظم شعبۂ تبلیغ دارالعلوم حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب کے ارشاد پر اردو زبان میں اس مسئلہ پر مزید تفصیل و توضیح کے ساتھ تین حصوں میں ایک کتاب بنام ”ختم نبوت“ لکھی۔ پہلا حصہ ختم النبوة فی القرآن ہے جس میں تقریباً ایک تہہ آیات قرآنی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت ختم ہو جانے کا ثبوت اور تشریحی اور غیر تشریحی، ظنی، بردہ وغیرہ کے شبہات کے کافی جوابات علمی اور تحقیقی طریق سے پیش کئے گئے ہیں۔ دوسرا حصہ ختم النبوة فی الحدیث ہے، جس میں اسی مضمون کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سو دس احادیث سے ثابت کیا گیا ہے، تیسرا حصہ ختم النبوة فی الآثار ہے، جس میں اجماع امت اور سیکڑوں آثار و اقوال صحابہ کرامین و ائمہ مجتہدین و علماء اسلام سے اس مضمون کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

یہ تینوں حصے پہلی مرتبہ ۱۳۳۳ھ میں ۱۹۲۵ء میں مکتبہ دارالاشاعت دیوبند سے شائع ہوئے، پھر دوسری مرتبہ بھی اسی مکتبہ سے ۱۳۵۵ھ میں ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئے، اور

عمر دراز سے نایاب تھے ، اس کے بعد ۱۲۵۵ھ ۱۹۵۵ء میں بر خود اعلیٰ محمد رضی سلمہ ناظم دارالاشاعت کراچی نے اس کی مکرو طبع کا ارادہ کیا ، تو اس پر نظر ثانی کی فرمائش کی ، نظر ثانی میں بہت سے مواقع میں حذف و ازدیاد اور ترمیم کی نوبت آئی ، خصوصاً اس مرتبہ اس کا اہتمام کیا کہ مناظرانہ عنوان چھوڑ کر ناصحانہ عنوان اختیار کیا گیا ، تاکہ وہ لوگ جو کسی مشبہ میں مبتلا ہو کر اس مسئلہ میں غلطی کا شکار ہوئے ہیں ، لچسی کے ساتھ پڑھ سکیں ، اور ان کے احساسات مجروح نہ ہوں ، شاہد اللہ تعالیٰ اس کو ان کے لئے بھی ذریعہ ہدایت بنادیں ۔

اب چوتھی مرتبہ بر خود اعلیٰ مولوی محمد رفیع سلمہ مدرس دارالعلوم کراچی نے اپنے مکتبہ "دارالمنہار" سے اس کا اشاعت کا ارادہ کیا تو پہلی طباعت میں یہ ہوئے افلاطون کتابت کی تصحیح کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے ، اور حقو قادیانیت کے سلسلہ میں احقر کے دعو اور رسالے بھی اس کتابتہ شامل کر دیئے گئے ہیں ، ایک دعاوی روزانہ دوسرا "مسیح موعود کی پہچان" واللہ المستعان و علیہ التکلیف ، اِنْ اُرِیدُ اِلَّا الصَّلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝

بند محمد شفیع عفا اللہ عنہ
دارالعلوم کراچی
۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ
یکم ستمبر ۱۹۶۵ء

وَرَبِّهِمْ أَتَقْبَلُ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمہید اول

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَوْفٍ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا
عَلٰى سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ
سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ ؕ
مسئلہ ختم نبوت، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا
اختتام اور آپ کا آخری نبی و رسول ہونا اسلام کے اُن بدیہی مسائل اور عقائد میں
ہے جن کو تمام عام و خاص، عالم و جاہل، شہری اور دیہاتی مسلمان ہی نہیں بلکہ سب سے
غیر مسلم بھی جانتے ہیں۔ تقریباً چودہ سو برس سے کروڑ ہا مسلمان اسی عقیدہ پر رہے، لاکھوں
علماء امت نے اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا،
کبھی یہ بحث پیدا نہیں ہوئی کہ نبوت کے کچھ اقسام ہیں، اور ان میں سے کوئی خاص قسم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی ہے، یا نبوت کہ تشریعی غیر تشریعی یا ظاہری و
بروزی یا مجازی اور لغوی وغیرہ اقسام ہیں۔ قرآن و حدیث میں اس کا کوئی اشارہ تک
نہیں۔ پوری امت اور علماء امت نے نبوت کی قسمیں نہ دیکھی نہ سنی، بلکہ صحابہ و
تابعین سے لیکر آج تک پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس عقیدہ پر قائم
رہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت و رسالت ختم ہے، آپ بلا استثناء
آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام
جو آپ سے پہلے پیدا ہو کر منصب نبوت پر فائز ہو چکے ہیں، اُن کا آخر زمانہ میں آنا اس کے
قطعاً منافی نہیں)۔

اس مسئلہ کے اتنا بدیہی اور اجتماعی ہونے کے ساتھ اس پر دلائل جمع کرنا اور اس کا ثبوت پیش کرنا اور حقیقت ایک بدیہی کو نظری اور مکمل ہوئی حقیقت کو پیچیدہ بنانے کے مراد معلوم ہوتا ہے، بلکہ اس مسئلہ کا ثبوت پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص مسلمانوں کے سامنے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ثبوت پیش کرے، ان حالات میں کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس موضوع پر کوئی مستقل رسالہ یا کتاب لکھی جائے، لیکن تعلیمات اسلام سے عام غفلت و جہالت اور روز پیدا ہونے والے نئے نئے فتنوں نے جہاں بہت سے حقائق پر پردہ ڈال دیا ہے باطل کو حتیٰ اور حق کو باطل کہہ کے ظاہر کیا ہے، وہیں یہ مسئلہ بھی تختہ مشق بن گیا۔

اس مسئلہ میں فرقہ اور جماعت کی حیثیت سے سب سے پہلے باب و بہار کی عجمت فرقہ بایہ نے اختلاف کیا، مگر وہ علمی رنگ میں اس بحث کو آگے نہ پہنچا سکے، اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے اس میں خلافت و اختلاف کا دروازہ کھولا، اور ان کی چھوٹی بڑی بہت سی کتابوں میں یہ بحث ایسی منتشر اور متضاد ہے کہ خود ان کے ماننے والے بھی اس پر متفق نہ ہو سکے کہ کیا کہتے ہیں اور ان کا کیا دعویٰ ہے، کہیں بالکل عام مسلمانوں کے اجتماعی عقیدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے اور وحی نبوت کے انقطاع کلی کا استرازا اور آپ کے بعد مطلقاً کسی نبی یا رسول کے پیدا نہ ہونے کا اعتراف ہے، کہیں اپنے آپ کو مجازی اور لغوی نبی کہا گیا ہے، کہیں نبوت کی ایک نئی قسم ظلی و بروزی بتلا کر بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے، کہیں نبوت کو تشریعی اور غیر تشریعی میں تقسیم کر کے تشریعی کا اختتام اور غیر تشریعی کا جاری ہونا بیان کیا گیا، اور اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی بتلایا، اور وحی غیر تشریعی کا دعویٰ کیا گیا ہے، کہیں کھلے طور پر صاحب شریعت نبی ہوئے اور وحی تشریعی کا دعویٰ کیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے متبعین تین مسرعوں میں تقسیم ہو گئے، ایک فرقہ ان کو صاحب شریعت اور تشریعی نبی و رسول مانتا ہے، یہ ظہیر الدین اردپی کا فرقہ ہے۔ دوسرا فرقہ ان کو باصطلاح خود غیر تشریعی نبی کہتا ہے، یہ قادیانی پارٹی ہے، جو مرزا محمود صاحب کی پیروی ہے۔ تیسرا فرقہ ان کو نبی یا رسول نہیں بلکہ مسیح موعود اور مہدی موعود و شرا و دیتا ہے، یہ ستر محمد علی لاہوری کے متبعین ہیں۔

غرض مرزا غلام احمد قادیانی اور اُن کے متبعین نے اس قطعی اور احصائی مسئلہ میں خلاف و شقاق کا دروازہ کھولا، عوام کی جہالت اور مغربی تعلیم سے متاثر دینی تعلیم سے بیگانہ افراد کی ناواقفیت سے ناجائز فائدہ اٹھایا، کہ اس مسئلہ میں طرح طرح کے ادھام و شکوک اُن کے دلوں میں پیدا کر دیئے، اور اُن کی نظر میں اس بدیہی مسئلہ کو نظری بنادیا، اسی لئے اہل علم و اہل دین کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا، کہ اُن کے شبہات و شکوک دور کئے جائیں، اور قرآن و حدیث کی صحیح روشنی اُن کے سامنے لائی جائے۔

میں اس سے پہلے ایک رسالہ ختم نبوت پر عربی زبان میں بحکم سیدی و استاذی حضرت العلامة مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری دامت برکاتہم صدر مدرس دارالعلوم دیوبند بنام ”ہدایۃ المہدیین“ لکھ چکا تھا، تاکہ مصر و عراق میں شائع کیا جائے جہاں قادیانی جماعت نے اپنا پروپیگنڈا کیا ہوا ہے۔ اس وقت میرے استاد محترم حضرت العلامة مولانا شبیر احمد عثمانی دامت برکاتہم محدث دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا سید رفیع الحسن صاحب ناظم شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند نے احقر کو فرمایا کہ اس مسئلہ پر اردو زبان میں ایک تحقیقی کتاب لکھی جائے۔ حسب الارشاد یہ زیر نظر کتاب منسوی بہ ”ختم نبوت“ لکھی گئی۔

اللہ تعالیٰ اس کو سب مسلمانوں کے لئے اور ہمارے ان بھائیوں کے لئے جو کسی شبہ میں مبتلا ہو کر اپنی ملت سے بچھڑ گئے ہیں، نافع و مفید اور قبولی حق کا ذریعہ بنائیں۔ وَمَا ذَلِكْ عَلَى اللَّهِ بِعَظِيمٍ، ہم کیا اور ہماری تحقیق و تصنیف کیا، یہ بھی اُسی کے لطف کرم کا نتیجہ ہے، اور اس سے کوئی فائدہ پہنچانا بھی اُسی کے قبضہ قدرت میں ہے، وہی لوگوں کو پھرنے والا مصرون القلوب ہے۔

نہ بجز ساختہ سرخوشم نہ بہ نقش لبہ مشوشم
نفسے زیاد تو می زخم چہ عبارت دچہ معانیم

میں نے اس کتاب کی جمع و تصنیف میں محنت صرف اس لئے
مخلصانہ گزارش اٹھائی کہ قرآن و حدیث کا صحیح فیصلہ امت محمدیہ علی صاحبہا
الصلوة والسلام کا صحیح عقیدہ مسلمانوں کے سامنے پیش کر دوں تاکہ ان لوگوں کے شبہات
ادھام دور ہو سکیں، جو فرقہ مرزائیہ کے پروپیگنڈے سے پیدا ہوئے ہیں یا ہو سکتے ہیں،

میری درخواست ہے کہ یہ معاملہ عقیدہ کلہے جس کا تعلق براہ راست خدا تعالیٰ سے ہے جس کے سامنے ہر شخص کو ایک روز پیش ہونا اور اپنے اعمال و افعال کا حساب دینا ہے، اس معاملہ میں ضد اور ہیٹ یا جماعتی تعصب سے متاثر ہونا خسارہ دین و دنیا ہے۔ خدا کے لئے ان اوراق کو بات کی طرح یا جماعتی تعصب سے خالی الذہن ہو کر قرآن و حدیث کا صحیح منشاء معلوم کرنے کی طلب دل میں لے کر ملاحظہ فرمائیں، اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم کی ہدایت، اپنے کلام کا صحیح منشاء معلوم کرنے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكَلُّفُ۔

بنی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

—————~~~~~~~~~—————

مقدمہ

چونکہ مسئلہ ختم نبوت پر بحث اور تصنیف رسالہ کا سبب مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ اور ان کے اقوال ہیں، اور وہ اتنے متصادف و متباہت ہیں کہ خود ان کے متبعین بھی تعین دعویٰ میں حیران ہیں، اور بعض مرتبہ مسلمانوں پر تبلیغ کے لئے مرزا صاحب کے وہ اقوال پیش کر دیئے جاتے ہیں جن میں ختم نبوت کا اعتراف اسی تفسیر کے ساتھ ہے جو تمام امت مرحومہ کا عقیدہ ہے، اور ایسے اقوال پیش کر کے نادان مسلمانوں کو اپنے اندر غضب کرنا یا بوقت ضرورت اپنی جماعت کا ملت اسلامیہ کے ساتھ اشتراک مقصود ہوتا ہے، جو قطعاً واقعہ کے خلاف ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اصل مسئلہ ختم نبوت پر شواہد و دلائل اور ”خاتم النبیین“ کی تفسیر پر کلام کرنے سے پہلے خود مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کے مستند بیانات سے یہ واضح کر دیا جائے کہ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق ان کے خیالات کیا ہیں، اور پوری امت محمدیہ صلی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا کیا سلوک ہے، یہاں ان کی سینکڑوں عبارات و اقوال میں سے چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ختم نبوت کے اقرار و انکار اور ختم نبوت کے معنی اور نبوت و وحی کے دعووں سے

اے جیساکہ حال میں جب پاکستان اور خصوصاً پنجاب میں تحریک ختم نبوت پر ہنگامے ہوئے تو مرزا محمود خلیفہ قادیان کی طرف سے ایک ایسا ہی بیان اخبارات میں نکلا جس میں ظاہر کیا گیا کہ ہم سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور یہی مرزا صاحب کا دعویٰ تھا، حالانکہ ان کی مستقل تصانیف اور شہادیات اس کے خلاف موجود ہیں، اور ان کا آن رجوع کرنے یا ان کے غلط استدلال کا اعلان ہی کوئی نہیں جس سے ثابت ہے کہ یہ بیان بجز تبلیغ کے کچھ نہیں۔

متعلق مرزا صاحب کے تقاد میں اگر کوئی معقولیت اور تطبیق پیدا کی جاسکتی ہے تو صرف اس طرح کہ ان کو مختلف ادوار و عمارت مختلف زمانوں سے متعلق قرار دیا جائے، جس میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں مرزا صاحب پر تین دود گزرے ہیں :-

پہلا دور وہ تھا جب مرزا صاحب سب مسلمانوں کی طرح مسلمان تھے، اور امت کے اجماعی عقائد و نظریات کو بلا کسی جبرید تاویل و تحریف کے تسلیم کرتے تھے، اور ایک مبلغ اسلام کی حیثیت سے کچھ چیزیں لکھتے تھے ۔

دوسرا دور وہ تھا جس میں انھوں نے کچھ دعوے شروع کئے، اور ان میں تبلیغ سے کام لیا، مجدد ہوئے، تہدی بنے، یہاں تک کہ مسیح موعود بنے۔ یہاں پہونچ کر یہ خیال آنا ناگزیر تھا کہ مسیح موعود تو اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم رسول و نبی اور صاحب وحی تھے، عقیدہ ختم نبوت کے ہوتے ہوئے کسی نئے شخص کا مسیح موعود بننا تو ختم نبوت کے خلاف ہے اُن وقت انھوں نے ختم نبوت کے معنی میں تحریفیں شروع کیں، نبوت کی خود ساختہ چند قسمیں تشریحی، غیر تشریحی، ظلی، بروزی، لغوی، اور مجازی بتلا کر ختم نبوت کے یقینی عموم و اطلاق کو مشکوک کرنا چاہا، اور اپنی مزعومہ اقسام نبوت سے بعض قسموں کا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جاری رہنا بتلایا اور اپنے حق میں اسی جاری رہنے والی نبوت کے مدعی بن گئے۔

تیسرا دور وہ تھا جس میں تاویل و تحریف سے بے نیاز ہو کر کھلے طور پر قسم کی نبوت کے بلا تفریق تشریحی و غیر تشریحی سلسلے جاری و سراسر دیئے اور خود کو صاحب شریعت نبی بتلایا۔

دوسرا دور انیسویں صدی عیسوی کے آخر یا بیسویں صدی کے شروع میں تھا، پہلا اس سے پہلے اور تیسرا اس کے بعد۔ بیان مذکور کی تصدیق میں مرزا صاحب کی اپنی تصانیف سے نیز اُن کے خلیفہ و دم کی چند تحریروں سے نقل کیا جاتا ہے۔

پہلا دور

۱۔ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں، یا بعض

نبی اور رسول کی تعریف ۱۸۹۱ء میں

احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں، یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں؟ (خطیب موعودؒ، اگست ۱۸۸۷ء، مطبوعہ مباحثہ راہِ پسندی ص ۱۳۵)

۲۔ ”جیسا کہ حضرت اقدس نے حضرت عیسیٰ کی اس امت میں بحیثیت نبی آکھنے کے دلائل میں فرمایا۔ (۱) یہ دونوں حقیقتیں (نبوت اور امتیت، ناقلاً) متناقض ہیں (ریویو، ص ۱۷) رسول اور امتی کا مفہوم متباہین ہے۔ (ازالہ ادھام ص ۵۵)

۳۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابَا أَحَدٍ مِّنْ تَبَجَائِكُمْ وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ، لَا تَعْلَمُ أَنَّ التَّوْبَةَ الرَّحِيمَةَ الْمُتَفَضَّلَ لِيَقِي نَبِيْنَا صَلَاحُ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ بَعْدَ اسْتِثْنَاءِ وَفَسْرَةِ نَبِيْنَا فِي قَوْلِهِ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَهَذَا النَّبِيُّ مَعْتَرِزٌ لِّلْإِسْلَامِ (احمد)

۴۔ قرآن شریف میں ختم نبوت کا بحال تصریح ذکر ہے، اور پُرلے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ خسارت ہے، حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي میں نفی عام ہے؟ (ایام بعثت ص ۱۳۸)

۵۔ کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا، اور ہمارے نبیؐ نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول ”لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ میں واضح طور پر فرمادی، اور اگر ہم اپنے نبی کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز مقرر کریں تو گویا ہم باپ وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا گھلنا جائز مقرر کر دیں گے، اور یہ صحیح نہیں ہے، جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے، اور ہمارے رسول کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے، ورنہ اس کا ایک آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا۔ (حماۃ البشری ص ۲۲، از مؤرخ اسلام احمد قادری)

۶۔ ”آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا ہر لفظ قطعی ہے اپنی آیت وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ سے اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ (برکاتِ باہرہ ص ۲۳۸)

لے ریویو مباحثہ ثنائی و چکڑا لوی، جلد ۱۹ ص ۲۱۶۔ لے روحانی خزائن، ج ۳ ص ۴۱۰۔

لے ایضاً ج ۷ ص ۲۰۰۔ لے ایضاً ج ۱۲ ص ۳۹۳۔ لے ایضاً ج ۱۳ ص ۲۱۷-۲۱۸۔

حاشیہ از مرزا غلام احمد قادیانی

۷۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ کیا گیا ہے، اور جو حدیثوں میں تصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبریل بعد وفات رسول اللہ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے، یہ تمام باتیں صحیح اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔ (ازالہ ادلام ص ۵۵، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۸۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پڑانا، کیونکہ رسول کو علم دین تو وسط جبریل ملتا ہے، اور اب نزول جبریل یہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے، اور یہ بات خود متنع ہے کہ رسول تو آدے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔ (ازالہ ادلام ص ۵۵، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۹۔ رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ نبی دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے، اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تاقیامت منقطع ہے۔ (ازالہ ادلام ص ۵۵)

۱۰۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبریل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے، اور ایک نئی کتاب اللہ کو مغمفون میں قرآن شریف سے تو ادر رکھتی ہے پیدا ہو جائے، اور جو مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے، فتدبر۔ (ازالہ ادلام حصہ دوم ص ۵۵)

۱۱۔ اور اللہ کو شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے، اور نہ یہ شایان شان ہے کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو۔ (آئینہ کالات انسان ص ۵۵، از مرزا غلام احمد)

۱۲۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت جماعت کا ہے، اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں، کہ جناب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں، اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس

بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں؟ درمزا غلام احمد کا تحریری بیان،
بتاریخ ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء جامع مسجد دہلی کے جلسہ میں دیگیا، مندرجہ تبلیغ رسالت حضور ﷺ
۱۳۔ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کے قائل ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں
داشبہار مرزا غلام احمد قادیانی مورخ ۲۰ شعبان از تبلیغ رسالت ص ۱۲

۱۴۔ وما کان لی ان ادعی النبوة و اخبرہ عن الاسلام و الحق
بقوم کافرین (مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام
سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں؟ (علامہ ابوبکرؓ)

دوسرا دور ۱۸۹۹ء کے بعد

۱۵۔ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں،
نبی کی تعریف میں تبدیلی | شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا، اور بغیر شریعت کے
آ سکتا ہے، گروہی جو پہلے امتی ہو پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی؟
(تجلیات الہیہ ص ۲۹)

۱۶۔ نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف یہ
ختم نبوت کے معنی کی تعریف اور | مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ
دینے والے لفظوں میں دعوئے نبوت | نہیں کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو، یہ نہیں کہ کوئی دوسری
شریعت لادے، کیونکہ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے؟
(تجلیات الہیہ ص ۳۰)

۱۷۔ تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ وہ نعمتیں کیونکر پاسکتے ہو، لہذا
ضرور ہو کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء
وقتاً فوقتاً آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ، اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ
کرو گے، اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے؟ (یکچریا لکھنؤ ص ۱۲)

۱۸۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پاک جو غیب پر مشتمل ہو، زبردست

پیشینگوئیاں ہوں، مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے: (تقریر حجۃ اللہ ص ۱، نیز اخبار الحکم ۲ مئی ۱۹۰۸ء) (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۲۱)۔

۱۹۔ ”یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے، کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانوالا ہو اور شرف مکالمہ و مخاطبۃ الہیہ سے مشرف ہو، شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں، اور نہ یہ ضروری کہ صاحب تشریح رسول کا شیعہ نہ ہو: (ضمیمہ براہین بخیم ص ۱۳۸)۔

۲۰۔ ”میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بحضرت نازل ہو، جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا، مگر بغیر شریعت کے: (تجلیات الہیہ ص ۱۲۱)۔

۲۱۔ ”میں کوئی نیا نبی نہیں، مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں: (راحم ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء)۔

۲۲۔ ”اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے ہیں، اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی: (حقیقۃ الوحی ص ۲۵ حاشیہ)۔

۲۳۔ خدا کی جہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی ہے: (حقیقۃ الوحی ص ۹۶ حاشیہ)۔

۲۴۔ ”اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی، وہی مسیح موعود کہلائے گا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۱۰ حاشیہ)۔

۲۵۔ جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال، اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں، ان کو حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے

نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۹)

۲۶۔ اس واسطے کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمد اور احمد میں منشی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۷)

۲۷۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں، دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو لمجاظا کیست کیفیت و سرور سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشینگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں، اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے، پس ہم نبی ہیں۔ (مبداء رابع ص ۱۷)

از مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۷

۲۸۔ میں مسیح موعود ہوں اور نبی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔ (نزول مسیح ص ۱۳۷)

۲۹۔ میں رسول اور نبی ہوں، یعنی باعث بارظلیت کا علیہ کے میں دائرہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ (نزول مسیح ص ۱۳۷)

۳۰۔ اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا، چونکہ مکہ ایک امتی فرد ہے، اور عیسیٰ ایک نبی ہے، پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ (ضمیمہ برائین خیم ص ۱۸۲)

۳۱۔ اس مرکب نام (امت نبی) کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تاکہ عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے، کہ تم تو عیسیٰ بن مریم کو خدا بناتے ہو مگر ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے، حالانکہ وہ امتی ہے۔ (ضمیمہ برائین خیم ص ۱۸۲)

۳۲۔ پس باوجود اس شخص (مسیح موعود، ناقل) کے دعویٰ نبوت جس کا نام غلط طور پر محمد و احمد رکھا گیا، پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۸۲)

۳۳۔ "اللہ جل شانہ" نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا
یعنی آپ کو خاتمہ کمال کے لئے مقرر فرمایا جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اس وجہ
سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا، یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشی ہو
اور آپ کی توجہ روحانی نبی تلاش ہے، اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو
نہیں ملی ہو (حقیقۃ الوحی ص ۹ حاشیہ)

۳۴۔ "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان
معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں، اور
میں مستقل طور پر نبی ہوں، مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی
فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اسی کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی
طرف سے ظلم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں، مگر بغیر کسی جدید شریعت
کے اس طوع کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا، بلکہ انہی معنوں سے
خدا نے مجھے نبی اور رسول کہہ کے پکارا ہے، سوا ب بھی میں ان معنوں سے نبی
اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا ہو (استہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱)

۳۵۔ "وَنُؤْمِنُ بِآخِرَةِ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ ۚ
الَّذِي رُبِّيَ مِنْ بَيْنِهِ وَأُظْهِرَ دَعْوَاهُ ۚ (ازمباحہ راولپنڈی ص ۱۲)

تیسرا دور

۳۶۔ "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں
رسالتِ وحی نبوت میری جان ہے اسی نے مجھے سب سے پہلے اور اسی نے میرا نام
نبی رکھا ہے" (حقیقۃ الوحی ص ۱۱، ازمباحہ راولپنڈی ص ۱۳)

۳۷۔ "وَمَا أَكُنَّا مُعَيِّنِينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ رَسُولًا ۚ پس اس سے
آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے، اور وہی مسیح موعود
ہے" (حقیقۃ الوحی ص ۱۱، ازمباحہ راولپنڈی ص ۱۳)

۳۸۔ "وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَسَا يَلْعَنُوا اِيْهِمْ يَآئِيتْ اٰخِرِيْ زَمَانٍ مِّنْ اِيْكَ نَبِيٍّ كَے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے : (تمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۶۷) از مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۵

۳۹۔ "صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا : (تمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۶۷) از مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۵

۴۰۔ "اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور استباز مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں اُن کے نمونے ظاہر کئے جائیں، سو وہ میں ہوں، اسی طرح اس زمانہ میں تمام بدوں کے نمونے بھی ظاہر ہوئے، فرعون ہوں یا وہ یہود ہوں جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا، یا ابوجہل ہو، سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں : (دراپن پنجم ص ۱۶۷) از مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۵

۴۱۔ خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو بھی اس سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے، لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں نہیں مانتے : (چشمہ معرفت ص ۲۱۷)

۴۲۔ "خدا نے میرے ہزار انسانوں سے میری تائید کی ہے کہ ہیت کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی ہو لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر گہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے : (تمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۸)

۴۳۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے، اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے، اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے، اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے، جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں : (تمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۸)

۴۴۔ "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا : (دافع البلاء ص ۱۶۷)

۴۵۔ "حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوئی ہے اس

میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ : (میں غلطی کا زار ص ۱۶۷)

(نیز یہی مضمون ار بعین ص ۱۶۷ اور نزول المسیح ص ۱۶۷، حقیقۃ الوحی ص ۱۶۷، ص ۱۶۷ اور انجیل ص ۱۶۷)

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴

و حقیقۃ النبوۃ مرزا محمود صفحہ ۲۰۹، ۲۱۰ وغیرہ وغیرہ کتابوں میں بکثرت موجود ہے۔
 ۴۶۔ " میں خدا کی ششیں برس کی متواتر وحی کو کیسے رد کر سکتا ہوں ، میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں : (حقیقۃ الوحی ص ۱۵ و ص ۱۶ ، انجام آتم ص ۱۶)
 ۴۷۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ میری خیر قرآن و حدیث میں موجود ہے ، اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے : ۱۔ هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلَى الَّذِيْنَ كُفِرَ ۝ (اعجاز احمدی ص ۱۶)
 ۴۸۔ آنچہ من بشنوم از وحی خدا بخدا پاک و نامش ز خطا بہوت سر آن منزش دایم از خطا لاہین است ایمانم
 (رسالہ نزول المسیح مصنفہ مرزا صاحب ص ۱۶)

نیز اسی رسالہ کے صفحہ ۹۹ ہی میں فرماتے ہیں :-

۴۹۔ انبیاء اگرچہ بودہ اند بے من بعرفاں نہ کترم ز کسے
 کم نیم زان ہمہ بدوئے یقین ہر کہ گوید و دروغ بہت و چین
 ۵۰۔ آنچہ دادہ است ہر پی را جام داداں جام را مرا بہ تمام
 (رسالہ نزول المسیح ، صفحہ مذکور)

۵۱۔ " چنانچہ وہ مکالمات الہیہ جو " براہین احمدیہ " میں شائع ہو چکے ہیں ، ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے : ۲۔ هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلَى الَّذِيْنَ كُفِرَ ۝ (براہین احمدیہ ص ۴۹) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے ، پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے :-

(۲) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ مُجْتَمِعًاۙ بَيْنَهُمْ ۚ میں ، اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا : (تیسرا رسالہ ص ۱۰۴)

تشریحی نبوت اللہ صاحب ۵۲۔ " اگر کہو کہ صاحب الشریعت (فراز کر کے شریعت بنونے کا دعوے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری ، تو اول تو یہ دعوے

بلادلیل ہے خدا نے انفراد کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی، ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امور نہی بیان کئے، اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا، وہی صاحب شریعت ہوگا۔ پس اس تعریف کی روش سے ہمارے مخالف طرز میں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی، مثلاً قُلْ لِّلّٰہِ مِیْنُیْنِ یَعْبُدُوْنَ اَبْصَاحُہُمْ وَ یَحْفَظُوْا اَنْفُسَہُمْ ذٰلِکَ اَرْکٰی لَہُمْ، یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور اس پر ہر س کی عمر گزر گئی، اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- اِنَّ هٰذَا الَّذِیْ السَّحٰفِ الْاُولٰٓئِیْ صُحُفٌ اِسْرَآءِیْمَہٗ وَ مُؤَسَّسٰی، یعنی فتراتی تعلیم میں بھی موجود ہے۔

اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے کہ جس میں باستیفاء امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے، کیونکہ اگر قرآن یا قرآن میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی، غرض یہ سب خیالات فصول اور کوتاہ اندیشیاں ہیں۔

اسی کتاب کے حاشیہ نمبر ۷ میں لکھتے ہیں:-

”جو بحکم میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے ادب پر ہوتی ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے، جیسا کہ ایک الہام الہی کی یہ عبادت ہے:- وَ اَصْنَعِ الْفُلَکَ بِاَعْمٰیْنَا وَ وَحِیْنَا اِلَیْکَ الَّذِیْنِ یُبٰیِعُوْنَکَ اِسْمَآءِ یَا یَعُوْنُ اَللّٰہَ یَدُ اَللّٰہِ فِیْہِمْ اَنْیٰدِیْہِمْ، یعنی اس تعلیم و تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی سے بنا، جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں، یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے، اب دیکھ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور بیعت کو نور کی کشتی قرار دیا، اور تمام انسانوں کے لئے

اسے دارِ نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں
سنے : (حاشیہ اربعین ص ۱)

تمام انبیاء علیہم السلام کی ہسری بلکہ | ۵۳ - "میں آدم ہوں، شیت ہوں، نوح ہوں،
ان سے انضلیت کا دعویٰ ادا کی توہین | میں ابراہیم ہوں، میں اسحق ہوں، میں اسمعیل ہوں،

میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں
عیسیٰ ہوں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا منظر اتم ہوں، یوں ظلی طور
پر میں محمد اور احمد ہوں ؟ حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱۷، نزول المسیح ص ۱، از ختم نبوت ص ۱
۵۴ - "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے :

(دافع البلاء صفحہ ۲) از ختم نبوت صفحہ ۸

۵۵ - "خدا نے اس امت میں مسیح بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی
تمام شان میں بہت بڑھ کسے، مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے، اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں
ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا :
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹)

۵۶ - آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، عین دادیاں اور
نانیاں آپ کی زناکار اور کسی عورت میں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود
ظہور پذیر ہوا : (حاشیہ انجام آتم صفحہ ۷) پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی
باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا : (ضمیمہ انجام آتم صفحہ ۴) یہ بھی یاد رہے
کہ آپ کو کچھ جھوٹ بولنے کی عادت تھی : (حاشیہ ضمیمہ انجام آتم صفحہ ۵) انزال کلام ص ۱۰
اجاز احمدی صفحہ ۱۲ و ۱۳، انزال ادا ص ۳۲ و ۳۳، کشتی نوح صفحہ ۱۶، از ختم نبوت ص ۱

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم | ۵۷ - ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات
سے انضلیت کا دعویٰ | کی تعداد صرف تین ہزار لکھی ہے : (تحفہ گوہر ص ۱۷) (۱۷)
اور اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۶ پر دس لاکھ بتلائی ہے۔

۵۸ - له خفف القمر المنير وان لي عسا القمران المشرقان

انتکبر، اس کے لئے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے) چاند

کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا، اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں، اب کیا تو انکار کرے گا؟ (اعجازِ احمدی صفحہ ۱۷۱)

۵۹۔ "ایک غلطی کا ازالہ (اشتہاں میں "حضرت مسیح موعود" نے فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِي مَعَهُ آيَةُ اللَّهِ أَنَّ الْكَافِرِينَ رَحِمَاءُ بَيْنَهُمْ کے الہام میں محمد رسول اللہ سے میں مراد ہوں اور محمد رسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے؟ (اخبار الفضل قادیان جلد ۵، مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۱۵ء)

۶۰۔ میں غلطی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا، بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو پہ پہلو لاکھڑا کیا؟ (کلمۃ الفضل مسند صا حجازہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز ص ۱۲۷ جلد ۱۲)

۶۱۔ "محمد پھر اتر آئے ہیں میں اور آگے سے میں بڑھ کر پیٹل میں محمد دیکھنے میں جس نے اہل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(از قاضی ظہیر الدین صاحب اکتی قادیانی منقول از اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۳۳ مارچ ۱۹۱۶ء)

۶۲۔ محمد میں اور ہمارے میں بڑا فرق ہے، کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے؟ (نزدلی اسبغ مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۹۶)

حدیث رسول کی توہین | ۶۳۔ اور ہم اس کے جواب میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس غصے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن ایدہ جی ہے جو میرے اوپر نازل ہوئی، ہاں تائیدی طور پر وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں، اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں؟ (اعجاز احمدی صفحہ ۲۰) — اور تحفہ گو لہڑیہ صفحہ ۱۰)

اپنے نہ ماننے والے تمام مسلمانوں کو | ۶۴۔ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور مغفل گالیاں اور سب کی تکفیر تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے؟ (الہام مرزا غلام احمد صاحب تبلیغ رسالت جلد ۱۱، صفحہ ۱۶۷)

۶۵۔ کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق

کر لی ہے مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا؛ (آئینہ کلمات صفحہ ۵۳)

۶۶۔ جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے؛

(نزول مسیح صفحہ ۴، تذکرہ صفحہ ۲۲۷، تحفہ گولڑیہ صفحہ ۳۱، تبلیغ رسالت جلد پنجم صفحہ ۱۲۷)

۶۷۔ بلاشبہ ہمارے دشمن یسا بانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں

گشتیوں سے بھی بڑھ گئیں۔ (نجم الہدیٰ صفحہ ۱۰، درمیں صفحہ ۲۹۴)

۶۸۔ جو شخص ہماری فتح کا قاتل نہ ہو گا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو

ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔ (انوار الاسلام صفحہ ۳۳)

۶۹۔ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول

نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

۷۰۔ کفر دو قسم پہلے (اول)، ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے

انکار کرتا ہے اور اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا،

(دوئم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام

حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے مانتے اور سچا جانتے کے بارے میں خدا و

رسولؐ نے تاکید کی اور پہلے نبیوں کے کتابوں میں تاکید پائی جاتی ہے پس

اس لئے کہ وہ خدا و رسول کے سرِ بان کا منکر ہے اگر غور سے دیکھا جائے

تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۷)

۷۱۔ دنیا میں ماموروں کے انکار جیسی کوئی شقاوت نہیں اور ان مقبولوں

کے مان لینے جیسی کوئی سعادت نہیں، اور وہ امن و امان کے قلعہ کی چابی

اور داخل ہونے والوں کی پناہ ہیں، تو پھر کیا حال ہو گا اس کا جس نے اس

کی چابی کو کھول دیا، اور قلعہ میں داخل نہ ہوا، اور باہر نکالے ہوئے لوگوں

کے ساتھ مل کر بیٹھ رہا، اور فی الحقیقت دو شخص بڑے ہی بد بخت ہیں اور ان

جن میں سے ایسا کوئی بھی بدطالع نہیں، ایک وہ جس نے قائم الانبیاء کو نہ مانا

دوسرا وہ جو قائم الخلفاء پر ایمان نہ لایا۔ (الہدیٰ صفحہ ۱۱، غلام احمد)

۷۲۔ کافر کہنے والا بہر حال منکر ہو گا اور جو شخص اس دعوے سے منکر ہے

وہ بہر حال کافر ٹھہر گیا۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم طبع دوم صفحہ ۶۴، خاتمہ بحث صفحہ ۲۶)

۷۳۔ ”الجواب، یہ عجیب بات ہے کہ آپ کا فر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں، حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے، کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفسری قرار دیتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خدا پر اقرار کرنے والا سب کا فرد سے بڑھ کر کافر ہے، پس جب کہ میں نے ایک مکتذب کے نزدیک خدا پر اقرار کیا ہے اس صورت میں نہ میں کافر بلکہ بڑا کافر ہوں، علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا و رسول کو بھی نہیں مانتا، کیونکہ میری نسبت خدا و رسول کی پیشین گوئی موجود ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳، از غلام احمد)

۷۴۔ فضل حسین بیرسٹر نے کوئی چھ مرتبہ التجا کی کہ ہم لوگ کافر نہیں کہتے یا جو لوگ کافر نہیں کہتے ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے، تو حضرت (مرزا غلام احمد) نے بجائے اجازت کے فرمایا نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے، ہم تو کافر نہ کہنے والوں کو بھی کافر کہنے والوں کے ساتھ ہی سمجھتے ہیں؟ (ذیل حکم نمبر ۳۳، منقول از مناظرہ رادسپنڈی صفحہ ۲۶۵)

۷۵۔ جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ ادھر کا ہوں نہ ادھر کا ہوں اصل میں وہ بھی ہمارا مکتذب ہے، اور جو ہمارا مصدق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالفت ہے، ایسے لوگ دراصل منافق طبع ہیں۔ (بدھ ۲۳، ۱۹۳۳ء)

۷۶۔ ”بہر حال کسی کے کفر اور اس کے اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال و دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے، ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے، اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مؤاخذہ سے بری ہے، اور کافر کو منکر ہی کہتے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۱)

۷۷۔ ”پس نہ صرف اس کو جو آپ کو کافر نہیں کہتا مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا، بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے، اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اُسے کچھ توقف ہو

کا فرقرار دیا گیا ہے، پس سوچنے کا مقام ہے کہ حضرت صاحب نے اس معاملہ میں کس قدر تشدد سے کام لیا ہے، اور عقل بھی چاہتی ہے، کیونکہ اگر ایک ہندو رسول اللہ کو سچا مانے اور دل میں اقرار بھی کرے اور ظاہر طور پر انکار بھی نہ کرے، ہاں بعض واقعات کی بنا پر ابھی کلمہ کھلا اسلام لانے سے پرہیز کرے تو ہم اسے کبھی بھی مسلمان نہیں سمجھتے، بلکہ اسے کافر ہی سمجھتے ہیں، اور شریعت اسلام کبھی اس کے ساتھ ناتہرشتہ کو جائز نہیں رکھتی، یعنی اس کے ساتھ کسی مسلمان عدوت کے بیاہ دینے کی اجازت نہیں دیتی پس اسی طرح غیر احمدی کا حال ہے، جو ہمارے حضرت صاحب کو دل میں بچا جاتا ہے لیکن ابھی بیعت کرنے میں متردد ہے، پس جو لوگ ابھی آپ کے دعوے کے ماننے میں متردد ہیں اُن کی نسبت حضرت صاحب نے کفر کا فتویٰ دیا ہے، جیسا کہ میں.... حضرت صاحب کی عبارت میں ”اور پر نقل کر آیا ہوں“ (تشخیص الاذیان صفحہ ۳۱ و ۳۲ بابت اپریل ۱۹۱۱ء مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)

۷۸۔ اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے؟ (انوار خلافت مرزا بشیر الدین محمود قادیانی، صفحہ ۹۰)

۷۹۔ ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور اسلام سے خارج ہیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد میں“ (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

ختم نبوت کے معنی کی تحریف تاویل | اپنی کتاب ”حقیقۃ الوحیؐ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں :- میں متضاد اور بے نیکی باتیں

(۱) ”اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا، یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی، اسی وجہ

سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا، یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے، اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے، اور یہ قوت قدسیہ کسی اور کو نہیں ملی؟ گویا خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین نہیں، بلکہ انبیاء کی ٹہر میں کہ نبی بنانے کی قدرت و اختیار آپ کو ملے دیا گیا ہے، آپ کو نبوت کی مہر دے دی، آپ جتنے چاہیں نبی بنا سکتے ہیں۔

(۲) اور اپنی کتاب نزول مسیح کے صفحہ ۳ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:-

”میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے، پس باوجود اس شخص (مرزا صاحب) کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا، پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا :- (ایک غلطی کا انالہ) اس سے معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی تو وہی ہیں جو سب مسلمان سمجھتے ہیں، لیکن مرزا صاحب کا نبی ہونا اس کے منافی نہیں، کیونکہ (معاذ اللہ) میں محمد احمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) تجلیات الہیہ صفحہ ۹ کے حاشیہ میں ہے:-

”نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ الہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو، یہ نہیں کہ کوئی دوسری شریعت لا دے، کیونکہ شریعت آنحضرت

عہ مگناوس ہے کہ مرزا صاحب کی تحریک ایسا الجھل ہیں کہ کچھ دودھ نکل جانے کے بعد انھیں خود بھی اپنا پہلا کلام یاد نہیں رہتا۔ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹ پر یہ کہتے ہیں: ”جس قدر مجھے پہلے ادلیا، ابدال، انقلاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں :- یہاں ان کو یہ بھی دھیان نہیں رہا کہ خاتم النبیین کیا لفظ نہیں جمع ہے اگر مرزا صاحب کے ایسا ذکر معنی خاتم النبیین کے لئے جاویر ہے وہ اس وقت تک نہاد ہی نہیں آسکتا جب تک ایک نام نہ نبی آپ کی مہر سے نہ بنے ہوں، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل اس میں ہو کہ آپ کے نزدیک لوگ نبی نہیں تو کیا ساری امت اس صورت ایک شخص کو وہ بھی تیرہ سو برس کے بعد آپ نبی بنا سکے، مصابیح بعین اور امت کے تمام اکابر میں کوئی اس قابل نہ تھا کہ آپ کی مہر سے نبی بن جاتا ۱۲ منہ

صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے :

اس میں ختم نبوت کے معنی کا یہ حاصل ہوا کہ شریعت ختم ہے نبوت ختم نہیں۔ غرض جب سے مرزا صاحب دوسرے دور میں داخل ہوئے اور نبی بننے کا شوق داغ ہو اتنا خاتم النبیین اور مسئلہ ختم نبوت کو اپنی راہ میں حائل پا کر اس کی تحریف و تاویل شروع کی لیکن اس میں بھی حسب دستور کسی ایک تحریف پر قائم نہ رہے۔ کبھی خاتم النبیین ہی کے معنی بدل کر مہر نبوت قرار دیا، کبھی ختم نبوت کے معنی کو اپنے معروف و مشہور معنی میں رکھ کر ظلی و بر ذری نبوت کی قسمیں ایجا دگیں اور ظلی نبی کو عین محمد و احمد علیہ السلام کے ختم نبوت کی زد سے باہر آنے کی سعی فرمائی، اور کہیں ختم نبوت میں ایک قید بڑھا کر اس سے کلو خلاصی کی فکر کی کہ ختم ہونے والی نبوت وہ ہے جس کے ساتھ شریعت بھی ہو، مطلق نبوت کا اہتمام مرزا نہیں مرزا صاحب کی نبوت اور قادیاں تعلیمات اور عقائد سے توبہ کرنے کے لئے تو میرے خیال میں قرآن و حدیث سے دلیل لانے کی ضرورت نہیں، خود مرزا صاحب کی متضاد اور بے نیکی باتیں پڑھ لینا ایک منصف مزاج سلیم الفہم انسان کے لئے کافی ہے، اور تمام لڑائیچر بڑھنے کی بھی ضرورت نہیں، جتنی باتیں اس مقدمہ میں نقل کر دی گئی ہیں، ان کا بھی ہر اہل عقل و دیانت پر بلاشبہ یہی اثر ہوگا، لیکن عام مسلمانوں کے سمجھنے اور نفس مسئلہ کو سمجھانے کے لئے فی الجملہ اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن و حدیث اور سلف صالحین صحابہ و تابعین کے آثار و اقوال کے ذریعہ اس مسئلہ کے ہر پہلو کو واضح کر دیا جائے، اسی مقصد کے لئے یہ کتاب بنام ختم نبوت لکھی گئی ہے۔ واللہ الموفق والمعين۔

مقصد کی تقسیم چار حصوں میں | چونکہ اس بحث میں ہمارا دے سخن ایک ایسی جماعت کی طرف ہے جو مدعی اسلام ہے، اور قرآن و حدیث اور اجماع امت کا اتباع کرنے کا دعویٰ رکھتی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم مسئلہ زیر بحث کو اصول اسلام اور احکام شرعیہ کی تینوں قطعی حجت (یعنی قرآن، حدیث، اجماع) سے علیحدہ علیحدہ تین حصوں میں واضح کر کے پیش کریں، اس لئے ابتداءً اس رسالہ کے تین حصے قرار دیئے گئے :-

اول ختم النبوة فی القرآن، جس میں آیات قرآنیہ سے اس مسئلہ کا قطعی اور واضح ثبوت پیش کیا جائے اور ان کے متعلق جو مخالف کے شبہات ہیں ان کا منصفانہ جواب دیا جائے۔

دوسرے ختم النبوة فی الحدیث، جس میں امارت نبویہ سے اس مسئلہ کو منع کیا جاوے اور شہادت مخالفین کے جوابات دیئے جاویں۔

تیسرے ختم النبوة فی الآثار، جس میں اجماع امت اور اقوال سلف صحابہ تابعین اور ائمہ دین اور ہر طبقہ کے علماء راہنہ یعنی علماء عقائد و کلام، مفسرین، محدثین، فقہاء، صوفیاء وغیرہم کی تحقیقات و تصدیقات اس مسئلہ کے متعلق پیش کی جاویں اسی کے آخر میں کتب قدیمہ توراۃ و انجیل وغیرہ سے بھی اس مسئلہ کے ہر پہلو کو کھولا جاوے اور عقلی دلائل سے بھی ختم نبوت کا ثبوت دیا جاوے۔

چوتھے اس کے بعد اس کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ جن چیزوں کو تادیانی امت اپنے مذہب یعنی بقاء نبوت کے دلائل کہہ کر لوگوں کو فریب دیتی ہے، ان کے جوابات تحقیق انصاف کے ساتھ دیئے جاویں۔

پانچویں، مرزا کے ذاتی حالات و مقالات اور احلاق و اعمال کو جمع کیا جاوے جس سے معلوم ہو سکے کہ اگر بالفرض نبوت ختم بھی نہ ہو اور دنیا کا ہر مسلمان نبی بن سکے تب بھی مرزا جی کو نبوت حاصل ہونا محال ہے۔

ابتدائی تین حصے اس کتاب میں موجود ہیں، چوتھے اور پانچویں حصہ کا ارادہ اس لئے چھوڑ دیا گیا کہ اس موضوع پر بہت سی مختصر و مفصل کتابیں شائع ہو چکی ہیں، اس کے لئے اب کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہ رہی۔

وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانِ؛

ختم النبوة فی امیران

حصہ اول



چند سال پہلے کی تصویر

ختم النبوة فی القرآن

حصہ اول

قرآن مجید وہ کتاب عزیز ہے کہ جس کی ایک ایک انا پر اہل عالم کی جانیں اور احوال و شربا ہاں ہیں، اور اس کے ہر اشارہ پر مسلمانوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں، بہت کافی تھا کہ مسئلہ زیر بحث میں بھی ایک اشارہ پر کفایت کرتا، لیکن خدائے عظیم و خبیر ہی خوب جانتا ہے کہ کونسا مسئلہ زیادہ قابل اہتمام ہے، اور اس مسئلہ کے بیان کی اشد ضرورت پڑنے والی ہے، اس نے اپنے ازل کلام میں اس مسئلہ کا ہر پہلو اس قدر واضح کر دیا کہ کسی مسلمان کو جس کے دماغ میں فہم کا کچھ ماتہ اور قلب میں تھوڑا سا خدا کا خوف اور اس کی کتاب کی کچھ عظمت ہو اس کے لئے کسی قسم کے شک بلکہ تاویل و تفسیر کی بھی گنجائش نہیں چھوڑی، پھر نہ صرف ایک مرتبہ اور ایک جگہ بلکہ متعدد مرتبہ اور مختلف مقامات میں مختلف طرز بیان سے اس مسئلہ کو ذہن نشین کیا گیا، جس کو میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ ہدیٰ ناظرین کرنا چاہتا ہوں۔

تفسیر قرآن کا معیار صحیح کیا ہے؟ ہر زبان اور ہر لغت میں کسی کلام کی مراد معلوم کرنے کے لئے جس طرح یہ ضروری ہے کہ اس لغت کے مفردات اور قواعد ترکیب وغیرہ معلوم کئے جائیں، اسی طرح ہر کلام کی مراد تعین کرنے کے لئے یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ مشکل اور مخاطب کو پیش نظر رکھا جائے۔

کیونکہ عموماً لغت اور زبان کے اعتبار سے ہر کلام کے مختلف معنی اور مختلف مرادیں ہو سکتی ہیں، جب تک کہ خصوصیات مشکل و مخاطب کو حکم نہ بنایا جائے معنی مراد اور

مقصود کو متعین نہیں کیا جاسکتا ، اور جب کہیں ان خصوصیات سے قطع نظر کر کے کلام کی مراد بتلائی جاتی ہے ، تو اکثر ٹھوکریں کھانا پڑتی ہیں ، اور بہت سی غلطیوں کا شکار ہونا پڑتا ہے ۔

معانی اور بلاغت کے فنون میں اس مضمون کو بوضاحت بیان کیا گیا ہے ، اس جگہ صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔

دیکھئے اگر ایک شخص کہتا ہے کہ ” بارش نے زمین میں گھاس اور درخت اگائے ہیں ۔“ تو اگر اس کا کہنے والا ایک توحید پرست مسلمان ہے تو ہر عقلمند اس کلام کے یہ معنی سمجھے گا کہ بارش گھاس اُگنے کا ظاہری سبب ہے ، اور اگر کہنے والا کوئی دہریہ مادہ پرست ہے تو یہی کلمہ کفر سمجھا جائے گا ، اور اس کی مراد یہ قرار دی جائے گی کہ وہ بارش کو گھاس درخت وغیرہ پیدا کرنے میں موثر حقیقی کہتا ہے ، جو قطعاً کفر ہے ، دیکھئے کہ مشکل کے حوالے مختلف ہونے کی وجہ سے ایک کلام کی مراد میں کس قدر شدید اختلاف ہو گیا ، ایک کلمہ جبکہ مسلمان کہتا ہے تو اس کی مراد صحیح ہے اور کفر کی کوئی وجہ نہیں ، اور کوئی دہریہ کہتا ہے تو یہی کلمہ کفر بن جاتا ہے ۔ (دیکھو مختصر معانی و مطول وغیرہ) ۔

اسی طرح بعض اوقات میں مخاطب کے بدل جانے سے کلام کی مراد بدل جاتی ہے ایک عالم فاضل کے لئے جب علامہ کہا جاتا ہے تو اس کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم و توقیر ہوتی ہے اور یہی لفظ جب کسی اُن پڑھ جابل کے حق میں بولا جاتا ہے تو اس کا استہزار اور ٹھٹھا کرنا منظور ہوتا ہے ۔

اسی طرح بیوی کو حُرّہ کہہ کر طلاق مراد لی جاسکتی ہے جو انبغض المباحات اور نہایت مکروہ چیز ہے ، اور دوسری عورتوں کو یہی لفظ کہنا ان کی تعظیم و تعریف میں داخل ہے ، اسی طرح زمانہ اور مکان اور دیگر خصوصیات متکلم و مخاطب کے اختلاف سے کلام کی مراد میں شدید اختلاف پیدا ہو جاتا ہے ، تھوڑے سے غور کرنے سے ہر ایک زبان میں ہر انسان اس قسم کی ہزاروں مثالیں بیان کر سکتا ہے جن کی تفصیل اس جگہ بے موقع ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر زبان میں جس طرح کلام کی مراد معلوم کرنے کے لئے اس زبان کی لغت اور قواعد صرفیہ و نحویہ کے معلوم کرنے کی ضرورت ہے اسی طرح یہ بھی ہم ضرورت میں سے ہے کہ خصوصیات متکلم و مخاطب کو زیر نظر رکھ کر مراد متعین کی جائے ، اور جو کلام

کی مراد اُس کے بغیر بیان کی جانے والے بالکل ناقابلِ اعتبار ہے، کیونکہ اکثر کلام میں نفسِ لغت کے اعتبار سے چند احتمال ہو سکتے ہیں ان میں سے معنی مراد کی تعیین صرف خصوصیاتِ مذکورہ پر موقوف ہوتی ہے۔

اسی اسلوب پر خدائے قدوس کا کلام بھی باعتبار لغت و قواعد ترکیب اکثر ملامت میں مختلف معانی کا تحمل ہو سکتا ہے اور ان کی متعدد مرادیں بن سکتی ہیں، اور حسبِ دستور ان میں بھی فیصلہ صرف خصوصیاتِ مذکورہ سے کرنا ہوتا ہے۔

ابن سعد نے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ۔

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج سے مناظرہ کرنے کے لئے حضرت

ابن عباسؓ کو مقرر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آیاتِ قرآنہ کو مناظرہ کا معسر کہ

مست بناؤ بلکہ احادیث پیش کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ

امیر المؤمنین قرآن مجید ہی سے مناظرہ کرنے میں کیا اندیشہ ہے، ہم بفضلہ

تعالیٰ قرآن مجید کو ان سے زیادہ سمجھتے ہیں، ہمارے ہی گھروں میں قرآن نازل

ہوا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ تو آپ نے سچ کہا، لیکن قرآن مجید ایک مختصر

اور مجر کلام ہے جو مختلف احتمالات کا تحمل کرنے والا اور ذودجہ ہے، اگر

اس کے سمجھنے اور اس کی تفسیر کا معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور

آپؐ کی احادیث کو نہ بنایا گیا تو ایک آیت کی تفسیر میں تم بھی کچھ کہتے رہو گے

اور وہ بھی کچھ بولتے رہیں گے، کوئی بات فیصلہ کن نہ ہوگی، چنانچہ حضرت

ابن عباسؓ نے اس کو تسلیم کر کے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ خوارج کے

ہاتھ میں سوائے رسوائی کے کچھ نہ رہا۔

(کذا فی الاقنآن، صفحہ ۱۴۳، جلد ۱)

اس روایت میں اور ہر تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ

قرآن مجید ذودجہ ہے، اس کے ایک کلام میں بحیثیتِ زبان مختلف معانی کا احتمال

ممکن ہے، اور جب تک اس کی مراد متعین کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

تعلیم اور خصوصیاتِ مذکورہ کا لحاظ نہ رکھا جائے اس کی حقیقی اور صحیح مراد کو پہنچنا مشکل

ہے، اور دوسری طرف حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جو یہ فرمایا کہ قرآن ہمارے گھروں

میں نازل ہوا اس لئے ہم قرآن مجید کو ان سے زیادہ سمجھتے ہیں، اس سے یہ ثابت ہوا کہ خصوصیات منظم و مخاطب کو کلام کے سمجھنے میں بڑا دخل ہے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن مجید کے اکثر جملوں میں لغت عرب اور قواعد نحو و صرف کے اعتبار سے مختلف معانی کا احتمال ہو سکتا ہے، ان احتمالات میں سے کیا صحیح ہے کیا غلط، اس کے پہچاننے کے لئے کوئی معیار ہونا ضروری ہے، ورنہ ہر شخص جو معنی چاہے گادہ اختیار کر لے گا اور فیصلہ کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

اس سے پہلے کہ ہم ختم نبوت کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیات پیش کریں اس امر کا طے کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ تفسیر قرآن کا صحیح معیار کیا ہے، جس سے ہم یہ معلوم کر سکیں کہ فلاں تفسیر صحیح ہے اور فلاں غلط۔

تفسیر قرآن کا معیار ارد | جن حضرات نے علوم قرآنیہ کے اصول پر کتابیں لکھی ہیں انہوں
اس کا صحیح طریقہ اس نے اس مسئلہ کو اہم قرار دے کر مفصل تقریر فرمائی ہے۔ ہم
اس جگہ شیخ جلال الدین سیوطی کی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" کی عبارت کا غلا
ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس کو انہوں نے جمہور علماء سے نقل فرمایا ہے۔

قرآن مجید کی تفسیر مذکورہ ذیل طریقوں پر علی الترتیب قابل اعتماد ہوگی، اور جو تفسیر ان طریقوں میں سے کسی طریق پر بھی نہ ہو وہ قرآن کی تحریف سمجھی جائے گی۔

(۱) مقدم اور سب سے زیادہ قابل اعتماد اس باب میں وہ تفسیر ہے جو خود قرآن مجید ہی کی دوسری آیات سے مستفاد ہو، کیونکہ اس کلام پاک میں اگر ایک مسئلہ کو کسی جگہ مبہم ارشاد فرمایا ہے، تو اکثر دوسری جگہ اس کی تفصیل کر دی گئی ہے، علامہ ابن جوزی نے تفسیر القرآن بالقرآن بہرہ مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے، جس میں قرآن کی مبہم آیات کی

لہ کما فی تفسیر قولہ تعالیٰ یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْكَ مِنْ رَبِّكَ مِنْ دُونِ الْمَعَانِی قَالِ الْاَلَوِیْ جَمِیعُ الْقُرْآنِ
علوم الاولین والآخرین بحیث لم یحیط بہا علی حقیقۃ الاسلام بکلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلافاً لاسنن
پیشوائے، ثم ودرث عنہ معظم ذلک سادات الصائیہ واطلاہم مثل الغفار الاربعۃ وشل بن مسعود بن عباس حی
قال لومناعی عقال بعر لوجہ فی کتاب اللہ ثم ودرث عنہم التاجون باحسان ثم تقاصر الیہم وقررت العزم علی
ما حملہ الصائیہ والتاجون فتوحا فتونہ نقامت کل طائفۃ بغض من فتونہ (روح المعانی صفحہ ۱۷۰، پارہ ۶)

دوسری آیات سے شرح کی گئی ہے، اور حافظ ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اس کا التزام کیا ہے کہ ایک آیت کی تفسیر اگر کسی دوسری آیت سے ہو سکتی ہے تو سب سے پہلے اسی کو لاتے ہیں۔

(۲) دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تفسیر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آیت کے متعلق اپنے قول یا فعل سے بیان فرمائی ہو، کیونکہ یہ کتاب میں آپؐ پر نازل ہوئی، اور آپؐ کو رسول بنا کر سمیٹنے کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ آپؐ اس کتاب کی تعلیم دیں، اور اس میں جو امور ہمیں اُن کو بیان فرمائیں، قرآن مجید میں بار بار اس کا ذکر آیا ہے۔

۱) یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے سیکھایا کہ قرآن مجید کی تعلیم دینا اور کام کی باتیں بتلائیں۔“

۲) تَقْبَلُونَ لِلنَّاسِ مَآئِزَ الْيُسْرِ۔ ”تاکہ آپؐ بیان کر دیں لوگوں کے لئے آسانی جو اُن کی طرف سے تازل کی گئیں۔“

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قرآن کو صحیح سمجھنے کے لئے رسولؐ کی تعلیم تمہیں کی ضرورت ہے، اگر قرآن کو سمجھنے کے لئے صرف عربی زبان جانتا اور کتاب اللہ کا مطالعہ کافی ہوتا تو رسولؐ کے سمیٹنے کی اور ان کے فرائض منصبی میں مسترآن کی تعلیم تمہیں داخل کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔

جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض میں داخل ہے کہ آپؐ قرآن مجید کی تعلیم دیں اور اس کے محل و مہم کی شرح اور تفسیر بیان فرمائیں، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آپؐ کے کل فرمان وحی الہی میں، اس لئے دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تفسیر ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔

(۳) تیسرے درجہ میں صحابہ کرامؓ کی تفاسیر قابل اعتماد ہیں، کیونکہ انہوں نے قرآن کے نزول کا مشاہدہ کیا، انہی کے سامنے اور اکثر انہی کے واقعات پر قرآن مجید نازل ہوا، اور پھر قرآن مجید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے، اور ظاہر ہے کہ کوئی انسان جب کوئی کتاب دین کی ہو یا دنیا کی کسی شخص سے پڑھتا ہے تو اس کے پڑھنے کی غرض صرف عبارت پڑھنا نہیں ہوتی، بلکہ اس کے معانی کا سمجھنا اہم مقصد ہوتا ہے، اور جب

طب یا نحو و صرف کی کتاب کوئی ادنیٰ طالب علم بے سمجھے پڑھنا حماقت اور تفسیح عمر سمجھتا ہو تو آپ خود فیصلہ کریں کہ جب استاذ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جن کی غرض بعثت تعلیم کتاب ہے، اور شاگرد وہ صحابہ کرام کہ تمام امت کے اذکیاء ان سے کوئی نسبت نہیں رکھتے، اور کتاب وہ اہم کتاب کہ جس پر ان کے اور تمام امت کے دینی و دنیوی مقاصد اور دارین کی فلاح موقوف، پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ سے محض الفاظ و سرائے پڑھنے پر اکتفاء کرتے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خود فرماتے ہیں کہ جب ہم آپ سے قرآن مجید پڑھتے تھے تو مطالب و معانی کو بھی آپ سے ہی پڑھتے تھے۔ سیوطی نے بحوالہ ابو عبد الرحمن سلمیٰ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے۔

أَنْتُمْ كَانُوا إِذَا تَعَلَّمُوا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يَتَجَاوَزْ دُحَاهَا حَتَّى يَتَعَلَّمُوا مِنْهَا مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ مَا لَوْ تَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ وَالْعِلْمَ وَالْعَمَلَ جَمِيعًا .
(اتقان ۱۷۱)

۔ صحابہ کرام جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیتیں پڑھتے تھے تو اس وقت تک آگے نہ بڑھتے تھے جب تک اس کے تمام علمی اور عملی مطالب پوری طرح معلوم نہ کر لیں، صحابہ فرماتے ہیں ہم نے قرآن مجید کو آپ سے سیکھا اور اس کے علم و عمل وغیرہ سب کو معلوم کیا :

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو ایک سورہ القرمہ کے پڑھنے میں آٹھ سال صرف ہوئے۔ (رواہ مالک فی الموطأ) خدا ہی جانتا ہے کہ انھوں نے آٹھ سال میں کیا کیا علوم و معارف اس سورت کے حاصل کئے ہوں گے ورنہ صرف حفظ کے لئے چند روز کافی تھے۔ اور چونکہ صحابہ کرام کے علوم قرآنیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کردہ ہیں اس لئے امام الحدیث حاکم نے کہا ہے کہ تفاسیر صحابہ سے اس جگہ صرف و تفاسیر مراد ہیں جو شان نزول وغیرہ کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں، مطلقاً اقوال صحابہ مراد نہیں، خود حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں اس کی تصریح فرمادی ہے۔

(۴) چوتھے درجہ میں تابعین رحمہم اللہ کے اقوال و بارہ تفسیر قابل و ثوق سمجھے جاتے ہیں، کیونکہ بہت سے تابعین نے پورا قرآن مجید صحابہ کرام سے پڑھا، اور اس کے وہ علوم و معارف حاصل کئے جو صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے تھے۔

(۵) پانچویں درجہ میں وہ تفسیر قابل عمل ہے جو ان ائمہ تفسیر نے تحریر فرمائی ہے جن کی عمریں اسی میدان کی سیاحت میں ختم ہو گئیں، اور جنہوں نے تفسیر کے باب میں اصولی سابقہ کو پیش نظر رکھ کر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ و تابعین کو اپنا امام بنالیا، اور اس باب میں جو کچھ کہا صحابہ و تابعین کے اقوال کی ترجمانی کی، اور اسی لئے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہیں کہ یہ پانچواں درجہ کوئی مستقل درجہ نہیں بلکہ تیسرے اور چوتھے درجہ میں داخل ہے، کیونکہ صحابہ و تابعین کے آثار بھی انہی تفاسیر سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

اس قسم کی تفسیروں میں سے سیوطی نے کتب ذیل کا نام لیا ہے :-
ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن ماجہ، حاکم، ابن مرددہ، ابوالشیخ ابن حبان، ابن اللزیز وغیرہ، اور کتب متداولہ میں سے ابن کثیر، درمنثور وغیرہ بھی اس قسم کی تفسیریں ہیں۔ لیکن ان سب میں سیوطی نے تفسیر ابن جریر کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا ہے :-
اجْمَعَ الْعُلَمَاءُ الْمُعْتَبَرُونَ
عَلَى أَنَّهُ لَمْ يُؤَلَّفْ فِي
التَّفْسِيرِ مِثْلُهُ ۔
"علماء معتبرین نے اس پر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ فن تفسیر میں اس جیسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی"۔

یہ پانچ اصول ہیں جو قرآن عزیز کی صحیح تفسیر کا معیار ہیں، جو تفسیر ان اصول کے مطابق ہے وہ علما قابل اعتماد ہے، اور جو اس معیار پر درست ثابت نہ ہو وہ قرآن مجید کی تحریف اور زندقہ والحاد ہے، اسی کو تفسیر بالرائے کہا جاتا ہے، جس کے متعلق حدیث میں ہے :-

مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ
فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ رِوَاةَ النَّسَاءِ
وَابُودَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيَّ (ازنقان مشہور)

"جو شخص قرآن کی تفسیر میں اپنی رائے سے کلام کرے اور (انفاقاً) تفسیر صحیح ہو کہے تب بھی اس نے خطا کی"۔

اور حدیث میں ہے :-
مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ
فَلْيَسْتَبِشِرْ مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ (ابوداؤد)

"جو شخص قرآن کریم کی تفسیر بغیر علم کے کرے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھ لے"۔

درجہ ظاہر ہے کہ صحابہ و تابعین اور اسلاف متقدمین کی تفسیروں کے بعد ان کے خلاف کوئی قول ایسا ذکر نہ آیا اور آیت کی مراد ان سب کے خلاف قرار دینا صاف یہ معنی رکھتا ہے کہ العیاذ باللہ تیرہ سو برس تک تمام امت نے قرآن کا مطلب غلط سمجھا، صحابہ کرامؓ اور پھر تابعینؓ اور تبع تابعینؓ اور پھر تمام ائمہ سلف صالحین میں سے کسی کو حق کی طرف ہدایت نہ ہوئی۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس کا کوئی مسلمان جو قرآن مجید کو خدا کی کتاب جانتا ہے، قائل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ وہ مفسدہ عظمیٰ ہے کہ اسلام کی ریخ و بنیاد کو ہلا دینے والا ہے، بلکہ اگر انصاف سے کام لیا جائے تو کوئی منصف کا فر بھی اس بیہودگی کو اختیار نہیں کر سکتا، تمام اسلاف امت کا کسی آیت کی مراد کو نہ سمجھنا یا غلط سمجھنا جو جوہ ذیل قابل ہے۔

۱۔ ازل تو یہ کہ اس صورت میں قرآن مجید خدا تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ کسی بھلا انسان کا کلام بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ عالم کی ہدایت کے لئے نازل ہوا اور جب تمام عالم باوجود اپنی امکانی کوششوں کے صرف کر دینے کے تیرہ سو برس تک اس کی مراد کو نہ پاسکا تو معاذ اللہ گمراہی پر گمراہی بڑھانے والی چیتان ہو گئی، کوئی قابل عمل کتاب نہ رہی۔

۲۔ دوم اس صورت میں قرآن مجید کوئی قابل عمل اور قابل اعتماد کتاب نہیں بنتی اور اس کتاب میں سے العیاذ باللہ اسٹھ جاتا ہے، کیونکہ جب یہ ممکن ہے کہ تیرہ سو برس تک تمام امت کی عرق ریزی اور جانکاہی اس کی صحیح مراد پر نہ پہنچا سکی اور ان سب کے ناخن تدبیر اس گتھی کو نہ سلجھا سکے، اور امت کے سب سے بڑے اراکان صحابہ و تابعین اس چیتان کے حل کرنے سے عاجز رہ کر معاذ اللہ ہمیشہ گمراہی میں پھنسے رہے تو جو صاحب آج اس کے نئے معنی کو صحیح بتلاتے ہیں کیا اس میں بھی یہ احتمال نہیں کہ وہ بھی پہلے معنی کی طرح آئندہ چل کر غلط ثابت ہوں، جس کا ظہور آئندہ تیرہ سو برس کے بعد ہو، ورنہ وہ بتلائیں کہ ان کے پاس اس کی کیا ضمانت ہے کہ وہ جو کچھ مراد سمجھتے ہیں وہ ہرگز غلط نہیں ہو سکتی بلکہ اس صورت میں ہر شخص کو یقین کر لینا پڑے گا کہ جب اس ذات مقدس نے اس معنی کو حل نہ کیا جس پر قرآن نازل ہوا اور ان کو اس کے چٹھانے اور میان کرنے کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا، پھر صحابہ کرامؓ پر اس کی صحیح مراد ظاہر نہ ہو سکی، حالانکہ انھوں نے اسی کے حاصل کرنے اور پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی

اور خدمت میں عمر گزردی، اور بچا روں نے آٹھ آٹھ اور بارہ بارہ برس صرف ایک سورت کے پڑھنے اور سمجھنے میں صرف بھی کئے پھر اسلاف امت میں سے ہر قرن اور ہر زمانہ میں اس کے حل کرنے کے لئے ان حضرات نے زور لگائے جن کی ذکاوت اور تیزی طبع اور فہم خدا داد کا کفار کو بھی طوعاً و کرہاً اعتراف کرنا پڑا ہے، لیکن ان سب امور کے ہوتے ہوئے وہ سب اس کے صحیح معنی سمجھنے سے عاجز رہے تو پھر یہ کتاب کیا اس قابل ہو سکتی ہے کہ کسی عقلمند کو اس کی طرف دعوت دی جائے، یا کوئی اس کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو سکے۔

خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ و تابعین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ یا ایک واسطہ سے شاگرد ہیں، اور تعلیم قرآن جو آپ کی بعثت کا اعلیٰ مقصد ہے اس کے قابل ہیں لوگ ہیں، اگر یہ لوگ بھی قرآن کو صحیح سمجھنے کو لازم آتا ہے کہ قرآن جمید ایک غیر مایوں کلام ہو جائے کہ اب تک جو امت نے معنی سمجھ دیے وہ آج غلط ثابت ہوئے، پھر جو معنی آج قرار دیئے گئے اس پر کیا اطمینان ہے کہ وہ بھی آئندہ غلط ثابت نہ ہوں گے، اور ان امور کے ہوتے ہوئے کیا کسی مسلمان کا منہ ہو سکتا ہے کہ وہ کفار کو اس کتاب عزیز پر ایمان لانے اور اس کے اتباع کی دعوت دے؟

۳۔ سو تبصریحات احادیث صحابہ کرام کی جماعت ہر حیثیت علم و عمل سے اس امت کا افضل ترین طبقہ ہے، صحابہ ہی کی شان میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے:-

أُولَٰئِكَ أَتَّبِعُهُمْ شُلُوبًا وَ
أَعْقِبُهُمْ حِلْمًا۔

والے اور سب گہرے علم والے ہیں۔

اور حدیث معروف خَيْرُ الْقُرُونِ تَرَنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ نَحْمُ ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ نَحْمُ بھی اس معنی کی شاہد ہے۔

پھر اس ذہن و فکارت کے ساتھ وہ قرآن کے ہر زبان اور اس کی آیات کے نزول کا راز و دن آنکھ سے مشاہدہ کرنے والے بھی ہیں، اور اس پر مزید یہ کہ پھر اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں بارہ بارہ برس ایک ایک سورت پر صرف بھی کرتے ہیں، اور سب سے زیادہ یہ کہ اس کے مطالب کو خاص اُس مبارک ذات سے سیکھتے ہیں جس پر قرآن نازل ہوا، اور جس کے مبارک سینہ کو علوم اولین و آخرین سے معمور کیا گیا، اور ان کو اسی کتاب عزیز کا معلم بنا کر

بھیجا گیا، اور خود صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کے الفاظ ہی نہیں سیکھے، بلکہ اس کے معانی و مطالب اور علم و عمل سب چیزیں آپ سے ہی حاصل کیں، پھر کیسے ممکن ہے کہ قرآن مجید کے صحیح معنی ان سب حضرات سے مخفی رہ جائیں۔ اسی طرح تابعین و جمہور اللہ نے قرآن کریم صحابہؓ سے حاصل کیا، تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ سب کے سب اس کی صحیح مراد پر نہ پہنچیں، اور اگر یہ حضرات باوجود ان اوصاف و حالات کے اس کی صحیح مراد پر نہیں پہنچ سکتے تو دنیا میں کوئی انسان اس کی صحیح مراد پر نہیں پہنچ سکتا۔

۴۔ چہاں قرآن مجید خود ارشاد کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی تعلیم و تیسین کے لئے بھیجا گیا ہے، جیسا کہ پہلے چند آیات سے ثابت ہو چکا ہو، پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور معاذ اللہ قرآن اسی ابہام اور اخفاء کی تاریکی میں باقی رہا تو (خاکم بدین) خدا کا یہ ارادہ پورا نہ ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کا یہ منہ نہیں کو پورا نہ کیا۔

اسی لئے امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آج کوئی نئی بات ایجاد کرتا ہے، وہ درحقیقت یہ کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) اپنے فریضہ رسالت میں خیانت کی اور پورا دین امت کو نہیں پہنچایا۔

الحاصل آج جو شخص کسی آیت کی تفسیر معلوم کرنا چاہے اس کے لئے نہایت سہل اور سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ وہ سلف صالحین صحابہ و تابعین کی تفاسیر کو اپنا قدوہ بنا کر ان کی اختیار کردہ تفسیر کو قرآن کی مراد سمجھے۔

اور جو کوئی معنی جہور صحابہ و تابعین اور اسلاف امت کے خلاف سمجھ میں آئے ان کو اپنی غلط فہمی اور قصورِ علم کا نتیجہ سمجھے، اگرچہ اس کے گمان میں وہ معنی قرآن کا مدلول معلوم ہوتے ہوں۔ غرض صحابہ و تابعین جو کہ اس کتاب کے علوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ یا صرف ایک واسطہ سے شاگرد ہیں، ان کے اقوال سے تجاوز کرنا، اور ان سب اقوال کے علاوہ کوئی نئے معنی ایجاد کرنا قرآن کو ناقابل اعتماد اور ناقابل عمل چیز قرار دینا ہے۔

اس بارہ میں امام الحدیث والتفسیر حافظ من تیمیہؒ کی ایک عبارت علامہ سیوطیؒ نے

اتقان میں محترم علیہ ہونے کی حیثیت سے نقل کی ہے، دیکھو اتقان، ص ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰:-

”اس لئے کہ اگر آیت میں صحابہ تابعین اور ائمہ تفسیر کی کوئی تفسیر منقول ہو اور پھر کوئی شخص آئے جو اپنے معتقد علیہ مذہب کے لئے آیت کی تفسیر کسی نئے قول سے کرے، اور یہ مذہب مذہب صحابہ تابعین میں سے نہ ہو تو شخص فرقہ مغترلہ اور دوسرے اہل بدعت کے سنسرتوں میں داخل ہو گیا۔ اور حامل کلام یہ کہ جو شخص مذہب صحابہ و تابعین اور ان کی تفسیر سے عدول کر کے کوئی مخالف قول اختیار کرے تو وہ اس تفسیر میں خطا کا روبرو مبتلا ہوگا۔ اس لئے کہ صحابہ و تابعین قرآن مجید کے معانی اور اس کی تفسیر کے زیادہ عالم ہیں جیسا کہ وہ اس دین حق کے زیادہ عالم ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے

فَاتِ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ وَ
الْأئِمَّةَ إِنْ كَانَ لَهُمْ فِي الْآيَةِ
تَفْسِيرٌ وَجَاءَ قَوْمٌ فَسَّرُوا الْآيَةَ
بِقَوْلٍ آخَرَ لِأَجْلِ مَذْهَبٍ مَعْتَدٍ
وَذَلِكَ الْمَذْهَبُ لَيْسَ مِنْ
مَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ
صَارَ مُشَارِكًا لِلْمُغْتَرِلَةِ وَغَيْرِهِمْ
مِنْ أَهْلِ الْبِدْعِ فِي مُثَرِّهِ هَذَا
وَفِي الْجُمْلَةِ مَنْ عَدَلَ عَنْ
مَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ
وَتَفْسِيرِهِمْ إِلَى مَا يَخَالَفُ
ذَلِكَ كَانَ مُخْطِئًا فِي ذَلِكَ بَلْ
مُبْتَدِلًا عِلَالَتَهُمْ أَعْلَمُ بِتَفْسِيرِهِ وَ
مَعَانِيهِ كَمَا أَنَّهُمْ أَعْلَمُ بِالْحَقِّ
الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ بِهِ رَسُولَهُ

رسول کو بھیجا :-

(از اتقان ص ۱۷۸، ۱۷۹)

خلاصہ یہ کہ آج قرآن مجید کی تفسیر اور تعین مراد کے لئے سب سے زیادہ اسہل اور

اسلم طریق یہ ہے کہ :-

۱) اول سلف صالحین صحابہ و تابعین و تبع و تابعین اور ائمہ مفسرین کے اقوال اور تفاسیر پر نظر ڈالے، اور جب کسی آیت کی تفسیر ان حضرات سے مل جائے تو اسی کو قرآن کی مراد سمجھ کر مطمئن ہو جائے، البتہ مزید اطمینان اور شرح صدر کے لئے اگر احادیث اور قرآن مجید کی دوسری آیات سے اس تفسیر کے ماخذ کو بھی دریافت کرے اور معلوم کرے کہ صحابہ و تابعین نے آیت کی یہ تفسیر کہاں سے لی ہے، تو یہ بھی ایک مفید علم اور خداوند عالم کی بڑی نعمت ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ محض اپنی نارسافہم کے اعتماد پر صحابہ

تابعین کے خلاف کسی مضمون کو قرآن کی مراد اور مدلول بنانا جائز نہیں،
(۲) اور اگر کسی آیت کی تفسیر صحابہ و تابعین اور ائمہ مفسرین کی نقل سے نہ ملے تو خود
احادیث میں غور کرے، اور اگر وہاں کچھ صراحت یا اشارہ سے آیت کی مراد متعین
ہو جائے تو اسی کو مراد سمجھی جائے۔

(۳) در نہ پھر خود اس آیت کے اگلے پچھلے مضمون اور دوسری آیات میں غور کر کے
جو کچھ مراد سمجھ میں آوے اس پر اعتماد کیا جائے۔

(۴) اور اگر بالفرض ان میں بھی کسی صورت سے آیت کی تفسیر واضح نہ ہو، حالانکہ
یہ تقریباً ناممکن ہے، تو پھر نفس لغت عرب اور قواعد نحو و صرف اور معانی و بلاغت کے
اعتبار اور سیاق و سباق کے دیکھنے سے جو معنی سمجھے جاتے ہوں انہی کو اس کی تفسیر
قرار دیا جائے، کیونکہ صحابہ کرام کا بھی اس قسم کی آیات میں یہی طریق تھا، حضرت
عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:-

الشَّعْرُ دِيَوَانُ الْعَرَبِ مَا إِذَا
أَخْفَى عَلَيْكَ حَرْفٌ مِنَ الْقُرْآنِ
الَّذِي أَنْزَلَ بِلُغَةِ الْعَرَبِ
نَجَّعْنَا إِلَى دِيَوَانِهَا .

• شعر عرب کا دیوان ہے (میں میں مہبت
اور مشکلات کے فیصلے ہوتے ہیں تو جب
کوئی لفظ قرآن کا ہم پر مخفی ہو جاتا ہے تو
ہم اس دیوان کی طرف رجوع کرتے

ہم

اتقان، ص ۱۲۱ ج ۱

لیکن اہل علم پر مخفی نہیں کہ اخیر کی تین صورتیں اور بالخصوص چوتھی صورت بالکل نادر
اور قلیل ہیں بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ بالکل موجود نہیں تو شاید بے جا نہ ہو کیونکہ تقریباً تمام
قرآن مجید کی تفسیر صحابہ و تابعین اور ائمہ متقدمین سے منقول اور کتابوں میں ملتی ہے،
محض احتمال کے طور پر اخیر کے تین درجات کو عرض کیا گیا ہے۔

عرض آج ہمارے لئے تفسیر قرآن کے بارے میں سیدھا راستہ اور سہل طریق اور
سب سے زیادہ قابل اطمینان ذریعہ جس میں غلطی کا احتمال نہیں وہ صرف یہی ہے کہ
ہم صحابہ و تابعین اور ائمہ متقدمین کی تفسیروں پر اعتماد کریں اور ان کے خلاف اگر کوئی
معنی سمجھ میں آئے تو اس کو اپنا قصود فہم خیال کریں، کیونکہ ہم اور پر تفصیل لا عرض کر آئے
ہیں کہ تمام دنیا جمع ہو کر بھی اس بارے میں صحابہ کے برابر نہیں ہو سکتی، علاوہ نقل صحیح

کے عقل سلیم اور تجربہ اور عادت جاریہ کا بھی یہی مقتضی ہے کہ کلام کی مراد جس قدر کہ اس کا مخاطب یا مخاطب کا شاگرد سمجھ سکتا ہے کتابوں میں لکھی گئی دیکھنے والا ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔ ایک مشابہ اور اس کا ازالہ ممکن ہے کہ کسی کو یہ خیال ہو کہ صحابہ و تابعین کے اقوال و روایات تفسیر اکثر مختلف ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں وہ کیسے فیصلہ کن ہو سکتے ہیں، لیکن اقل تو ان اختلافات میں غور کرنے والا بلا تکلف اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ وہ اختلافات درحقیقت اختلاف نہیں ہوتے، بلکہ محض تعبیر و تفسیل ادا ان الفاظ و عنوان کا فرق ہوتا ہے، سرسری نظر سے دیکھنے والا اس کو اختلاف سمجھتا ہے۔

مثلاً صراط مستقیم کی تفسیر میں بعض صحابہ نے فرمایا ہے کہ اس سے اتباع قرآن مراد ہے، اور بعض نے اسلام سے تفسیر کی، اور بعض نے سنت و جماعت سے، اور بعض صحابہ نے طریق عبودیت اور بعض حضرات نے اطاعت خدا و رسول سے۔ یہ اقوال اگرچہ بصورت مختلف نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ اتباع قرآن ہی درحقیقت اسلام ہے، اور اسی کا نام سنت و جماعت ہے، اور وہی طریق عبودیت اور اطاعت خدا و رسول ہے، بیشتر صحابہ کرام کے اختلافات اسی قسم کے ہیں، بہت سے شاذ و نادر ایسے خلاف ہیں جن کا مراد پراثر پڑتا ہو، شیخ حبیب اللہ الدین سیوطی فرماتے ہیں:-

وَلِهَذَا كَانَ التَّوَسُّعُ بَيْنَ
الصَّحَابَةِ فِي تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ
قَلِيلًا جَدًّا۔
• چونکہ صحابہ نے علوم قرآنیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ حاصل کئے ہیں، اس لئے اس بات میں اختلاف بہت کم ہے۔

پھر جن آیات میں حقیقت صحابہ کے اقوال میں کچھ اختلاف ہے (اس میں تابعین اور ائمہ مجتہدین نے اسناد کی تحقیق اور دواۓ کے ضبط و اتقان اور ثقاہت کے اعتبار سے ترجیح کی صورتیں قائم کر دی ہیں)، پس بحمد اللہ اس طریق پر کوئی غبار نہیں اور تفسیر قرآن کے بارے میں اس راستہ پر چلنے والے کے لئے غمگساری کا کوئی خطرو نہیں۔
اَللّٰهُمَّ اِنِّدُقْنَا سُلُوْكَہٗ۔

یہ وہ معیار ہیں کہ جن سے تفسیر کے معاملہ میں صحیح اور غلط اور حق و باطل کا فیصلہ ہو سکتا ہے، اور یہی وہ طریق ہے جس پر تیرہ سو برس سے جمہور اہل سنت و الجماعت کا

عمل ہے اور انشاء اللہ تاقیامت رہے گا۔

اس کے بعد ہم دکھلانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے قرآن مجید کی تفسیر کے لئے کیا معیار قرار دیا ہے اور کیا وہ قابل اعتماد اور فیصلہ کن معیار ہے یا نہیں۔

مرزا صاحب کے نزدیک | چونکہ جمہور اہل سنت والجماعت اور صحابہ و تابعین کے طریق پر تفسیر قرآن کا معیار | مرزا صاحب کی تحریفات اور ادھام کے لئے قرآن مجید کی آیات و بینات میں کوئی راستہ نہ رہتا تھا، اس لئے انہوں نے ضروری سمجھا کہ تفسیر قرآن کے اصول و معیار ہی کو بدلنا چاہئے، اپنے رسالہ ”برکات الدعاء“ ص ۱۳۱ لغایہ صفحہ ۱۵ میں اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے تفسیر قرآن کے لئے سات معیار تجویز کئے اور اس میں اپنی قدیم عادت کے موافق عوام کو بھانے کے لئے چند متفق علیہ معیاروں کو بھی ذکر کر دیا، ورنہ حقیقت ان کے نزدیک صرف ساتواں معیار قابل عمل ہے، چنانچہ خود ان کی تصریح ہے کہ یہ معیار سب معیاروں پر حاوی ہے۔

ان سات معیاروں میں چار تو وہی ہیں جو ہم نے جمہور سے نقل کئے، یعنی خود قرآن کی دوسری آیات اور احادیث اور اقوال کلمہ جابہ اور اقوال تابعین، اور تین معیلائی طرف سے ایسے ایجاد کئے جو مرزا صاحب کی ہر ضرورت کو قرآن مجید سے پورا کر سکیں، اور ان کی سب تحریفات کو تفسیر قرآن میں داخل کر سکیں، چنانچہ فرماتے ہیں:-

⑤ ”پانچواں معیار خود اپنا نفس مطہر ہے قرآن میں غور کرنا ہے“

⑥ ”چھٹا معیار روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے جسمانی سلسلہ ہے، کیونکہ خداوند

کریم کے دونوں سلسلوں میں بالکل تطابق ہے“

⑦ ”ساتواں معیار وہی ولایت اور مکاشفاتِ محمدین ہیں، اور یہ معیار گویا

سب معیاروں پر حاوی ہے“

ہم اس معاملہ کو منصف ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ کیا وہ تین معیار جو مرزا صاحب نے گھڑے ہیں قرآن کی مراد متعین کرنے کے لئے معیار ہو سکتے ہیں اور ان سے ہم تفسیر کے باب میں کھرے کھوٹے کی تمیز کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جس شخص میں فہم و ادراک کا کچھ مادہ موجود ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ یہ معیار کسی طرح فیصلہ کن نہیں ہو سکتے۔

کیونکہ ان میں سے اقل معیار کی بنا پر ہر شخص قرآن کی مراد پر حاکم بن جاتا ہے ہر ایک جاہل کہہ سکتا ہے کہ میرا فہم طہر اس آیت کے معنی تجویز کرتا ہے اور بوقت قضا کی آیت مگر مجھ کو یہ سائل کہ انہیں نہ بخون ہر شخص اپنے ہی تجویز کردہ معنی کو حق اور درست خیال کرتا ہے، اور اس بنا پر قرآن کریم کی تفسیر جتنے منہ اتنی باتیں بن جائیں گی، بجائے اس کے کہ معیار سے کھرے کھوٹے کی تمیز ہوئی، حق و ناحق کا فیصلہ ہوتا، اس نرالے معیار کی بنا پر کسی باطل سے باطل اور پیوہ سے پیوہ خیال کو بھی لغو و باطل کہنے کا کسی کو استحقاق نہیں رہتا۔

اسی طرح دوسرا معیار بھی ایک عجیب چستان ہے جس سے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ غالباً مرزا صاحب کی مراد اس سے یہ ہے کہ قرآن کی آیات کی تفسیر اسی طریق کے موافق کرنی چاہئے جو نظام جہانیاں میں محسوس اور مشاہد اور عادت جاریہ کے موافق ہو، کسی آیت کی تفسیر ایسی نہ کرنی چاہئے جو خرقی عادت و خلاف مشاہدات عامہ کے ہو۔

لیکن ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ اس کا حاصل محض معجزات کا انکار ہے جو خود قطعاً اسلام میں داخل ہیں، اور جن پر قرآن و حدیث کی متواتر اور قطعی نعوس شاہد ہیں، تو یہ معیار علاوہ اس بات کے کہ دربارہ تفسیر کوئی فیصلہ کن نہیں خود بھی بالکل قطعاً اسلام کے خلاف اور محض باطل ہے۔

اور تیسرا معیار بھی جس کو مرزا صاحب تمام معیاروں پر عادی مسترا دیتے ہیں، درحقیقت قرآن عزیز کی آیات بینات کی تحریف اور بیخ کنی کی ایک ابلہ فریب اور خوش نام تدبیر ہے، کیونکہ اولیاء و محدثین کے مکاشفہ اذہان و شیطاں سے معصوم نہیں، بخلاف وحی رسول اور قرآن مجید کے کہ وہ اس سے بالکل پاک اور معصوم ہیں، وحی کے ساتھ خدا کی پولیس (فرشتے) آگے پیچھے حفاظت کے لئے آتے ہیں، چنانچہ ارشاد:

ومن خلفہ رصداً (ایک رصدا پہلو، سمجھتا ہے)

پس ایک معصوم کلام کی مراد غیر معصوم کشف پر موقوف نہیں ہو سکتی، لیکن اہل فہم ذرا سے غور سے بلا تکلف اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کی غرض اس معیار سے بھی قرآن مجید پر حکومت کرنا ہے، کیونکہ دوسری جانب آپ کو محدث

اور مجدد بلکہ نبی ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔

حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو اپنے رسالہ ”شہادۃ القرآن“ میں صاف طور سے یہ اعلان کر چکے ہیں کہ جو حدیث، میری وحی کے خلاف ہو وہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دینے کے قابل ہے۔

اس معیار تفسیر کی غرض بھی صاف یہی ہے کہ جو تفسیر مرزا صاحب کے مکاشفات اور من گھڑت وحی کا اتباع نہ کرے وہ ردی اور محض ناقابل اعتبار ہے۔

تمام معیاروں کا لٹ بلباب اور خلاصہ یہ ساتواں معیار تھا اور اس کا حاصل یہ ہوا کہ تفسیرِ سترآن وہ معتبر ہے جو مرزا صاحب فرمائیں، مرزا صاحب چاہتے ہیں کہ اس فریب سے حدیث و قرآن دونوں کو اپنا محکوم و مطیع بنائیں، لیکن یاد رہے کہ خدا کا پاک کلام اور اس کا سچا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ دنیا اس کا اتباع اور اطاعت کرے، نہ اس لئے کہ وہ ہر ہوسناک انسان کی خواہشات کا پیرو ہو جائے، اور اگر ایسا ہو تو اہل عالم مصیبت میں پڑ جائیں۔ خداوند عالم فرماتے ہیں۔

لَوْ يُطِيعُ حُكْمُ فِي الْكَثِيرِ مِنَ الْأُمَمِ ۖ أَفَرَأَيْتُ لَكُمْ لَوْ تَطِيعُوا حُكْمُ ۚ

اگر وہ بہت سے اُممیں تمہارا اتباع کرنے لگے تو تم مشقت میں پڑ جاؤ۔

اور میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن کی تفسیر کے لئے یہ تین چیزیں جن کو مرزا صاحب پیش کرتے ہیں معیار قرار دی جائیں تو قرآن میں ہر ملحد و زندقہ کی تحریفات کی کھپت ہو جائے گی، بلکہ اس صورت میں قرآن مجید ہر ہوسناک ملحد و زندقہ کا کھلونہ بن جائے گا جس طرح چاہا اُلٹ دیا، کیونکہ ان تینوں معیاروں کا تقریباً خلاصہ یہ ہے کہ سترآن کی تفسیر محض ایک شخص کی فہم اور اس کے مکاشفہ پر موقوف کر دی گئی (اور ظاہر ہے کہ دنیا کا کوئی انسان اپنے کو فہم ابد عقل سے خالی ہونے کا اقرار نہیں کر سکتا)۔

گراں بیضا میں ہم خرد خود معدوم
بخود گماں نبرد هیچ کس نہ ادا دم

ہر شخص اپنے ادا دم کو قرآن کی تفسیر بنائے گا، اس طرح ولایت اور مکاشفات، کا دعویٰ بھی کسی کے لئے مشکل نہیں ہر شخص جو چاہے گا کہے گا، اور اس وقت اعیانِ باطن سترآن کی تفسیر بے اصل ہو جائے گی، اور اسی لئے علماء امت نے اس مرحلہ

کو پہلے ہی طے کرنے کے لئے اس مسئلہ کو مسابلی عقائد میں درج کیا ہے۔
 علامہ نسفی اپنے رسالہ عقائد میں اور علامہ تفتازانی اس کی شرح میں اور سیوطی العقائد
 میں اس کو جہود اہل سنت والجماعت کا متفقہ قاعہ قرار دیتے ہیں۔

الْمُؤْمِنُونَ عَلَى ظَوَاهِرِهِمْ
 الْعُدُولُ عَنْهَا إِلَى مَعَانٍ
 يَدَّ عَيْنُهَا أَهْلُ الْبَاطِنِ الْخَادِ
 (عقائد نسفی)

• آیات کے معنی وہی حق ہیں جو ان کے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں، اور ان کو چھوڑ کر ایسے معنی لینا جن کا فرق باطنیہ والے دعویٰ کرتے ہیں الحاد اور بدعتی ہے۔

مرزا صاحب کو موجود نہیں اُن کے متبعین خدا خدا سے خرمائیں، اور اپنی خواہش پورا کرنے کے لئے قرآن مجید کو باز سمجھ طفلان اور ٹھٹھکانہ بنائیں۔
 منصف حضرات نے غالباً خود فیصلہ کر لیا ہو گا کہ قرآن مجید کی مراد متبعین کہنے کے لئے صحیح طریقہ وہی ہے جو جو الہ علامہ سیوطی، جہود علماء رامت کا طریق اور اسلوب نقل کیا جا چکا ہے، جس کے دل میں خدا کا خوف اور اس کے کلام کی کچھ عظمت ہے وہ خود کرے اور قبول کرے ورنہ اللہ تعالیٰ تمام عالم سے بے نیاز ہے۔

یہ بحث اگرچہ اس وقت ہمارے مقصد میں داخل نہ تھی، جس میں بلا اختیار کچھ طول بھی ہو گیا، لیکن اس غرض سے یہاں درج کی گئی کہ راستہ صاف ہو جائے اور آئندہ جو کچھ ہم عرض کریں یا جماعت مرزا میہ پیش کرے، ناظرین اس کو خود جانچ لیں کہ کون قابل قبول ہے اور کون قابل رد۔

اس کے بعد ہم اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور قرآن مجید سے مسئلہ حتم نبوت کو ثابت کرتے ہیں، و علی اللہ الشکلاں۔

پہلی آیت

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

”نہیں ہیں محمد رسول اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کر دیئے گئے اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جانتے والا“

شان نزول، یعنی نازل | اس آیت شریفہ کا یہ ہے کہ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے سے پہلے تمام عرب جن تباہ کن اور مضحکہ خیز رسوماتِ قبیحہ میں مبتلا تھے ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ متبنی یعنی لے پالک بیٹے کو تمام احکام و احوال میں حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے، اسی کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے، اور مرنے کے بعد شریک وراثت ہونے میں اور رشتہ ناتانے اور حلت و حرمت کے تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے، جس طرح نسبی بیٹے کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے، اسی طرح وہ لے پالک کی بیوی سے بھی اس کے مرنے اور طلاق دینے کے بعد نکاح کو حرام سمجھتے تھے۔

یہ رسم بہت سے مفاسد پر مشتمل تھی، اختلافِ طائلب، غیر وارث شرعی کو اپنی طرف سے وارث بنانا، ایک شرعی حلال کو اپنی طرف سے حرام قرار دینا وغیرہ وغیرہ۔ اسلام جو کہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر و ضلالت کی بیہودہ رسوم سے عالم کو پاک کر دے، اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کے استیصال (جسے اکھاڑنے) کی فکوکنا، چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے، ایک قولی اور دوسرا عملی، ایک طرف تو یہ اعلان سرِ یاد دیا۔

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ
ذَلِكَ قَوْلُكُمْ بَأْوَءَهِكُمْ
وَأَنَّهُ يَقُولُ الْحَقُّ وَهُوَ
يَقْدِرُ عَلَى السَّبِيلِ أَدْعَوْهُمْ
لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ
اور اللہ تعالیٰ نے نہیں کیا تمہارے
لے پالکوں کو تمہارے بیٹے، یہ بات ہو اپنے
منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہ
راستہ سمجھاتا ہے، پکارو لے پالکوں کو ان کے
باپ کے نام سے، یہی پورا انصاف ہے
اللہ کے یہاں ؟

(سورۃ احزاب، پ ۲۱)

اصل معنہ تو یہ تھا کہ شرکتِ نسب اور شرکتِ وراثت اور احکامِ حلت و حرمت وغیرہ میں اس کو بیٹا نہ سمجھا جائے، لیکن اس خیال کو بالکل باطل کرنے کے لئے یہ حکم دیا گیا کہ متبنی یعنی لے پالک بنانے کی رسم ہی توڑ دی جائے، چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہو گیا کہ لے پالک کو اس کے باپ کے نام سے پکارو۔

نزولِ وحی سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو

(جو کہ آپ کے غلام تھے) آزاد فرما کر متبئی (لے پا لک بیٹا) بنالیا تھا، اور تمام لوگ یہ کہتے تھے کہ صحابہ کرامؓ بھی عرب کی قدیم رسم کے مطابق ان کو "زید بن محمد" کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی اس وقت سے ہم نے اس طریق کو چھوڑ کر ان کو "زید بن حارثہ" کہنا شروع کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس آیت کے نازل ہوتے ہی اس رسم قدیم کو خیر باد کہہ چکے تھے لیکن چونکہ کسی رائج مشہور رسم کے خلاف کرنے میں اعتراض واقارب اور اپنی قوم و قبیلہ کے ہزاروں طعن و تشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے جس کا تحمل ہر شخص کو دشوار ہے، اس لئے خداوند عالم نے چاہا کہ اس عقیدہ کو اپنے رسول ہی کے ہاتھوں علماً توڑا جائے، چنانچہ جب حضرت زیدؓ نے اپنی بی بی زینبؓ کو باہمی ناجاتی کی وجہ سے طلاق دیدی، تو خداوند عالم نے اپنے رسول کو حکم فرمایا کہ ان سے نکاح کر لیں، تاکہ اس رسم و عقیدہ کا کلیۃً استیصال ہو جائے، چنانچہ ارشاد ہوا:-

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا
زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ
أَدْعِيَائِهِمْ۔ پس جبکہ زید زینب سے طلاق دیکر فانی
ہو گئے تو ہم نے ان کا نکاح آپ سے کر دیا،
تاکہ مسلمانوں پر اپنے لئے پاکوں کی بیویوں
کے بارے میں کوئی تنگی واقع نہ ہو۔

آپ نے بامر خداوندی نکاح کیا، اور مرصیا کہ پہلے ہی خیال تھا، تمام کفار عرب میں شور مچا کہ "لو اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے"۔ ان لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات کے جواب میں آسمان سے وہ آیت نازل ہوئی جو اس وقت ہمیں استدلال میں پیش کرنی ہے، یعنی

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْهُمْ

۔ نہیں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے

ابو حضرت زید کو اس کا تعلق تھا کہ ان کے نام کو آپ کی نسبت سے طہورہ کر دیا گیا، شاید اسی رنگ کو رخ کرنے کے لئے قرآن کریم نے مراحت کے ساتھ ان کا نام لیا اور فرمایا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا حالانکہ بڑے بڑے صحابہ کرامؓ اور علمائے راشدین میں سے کسی کا نام بھی قرآن کریم میں مذکور نہیں ان کی تنقیص میں شاید یہی صبیحہ دہنہا مانادنی تھی و مولائی عثمانی الربوبندی متعنا اللہ بطلون بقائہ، وجہ ترقی تفسیر فتح البیان ایضاً،

حصہ اول

رَجَائِكُمْ وَلَكِنْ تَتَوَلَّوْا اللّٰهَ وَ
خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ۝

اللہ کے رسول اور اخلاصیاء میں:

جس میں یہ بتلایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے نسب یا نسب نہیں تو حضرت زیدؑ کے باپ بھی نسب نہ ہوئے، لہذا آپ کا ان کی مطلقہ بی بی سے نکاح کر لینا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے، اور اس بارے میں آپ کو مطعون کرنا سراسر نادانی اور حماقت ہے۔ اُن کے دعوے کے رد کے لئے اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ آپ حضرت زیدؑ کے باپ نہیں، لیکن خداوندِ عالم نے ان کے مطاعین کو مبالغہ کے ساتھ رد کرنے اور بے اصل ثابت کرنے کے لئے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا کہ یہی نہیں کہ آپ زیدؑ کے باپ نہیں، بلکہ آپ تو کسی مرد کے بھی باپ نہیں، پس ایک ایسی ذات جس کا کوئی بیٹا ہی موجود نہیں یہ الزام لگانا کہ اس نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کر لیا کس قدر ظلم اور کج روی ہے۔ اور اگر کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار فرزند ہوئے ہیں، قائم اور طیب اور طاہر حضرت خدیجہؑ سے اور ابراہیمؑ حضرت ماریہ قبطیہؑ کے بطن سے، پھر ارشاد کیسے صحیح ہوگا کہ آپ کسی مرد کے باپ نہیں۔

تو اس کا جواب خود قرآن کریم کے الفاظ میں موجود ہے، کیونکہ اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ کسی مرد کے باپ نہیں، اور آپ کے چاروں فرزند بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے، ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی، آیت میں رَجَائِكُمْ کی قید اس لئے بڑھائی گئی ہے۔ نیز یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نزولِ آیت کے وقت آپ کا کوئی فرزند وجود نہ تھا، قائم اور طیب اور طاہر کی وفات ہو گئی تھی، اور ابراہیمؑ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے، لہذا اس وقت کے لحاظ سے تو مطلقاً یہ کہنا بھی درست تھا کہ آپ کسی مرد یا لڑکے کے باپ نہیں۔ بالجملة اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار و منافقین کے اعتراضات کا اٹھانا اور آپ کی براءت اور عظمت شان بیان فرمانا ہے، اور یہی آیت کا شانِ نزول ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَكِنْ تَتَوَلَّوْا اللّٰهَ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ۝ مگر آپ اللہ کے رسول اور اخلاصیاء میں:

اس آیت مذکورہ بالا میں ہمارے مقصد کا زیادہ تعلق صرف اسی جملہ سے ہے، لہذا آئندہ ہماری بحث بیان معنی اور تفسیر وغیرہ میں صرف اسی جملہ کے متعلق ہوگی۔ لیکن اس پہلے کہ میں آیت کی تفسیر اصولی مذکورہ کے مطابق قرآن و حدیث وغیرہ سے پیش کر دوں، یہ بتلادینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جملہ کو پہلے جملہ سے کیا ربط ہے، کیونکہ آیت کی مراد اور غرض متعین کرنے میں اس سے بھی مدد ملے گی۔

آیت مذکورہ کے دونوں جملوں میں ربط؛ پہلے جملہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں، اس پر سرسری نظر میں چند شبہات پیدا ہو سکتے ہیں، ان کے انزالہ کے لئے یہ دوسرا جملہ لفظ ”وَلَكِنَّ“ کے ساتھ فرمایا ہے، کیونکہ یہ لفظ لغت عرب میں اسی لئے وضع کیا گیا ہے کہ پہلے کلام میں جو شبہ ہوتا ہے اس کو دفع کرے۔ وہ شبہات یہ ہیں:-

① اقل یہ کہ جب آپ کے لئے اَبَوْتُ ثابت نہیں تو شفقت پدری جو کہ لازمہ اَبَوْتُ ہے وہ بھی آپ میں موجود نہ ہوگی، حالانکہ ایک نبی اور رسول کے لئے اُمت پر غایت درجہ شفیق ہونا ضروری ہے۔

② دوسرے یہ کہ یہ بات مشہور ہے کہ ہر نبی اپنی قوم اور امت کا باپ ہوتا ہے، امام لاغیب اصفہانی نے کہا ہے:-

وَمِثْلِي كُلِّ مَنْ كَانَ سَبَبًا فِي
اِبْتِغَادِ شَيْءٍ اَوْ اِصْلَاحِهِ اَوْ
ظُهُورِهِ اَوْ اِلْغَائِهِ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ اللَّهُ ”النَّبِيُّ
اَوَّلِي بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
وَاَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ“ وَفِي
بَعْضِ الْقِرَاءَاتِ ”وَهُوَ اَبُّ
لَهُمْ“

”اور ہر وہ شخص باپ کہا جاتا ہے جس کو اس کی ایجاد یا اصلاح یا ظہور میں دخل ہو، اور اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوالمؤمنین کہا جاتا ہے، دیکھو غلط فہم فرماتا ہے ”نبی مؤمنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حقدار میں، اور ان کی اندامات مؤمنین کی مائیں ہیں اور بعض قرأت میں یہ بھی ہے کہ آپ مؤمنین کے باپ ہیں“

غرض نبی ہونے کے لئے باپ ہونا لازم ہے، پس جب کہ آیت مذکورہ میں آپ سے ابوت (باپ ہونے کی نفی کی گئی تو کسی سطحی نظر والے کو یہ ہم پہنچا دیتا ہے کہ جب ابوت نہیں جو کہ لازم نبوت ہے، تو شاید نبوت بھی نہ ہوگی۔

③ تیسرے یہ کہ جب آپ سے ابوت کی نفی کی گئی تو اس میں بظاہر آپ کی ایک قسم کی تقیص لازم آتی ہے، کہ آپ کے کوئی فریضہ اولاد نہیں، نیز ان کفار کو پہننے کا موقع ملتا ہے جو آپ پر ابتر (اولاد) ہونے کا عیب لگاتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ آیت کریمہ کے پہلے جملہ سے اس قسم کے چند شبہات و اوہام ایک ظاہر میں نظر کے لئے ممکن تھے، ان کے ازالہ کے لئے ارشاد مسرما یا گیا۔

وَلَكِنْ رَّسُولٌ آدْنُو ۔ ۔ ۔ لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟

جس میں لفظ لکین سے ان اوہام مذکورہ کا دفعیہ اس طرح کیا گیا کہ اگرچہ آپ کے کوئی مصلیٰ مشرک نہیں اور آپ اس اعتبار سے کسی مرد کے باپ نہیں، لیکن آپ خدا کے برگزیدہ رسول ہیں، اور رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے، جیسا کہ ہم دیر امام راغب سے نقل کر آئے ہیں کہ بعض قراءات میں قرآن عزیز نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کا باپ قرار دیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی امت کے لڑکیوں کے متعلق فرمایا۔

هَؤُلَاءِ بَنَاتِي ۔ ۔ ۔ یہ میری بیٹیاں ہیں؟

اس اعتبار سے آپ کے کروڑوں فرزند ہیں، اور آپ کروڑوں مردوں کے باپ ہیں۔ حاصل اس کا یہ ہوتا ہے کہ ابوت و ذمہ قسم پر ہے، ایک ابوت جسمانیہ (نسبیہ و رضاعیہ) جس پر احکام حرمت و حلت کے دائرہ ہوتے ہیں، اور جس کی وجہ سے بیٹے کی بی بی حرام ہو جاتی ہے، وغیرہ ذلک۔

اور دوسری ابوت روحانیہ جس پر احکام حرمت و حلت دائر نہیں ہوتے البتہ اولاد کی جانب سے تعظیم اور باپ کی جانب سے شفقت مثل صلیبی اور نبی باپ کے بلکہ اس سے بھی کہیں زائد ہونا ضروری ہے، جیسے استاد کی ابوت شاگرد کے لئے، یا پیر کی مرید کے لئے، یا رسول کی اپنی ساری امت کے لئے، پس آیہ کریمہ ”مَتَّكٰن مَّحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ“ میں پہلے معنوں سے ابوت کی نفی کی گئی ہے،

اور وَلَئِنْ رُسُلُنَا اَذْنَبُوا فَمِنْ دُونِ سِغَاتِ اَبْنِ اَدَمَ کا اثبات کیا گیا ہے۔

اس ایک جملہ نے تینوں شبہات کو اٹھا دیا، کیونکہ

① اس سے معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے روحانی باپ ہیں، اور روحانی باپ یعنی رسول کی شفقت اور عنایت اپنی اولاد پر یہ نسبت نسبی باپ کے بہت زائد ہوتی ہے، اس لئے آپ کے لئے یہی باپ نہ ہونے سے آپ کی شفقت اور رحمت میں کمی آنا لازم نہیں آتا۔

② یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نبی کے لئے جس قسم کا باپ ہونا لازم ہے، اس کی نفی آیت میں نہیں کی گئی، بلکہ صرف نسبی اور رضائی باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے اس لئے دوسرا شبہ بھی زائل ہو گیا۔

③ یہ بھی بخوبی معلوم ہو گیا کہ آپ لادلو اور مقطوع النسل (اتر نہیں، جیسا کہ کفار کہتے ہیں، بلکہ آپ کے اتنی اولاد ہے کہ دنیا میں نہ آج تک کسی کے لئے ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی، کیونکہ آپ اُمت کے غیر محصور افراد کے باپ ہیں، اس سے تیسرا شبہ بھی اٹھ گیا، واللہ الحمد۔

یہ تینوں شبہات جملہ مذکورہ سے اُٹھ چکے ہیں، لیکن خدائے عزوجل چاہتا ہے کہ اپنے پیارے رسول کی براءت خوب آشکارا کرے تاکہ ان کے فضائل و کمالات اور اعلیٰ درجہ کے شفیق و مہربان ہونے پر قوموں کو مطلع فرما دے، تاکہ غافل لوگ ہوش میں آجائیں اور اس خدا کے آخری رسول کے قدم چوم لیں۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

وَحَاسِبْ النَّبِيِّينَ ، | اور آپ تمام انبیاء کے ختم کر دیے ہیں۔

خدائے عظیم و حنیف ہی خوب جانتا ہے کہ اس نے اپنے کلام پاک کے ایک ایک لفظ میں کیا کیا اسرار اور نکات رکھے ہیں اور کیا کیا اس کے فوائد ہیں ہم اپنے ذمہ علم سے جس قدر سمجھ سکتے ہیں پیش کرتے ہیں۔ کلام پاک کے اس جملہ میں چند فوائد مد نظر ہیں:-

① اول ان لوگوں کو جو آپ پر اتر اور مقطوع النسل ہونے کا الزام لگاتے تھے، یہ بتلا دینا کہ اے غافل تم جس پاکباز انسان پر اتر ہوئے کا عیب لگاتے ہو وہ اتنی محنت کا باپ ہے کہ کسی کے دہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی، کیونکہ اول تو اکثر رسول اپنی

امت کے باپ ہونے کی وجہ سے اتنی کثیر تعداد نسل اور اولاد رکھتے ہیں، کہ کسی انسان سے متصور نہیں، اور ان کی وفات کے بعد بھی جب تک کوئی دوسرا رسول نہ بھیجا جائے اس وقت کی تمام پیدا ہونے والی امت اسی کی اولاد ہے، اور اس کا سلسلہ ابوت جاری ہے، پھر بالخصوص یہ برگزیدہ نبی (نذہ ابی دامت) جو خاتم النبیین ہے اس کے بعد تو کوئی دوسرا رسول بھی آنے والا نہیں، اس کا سلسلہ ابوت تو قیامت تک چلنے والا ہے، اور صحیح قیامت تک جتنے غیر محصور مسلمان پیدا ہونے والے ہیں وہ سب اس کی اولاد ہیں، اور اس لئے آپ تمام انبیاء و رسل میں سب سے زیادہ کثیر الاولاد ہوئے اور اسی بناء پر اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کل مخلوق الدین و آخرین سے زیادہ اولاد والے ہیں، اور یہی غرض ہے آپ کے اس فرمان کی ۱

إِنِّي أَبَاهِي بِكُمْ أَلَمَسَ . میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری

امتوں پر فخر کر دل گا :

خلاصہ یہ کہ آیت میں لفظ رَسُولُ اللہ سے تو صرف یہی معلوم ہوا تھا کہ آپ مقطوع النسل نہیں بلکہ آپ رسول ہونے کی وجہ سے کثیر تعداد اولاد رکھتے ہیں، پھر لفظ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ بڑا کارکنار کو اچھی طرح ذیل کرنے اور آپ کے کامل ہونے کو خوب روشن کرنے کے لئے گویا یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہی نہیں کہ آپ کثیر الاولاد ہیں، بلکہ اس نیلے سامان اور خاکِ فرش کے درمیان پیدا ہونے والی تمام ہستیاں اس کثرت میں آپ کے ہم پلہ نہیں ہو سکتیں، کیونکہ آپ کا سلسلہ ابوت تا قیامت چلنے والا ہو، کوئی نبی آپ کے بعد پیدا ہونے والا نہیں، اور ادھر یہ بھی وعدہ ہے کہ یہ دین متین محض نہ ہوگا، بلکہ ہمیشہ لوگ اس میں داخل ہوتے رہیں گے، اس لئے اس کی کثرت ظاہر ہے کہ اعزاز سے بھی باہر ہوگی، حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز ملائکہ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جتنے آدمی آئے ہیں اتنے کسی نبی کے ساتھ نہیں آئے (۲) اس جگہ لفظ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ کے امثالہ کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اہم دنیا کو اس پر متنبہ کرنا منظور ہے کہ اے ہوا و ہوس کے بندو! یہ ہمارا آخری رسول

ہے جو ہمارا آخری پیغام لے کر تمہاری طرف آیا ہے، اب بھی ہوش میں آ جاؤ اور اس کے اتباع سے دین و دنیا، معاش و معاد کو درست کر لو، اس کے بعد پھر کوئی جدید آسمانی پیغام زمین والوں کی طرف نہ بھیجا جائے گا، اور نہ کوئی جدید غیر معیوث ہوگا اس لئے اب دین و دنیا کی اصلاح اور وصول الی اللہ صرف اسی کی تصدیق اور اس کے اتباع میں منحصر ہے، اس کی ہدایت کو غنیمت سمجھو، طعن و تشنیع سے باز آ جاؤ۔

اور یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی شخص کو متوجہ کرنے کے لئے اردو و فارسی وغیرہ زبان میں کہا جاتا ہے کہ دیکھو یہ ہمارا آخری کلام یا آخری وصیت ہے، اس کو پلہ باندھ لو۔

③ تیسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جب مَا كَانَ مُحْتَمِلًا اَبَا اَحَدٍ میں نفی الوقت سے یہ دہم ہوتا تھا کہ آپ میں شفقت پوری بھی موجود نہ ہوگی تو اس کو رفع کرنے کے لئے لفظ وَلٰكِنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بڑھا کر یہ بتلا یا گیا کہ اگرچہ آپ کسی مرد کے نسب باپ نہیں، لیکن آپ اللہ کے رسول ہونے کی وجہ سے نسب باپ سے بھی زیادہ شفیق ہیں۔

اس کے بعد اسی کمال شفقت کو بیان کرنے کے لئے ارشاد فرمایا وَخَاتَمَ النَّبِيِّیْنَ

یعنی اَوَّل تو ہر رسول اپنی امت کا باپ ہے، اور شفقت میں باپ سے بھی زیادہ، پھر خصوصاً یہ رسول تو خاتم النبیین ہیں جن کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، ایسی حالت میں تو ظاہر ہے کہ آپ تمام انبیاء میں بھی زیادہ شفیق ہوں گے، اور امت کی ہدایت اور نصیحت و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھیں گے، کیونکہ وہ رسول جن کے بعد دوسرے رسول اور انبیاء کے آنے کی توقع ہو ان سے اگر کوئی چیز رہ جائے تو بعد میں آنے والے انبیاء اس کی تکمیل کر سکتے ہیں، لیکن جو تمام انبیاء کا خاتم اور آخر ہو اس کو یہ فکر ہوگی کہ مخلوق کے لئے راستہ کو ایسا صاف کر دیا جائے کہ ان کو کسی وقت گمراہی کا خطرہ نہ ہو۔ غرض وہ اپنی امت کے لئے انتہائی شفقت کا برتاؤ کریں گے۔

جیسے ایک نسب باپ جبکہ اپنے پیچھے اولاد چھوڑنے والا ہو، اور کوئی ایسا شخص اس کے متعلقین میں نہ ہو جو اس کی اولاد کی نگرانی کر سکے، اور ان کے مصارف کی کفالت کرے تو باپ کی شفقت و محبت میں جس قدر سہجیاں ہوگا وہ ظاہر ہے، اپنے بعد کے لئے اپنی حیات ہی میں ایسے سامان مہیا کرنے کی فکر کرے گا کہ آئندہ اس کی اولاد کسی کی محتاج نہ ہو۔

چنانچہ ہمارے آقاؐ نے نامدار سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے شریعت کے شرائطِ مستقیم کو اس قدر ہموار چھوڑا ہے کہ جس میں رات اور دن برابر ہے، آپ کے بعد نہ ہمیں کسی شریعت سابقہ کی حاجت ہے اور نہ لاحقہ کی اور نہ کسی نبی جدید کی ضرورت ہے، اور نہ شریعت جدیدہ کی قرآن مجید اس شریعت کی ابدی تکمیل کا اعلان ان الفاظ سے گزر چکا ہے۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ
دِينَكُمْ وَاسْتَمْتٌ عَلَيْكُمْ
آج ہم نے تمہارے لئے دین کامل
کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت تمام
کر دی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ شرائع سابقہ کی تکمیل ابدی اور علی الاطلاق تکمیل نہ تھی، اگرچہ اپنے اوقات کے لحاظ سے وہ سب کامل و مکمل تھیں، اور یہی آیت کی مراد ہے، جیسا کہ امام رازی اپنی تفسیر کبیر میں اس کی تصریح فرماتے ہیں۔
الغرض تبصریح نصِ مشرآن یہ شریعت ابدالآباد کے لئے کامل اور مکمل کر دی گئی، اس کو اپنے نبی کے بعد نہ کسی نبی کی ضرورت نہ محدث کی حاجت، علامہ ابن قیم فرماتے ہیں۔

بِخَلَاتِ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللَّهَ أَغْنَاهُمْ
بِهِ قَلَمٌ يَحْتَاجُ أَمْعَهُ لَا إِلَى
نَبِيٍّ وَلَا إِلَى مُّحَدِّثٍ بَلْ جُمِعَ
لَهُ مِنَ الْفَضَائِلِ مَا فَتَرَقَهُ
فِي غَيْرِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ .
” بخلاف امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی وجہ سے غنی
فرما دیا ہے نہ وہ کسی نبی کے محتاج ہیں اللہ
محدث کے بلکہ وہ تمام فضائل آپ میں
جمع کر دیئے گئے ہیں جو دوسرے تمام
انبیاء میں متفرق ہیں۔“

(رسالہ الفرقان ص ۵۶)

الغرض اس لفظ خاتم النبیین سے یہ بتلانا مطلوب ہے کہ آپ بہ نسبت دوسرے انبیاء علیہم السلام کے بھی سب سے زیادہ شفیق مہربان ہیں۔
اس کے بعد ہم آیت کی مفصل تفسیر ناظرین کے سامنے انہی اصول کے مطابق پیش کرتے ہیں، جن کو علماء امت نے تفسیر کا معیار قرار دیا ہے، لیکن ہر شخص کی نظر

اول عبارت اور اس کے لغات پر پڑتی ہے، اور وہ پہلے اسی زبان کے قواعد سے اس کی مراد معلوم کرنا چاہتی ہے، اس لئے بیان کی ترتیب میں ہم پہلے لغت عرب کو رکھتے ہیں، اور پھر باقی طریقوں کو ترتیب پیش کیا جائے گا۔

آیت مذکورہ کی تفسیر لغت عرب سے

عربی لغت | اس آیت میں چند کلمات ہیں :-

رَسُولٌ ، لَكُنَّ ، اَنْتَ ، خَاشِعٌ ، النَّبِيُّ ،

جن میں سے دو آؤں صلف کے لئے ہے اور لکن استدر اک یعنی ازالہ شبہ کے لئے اور لفظ اللہ محتاج بیان نہیں، البتہ باقی تین لفظ یعنی رسول اور خاتم اور النبیین زیادہ تفصیل طلب ہیں، اور بالخصوص آخر کے دو لفظ کیونکہ فرقہ مرزائیہ نے اس آیت کی تخریص کا لاستہ انہی دو لفظوں کو بتایا ہے، لہذا ان الفاظ کے متعلق کچھ تفصیل ہدیہ ناظرین کہنے کی ضرورت ہے۔

رسول : جس شخص کو خداوند عالم اپنی وحی کے ساتھ مشرف فرما کر مخلوق کی طرف تبلیغ و ہدایت کے لئے بھیجتا ہے، اس کو "رسول" اور "نبی" کہتے ہیں۔ پھر ان دونوں لفظوں کی شرح میں علمائے عربیت و اصول کے مختلف اقوال ہیں۔ رسول اور نبی کے معنی میں فرق | بعض حضرات کا خیال ہے کہ اصطلاح شرع میں دونوں لفظ مترادف ہیں، یعنی ان کے معانی میں باہمی کوئی منسوق نہیں ہے۔ یہ حضرات ان آیات اور احادیث اور کلمات عرب سے استدلال کرتے ہیں جن میں سے ایک ہی شخص کی نسبت کبھی لفظ رسول بولا گیا ہے اور کبھی لفظ نبی۔ اور یہ مذہب چہرہ و عقل کا ہر اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ رسول بہ نسبت نبی عام ہے، کیونکہ نبی کے لئے انسان ہونا ضروری ہے، فرشتہ کو نبی نہیں کہا جاتا، اور رسول جس طرح انسان ہوتے ہیں اسی طرح ملائکہ بھی ہو سکتے ہیں، قرآن عزیز کی بہت سی آیات ملائکہ کو بھی رسول کا لقب دیتی ہیں، کافی قولہ تعالیٰ :-

لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهٖمَ " بیشک ہمارے رسول (یعنی ملائکہ)

یا انبشری : | ابراہیم علیہ السلام کے پاس تو غیری کی آئے؟

اور مجھ پر اہل سنت والجماعت اور علمائے سلف کی تحقیق یہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص۔ کیونکہ اصطلاح شرع میں رسول صرف اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جس کو خداوند عالم کی طرف سے کوئی کتاب دی گئی ہو یا وہ نبی جو مستقل شریعت لیکر آیا ہو اور نبی کے لئے ان دونوں میں سے کوئی شرط نہیں، بلکہ نبی اس شخص کو بھی کہا جاتا ہے جو مسند شریعت و کتاب ہو، اور اس شخص کو بھی جس کو خداوند عالم کی جانب سے وحی ہو اور وہ تبلیغ حکام کرتا ہو، لیکن اس کے لئے کتاب یا شریعت جدیدہ نہیں، اور قرآن کریم کی متعدد آیات اس تحقیق پر شاہد ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ | "نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول اور نہ نبی
وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا | مگر اس طرح" اور

جس میں لفظ رسول کے بعد لفظ نبی بغرض تمہیم بعد از تخصیص ذکر کیا گیا ہے،

نیز حدیث میں ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ
الْأَنْبِيَاءُ مِائَةً أَلْفًا وَارْبَعَةً
وَعِشْرِينَ أَلْفًا وَكَانَ الرَّسُولُ
خَمْسَةَ عَشَرَ وَثَلَاثِينَ أَلْفًا
مِنْهُمْ أَرْكَبُكُمْ أَدُمُ إِلَى قَوْلِهِ
أَخْبَرْتُمْ مُحَمَّدٌ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ

"حضرت ابو ذرؓ اسحضرت علیؓ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوئے ہیں اور رسول تین سو پندرہ ہزار میں سے ہیں پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخر میں محمد علیہ السلام ہیں۔"

(یہ حدیث اسحق بن راہویہ، ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ نے روایت کی ہے، اور ابن حبان اور ابن جریر نے اس کو صحیح مندرج کیا ہے)

اس حدیث نے بالکل صاف کر دیا کہ رسول اور نبی میں فرق ہے، اور انبیاء بنسبت رسول کے زیادہ ہوتے ہیں، نیز اس حدیث میں خط کشیدہ الفاظ بھی قابل غور ہیں۔

اس لئے جمہور اہل سنت والجماعت نے اسی تحقیق کو اختیار کیا ہے، حافظ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری صفحہ ۳۲۱ ج ۱۲ کتاب التبعیر میں اس کی تصریح فرمائی، اور زرقانی نے شرح مؤطامیں، ابن ہمام نے مسامرو میں، قاضی عیاضؒ نے شفا میں اس کی تصدیق فرمائی ہے، و مثلاً فی حواشی شرح العقائد النسفیہ .

ان اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتلادینا ضروری ہے کہ جمہور اہل سنت کو بھی اس سے انکار نہیں کہ بعض مواضع میں لفظ رسولؐ، نبیؐ کی جگہ پر، یا نبیؐ رسولؐ کی جگہ پر توسعاً و مجازاً بولا جاتا ہے، اور اسی بات کے سمجھنے سے پہلے دونوں مذہبوں کی دسیلوں کا جواب بھی ہو جاتا ہے (کما لا یغنی علی المتیقظ)

اس کے بعد ہم باقی ان دونوں لفظوں کی شرح علیحدہ علیحدہ لغت کی معتبر کتابوں سے پیش کرتے ہیں، اور پھر پورے جملہ کے معنی از روئے قواعد عربیت ذکر کئے جائیں گے۔

لفظ خاتم کی لغوی تحقیق | اس لفظ کے بارے میں آیت مذکورہ میں دو قراءتیں ہیں، یعنی حضرات نے اس لفظ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، اُن میں سے بعض نے خاتم، ت کے زبر کے ساتھ بعض نے خاتم، ت کے زبر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ پھر امام المفسرین والحدیث ابن جریر طبرستانی اور جمہور مفسرین نے اپنی ہی تفسیر میں فرمایا ہے کہ دوسری سرائے یعنی خاتم، ت کے زبر کے ساتھ صرف دو قاریوں حسن اور عاتق کی قراءت ہے۔

ان کے علاوہ تمام قاریوں کے نزدیک پہلی قراءۃ یعنی خاتم بکسر تاء مختار ہے، (ابن جریر، صفحہ ۱۱، جلد ۲۲)

اور جب آیت میں زبر اور زبر دونوں سرائے موجود ہیں تو ضروری ہے کہ ہم خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں لفظوں کی مفصل شرح ناظرین کے سامنے پیش کریں، دہو ہذا۔

یہ دونوں لفظ کلام عرب میں چند معانی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں جن کو ذیل میں ایک نقشہ کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔

| لفظ | لفظ | نمبر شمار | معانی | حوالہ کتب لغت |
|-------------|-------------|-----------|--|---|
| خاتم بالفتح | خاتم بالکسر | ۱ | تھینہ ٹہر جس پر نام وغیرہ کندہ کئے جاتے ہیں۔ | لسان العرب، تاج العروس، معراج جوہری، قاموس۔ |
| • | • | ۲ | اعشاری یعنی اٹھوٹھی، مثلاً خاتم چب یعنی سونے کی اٹھوٹھی۔ | لسان العرب، تاج العروس، معراج وغیرہ۔ |
| • | • | ۳ | آخر قوم میں اکثر مستعمل ہے | قاموس، تاج العروس، منتہی الآداب |
| • | • | ۴ | گھوٹے کے پاؤں میں جو تھوڑی سی سفیدی ہو اس کو بھی خاتم کہتے ہیں | • • • |
| • | • | ۵ | گڑی کے نیچے جو گڑھا ہے اس کو بھی خاتم کہتے ہیں۔ | • • • |
| خاتم بالکسر | خاتم بالفتح | ۶ | بمعنی اسم فاعل، کسی چیز کو ختم کر دینا۔ ٹہر کا جو نقش کاغذ وغیرہ پر اترتا ہے | • • • لسان العرب وغیرہ۔ |

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں لفظ ساٹھ معانی میں مستعمل ہوتے ہیں جن میں اول کے پانچ دونوں میں مشترک ہیں، اور نمبر ۶ فقط خاتم بالکسر کے ساتھ مخصوص ہے اور نمبر ۷ خاتم بالفتح کے ساتھ خاص ہے۔

اس کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم بالکسر کے چھ معنوں میں کون سے

۱۔ اس تفصیل میں طارے لغت کے اقوال کچھ اور بھی ہیں، مگر عام کتب لغت سے یہ تفصیل مستفاد ہوتی ہے۔ ۲۔ محمد شفیع غفرلہ

معنی ہو سکتے ہیں، اور خاتم بالفتح کے چھ معنوں میں سے کون سے۔
 سو یہ بھی ظاہر ہے کہ پہلے اور دوسرے معنی یعنی نگینہ مہر اور انگشتری آیت میں
 کسی طرح حقیقت کے اعتبار سے مراد نہیں ہو سکتے، اور باجماع علمائے لغت اور
 باتفاق عقلائے دنیا جب تک حقیقی معنی درست ہو سکیں، اس وقت تک مجبازی کو
 اختیار کرنا باطل ہے لہذا پہلے اور دوسرے معنی ہرگز مراد نہیں۔
 چوتھے پانچویں معانی کا تو آیت میں کسی انسان کو وہم بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ
 اس آیت میں نہ حقیقت درست میں نہ مجازاً۔

اسی طرح ساتویں معنی یعنی مہر کا نقش، یہ بھی حقیقی معنی کے لحاظ سے آیت میں مراد
 نہیں ہو سکتے، اور مجبازی معنی مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں۔

لہذا اب صرف دو احتمال باقی ہیں، تیسرے معنی یعنی آخر قوم اور چھٹے معنی یعنی
 ختم کرنے والے، اور یہ دونوں معنی بلا حلف آیت میں حقیقت کے اعتبار سے درست
 ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ ان میں سے پہلے معنی دونوں استراتوں یعنی خاتم بالکسر
 اور خاتم بالفتح پر درست ہیں، اور دوسرے معنی صرف خاتم بالکسر کے ساتھ مخصوص ہیں
 الحاصل لفظ خاتم کی دونوں استراتوں اور ان کے معانی لغویہ پر مفصل
 بحث کا نتیجہ انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کرام نے یہ نکال لیا ہو گا کہ اگر استرآن و حدیث
 کی تصریحات اور صحابہ و تابعین کی تفاسیر اور ائمہ سلف کی شہادتوں سے بھی قطع نظر
 کر لی جائے اور فیصلہ صرف لغت عرب پر رکھ دیا جائے تب بھی لغت عرب فیصلہ
 دیتا ہے کہ آیت مذکورہ کی پہلی استرات پر دو معنی ہو سکتے ہیں، آخر النبیین اور نبیوں
 کے ختم کرنے والے اور دوسری قرأت پر ایک معنی ہو سکتے ہیں یعنی آخر النبییین۔

لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا حتمی صرف ایک ہی نکلتا ہے،
 اور یہ لحاظ مراد کہا جاسکتا ہے کہ دونوں قراءتوں پر آیت کے معنی لغت میں ہیں کہ آپ
 سب انبیاء علیہم السلام کے آخر میں، آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، جیسا کہ
 تفسیر روح المعانی میں تصریح موجود ہے۔

وَالْخَاتَمُ اسْمُ الْاَلَمِ لَا يُخْتَمُ | اور خاتم بالفتح اس آگے کا نام ہے جس
 پہ كَالطَّابِعِ بِالْطَّبْعِ يَهْ فَسُقِيَ | مہر لگائی جائے، پس خاتم انبییین کے

معنی یہ ہوں گے۔ وہ شخص جس پر انبیاء ختم ہوئے
 گئے۔ اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی ہے کہ
 انبیائین ہے؟

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ الَّذِي خَتَمَ
 النَّبِيُّونَ بِهِ وَمَا لَهُ آخِرُ
 النَّبِيِّينَ (روح المعانی ص ۵۸/۵۹)

اور علامہ احمد معروٹ بہ قلاویون صاحب نے اپنی تفسیر احمدی میں اسی لفظ کے معنی
 کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

”اور نتیجہ دونوں صورتوں (بالفتح و بکسر)
 میں وہ صرف معنی آخر ہی میں، اور اسی لئے
 صاحب سہارک نے قرأت عامہ میں الفتح
 کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے، اور بیضاوی
 نے دونوں مترادفوں کی یہی ایک
 تفسیر کی ہے؟“

وَالْمَالُ عَلَى كُلِّ تَوْجِيهِ هُوَ
 الْمُنْقَى الْآخِرُ وَلِذَا لَكَ فَتْرَ
 صَاحِبِ الْمَكَّةِ أَيْ لِكَ تَفَرُّدَ
 عَاصِمٍ بِالْآخِرِ وَصَاحِبِ
 الْبَيْتِ فَأَوَى كُلَّ الْقُرَّاءِ ثَلَاثِينَ
 بِالْآخِرِ .

روح المعانی اور تفسیر احمدی کی ان عبارتوں سے یہ بات بالکل روشن
 ہو گئی، کہ لفظ خاتم کے جو دو معنی آیت میں بن سکتے ہیں اُن کا بھی خلاصہ اور نتیجہ صورت
 ایک ہی ہے، یعنی آخر انبیائین، اور اسی بناء پر بیضاوی نے دونوں مترادفوں کے ترجمہ
 میں کوئی فرق نہیں کیا، بلکہ دونوں صورتوں میں آخر انبیائین تفسیر کی ہے۔

پھر خداوندِ عالم ائمہ لغت کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے صرف اسی پر
 بس نہیں کی کہ لفظ خاتم کے معنی کو جمع کر دیا، بلکہ تصریحاً اس آیت شریفہ کے متعلق
 جس پر اس وقت ہماری بحث ہے صاف طور پر بتلادیا کہ تمام معانی میں سے جو لفظ
 خاتم میں لغت محتمل ہیں اس آیت میں صرف یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ آپ سب انبیاء
 کے ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔

خدا کے عظیم و خیر ہی کو معلوم ہے کہ لغت عرب پر آج تک کتنی کتا میں چھوٹی بڑی
 اور معتبر و غیر معتبر لکھی گئیں، اور کہاں کہاں اور کس صورت میں موجود ہیں، ہمیں تو
 نہ اُن سب کے جمع کرنے کی ضرورت ہے، اور نہ یہ کسی بشر کی طاقت ہے، بلکہ صرف
 اُن چند کتابوں سے جو عرب و عجم میں سلم الثبوت اور قابل استدلال سمجھی جاتی ہیں
 ”مشتہ نمونہ از خروارے؟ ہدیہ ناظرین کر کے یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ لفظ

خاتم بالفتح اور بالکسر کے معانی میں سے ائمہ لغت نے آیت مذکورہ میں کون سے معنی تجویز کئے ہیں۔

معنرات العسائر | یہ کتاب امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی، خاص قرآن کے لغات کو نہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے، شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اتفاق میں فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی، آیت مذکورہ کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں۔

وَحَاشَ النَّبِيِّينَ لِأَنَّهُ حَشَمَ
السَّبُوءَةِ أَيْ تَسَمَّيَ بِمَجِيئِهِ

• آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین
اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپؐ نے نبوت کو ختم کر دیا،

الحکم لابن السیر | لغت عرب کی وہ معتد علیہ کتاب ہے جس کو علامہ سیوطیؒ نے ان معنیوں میں سے شمار کیا ہے کہ جن پر قرآن کے بارے میں اعتماد کیا جاسکے۔

وَحَاشَ كُلِّ شَيْءٍ وَحَاشَ لَكُمْ
عَاقِبَتُهُ وَأَخِرُهُ (از لسان العرب)

• اور خاتم اور خاتمہ ہر شے کا انجام اور آخر کو کہا جاتا ہے۔

تہذیب للازمیری | اس کو بھی سیوطیؒ نے معتبرات لغت میں شمار کیا ہے، اس میں لکھا ہے۔

وَالْحَاشِ وَالْحَاشِ مِنْ أَسْمَاءِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
فِي التَّوْرَةِ الْعَزِيزِ مَا كَانَ
مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ
وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَحَاشَ
النَّبِيِّينَ أَيْ أَخِرَهُمْ (از لسان العرب)

• اور خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ہیں، اور قرآن مجید میں ہر کہ نہیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باب لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور رب نبیوں میں آخری نبی ہیں۔

اس میں کس قدر صراحت کے ساتھ بتلادیا گیا کہ خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں، اور قرآن مجید میں خاتم النبیین سے آخر النبیین مراد ہے۔

کیا ائمہ لغت کی اتنی تصریحات کے بعد بھی کوئی منصف اس معنی کے سوا کوئی

اور معنی تجویز کر سکتا ہے ؟

لسان العرب | لغت کی مقبول کتاب ہے عرب و عجم میں مستند مانی جاتی ہے، اس کی عبارت یہ ہے ۔

| | |
|--|---|
| <p>خَاتِمُ الْقَوْمِ بِالْكَسْرِ اور خَاتِمُ الْقَوْمِ بِالْفَتْحِ کے معنی آخر القوم ہیں اور انہی معنی پر لیمائی سے نقل کیا جاتا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء (یعنی آخر الانبیاء)</p> | <p>خَاتِمُهُمْ وَخَاتَمُهُمْ وَ اخِرُهُمْ عَنِ النَّبِيَّاتِ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ ۔</p> |
|--|---|

اس میں بھی بوضاحت بتلایا گیا کہ بالکسر کی قرأت پڑھی جائے یا بالفتح کی ہر صورت میں خاتم النبیین اور خاتم الانبیاء کے معنی آخر النبیین اور آخر الانبیاء ہوں گے۔ لسان العرب کی اس عبارت سے ایک قاعدہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ اگر یہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں کے بحیثیت نفس لغت بہت سے معانی ہو سکے ہیں لیکن جب قوم یا جماعت کی طرف اس کی اضافت کی جاتی ہے تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں، غالباً اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لفظ خاتم کو تنہا ذکر نہیں کیا، بلکہ قوم اور جماعت کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

لغت عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخری کے ہوتے ہیں، آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت نبیین کی طرف ہے، اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے، اس قاعدہ کی تائید تاج العروس شرح قاموس سے بھی ہوتی ہے، وہو ہذا،

تاج العروس | شرح قاموس للعلامة الزبيدي میں لیمائی سے نقل کیا ہے ۔

| | |
|---|--|
| <p>اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح بھی ہو اور خاتم و شخص جو جس نے اپنے تشریف لے لئے سے</p> | <p>وَمِنْ أَسْمَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ وَهُوَ الَّذِي خَتَمَ النَّبُوَّةَ بِسَجِيئِهِ</p> |
|---|--|

مجمع البحار جس میں لغات حدیث کو معتمد طریق سے جمع کیا گیا ہے، اس کی عبارت درج ذیل ہے۔

الْخَاتِمُ وَالْخَاتِمُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ش
بِالْفَتْحِ إِنْ شَأْنُ أَحَدِهِمْ وَ
وَبِالْكَسْرِ إِنْ شَأْنُ نَائِلٍ -
(مجمع البحار)

”خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ہے، بالفتح اسم ہے جس کے معنی آخر کے ہیں، اور بالکسر اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی تمام کرنے والے کے ہیں۔“

نیز مجمع البحار، صفحہ ۳۲۹ ج ۱ میں ہے۔

خَاتِمُ النَّبِيِّ يَكْسِرُ الشَّاءَ أَيْ
نَائِلُ الْخَتْمِ هُوَ الْأَخْتَامُ
وَيَقْتَضِيهَا بِمَعْنَى الطَّائِعِ أَيْ
شَيْءٌ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي بَعْدَهُ

”خاتم النبوة بکسر تاء یعنی تمام کرنے والا“
اور بالعنت تاء بمعنی ٹہر یعنی دوشے جو
اس پر دلالت کرے کہ آپ کے بعد
کوئی نبی نہیں ہے۔“

تائوس میں ہے۔

وَالْخَاتِمُ أَخِيرُ الْقَوْمِ كَالْخَاتِمِ
وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى وَخَاتِمُ
النَّبِيِّينَ أَيْ أَخِيرُهُمْ -

”اور خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح قوم میں
سب سے آخر کو کہا جاتا ہو اور اسی معنی میں ہو
اللہ تعالیٰ کا ارشاد خاتم النبیین یعنی آخر انبیاء۔“

اس میں بھی لفظ ”قوم“ بڑھا کر قاعدہ مذکورہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے نیز مسئلہ زیر بحث کا بھی نہایت وضاحت کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے۔

کلیات الالبصار لغت عرب کی مشہور و معتمد کتاب ہے، اس میں مسئلہ زیر بحث کو سب سے زیادہ واضح کر دیا ہے، ملاحظہ ہو۔

وَتَسْمِيَةٌ نَبِيًّا خَاتِمُ
الْأَنْبِيَاءِ لِأَنَّ الْخَاتِمَ أَخِيرُ
الْقَوْمِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَا كَانَ
مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتِمَ

”اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم
الانبیاء اس لئے رکھا گیا کہ خاتم آخر قوم کو
کہتے ہیں (اور اسی معنی میں) خداوندِ عالم نے
فرمایا ہے کہ نہیں میں محمد صلی اللہ علیہ
وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے

التَّبَيِّتِينَ . | باپ میکن اللہ کے رسول ہیں ، اور آخر

(کلیات ابی البقار ص ۳۱۹)

سب نبیوں کے ؟

اس میں نہایت صاف کر دیا گیا ہے کہ آپ کے خاتم الانبیاء اور خاتم النبیین نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ خاتم القوم کو کہا جاتا ہے ، اور آپ آخر النبیین ہیں ۔ نیز ابی البقار نے اس کے بعد کہا ہے کہ :-

وَقَدْ أَتَى الْأَعْمَى يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ | اور عام کی نفی خاص کی نفی کو بھی مستلزم
الْأَخْفَى . | ہے ؟

جس کی غرض یہ ہے کہ نبی عام ہے ، تشریفی ہو یا غیر تشریفی ، اور رسول خاص تشریفی کے لئے بولا جاتا ہے ، اور آیت میں جبکہ عام نبی کی نفی کر دی گئی تو خاص یعنی رسول کی بھی نفی ہونا لازمی ہے ، لہذا معلوم ہوا کہ اس آیت سے تشریفی اور غیر تشریفی ہر قسم کے نبی کا اختتام اور آپ کے بعد پیدا ہونے کی نفی ثابت ہوتی ہے ، جو لوگ آیت میں تشریفی اور غیر تشریفی کی تقسیم ٹھہرتے ہیں علامہ ابی البقار نے پہلے ہی سے اُن کے لئے رد تیار کر رکھا ہے ۔

صحاح العربیہ للجوہری | جس کی شہرت محتاج بیان نہیں ، اس کی عبارت یہ ہے :-

وَالْخَاتِمَ وَالْخَاتِمَ بِكُسْرِ
الشَّاءِ وَتَشْجِهَا وَالْخِيَتَامُ وَ
الْخَاتَامُ كُلُّهُ بِمَعْنَى وَالْجَنَمُ
الْخَوَاتِيمُ وَخَاتِمَةُ الشَّيْءِ
أَخِيرُهُ وَمَحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ
عَلَيْهِمُ السَّلَامُ .

” اور خاتم اور خاتم تاء کے زیر اور زبد
سے اور ایسے ہی خیتام اور خاتام سب کے
معنی ایک ہیں ، اور جمع خواتیم آتی ہو اور
خاتمہ کے معنی آخر کے ہیں ، اور اس معنی میں
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء
علیہم السلام کہا جاتا ہے ؟

لہ یاد رہے کہ اس رسالہ میں جہاں کہیں ہم نے تشریفی اور غیر تشریفی کے الفاظ لکھے ہیں ، ان سے ہماری مراد یہی ہے کہ تشریفی
جدید ہو یا کو آئے ہوں ، یا پہلی ہی شریعت کے متبع ہوں ، ورنہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب تشریفی ہیں ، اور
شریعت لازم نبوت ہے ، مرزا صاحب نے جس کا نام غیر تشریفی رکھا ہو وہ نبوت کی کوئی قسم نہیں ، ۱۲ منہ

اس میں بھی تصریح کر دی گئی ہے کہ خاتم اور خاتمہ بالکسر اور بالفتح دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی آخر قوم۔

منتہی الارباب میں لفظ خاتم کے متعلق لکھا ہے :-

”خاتم کصاحب مہر و انگشتری“ و آخر ہر چیزے و پایاں آں و آخر قوم و خاتم بالفتح مثله و محمد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین :

مسراج میں ہے :-

| | |
|--|--|
| <p>”خاتمۂ شے کے معنی آخر شے کے ہیں اور اسی معنی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں“</p> | <p>خَاتِمَةُ الشَّيْءِ اخْرَاجُهُ وَمُتَعَدِّ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ بِالْفَتْحِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَاجْتَمَعِينَ</p> |
|--|--|

لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے یہ چند اقوال ائمہ لغت اور بطور مشتمہ نمونہ از خردوارے پیش کئے گئے ہیں، جن سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو یقین ہو گیا ہوگا کہ از روئے لغت عرب آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے، اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے۔

یہاں تک بحمد اللہ یہ بات بالکل روشن ہو چکی ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم بالفتح اور بالکسر کے حقیقی معنی صرف دو ہو سکتے ہیں، اور اگر بالفرض مجازی معنی بھی لئے جائیں تو اگرچہ اس جگہ حقیقی معنی کے درست ہوتے ہوئے اس کی ضرورت نہیں، لیکن بالعرض اگر ہوں تب بھی خاتم کے معنی مہر کے ہوں گے، جیسا کہ خود مرزا صاحب قاد بانی ”حقیقۃ الوحی“ حاشیہ صفحہ ۹۷ میں تصریح کرتے ہیں، اور اس وقت آیت کے معنی ہوں گے کہ آپ انبیاء پر مہر کرنے والے ہیں، جس کا خلاصہ بھی پہلے صفحہ ۷۱ کے علاوہ کچھ نہیں، کیونکہ محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں چیز پر مہر کر دی، یعنی اب اس میں کوئی چیز داخل نہیں ہو سکتی، قرآن عزیز میں فرمایا ہے :-

| | |
|--|---|
| <p>”اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر کر دی“</p> | <p>خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ</p> |
|--|---|

یعنی اب اُن میں کوئی خیر کی چیز داخل نہیں ہوتی ؟

(رقبہ ۱۶۷)

أَرُونِي وَقَدْ خَمَمْتُ عَلَى فُؤَادِي ۖ بِحَيْثُ أَنْ يَحْضُرَ بِهِ سِوَاكَ

”میں تیرے یہاں سے اس طرح جا رہا ہوں کہ تو نے میرے قلب پر اپنی محبت سے غبر

لگا دی ہے، تاکہ اس میں تیرے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے ؟

اس وقت تک جو کچھ کلام کیا گیا وہ لفظ خاتم کے لغوی معنی کی تحقیق تھی، اس کے

بعد دوسرے لفظ یعنی التَّيْتِيْنِ کے لغوی معنی اور اس کی تحقیق عرض کی جاتی ہے۔

لفظ ”التَّيْتِيْنِ“ کی لغوی تحقیق | یہ لفظ دراصل دو لفظوں سے مرکب ہے، ایک الف لام

تعریف، دوسرا ”تیین“ دونوں کے متعلق مختصراً گزارش کی جاتی ہے۔

دوسرا لفظ ”تیین“ تو نبی کی جمع ہے، جس کا استعمال انبیاء کی جماعت کے لئے

کیا جاتا ہے، اور لفظ نبی کی مفصل تحقیق لغوی اور شرعی گذر چکی ہے، ناظرین چند

ورق الٹ کر ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ پہلا لفظ یعنی ”الف لام“ اس جگہ تفصیل طلب ہے جس کو ہدیہ ناظرین

کیا جاتا ہے، لیکن چونکہ یہ ایک خالص علمی مسئلہ ہے اس لئے اگر باوجود امکانی

سہولت پیدا کرنے کے بعد بھی عام ناظرین کے لئے پوری وضاحت نہ ہو تو معذور

سمجھا جائے۔

مشہور ہے کہ ”الف لام“ تعریف لفظ چار معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، جن میں

استغراق، عہد خارجی، عہد ذہنی، لیکن جب الف لام جمع پر داخل ہوتا ہے تو جماع

اہل عربیت اور باتفاق علماء اصول اس میں صرف دو احتمال ہوتے ہیں، اول عہد

خارجی یا ذہنی، دوم استغراق۔ دیکھو کشف الاسرار للعلامہ ابن ہشام۔

وَإِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْجَمْعِ فَلِلْعَهْدِ

إِنْ كَانَ وَإِلَّا فَلِلْعُمُومِ

کشف ص ۲۲۰، ۱۱۵

”اور اگر الف لام تعریف جمع پر داخل ہو تو

اگر وہاں عہد بن سکتا ہے تو وہ مراد ہوگا،

درہ عموم و استغراق مراد لیا جائے گا۔

لے الف لام تعریف میں لفظ پر داخل ہو اس کی چند صورتیں ہیں، یا تو اس کے افراد میں سے کچھ مراد نہیں بلکہ

نفس مابینہ مراد ہی، تو اس الف لام کو منسب کہتے ہیں، اور اگر افراد مراد ہیں تو یا تمام افراد ہوں گے یا بعض، اگر تمام

ہیں تو استغراق، اور اگر بعض میں تو پھر معین ہوں گے یا غیر معین، اگر معین ہیں تو عہد خارجی، ورنہ عہد ذہنی کہتے ہیں، نہ

اور علامہ ابوالبتار اپنی کلیات میں فرماتے ہیں :-

عموماً اہل اصول و اہل عربیت نے فرمایا
ہے کہ لام تعریف خواہ مفرد پر داخل ہو یا
جمع پر وہ استغراق ہی کا نالہ دیتا ہے،
البتہ اگر مفرد ہو تو پھر عہد کے لئے لیا
جاتا ہے :

وَقَالَ عَامَّةُ أَهْلِ الْأَصُولِ
وَالْعَرَبِيَّةِ لَا مِثْلَ التَّعْرِيفِ مَوَاقِفَ
دَخَلَتْ عَلَى الْفَرْدِ أَوْ عَلَى الْجَمْعِ
تُقِيدُ إِلَّا سِتْغَرَاقًا إِلَّا إِذَا
كَانَ مَعْمُودًا .

(کلیات ابی البتار، ص ۵۶۲)

طبع قدیم، صفحہ ۴۹ میں یہ بات اور زیادہ ہے کہ اس حکم میں مفرد و جمع سب برابر
ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الف لام دراصل صرف انہی دو معنی کے لئے ہے، باقی
معانی محض ضرورت مقام کے لئے کہیں کہیں آتے ہیں۔

اور علامہ رضی نے بھی شرح کافیہ میں اس بحث پر مبسوط تفسیر کرتے ہوئے یہی
اختیار کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

بعضیت اور جزئیت کی علامت تنوین ہے، جب کسی اسم پر الف لام
داخل ہو کر مانع تنوین ہو جائے گا تو اس کا مدلول صرف استغراق کل
افراد ہوگا البتہ اگر کوئی دلیل اس بات پر دلالت کرے کہ اس لفظ سے اس کے
کل افراد مراد نہیں، بلکہ بعض معین یا غیر معین افراد مراد ہیں تو اس وقت
انہیں افراد کو مراد سمجھا جائے گا جس کو اصطلاح میں عہد خارجی اور عہد ذہنی
کہتے ہیں، جیسے کہا جائے [شَتَرِ اللَّحْمِ] (یعنی گوشت خرید لاؤ) تو ظاہر
ہے کہ گوشت سے اس کے تمام افراد مراد نہیں ہو سکتے، اور نہ کسی بشر کی
قدت میں ہے، اس لئے بقرینہ خریداری اللحم میں لحم سے فقط بعض افراد
غیر معین لحم کے مراد ہوں گے، اور اسی کو عہد ذہنی کہا جاتا ہے جیسے قرآن
عزیز میں ہے اَوْ اَحِذْ عَلَى النَّارِ هُدًى (یا میں آگ پر اطلاع پاؤں، تو انالہ
سے ظاہر ہے کہ آگ کے تمام افراد مراد نہیں ہو سکتے بلکہ صرف وہ معین آگ مراد
ہے جس کا ذکر پہلے کلام میں موجود ہے اور اسی کا نام عہد خارجی ہے اور جب
اس قسم کی کوئی دلیل مقصود اس لفظ کو اپنے مدلول صرف یعنی استغراق سے

پھیرنے والی نہ ہو تو استغراق کے سوا کوئی معنی مراد لینا تو اہل عروت و لغت میں جائز نہیں، اگرچہ فی نفسہ جنس مابیت مراد ہونے کا بھی احتمال ہو سکتا ہے، لیکن عروت و محاورات میں اس کا اعتبار نہیں ہوتا، بلکہ عروت میں اعیان خارجیہ سے کلام ہوتا ہے، نہ کہ مابیات ذہنیہ سے لہذا جنس کا احتمال سرے سے ساقط ہے؛ (رضی شرح کافیہ مختصراً)

نتیجہ یہ ہے کہ الف لام تعریف خواہ مفرد پر داخل ہو یا جمع پر، اس میں صرف دو ہی احتمال ہوتے ہیں، استغراق یا عہد ادراسی بنا پر علامہ رضی اس کے بعد فرماتے ہیں:-

”پس جب کہ بعینہ کلام میں بوجہ دلیل (یعنی تینوں) نہ ہونے کی ثابت نہ ہو سکے تو واجب ہو کہ کل افراد پر حمل کیا جائے اور اسی پر محمول ہو فردان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ پانی طاهر ہے یعنی سب افراد پانی کے (اصل سے) طاہر ہیں اور نیند بے وضو ہونا ہے، یعنی ہر فرد نیند و مروت کا اور چونکہ الف لام داخل ہونے کے بعد مفرد بھی بہت افراد پر دلالت کرتا ہے، اسی لئے مفرد کی صفت میں جمع بھی لائی جاتی ہے، اگرچہ ایسا محاورات میں کم ہے، جیسا کہ اخفش نے روایت کیا ہے، الدیم البیض احد الدینار الصفر، و دیم موصوف مفرد ہے اور میں صفت جمع ہے، و علیٰ ہذا“

فَاِذَا لَمْ تَكُنْ لِلْبَعْضِيَّةِ لَعْدِمٌ
وَلَيْلَهَا وَهُوَ الشَّوْنُ وَنَجَبٌ
كَوْنُهُ لِيَكُنْ فَعَلَىٰ هَذَا قَوْلُهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمَاءُ طَاهِرٌ اَيُّ
كُلِّ الْمَاءِ وَالنَّوْمُ حَدَثٌ اَيُّ
كُلِّ النَّوْمِ اِذْ لَيْسَتْ فِي الْكَلَامِ
قِيَمَةٌ بَعْضِيَّةٌ لَا مُطْلَقَةٌ وَ
لَا مُعَيَّنَةٌ فَلِهَذَا اَجَازَ اَنْ
كَانَ قَلِيلاً وَصُفِّ الْمُفْرَدُ
بِالْجَمْعِ نَحْوُ قَوْلِهِمْ اَهْلَكَ
النَّاسَ الَّذِي نَارُ الصُّفْرِ
الَّذِي رَهْمَ الْبَيْضُ عَلَى مَا سَكَلِ
الْاَخْفَشُ .

(رضی، صفحہ ۱۰۳ ج ۲)

یہاں تک تو مفرد اور جمع کے احکام مساوی ہیں، البتہ رضی نے اس کے بعد معسر اور جمع میں یہ فرق کیا ہے کہ جب مفرد پر الف لام داخل ہوتا ہے تو کلمہ ہر مفرد کو شامل ہوتا ہے اور جب ثننیہ پر داخل ہوتا ہے، تو ہر فرد ثننیہ کو بخلاف جمع کے، کیونکہ ہر فرد مفرد اور ہر فرد ثننیہ اور اسی طرح ہر فرد جمع سب کو محیط ہوتی ہے

چنانچہ علامہ رضی فرماتے ہیں:-

لَا اِنَّ الْجَنَّمَ الْمَخْلُوقَ بِاللَّامِ فِي
مِثْلِهِ يُسْتَعْمَلُ بِمَعْنَى مُسْتَكْمِلٍ
مُضَابٍ اِلَيْهِ كُلُّ مُفْرَدٍ وَغَيْرُهُ
فَمَعْنَى لَقِيْتُ الْعُلَمَاءَ الْاَزْدِيَّ
اَمْ كُلُّ عَالِمٍ وَعَالِمِيْنَ كُلِّ عِلْمٍ

(رضی، ص ۱۰۳، ۱۰۴)

” اس لئے کہ جمع معرق باللام کلام موجب
میں ایک ایسے محو کے حکم میں ہوتی ہو کہ
جس کی طرف کل مفرد وغیرہ کی اضافت
کی گئی ہو اور اسی لئے لقیْتُ العلماء
الْاَزْدِيَّ کے معنی یہ ہیں کہ میں ہر ایک عالم
ہر دو عالم اور ہر جمع علم سے ملنے کے ملا۔“

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمع کا استغراق زیادہ اُکمل و دائم ہوتا ہے۔

اس تفصیل کے بعد ہم ناظرین کو کلام زیر بحث کی طرف توجہ دلا کر توقع رکھتے ہیں
کہ وہ خود فیصلہ کر لیں گے کہ ”خاتم النبیین“ میں الف لام کس معنی کے لئے ہو سکتا
ہے، کیونکہ اب احتمال صرف دو ہیں، استغراق اور عقیدہ۔

لیکن جس شخص کو عقل و فہم کا کچھ حصہ ملا ہے وہ ہرگز وہم بھی نہیں کر سکتا کہ اُس میں
الف لام عہدِ خارجی یا ذہنی کے لئے ہے، کیونکہ اس پر نہ کوئی دلیل ہے نہ قرینہ جو ”نبیین“
کو بعض نبیین کے لئے خاص کر دے، بلکہ اس کے خلاف پر قوی اور روشن دلائل
موجود ہیں، جن میں سے ایک بدیہی الثبوت یہ بات ہے کہ اگر ”نبیین“ کے الف لام
کو عہدِ خارجی یا ذہنی کے لئے قرار دے کر کلام کی یہ مراد بنائی جائے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بعض انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں تو کلام بالکل مہمل اور بے معنی
ہو جاتا ہے۔ اور خاتم النبیین کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی صفت
نہیں رہتی، جو آپ کے فضائل میں ذکر کی جائے، کیونکہ آدم علیہ السلام کے علاوہ
ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم اور آخر ہے، اور سب پر اس معنی میں خاتم النبیین
مصدق ہے، اس لئے یہاں یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ خاتم النبیین ”میں الف لام
عہدِ خارجی یا ذہنی کے لئے ہے تو اب خود بخود استغراق متعین ہو جاتا ہے، اور
خاتم النبیین کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام افراد انبیاء
کے خاتم اور آخر ہیں، یعنی جن حضرات کو اصطلاح شرع میں نبی کہا جاسکتا ہو خواہ
ماحب شریعت جدیدہ ہوں یا نہ ہوں، آپ ان سب کے ختم کرنے والے اور سب کے آخر میں ہیں۔

تَشْبِیْہ :- یہ بات بفضلہ تعالیٰ تفصیل سے ناظرین معلوم کر چکے ہیں کہ آیت میں الف لام سوکے استغراق کے اور کسی معنی کے لئے نہیں ہو سکتا، لیکن ابھی تک یہ بات باقی ہے، کہ استغراق کی کوئی قسم مراد ہے، کیونکہ استغراق کی دو قسمیں ہیں، حقیقی اور عرفی، حقیقی وہ ہے کہ جس میں حقیقۃً تمام انسان مراد ہوں، جیسے عَالِمُ الْغُیْبِ وَالشَّہَادَةِ خداوند عالم جاننے والا ہے ہر غائب و حاضر کا، جس سے کوئی فرد خاص مراد نہیں۔ اور استغراق عرفی وہ ہے کہ جس میں تمام افراد حقیقۃً مراد نہ ہوں، بلکہ صرف وہ افراد مراد ہوں جو عرفاً سمجھے جاتے ہوں جیسے کہا جاتا ہے جَمَعَ الْأَمِیْرُ الْمَسَاعِدَ بادشاہ نے تمام سناروں کو جمع کیا ظاہر ہے کہ تمام دنیا کے تمام سناروں کا جمع کرنا مقصور نہیں، اس لئے یقیناً یہ مراد ہے کہ اپنے شہر یا زائد سے زائد اپنی سلطنت کے سناروں کو جمع کیا، ظاہر ہے کہ درحقیقت یہ استغراق افراد نہیں بلکہ مجازاً عرف میں اس کو بھی استغراق کہتے ہیں، لیکن اس تفصیل کے بعد اس کا فیصلہ بھی کچھ مشکل نہیں رہا کہ آیت مذکورہ میں استغراق عرفی ہے یا حقیقی۔

کیونکہ اقل تو استغراق عرفی ایک مجازی معنی ہیں، جیسا کہ عواشی معنی اللیب میں مصرح ہے، اور مسلم قاعدہ ہے کہ مجازی معنی اس وقت تک مراد نہیں ہو سکتے جب تک کہ حقیقی معنی بن سکیں، اور یہ ظاہر ہے کہ استغراق حقیقی آیت میں بلاخلف درست ہے، یعنی ختم کرنے والے انبیاء کے لہذا استغراق حقیقی عرفی مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں اور ثانیاً اگر استغراق عرفی مراد ہو تو جس طرح عہدِ خارجی یا ذہنی کی صورت میں کلام بے معنی رہ جاتا ہے، اور خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص فضیلت نہیں رہتی اسی طرح استغراق عرفی میں بھی یہی اشکال و ریش ہے، کیونکہ اس صورت

لے اس کے علاوہ استغراق عرفی دہاں بنتا ہے جہاں عرفاً اس کے مخصوص افراد متعین ہوں، جیسا کہ مثال مذکور میں سناروں سے صرف اپنے شہر یا اپنی سلطنت کے سنار مراد ہوئے ہیں، اور عرفاً بھی یہی معنی ہیں اور ظاہرات ہو کہ خاتم النبیین بالکل اس کے خلاف ہے عرف میں اس قسم کے کلمات انبیاء کے مخصوص افراد مراد ہوتے ہیں اور نہ اس کی کوئی وجہ بلکہ اگر اس کے نظائر پر سری نظر ڈالی جائے تو سب جگہ تمام انبیاء مراد ہیں، مثلاً حدیث میں آخرا انبیاء، آخر الامم، قائم المرسلین وغیرہ الفاظ اس کے نظائر ہیں اور باتفاق یہاں استغراق حقیقی ہے

میں بھی آیت کے معنی یہی ہوں گے کہ آپ بعض انبیاء مخصوص کے خاتم اور آخر میں اور یہ معنی سوائے حضرت آدم علیہ السلام کے سب انبیاء پر صادق ہیں، اور صحیح مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے :-

”مجھے چھ چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء پر نفیلت دی ہے اور ان چھ میں اپنا خاتم النبیین ہونا بھی ذکر فرمایا ہے“ (رواہ مسلم فی الفضائل)

نتیجہ یہ نکلا کہ خاتم النبیین میں اللہ تعالیٰ کا ملام سوائے استغراق حقیقی کے اور کسی معنی کے لئے نہیں بن سکتا، اور اس لفظ سے تمام افراد انبیاء کا اختتام مراد ہے، اور یہی پہلا دعویٰ ہے، ولہذا الحمد۔

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا وہ آیت مقصود بالذکر وَلَٰكِنْ رَّسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ کے مفردات اور جُزْأُ کلمات کے متعلق تھا، اس کے بعد پورے جملہ اور تمام آیت کی تفسیر لغت اور محاورات عرب کے اعتبار سے معلوم کرنا بھی کچھ دشوار نہ رہا، اور آیت کا مطلب صاف یہ ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام افراد انبیاء کے آخر میں آنے والے یا ختم کرنے والے ہیں، اس میں نہ کسی قسم کی تخصیص ہے اور نہ کسی فرد کا استثناء اور نہ کسی تاویل کی گنجائش، نہ تشریعی اور غیر تشریعی کی کوئی قید۔ اتنی تصریح کے بعد بھی اگر کوئی شخص چیلے پہلے ڈھونڈے، اور آیت کی تاویل بلکہ تحریف کے دپے ہو تو وہ اپنی عاقبت کی فکر کرے، اور روز قیامت کے لئے کوئی جواب سوچ رکھے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ وَمَا الشَّوْفِيُّ إِلَّا مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ

آیت مذکورہ کی تفسیر | فسرآن مجید کی حقانیت کے روشن دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے خود فسرآن مجید سے کہ اس کا بعض اپنے بعض کی تفسیر کرتا ہے، اس لئے آئے یہاں کو یہ دکھائیں کہ خود کتاب میں اس آیت کی کیا تفسیر کرتی ہے۔

ختم نبوت کا مسئلہ جیسا کہ اہم تھا قرآن عزیز نے اس کی اہمیت کا لحاظ رکھتے ہوئے تقریباً ستر سے زائد آیات میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے جن کو انشاء اللہ تعالیٰ مستقلاً ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

یہاں صرف چند آیتیں پیش کی جاتی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ آیت خاتم النبیین کی

تفسیر اور اس کے مطلب کی توضیح کے لئے کافی ہیں، جن میں پہلے اسی آیت کی ایک دوسری قرات کو پیش کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے آیت کے معنی بالکل صاف حل ہو جاتے ہیں۔

عامہ مفسرین مثل ابن جریر طبریؒ اور ابن کثیرؒ ویسوطیؒ وغیرہم نے اپنی اپنی تفسیروں میں اس آیت کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرات یہ نقل کی ہے :-
 ذَلِكُنْ نَسِيًا خَتَمَ النَّبِيُّنَ . | " لیکن آپؐ ایک ایسے نبی ہیں جس نے تمام نبیوں کو ختم کر دیا "۔

اس قرات نے ان تمام تحریفیات کی جڑ کاٹ دی جو لفظ خاتم کے متعلق مرزاؤں کی جانب سے ابھی نقل کی جاتی ہیں، کیونکہ اس وقت آیت کے معنی صاف یہ ہوئے کہ آپؐ ایسے نبی ہیں جس نے تمام انبیاء کو ختم کیا۔ اسی طرح آیت ذیل بھی اسی معنی کا اعلان کرتی ہے :-

اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي (ملو، پ) | " ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی "۔

اس آیت نے صاف یہ بتلا دیا کہ دین اسلام اور نعمت نبوت و وحی وغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہو چکی ہے، آپؐ کے بعد کسی نبی کی ضرورت اور گنجائش نہیں ہے، اس آیت کی تفسیر اور مفصل تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب عرض کی جاوے گی۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد خداوندی ہے :-

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ . | " آپؐ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں جس کے لئے آسمانوں اور زمین کا ملک ہے "۔

(اعلان، پ)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَ نَذِيرًا . | " ہم نے آپؐ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر "۔

(سبا، پ ۲۲)

ان دونوں آیتوں اور ان کی امثال اور چند آیتوں میں بھی صاف اعلان فرمادیا

گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان انسانوں سے صرف وہ انسان مراد ہیں جو آپ کے زمانہ مبارک میں تھے یا آئندہ آنے والی نسلیں بھی اُن میں شامل ہیں۔ پہلی صورت میں تو یہ لازم آتا ہے کہ صرف صحابہؓ ہی کے رسول ہیں، اور بس، اور آپ کی رسالت نبوت صرف مہلہ میں ختم ہو گئی، اور یہ ایک ایسا گستاخانہ کلمہ ہے کہ کوئی مسلمان اس کو گوارا نہیں کر سکتا۔

دوسری صورت کہ تمام انسانوں سے حضرات صحابہؓ کے ساتھ بعد میں آنوالی نسلیں بھی مراد ہیں، اہل بیت علیہم السلام اور کائنات کے تمام دنیا کے موجودہ انسانوں اور آئندہ پیدا ہونے والے سب انسانوں کے رسول ہیں (اور یہی معنی صحیح اور درست ہیں) تو اس میں صاف ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے، کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، کیونکہ جب آپ کی رسالت قیامت تک تمام انسانوں کے لئے عام اور شامل ہے تو پھر کیا معاذ اللہ آپ کی نبوت و رسالت میں کوئی نقصان تھا، کہ وہ ان کی ہدایت کے لئے کافی نہ ہوئی اور کسی دوسرے نبی کی ضرورت پڑی، اس آیت کی بھی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آئے گی۔

نیز مترآن مجید ارشاد کرتا ہے :-

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝
ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت بنا کر تمام عالم والوں کے لئے ۝

جس طرح کہ باتفاق دنیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ الْعَالَمِينَ میں عالمین سے تمام عالم بلا کسی تخصیص کے مراد ہیں اسی طرح اس جگہ بھی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔

لے اور دوسری آیات و احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ تمام جنات کے لئے بھی رسول ہیں چونکہ اس وقت گفتگو انسانوں کے معاملہ میں ہے اس لئے صرف انہی کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ۝ منہ
لے حدیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہُوَ اَنَا رَسُوْلُ مَنْ اَذْنٰكَ حَيَاتًا وَ مَوْتًا وَ لَوْ
بَعْدِي ۝ یعنی میں ان تمام لوگوں کا بھی رسول ہوں جو اب زندہ ہیں اور ان کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے
و سیاتی الحدیث فی بابہ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۳ منہ

پس آیت کا حاصل یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم والوں کے لئے رحمت ہیں، اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب آپ کی نبوت درسات عام ہو، اور آپ کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہ ہو ورنہ اگر آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پختہ ایمان لانے والا اور آپ کے احکام و سنن کا پورا اتباع کرنے والا اس پر ایمان نہ لایا تو اس کی ساری کوششیں کارت اور سارے اعمال جبط ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ اللعالمین ہونے کے منافی ہے، بلکہ اس صورت میں آپ کی ذات مبارک اور آپ کا اتباع صرف انہی لوگوں کے لئے رحمت ہو گا جو دوسرے نبی کے مبعوث ہونے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے، تمام عالم کے لئے رحمت ہونا ثابت نہ ہو گا۔

ان کے علاوہ اور بھی ستر آں مجید کی بہت سی تصریحات و اشارات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے جس کو انشاء اللہ تعالیٰ مستقل طور سے ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔ ان تمام آیات قرآن مجید سے ناظرین یہ سمجھ چکے ہوں گے کہ یہ سب خاتم النبیین کے اسی معنی کی تائید کرتی ہیں جو اوپر عرض کئے گئے ہیں۔

اور اس کل گزارش سے یہ ثابت ہو گیا کہ آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کی وہی تفسیر ہے جو اوپر لغت عرب سے نقل کی گئی ہے، اور خود قرآن مجید کی دوسری آیات اسی تفسیر کو بیان کرتی ہیں۔

چونکہ اس بحث کو عنقریب تفصیل کے ساتھ بیان کرنا ہے اس لئے اس موقع پر صرف دو تین آیات پر اکتفا کیا، اور ان کے بیان میں بھی اختصار سے کام لیا گیا۔

آیت مذکورہ کی تفسیر | تفسیر ستر آں مجید کی جو ترتیب ہم اوپر ذکر کر گئے ہیں، اس میں احادیث سے | دوسرا درجہ حدیث کا ہے۔ سو اس کے متعلق یہ گزارش ہو کہ آیت کی وہ تفسیر جو ہم اوپر لغت عرب اور خود ستر آں عزیز سے نقل کر چکے ہیں، احادیث میں بھی ایک بہت بڑا فقر اس تفسیر کا شاہد ہے، جس کے دیکھنے کے بعد ایک سالانہ کو کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی، اور یہ بات بالکل روشن ہو جاتی ہے کہ مذکورہ بالا تفسیر کے علاوہ اور کوئی تفسیر آیت خاتم النبیین کی نہیں ہو سکتی۔

لیکن چونکہ ہیں ان تمام احادیث کو ایک مستقل حصہ کی صورت میں مفصل

ہدیہ ناظرین کرتا ہے، اس لئے اس جگہ بغیر تفسیر چند احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے، اور ایک سلیم الطبع مسلمان کے لئے وہ بھی کفایت سے زائد نہیں۔ حضرت ثوبانؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

| | |
|--|--|
| <p>لَا تَعُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّىٰ يُنْعَثَ وَجَاءَ الْوَنُ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يُرْعَمُ أَفْئَةٌ نَّبِيٌّ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي .</p> | <p>قیامت اس وقت تک نہیں قائم ہو سکتی جب تک کہ سب سے دجال اور جوئے نہ نکلا جائیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں تو خاتم النبیین ہوں یعنی میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں ہے</p> |
|--|--|

(ابوداؤد، ترمذی)

اس حدیث میں خود اس مقدس ذات نے کہ جس پر یہ قرآن نازل ہوا، جنگرت کا قلعہ فیصلہ کر دیا اور بتلادیا کہ مسلمانو! خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ نہ خاتم کے معنی اس جگہ نہر وانگشتری کے ہیں اور نہ النبیین میں کوئی تخصیص۔ کیونکہ لَا نَبِيَّ بَعْدِي میں لائی نفی جنس کے ذریعہ سے اس مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا گیا، جس کی تفصیل اپنی بحث میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی الفاظ مروغار وایت کے لئے ہیں۔

| | |
|---|---|
| <p>وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي اخر احمد والبرہانی</p> | <p>”حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں“ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے</p> |
|---|---|

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:-

| | |
|--|--|
| <p>إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ [الْمَوْصَلَمَ لَيْسَةَ مِنْ زَادِيَّةٍ فَجَعَلَ النَّاسَ يَطُوفُونَ بِهِ وَيُجَبِّوْنَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَذَا وَضِعَتْ هَذِهِ الْبَيْتَةُ قَالَ فَاَنَا الْبَيْتَةُ</p> | <p>”کہ میری مثال اور مجھے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا ہو اور اس کو آراستہ پر آستہ کیا ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ چوڑی ہو اور لوگ اس کے پاس چکر لگاتے اور خوش ہوتے ہوں اور کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ ہی کیوں نہ رکھ دی گئی (کہ تعمیر مکمل ہو جاتی)</p> |
|--|--|

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پس
وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں اور میں ہی
خاتم النبیین ہوں۔

وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ .
(بخاری و مسلم وغیرہ)

اے مسلمان! کا دعویٰ کرنے والو! اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار
کرنے والو! کیا اس جیسے کھلے کھلے بیانات کے بعد بھی تمہیں اس میں کوئی شک ہے
کہ آیت میں خاتم النبیین کے معنی صرف وہی ہیں جو ہم نے عرض کئے، اور کیا آپ
ان تمام نصوص و تصریحات میں کہیں غیر تشریحی یا ظلی اور بروزی نبی کا استثناء
دیکھتے ہیں؟ خود وہ نبی مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس پر یہ کلام مقدس نازل ہوا (فداہ
رُوحی و ابی داتی) نہایت صاف صاف مثالیں دے کر بتلاتا ہے کہ خاتم النبیین
کے معنی آخر النبیین ہیں یعنی تمام افراد انبیاء کے بعد میں مبعوث ہونے والا کہ
جس کے بعد نبوت کا استحکام اور مزین محل بالکل مکمل ہو جاتا ہے، اور کسی نبی کے مبعوث
ہونے کی ضرورت اور گنجائش نہیں رہتی، اس تصریح نبوت کی تکمیل کے بعد نہ
تشریحی نبوت کی اینٹ کی اس میں ضرورت و گنجائش ہے اور نہ غیر تشریحی یا ظلی بروزی
کی، فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَكَ يُؤْمِنُونَ ۚ

نیز حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا،
مجھے تمام انبیاء پر چودہ سے فضیلت دی گئی،
ایک یہ کہ مجھے کلمات جامعہ عطا فرمائے گئے
دوسرے یہ کہ رب کے ذریعے میری مدد کی گئی،
تیسرے میرے لئے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا،
چوتھے میرے لئے تمام زمین کو نماز پڑھنے
کی جگہ اور تدبیر تم پاک کرنے والی بنایا گیا،
پانچویں مجھے تمام خلقت کی طرف مبعوث کیا گیا،
چھٹے میرے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کیا گیا؛

فَقُضِلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ
أُعْطِيتُ جَوَارِمَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ
بِالرَّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ
وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا
وَأُظْهِرَ رَأْيُ الْمَلَائِكَةِ
أَلَّا يَخْلُقَ كَافَّةً وَخُتِمَتْ بِي
النَّبِيُّونَ .

(رواہ مسلم فی الفضائل)

اس حدیث میں اس تحریف کی بھی جرّ کاٹ دی گئی، جو لفظ خاتم میں کی جاتی ہے
لفظ خاتم کے بجائے ختم بی النبیین رکھ دیا گیا اور کیا اس میں کہیں غیر تشریحی یا ظلی

بروزی نبی کا استثناء موجود ہے۔

اور حضرت ابو امامہ باہلیؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

أَنَا أَخِيْرُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَنْبِيَاءُ خَيْرُ الْأُمَمِ، رِوَاةُ ابْنِ مَاجَةَ بَابُ مَنَّةِ التَّعَالَى، | میں سب انبیاء میں سے آخری ہوں اور
تم سب امتوں میں سے آخری ہو۔

کس قدر وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا گیا کہ خاتم النبیین کے وہی معنی اور صرف وہی معنی ہو سکتے ہیں اور میں جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں، یعنی آپ سب انبیاء میں سے آخری اور سب کے ختم کرنے والے نبی ہیں، اور پھر صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ تم آخری امت ہو، جس نے یہ بات صاف کر دی کہ آپ کے بعد کوئی شخص اس امت کے لئے نبی بنا کر نہ بھیجا جائے گا جس کے لئے ایک دوسری امت ہو۔

اے عقل کے مغل! اسلام کے دم بھرنے والو! تمہیں اب بھی یقین ہو کہ آیت میں خاتم النبیین کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں جو ہم نے اوپر عرض کئے، اس میں تشریح کی تخصیص بھی غیر تشریحی اور بروزی وظلی کی۔

نیز حضرت عرابیؓ ابن ساریہؓ روایت فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مُكْتَوَّبٌ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّ أَدَمَ لَمُنْجِدٌ فِي طَيْبَةِ . | تحقیق میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین
اس وقت میں لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی ہی میں تھے۔

(مشکوٰۃ من خیر السنن و مسند احمد)

اور حضرت حاکمؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے :-

أَنَا قَائِلُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ . | میں تمام رسولوں کا سر ہوں اور کوئی فخر نہیں
اور میں تمام انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں اور کوئی فخر نہیں اور میں پہلا شفاعت کرنے والا اور
مقبول الشفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں۔

(مشکوٰۃ عن الدارمی)

وہ حضرات جو آیت خاتم النبیین میں تحریفیات کے جال پھیلاتے ہیں، اور النبیین کے الف لام میں جھگڑے ڈال کر یہ جانتے ہیں کہ نبیین سے تمام انبیاء مراد نہ لئے جائیں، تاکہ قادیانی نبی کے آنے کی گنجائش نکل آئے، ذرا عنایت فرما کر یہ تو بتلائی کہ قائد المرسلین میں الف لام استغراق حقیقی کا ہے یا نہیں اور کیا اس جگہ مرسلین سے تمام مرسلین بلا استثناء اور بلا تخصیص مراد ہیں یا نہیں؟

اگر نہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ آپ سب انبیاء کے سردار اور سرپرست نہیں بلکہ صرف بعض کے ہیں، اور یہ بات جیسا کہ تمام نصوص شرعیہ آیات و کلمات تصریحات احادیث کے سراسر خلاف ہے، اسی طرح مرزائی جماعت کے مسلمات کے بھی خلاف ہے کیونکہ کم از کم زبانوں سے تو وہ بھی استہرا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار اور سرپرست ہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس جگہ المرسلین میں الف لام استغراق حقیقی کے لئے ہے اور مرسلین سے تمام افراد مرسلین کے بلا کسی استثناء تخصیص کے مراد ہیں تو میرے عنایت فرماؤ مجھے یہ بتلا دیں کہ پھر لفظ النبیین نے جو اس کے بعد ہی مذکور ہے ان کا کیا تصور کیا ہے کہ وہ اس میں طرح طرح کے چیلے بہانے ڈھونڈتے ہیں اور اس میں تمام افراد انبیاء کو داخل نہیں ہونے دیتے۔

کیا اس جگہ قائد المرسلین اور خاتم النبیین میں اس کے سوا کوئی فرق ہو کہ قائد المرسلین اگر عام بھی رہ گیا اور تمام مرسلین کو شامل ہو گیا تو مرزا صاحب اور ان کے اذنان کے پٹے پٹے خیالات میں کوئی غمیں نہیں لگتی، اور مرزا صاحب کی نبوت نہیں بگڑتی اور خاتم النبیین میں اس لئے چیلے بہانے کئے جاتے ہیں کہ اگر یہ عام رہا تو مرزا صاحب کی نبوت کا کہیں پتہ نہ چلے گا۔

نیز ابن ابی الدنیا اور ابوالیعلیٰ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا ہے کہ جب فرشتے (منکر و نکیر) قبر میں مردہ سے سوال کریں گے کہ تیرا رب کون تھا اور تیرا دین کیا ہے تو وہ کہے گا:-

| | |
|---|--|
| رَبِّیَ اللّٰهُ وَالْاِسْلَامُ دِیْنِیْ | میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، اور اسلام |
| وَمُحَمَّدٌ نَبِیِّیْ وَخَاتِمُ | میرا دین ہے، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) |
| النَّبِیِّیْنَ یَقُولُوْنَ لَکَ | میرے نبی ہیں اور آخری نبی ہیں، یہ شکر |

صَدَقَتْ ۔ | وسرشتے کہیں گے کہ تو نے سچ کہا؟

(تفسیر منظور، ص ۱۶۵)

منکر و نکیر بھی اس شخص کی تصدیق کرتے ہیں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور تمام انبیاء کا ختم کرنے والا سمجھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات میں، مختلف محبوں میں، مختلف عنوانات اور بیانات سے اس آیت کی تفسیر احادیث میں فرمائی ہے، جن میں سے اس جگہ صرف چند حدیثیں بقدر ضرورت آیت مذکورہ کی تفسیر میں پیش کر دی گئیں جن کو پڑھ کر ایک خدا سے ڈرنے والا اور رسول پر ایمان لانے والا مسلمان اس پر یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آیت خاتم النبیین کے معنی اور اس کی تفسیر وہی ہو جو احقر نے الی لغت عرب سے اور پھر خود قرآن کریم سے نقل کی ہے، باقی احادیث کو انشاء اللہ تعالیٰ مفصل حصہ دوم ”ختم النبوة فی الحدیث“ میں ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ آیت خاتم النبیین کے معنی جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیں بتلائے وہ یہی ہیں کہ آپ سب انبیاء میں آخری نبی اور تمام انبیاء کے ختم کرنیوالے ہیں، نہ اس میں کسی تشریفی نبی کی تخصیص ہے اور نہ غیر تشریفی ظلی بردی وغیرہ کا استثناء مسلمانو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کے اتباع کا دم مرنے والا لغت عرب نے آپ کو ان معنوں کی طرف ہدایت کی، خود قرآن کریم نے پکار پکار کر ارشاد فرمایا کہ میری مراد یہی، قرآن عزیز میں مقدس ذات پر نازل ہوا اس نے خود بار بار مختلف مجلسوں میں متعدد بیانات کے ساتھ اس کا اعلان کیا کہ آیت مذکورہ کے یہی معنی ہیں کہ آپ تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، اور حدیث کے عظیم الشان دفتر میں ایک جگہ بھی تشریفی غیر تشریفی کی تفصیل نہ فرمائی اور نہ بردی یا ظلی کا استثناء کیا، پس کیا اس کے بعد بھی آپ کو کوئی شک باقی رہا، ذیابی حدیث بعد از موت؟ آیت مذکورہ کی تفسیر | تفسیر قرآن مجید کے متعلق جو ترتیب ابتداء میں ذکر کی گئی ہے اس صحیفہ ذیل میں ہے | کا تیسرا اور چوتھا درجہ صحابہ و تابعین کی تفسیریں اور ان کے اقوال و عبارات تفسیر میں۔

ظاہر ہے کہ اس کا استیعاب بھی کسی کی قدرت میں نہیں، اس لئے اقوال صحابہ

تابعین میں سے بھی بقدر ضرورت محدودے چند ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں جن سے ان کو یہ اندازہ ہو سکے گا کہ اُمت کے ان اسلاف نے اس آیت کے کیا معنی سمجھے ہیں جنہوں نے یہ سبق اس استاذ سے پڑھا ہے جس کا استاذ بلا واسطہ خدائے قدوس ہے۔ امام ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر میں حضرت قتادہؓ سے خاتم النبیین کی تفسیر میں ہدایت فرماتے ہیں :-

عَنْ قَتَادَةَ وَفَكَرْنِ رَسُولُ اللَّهِ
وَحَايَمَ الثَّانِيَيْنِ أَيْ أَخَوَهُمْ
لاہن جریرؒ ص ۱۲۳

• حضرت قتادہؓ سے روایت ہو کر انہوں نے
آیت کی تفسیر میں فرمایا، اور لیکن آپ اللہ
کے رسول اور خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں

حضرت قتادہؓ کا یہ قول شیخ حلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر درمنثور میں عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے بھی نقل کیا ہے (درمنثور ص ۲۴ ج ۵) اس قول نے بھی صاف وہی بتلادیا کہ جو ہم اوپر لغت اور قرآن عزیز اور احادیث سے نقل کر چکے ہیں، کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں، کیا اس میں کہیں تشریحی غیر تشریحی اور بروزی وظلی وغیرہ کی کوئی تفصیل ہے ؟

نیز حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے تو آپ معلوم کر چکے ہیں ان کی قرأت ہی آیت مذکورہ میں وَفَكَرْنِ نَبِيَّا خَتَمَ الثَّانِيَيْنِ ہے، جو خود اسی معنی کی طرف ہدایت کرتی ہے جو بیان کئے گئے۔

اور سیوطیؒ نے درمنثور میں بحوالہ عبد بن حمید حضرت حسنؓ سے نقل کیا ہے :-

عَنِ الْحَسَنِ فِي قَوْلِهِ وَحَايَمَ
الثَّانِيَيْنِ قَالَ خَتَمَ اللَّهُ الثَّانِيَيْنِ
بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ أَخِيْرَ مَنْ بَعِثَ .
(درمنثور ص ۲۴ ج ۵)

• حضرت حسنؓ سے آیت خاتم النبیین
کے بارہ میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہو کہ اللہ
تعالیٰ نے تمام انبیاء کو محمدؐ پر
پر غم کر دیا اور آپ ان رسولوں میں سے
جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے
آخری ٹھہرے

کیا اس جیسی صراحتوں کے بعد بھی کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہے ؟ اور بروزی یا ظلی کی تاویل چل سکتی ہے ؟ اور درمنثور میں سیوطیؒ نے مصنف ابن ابی شیبہ سے

حضرت عائشہ صدیقہ کا قول یہ نقل کیا ہے۔
 قَوْلُ أَخَاتِهِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا تَقُولُوا
 لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (درمنثور ص ۲۳) | آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے
 حضرت صدیقہ کا یہی ارشاد ابن قتیبہ نے تادیل الاحادیث میں بھی روایت کیا ہے۔

نیز درمنثور میں بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کا بھی اس قسم کا قول نقل فرمایا ہے، وَهُوَ ذَا۔

• حضرت شعبیؒ جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کے سامنے یہ کہا کہ دوسرے اللہ تعالیٰ جناب محمد پر جو کہ خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں، حضرت مغیرہ نے فرمایا جب تم کہو تو تمہارے لئے خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے، لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم سے حدیث بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں تو وہ آپ سے پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی ہوں گے؛

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَسْبُكَ إِذَا أَتَيْتَ خَاتِمَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّكَ لَتَأْخُذُ بِأَنَّ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَارِجٌ فَإِنَّهُ مَوْخَرَجٌ فَقَدْ كَانَ قَبْلَهُ وَبَعْدَهُ۔

(درمنثور ص ۲۳-۲۴)

دونوں کا مطلب صاف اور ظاہر ہے کہ کلمہ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ سے چونکہ بظاہر یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نیا یا پرانا نہیں آسکتا، جس سے اسلام کے اجماعی عقیدہ اور صحابہ کے متفقہ اعتقاد، نزول عیسیٰ علیہ السلام پر عامیانہ نظروں میں صدہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

اس لئے حضرت صدیقہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ اس قسم کے لفظ بھی اختیار نہ کرو کہ جن سے اجماعی عقیدہ کے خلاف کا گمان یا دہم ہو سکے، بلکہ جس مقصد سے ختم نبوت کو تم بیان کرنا چاہتے ہو وہ تو صرف لفظ خاتم الانبیاء سے

پورے طور پر واضح ہو سکتا ہے، اور اتنا ہی کافی ہے، اگلا فقرہ یعنی لَا نَبِيَّ بَعْدِي کا بھی اگرچہ فی نفسہ اپنے معنی کے اعتبار سے بالکل درست ہے، لیکن تاہم چونکہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کا ایہام ہوتا ہے، اس لئے صرف خاتم النبیین پر محالکتا کرنا مقصود کے ادا کرنے کے لئے کافی اور ایہام خلاف سے بچنے کے لئے اولیٰ اور تہریر کیونکہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں، اور یہ معنی نزول مسیح کے کسی طرح مخالفت نہیں سمجھ جاسکتے، اس لئے کہ اس کے معنی اس کے سوا نہیں کہ عالم دنیا میں آپ کے ساتھ عہدہ نبوت سب انبیاء کے بعد میں متعلق ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جس وقت آسمان سے آخر زمانہ میں نازل ہوئے تو عہدہ نبوت اُن کو اُس وقت نہیں دیا جائے گا بلکہ اُن کا وصف نبوت جس وقت سے کہ خداوند عالم نے اُن کو عطا فرمایا تھا اسی وقت سے ہمیشہ اسی طرح باقی رہا اور رہے گا۔

اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول لفظ خاتم النبیین اور آخر النبیین کے کسی طرح خلاف نہیں، کلام کے یہ معنی ہماری ایجاد نہیں بلکہ خود مرفوع حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۸ جلد ۸ تخریج ابن ابی حاتم حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:-

• میں پیدائش میں تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے تھا اور بشت میں سب سے آخر میں ؟

أَنَا أَوَّلُ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ
وَأَخِيرُهُمْ فِي الْبَعْثِ -
(ابن کثیر بر حاشیہ فتح البیان)

۱۔ جس کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ حدیث "لا نبی بعدی" کے تحت حصہ دوم میں آئے گی ۱۲ منہ
۲۔ اس میں اشارہ اس طرف ہو کہ عالم اوداع میں سب سے پہلے منصب نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہو جس کے لحاظ سے آپ جس طرح خاتم النبیین ہیں اسی طرح اول النبیین بھی ہیں، مگر اس جگہ کلام اس دنیا کی زندگی کے متعلق ہوا اس کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے آخر میں منصب نبوت پر فائز ہوئے ہیں ۱۲ منہ

جس نے صاف بتلادیا کہ خاتم النبیین اور آخر التبیین کے معنی یہی ہیں کہ آپ کا وصف نبوت باعتبار رجعت کے سب انبیاء علیہم السلام کے بعد میں ہے، اور اس بنا پر کسی پہلے نبی کا آپ کے بعد باقی رہنا یا اس دنیا میں آنا آیت کے ہرگز خلاف نہیں ہو سکتا۔

اسی مضمون کو تفسیر روح المعانی صفحہ ۶۰ ج ۷، اور کشاف صفحہ ۲۱۵ ج ۲ میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اِنْ شِئْتُ فَاَرْجِعْ اِلَيْهِ، اس کے علاوہ اگر لغت عرب اور محاورات پر نظر ڈال جائے تو تھوڑے سے غور کرنے سے ثابت ہو جائے گا کہ آخر النبیین اور اول النبیین اور آخر العلماء اور آخر الطلاب اور آخر القائمين، آخر المؤمنين، آخر الشاہدین، آخر القادین، آخر الاولاد وغیرہ محاورات میں صرف اسی معنی کے لئے آتے ہیں کہ اولیت اور آخریت باعتبار وصف مضاف الیہ کے لی جاتی ہے، جب تک کہ کوئی قید اس سے پھرنے کے لئے نہ لگائی جائے جیسے اول المؤمنين ہجرت یعنی اول باعتبار ہجرت کے۔ یہی وجہ ہے کہ امام عربیت علامہ زمخشری نے خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ لَا يَسْتَبَاحُ أَحَدًا اَبْعَدُ تَفْسِيرِ كَشَافِ صَفْحَہ ۲۱۵ ج ۲ یعنی آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا۔

خاتم النبیین کے معنی محاورات عرب اور احادیث مرفوعہ اور تفسیر محققین پر نظر ڈالتے ہوئے کسی تھوڑی سی عقل رکھنے والے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں شک و شبہ پیدا نہیں کر سکتے، البتہ لابی بعدی کے ظاہری لفظ سے ایک سطحی نظر والے عامی آدمی کو اس میں کچھ دہم پیدا ہو سکتا ہے، اگرچہ کچھ غور کرنے کے بعد وہ بھی بلاکلف زائل ہو سکتا ہے، جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے محل میں عرض کیا جائے گا۔

اسی ظاہری اور سطحی دہم کو دفع کرنے کے لئے حضرت صدیقہ اور حضرت مغیرہؓ نے ارشاد فرمایا کہ ایسے الفاظ مت اختیار کرو کہ جن سے عوام کو سطحی نظر میں کوئی شبہ پیدا ہو سکے۔ باقی رائے شبہ لابی بعدی احادیث صحیحہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعہ آیت کیا گیا ہے پھر اس لفظ کو کیسے چھوڑا جا سکتا ہے، سو ظاہر ہے کہ حضرت صدیقہ اور مغیرہؓ کی غرض اس کلام سے یہ نہیں کہ معاذ اللہ یہ الفاظ غلط ہیں یا ان کا بیان کرنا ناجائز ہے، بلکہ ان کی غرض محض عقیدہ عوام کی اصلاح اور غیر مقصود کے ایہام سے بچانا ہے،

اور یہ ایک ایسی غرض ہے کہ اس کے لئے بہت سی احادیث مرفوعہ کو عوام کے سامنے بیان نہ کرنا ہی اولیٰ سمجھا جاتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صبح میں اس پر مستقل باب منعقد کیا ہے۔
 بَابُ مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الْإِخْتِيَارِ مَخَافَةَ أَنْ يَقْصُرَ فَهُمْ بَعْضُ
 النَّاسِ عَنْهُ فَيَقْعُوْنَ فِيْ أَمْتٍ مِنْهُ

”یعنی امر مختار کے اظہار میں اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ کم فہم لوگ ایسی خرابی میں مبتلا ہو جائیں گے جو امر مختار کے ترک سے زیادہ مضر ہے، تو علماء کو چاہئے کہ اس مختار کو ترک نہ فرمادیں، اور غیر مختار کو قائم رکھیں۔“

پھر اس ترجمہ کے ذیل میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔

”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تیری قوم نو مسلم قریب العہد بالکفر نہ ہوتی تو میں کعبہ کو توڑ کر اس کے دو دروازے کر دیتا، ایک دروازہ سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے نکلتے، (جیسا کہ اصل بنا، ابراہیمی میں تھا) چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے (اپنے زمانہ خلافت میں) ایسا ہی کیا۔ (رداء البخاری فی کتاب العلم ص ۲۲۲)

مطلب یہ ہے کہ قریش چونکہ ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہیں، اگر کعبہ کو توڑا جائے گا تو وہ بدگمان ہو جائیں گے اور یہ نہ سمجھیں گے کہ اس کی غرض درحقیقت کعبہ کو اصل بنا، ابراہیمی پر قائم کرنا ہے۔

اس حدیث کو پڑھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ خدا کا برحق رسول بنا، کعبہ کی اصلاح کی تمنا اپنے دل میں لے کر دنیا سے رخصت ہوتا ہے، اور اس کی اصلاح اس لئے نہیں کرتا کہ مبادا کم فہم لوگ اُنہی نہ سمجھ جائیں، اور بجائے نفع کے نقصان پہنچ جائے، پس اگر حضرت صدیقہؓ جو خود اس واقعہ کی راوی بھی ہیں، اس قسم کے امور کی زیادہ رعایت کریں، اور ایک کلمہ حق کے عام طور پر کہنے سے اس لئے منع فرمائیں کہ مبادا لوگ اس سے محسوس غلط فہمی میں پڑ جائیں تو کیا بعید ہے۔

اسی طرح حضرت علیؓ نے فرمایا ہے۔

حَدَّثَنَا النَّاسُ بِمَا نَحْنُ فُتُونَا | یعنی لوگوں سے وہ باتیں بیان کر جو کر

اَلْحَقُّ اَنْ يَكْذِبَ اللّٰهُ وَ

رَسُوْلُهُ۔ (رواہ البخاری)

دیکھیں، کیا تم پسند کرتے ہو کہ مخلوق

عالم اداس کے رسول کی تکذیب کی جائے؟

الغرض حضرت عائشہؓ اور حضرت مغیرہؓ کے اقوال میں لابی بعدی کے لفظ سے ممانعت مصلحت عوام اور ان کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے ہے، فی نفسہ ان الفاظ کی مخالفت نہیں، ورنہ عیاذ باللہ ان دونوں حضرات کے اقوال ایک متواتر حدیث نبوی کے مخالف اور محارض ہوں گے جس کو کوئی سمجھدار انسان گوارا نہیں کر سکتا، پھر اگر بالعسریٰ ایسا ہو تو یہ بھی ظاہر ہے کہ اس وقت امت کے لئے راہ عمل اور قابل اعتماد وہی فرمان ہوگا جو خود حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ثابت ہو جائے کہ دو صحابی کے اقوال جن کی سند کا سبھی کچھ متنبہ نہیں۔

ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ آیت مذکورہ کی جو تفسیر عرض کی گئی اس کے شاہد حضرت قتادہ اور عبد اللہ بن مسعود اور حضرت حسن اور صدیقہ عائشہ اور مغیرہ بن شعبہ جیسے حضرات ہیں۔ اُن کے علاوہ حضرت جابر اور حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوالطفیل اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس اور حضرت عفان بن مسلم اور حضرت ابو معاویہ، حضرت جبیر بن مطعم اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، حضرت ابی بن کعب اور حضرت حذیفہ اور حضرت ثوبان، حضرت عبادہ بن الصامت، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عطار بن یسار، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عباس بن ساریہ، حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت ام کرزہ، حضرت فاروق اعظم، حضرت ام ایمن، وغیرہم، چونسٹھ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنہا جمعین سے بھی ختم نبوت کے وہی معنی بالفاظ مختلفہ منقول اور ثابت ہیں، جو کور عرض کئے گئے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

اگر قلب میں کوئی احساس اور دماغ میں سمجھنے کا کچھ مادہ ہے، تو کوئی مسلمان بلکہ کوئی منصف مزاج کا فیر بھی ان چونسٹھ حضرات صحابہ کی شہادتوں کے بعد ہمارے

دعوے کے ثبوت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کر سکتا، ورنہ پھر ہدایت و ضلالت
کبھی بشر کے قبضہ میں نہیں، **يَلِ الْأَمْرَ بَيْنَ اللَّهِ يُصَيِّرُ كَيْفَ يَشَاءُ**۔

آیت مذکورہ کی تفسیر | خداوند علیم و خبیر ہی کو معلوم ہے کہ کتنے متقدمین اور متاخرین
ائمہ تفسیر کے اقوال سے بڑے اور چھوٹے علماء و صلحا نے اس وقت تک تفسیر میں
کتابیں لکھی ہیں اور کتنی موجود ہیں۔

لیکن اجمالاً یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اتنی کثیر ہیں کہ سب کا احاطہ کسی بشر سے
نہیں ہو سکتا، مجھے تو اپنے اس مفہوم میں سب کے استیعاب کی نہ ضرورت ہے، اور
نہ یہ میری قدرت میں ہے، بلکہ صرف چند مشہور و معتبر تفاسیر کے حوالے اور مفسرین کے
اقوال ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین اُن سے یہ اندازہ کر لیں کہ جن بزرگان دین
نے اپنی تمام عمر کو اسی میدان کی سیاحت میں ختم کر دیا ہے، انہوں نے اس آیت
کریمہ کی مراد کیا سمجھی ہے اور اس کی تفسیر کیا کی ہے۔

امام المفسرین حضرت ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر میں نقل فرماتے ہیں:-

لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم
النبیین یعنی وہ شخص جس نے نبوت کو ختم کر دیا
اور اس پر مہر لگا دی پس وہ آپ کے بعد کسی
لئے نہ کھول جائے گی قیامت کے قائم
ہونے تک اور ایسا ہی ائمہ تفسیر معابد

وَلَكِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ
النَّبِيِّينَ الَّذِي خَتَمَ النَّبُوَّةَ
نَطَعٌ عَلَيْهِمْ فَلَا تَقُومُ إِلَّا وَحْدَ بَعْدُ
إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ وَبِحَوْلِ الَّذِي
قُلْنَا قَالَ أَهْلُ السَّادِثِ -

تابعین نے سنہ پایا ہے :-

(ابن جریر، منہج، ۱۱ جلد ۲۲)

امام المفسرین ابن جریرؒ کی اس عبارت کے بعد بھی کیا کوئی انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ
خاتم النبیین سے صرف انبیاء و اصحاب شریعت کا اختتام ثابت ہوتا ہے، مطلقاً
ختم النبوت ثابت نہیں ہوتا جب کہ انھوں نے تاکید و تاکید کے ساتھ یہی صاف
صاف فرمایا کہ لَا تَقُومُ إِلَّا وَحْدَ بَعْدُ، یعنی منصب نبوت عطا کرنے کا دروازہ آپ
کے بعد کسی کے لئے مطلقاً قیامت تک نہ کھولا جائے گا۔

اور پھر صرف یہی نہیں کہ یہ ان کی ذاتی رائے اور اجتہاد ہے بلکہ جیسا کہ انکی عادت
ہے یہ بھی تصریح فرمادی کہ یہی تفسیر صحابہ و تابعین وغیرہم سے مروی ہے، اور جس کو

اس کے بعد متعدد اسانید کے ساتھ متعدد حضرات کی روایت کیا ہے۔

حضرت علی بن حسینؑ سے ابن جریر نقل فرماتے ہیں :-

بِكَسْرِ الشَّاءِ مِنْ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ
يَعْنَى أَنَّهُ خَتَمَ النَّبِيِّينَ
(القول) وَقَرَأَ ذَلِكَ قِيَامًا كَرَّمَ
الْحَسَنُ وَالْعَاصِمُ وَخَاتَمَ
النَّبِيِّينَ بِمَقْلَعِ الشَّاءِ يَعْنَى أَنَّهُ
اخْتَمَرَ النَّبِيِّينَ (ابن جریر ص ۱۷۸)

عاقم انبیین بکسر التاء، اس معنی میں
آپؐ نے تمام انبیاء کو ختم کر دیا اور صیغہ
نقل کیا جاتا ہے، قرار میں سے حسن اور
عاقم نے اس لفظ کو عاقم انبیین یعنی
التاء پڑھا ہے اس معنی میں کہ آپؐ آخر
انبیین ہیں :-

حضرت حسینؑ نے یہ بھی فیصلہ فرمادیا کہ جہور کی قرارت بکسر التاء کو اختیار
کیا جائے، یا حسن اور عاصم کی قرارت بفتح التاء کو، بہر حال ان کا حامل ایک ہو،
صرف ترجمہ لفظ اور تخریج صیغہ کا فرق ہوگا۔

رئیس المفسرین حافظ عماد الدین ابن کثیر اپنی مقبول و مستند تفسیر میں آیت مذکورہ
کی تفسیر کرتے ہوئے ہمارے دعوے کو نہایت وزن دار الفاظ میں روشن فرماتے ہیں :-

فَهَذِهِ الْآيَةُ نَصٌّ فِي أَنَّهُ لَا نَبِيَّ
بَعْدَهُ إِذَا كَانَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ
فَلَا رَسُولَ بِالطَّبَائِقِ الْأُولَى
وَالْآخِرَى لِأَنَّ مَقَامَ الرِّسَالَةِ
أَخَصُّ مِنْ مَقَامِ النُّبُوَّةِ فَإِنَّ
كُلَّ رَسُولٍ نَبِيٌّ وَلَا تَعْلِكُمْ وَ
بِذَلِكَ وَرَدَتْ الْأَحَادِيثُ
الْمُتَوَاتِرَةُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَلِّ
جَمَاعَةٍ مِنَ الْمُحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمْ (ابن کثیر ص ۸۹، ۸۷)

پس یہ آیت اس بات میں نص مرتبہ ہو
کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور
جب کوئی نبی نہ ہو تو رسول بعدہ آئی نہ
ہوگا کیونکہ مرتبہ رسالت کا نسبت مرتبہ
نبوت کے خاص ہے، ہر رسول کا نبی ہونا
ضروری ہے اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری
نہیں (جیسا کہ ہم نے مقدمہ رسالہ میں مفصل
عرض کیا ہے) اور اسی پر رسول اللہ صلی
علیہ وسلم سے احادیث متواترہ وارد ہوئی
ہیں جس کو صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت
نے آپؐ سے نقل کیا ہے :-

ابن کثیر بھی ساتویں صدی ہجری کے اُن علماء میں سے ہیں جن کو حجۃ الاسلام

کہا جاسکتا ہے، تفسیر میں ان کی اس کتاب کا مرتبہ سلفاً و خلفاً مسلم ہے۔
 اس جلیل القدر مفسر کے الفاظ کو ملاحظہ فرمائیے اور اندازہ کر لیجئے کہ آیت مذکورہ
 کی تفسیر میں جو کچھ ہم نے عرض کیا وہ کس طرح قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ اور اقوالِ
 ائمہ کا ٹھیک اُردو ترجمہ ہے، اس میں درحقیقت ہمارا کوئی تصرف نہیں۔
 ابن کثیرؒ نے یہ بھی صاف کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت
 و رسالت کسی کو نہیں مل سکتی، کیونکہ رسول تو صاحبِ شریعت نبی کو کہا جاتا ہے اور
 نبی عام ہے صاحبِ شریعت ہو یا غیر صاحبِ شریعت۔ چونکہ آیت میں بجائے
 ختم المرسلین کے خاتم النبیین فرمایا ہے، اس لئے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی نبوت کا انتقام
 بتلانا منظور ہے، تشریحی ہو یا بقول مرزا غیر تشریحی، یا بصورت ظلیت و بروزیت
 یا اور کسی صورت سے۔

نیز اس ارشاد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں اور ان کی
 روایت کرنے والی صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت ہے۔
 اس کے بعد ابن کثیرؒ نے بہت سی احادیث ختم نبوت پر پیش فرمائی ہیں، جن کو
 انشاء اللہ تعالیٰ حصہ احادیث میں مستقل طور پر ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔
 اخیر میں اس جلیل القدر مفسر نے نتیجہ کے طور پر عقیدہ ختم نبوت پر ایک مفصل اور مؤکد
 تحریر فرمائی ہے جو خصوصیت کے ساتھ قابلِ ملاحظہ ہے، جس کو دیکھ کر یہ گمان ہونے
 لگتا ہے کہ علامہ ابن کثیر اب سے سات سو برس پہلے شاید قادیانی مرزا کے حالات
 سے بطریق کشف مطلع ہو کر ان کی تردید کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے عبارت ذیل :-

”پس بندوں پر خلای رحمت ہی ہے،
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی طرف بھیجا،
 پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم میں سے یہ بات
 بھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تمام انبیاء
 اور رسل علیہم السلام کو ختم کیا اور دین
 حنیف کو آپ کے لئے کامل کر دیا اور

فَإِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ تَعَالَى بِالْعِبَادِ
 أَرْسَلَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 سَلَّمَ إِلَيْهِمْ ثُمَّ مِنْ تَشْرِيفِهِ لَهُ خَتَمَ
 الْأَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِينَ بِهِ وَ
 الْكَمَالَ الدِّينَ الْخَنِيفَ لَهُ وَ
 أَخْبَرَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي
 كِتَابِهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول نے اپنی احادیث متواترہ میں خبر دی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں تاکہ اُمتِ جان لے کہ ہر وہ شخص جو آپ کے بعد اس مقام (نبوت) کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا، افتراء پر داز، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے، اگرچہ آگ، بھڑکاتے اور شجرہ بازی کرے اور قسم قسم کے جادو اور ظلم اور نیرغیاں دکھائے، اس لئے کہ یہ سب کام سب عقلاء کے نزدیک باطل اور گمراہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسودہ منسی (مدنی نبوت) کے ہاتھ پرچین میں اور مسیلہ کذاب (مدنی نبوت) کے ہاتھ پر پیام میں احوالی فاسدہ اور اقوال بارسہ ظاہر کئے جن کو دیکھ کر ہر عقل و فہم اور تیز والا یہ سمجھ گیا کہ یہ دونوں جھوٹے اور گمراہ کرنے والے ہیں، خداوندان پر لعنت کرے اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعی نبوت پر یہاں تک کہ وہ مسیح دجال ختم کر دیئے جائیں گے جس کا نام اللہ تعالیٰ نے امور پیدا فرماوے گا کہ ظہار اور مسلمانان اس کے جھوٹے ہونے کی شہادت دیں گے؟

فِي السَّنَةِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْهُ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ لَيَعْلَمُوْنَ أَنَّ كُلَّ مَنْ ادَّعَىٰ هَذَا الْمَقَامَ بَعْدَهُ فَمَوْكَدًا أَفْكَالًا دَجَالًا مَّالًا مُّغِيلًا وَلَوْ تَخَوَّقَ وَ تَعَبَّدَ وَ أَتَىٰ بِأَنْوَاعِ السِّحْرِ وَالطَّلَاسِمِ وَالتَّيْرِ وَنَجِيَّاتٍ فَكَلَّمَا مَحَالًا وَ مَلَالًا عِنْدَ أُولَى الْأَلْبَابِ كَمَا أَخْبَرَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَ عَلَىٰ بَدَنِ الْأَنْبِيَاءِ لُغَيْبِي بِالْيَمِينِ وَ مُسَيَّمِي الْكَلْبِ بِالْيَمَامَةِ مِنَ الْأَحْوَالِ الْفَاسِدَةِ وَ الْأَقْوَالِ الْبَاسِدَةِ مَا عِلْمُ كُلِّ ذِي لُبٍّ وَ فَعْمٍ وَ حِجْبِي أَنَّهُمَا كَافِيَانِ مَالًا لِّعَنَمَا اللَّهُ تَعَالَى وَ كَذَلِكَ كُلُّ مُدَّعٍ لِّذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ حَتَّى يَخْتَبِرُوا يَا الْمَسِيحَ الَّذِي جَالِي يَخْلُقُ اللَّهُ تَعَالَى مَعَهُ مِنَ الْأُمُورِ مَا يَشْهَدُ الْعُلَمَاءُ وَ الْمُؤْمِنُونَ بِكَذِبٍ مَنْ جَاءَ

یہاں (ابن کثیر ص ۹۱ ج ۸)

خط کشیدہ الفاظ کو غور سے پڑھئے، کیا ابن کثیر جیسے امام کی اس بلند اور پرچوش آواز نے بھی آپ کو بیدار نہیں کیا، کیا ایسے ایسے صاف بیانات کے بعد بھی یہی کہیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی کسی قسم کا نبی پیدا ہو سکتا ہے؟

اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنی مفصل تفسیر درمنثور، صفحہ ۲۰۴، جلد ۵ میں بھی صحابہ تابعین اور ائمہ مفسرین کے اقوال پر اعتماد کرتے ہوئے آیت مذکورہ کی تفسیر دی قرار دی ہے جو مکرر عرض کی گئی۔

نیز اپنی مختصر تفسیر جلالین میں بھی اسی مضمون کو واضح بیان فرمایا ہے۔ اور علامہ زمخشری نے اپنی مشہور و مقبول تفسیر کشاف میں اس آیت کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ

خَاتَمُ يَنْتَهِجُ الشَّاءَ بِمَعْنَى الطَّائِبِ
وَيَكْسِبُ مَا يَنْتَعَى الطَّائِبُ وَفَاعِلُ
الْخَيْتِمْ وَتَقْوِيَهُ قِرَاءَةُ عَبْدٍ لِلَّهِ
بْنِ مَسْعُودٍ وَفَكِنْ نَسَبًا خَتَمَ
النَّبِيِّينَ فَإِنْ قُلْتَ كَيْفَ كَانَ
أَخِيرُ الْأَنْبِيَاءِ وَعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَنْزِلُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قُلْتَ
مَعْنَى كَوْنِهِ آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ أَذْهُ
لَا يَنْبَغِي أَحَدٌ بَعْدَهُ وَعِيسَى
مِمَّنْ يُنْتَهَى قَبْلَهُ ۝
(کشاف مصری، صفحہ ۲۵۲)

نہیں ہو سکتا کیونکہ عیسیٰ اُن لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنا کر بھیجے گئے۔

علامہ زمخشری جو علاوہ فنون تفسیر کے لغت عرب اور فنون عربیت کے بیکتا امام مسلم ہیں، انہوں نے خاتم النبیین کے معنی بھی سمجھے کہ کوئی کسی قسم کا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں ہو سکتا، اور اسی لئے اُن کو نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ جواب دینا پڑا کہ خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ ”آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا“۔ ولہذا نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اس کے مخالف نہ ہوا، کیونکہ وہ اُس وقت نبی نہ بنیں گے بلکہ وہ اپنی پہلی نبوت پر بدستور باقی ہیں، جیسا کہ ہم اوپر کسی قدر تفصیل کے ساتھ عرض کر چکے ہیں۔

نیز امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر، صفحہ ۶۱۷ جلد ۲ مطبوعہ مصر میں بھی اسی مضمون اور

تفسیر کی تائید فرمائی ہے۔

اور سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور دستند تفسیر روح المعانی میں آیت مذکور کی تفسیر نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھتے ہوئے فرمایا ہے :-

”اور نبی سے مراد وہ ہے جو رسول سے عام ہے پس آپ کے خاتم النبیین ہونے سے خاتم المرسلین ہونا بھی لازم ہوگا

وَالْمُرَادُ بِالنَّبِيِّ مَا هُوَ أَعَمُّ مِنَ
الرَّسُولِ فَيَلْزَمُ مِنْ كَوْنِهِ
مَعَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
كَوْنَهُ خَاتَمُ الرُّسُلِ (ج ۷، ص ۶۰)

جیسا کہ اوپر ابن کثیر سے نقل کیا جا چکا ہے، شیخنا سید محمود آلوسی بھی وہی فرمایا ہے میں جس میں یہ بات صاف کر دی گئی ہو کہ خاتم النبیین سے مطلقاً انبیاء کا اختتام بتلانا منظور ہے، اس میں کسی قسم کی تخصیص یا استثناء نہیں ہے۔ مگر اس سے جو ایک سطحی اور سرسری نظر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا خلاف سمجھا جاسکتا تھا اس کے ازالہ کے لئے فرماتے ہیں :-

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ کے اس عالم میں وصف نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد وصف نبوت پیدا ہونا بالکل منقطع ہو گیا جن دافس میں سے کسی میں اب یہ وصف پیدا نہیں ہو سکتا، اور یہ مسئلہ ختم نبوت اس عقیدے ہرگز معارض نہیں، جس پر امت نے اجماع کیا ہے، اور جس میں احادیث شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں اور شاید بعض قواعد مغنوی کو پہنچ جائیں اور جس پر مسترآن نے تصریح کرنا اور جس پر ایمان لانا واجب ہو، اور اس کے منکر مثلاً فلا سفر کو کا منکر سمجھا گیا ہے، یعنی نزول

وَالْمُرَادُ بِكُونِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ
السَّلَامُ خَاتَمُهُمْ انْقِطَاعُ حُدُثِ
وَصِفِ الشُّبُوتِ فِي أَحَدٍ مِنْ
التَّقَاتِ بَعْدَ تَحْلِيَةِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ بِهَا فِي هَذِهِ النَّشْأَةِ
وَلَا يَقْدَحُ فِي ذَلِكَ مَا أَجْمَعَتْ
عَلَيْهِ الْأُمَّةُ وَاشْتَهَرَتْ فِيهِ
الْأَخْبَارُ وَلَعَلَّهَا بَلَغَتْ مَبْلَغَ
الشُّوْأَةِ الْمَعْنَوِيَّةِ وَتَعَلَّقَ بِهِ
الْكِتَابُ عَلَى قَوْلٍ وَدَحَبَ الْإِسْلَامُ
بِهِ وَكُفِّرَ مِنْكُمْ كَالْفَلَسِيفَةِ
مِنْ نَزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
أَخِيرَ الزَّمَانِ لِأَنَّهُ كَانَ نَسِيًّا

عسیٰ علیہ السلام آخر زمان میں، کیونکہ وہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں
نبوت طے سے پہلے وصع نبوت کے ساتھ
متصف ہو چکے تھے و

قَبْلَ نَحْلِي مَبِينًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالشُّبُوتِ فِي هَذِهِ الشَّأَةِ
(روح المعانی ص ۶۰ ج ۷)

عبارت مذکورہ الصدر میں جس صراحت و وضاحت کے ساتھ ختم نبوت اور
اس کے صحیح مفہوم کو بیان کیا گیا ہے، اس کو دیکھتے ہوئے میں کسی مسلمان پر یہ گمان
نہیں کر سکتا کہ اب بھی اس کو کوئی شک باقی ہے۔
نیز اسی آیت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو خصوصیت کے ساتھ
قابل ملاحظہ ہے :-

• اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر
انبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر
قرآن بول اٹھا اور جن پر احادیث نے صاف
صاف تقریر کی اور جس پر امت نے اجماع کیا،
اس لئے اس کے برخلاف کلام کوئی کرنے
والے کو کافر سمجھا جائے گا، اور اگر توبہ
کے لئے توبہ کر دیا جائے و

وَكُونُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَاتِمَ النَّبِيِّينَ مِمَّا لَطَقَ بِهِ
الْكِتَابُ وَمَنْ عَثَرَ بِهِ الشُّنَّةُ
وَأَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ فَيَكْفُرُ
مُدَّعِي خِلَافِهِ وَيُقْتَلُ إِنْ أَهْرَ
(روح المعانی ص ۶۵ ج ۷)

اور تفسیر کی مشہور و مستند کتاب خازن میں ہے :-

• خاتم النبیین یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ
پر نبوت ختم کر دی، پس نہ آپ کے بعد کوئی
نبوت ہو اور نہ آپ کے ساتھ ہے و

خَاتِمَ النَّبِيِّينَ خَتَمَ اللَّهُ بِهِ
الشُّبُوتَ فَكَانَ بُتًا بَعْدَ آئِي
وَلَا مَعَهُ (خازن ص ۱۳ ج ۷)

اور علامہ نسفی نے اپنی مستند و معتبر تفسیر مدارک التنزیل میں لکھا ہے :-

• خاتم النبیین عامم کی قرارت میں بفتح
التاء بمعنی مہر جس سے مراد آخری، یعنی آپ
کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنا یا جائے گا اور
علیٰ آپ سے پہلے نبی بناے گئے تھے

خَاتِمَ النَّبِيِّينَ بِفَتْحِ التَّاءِ عَامِمٌ
يَسْتَعْنِي الطَّابِعُ آئِي أَخْرَجَهُمُ يَقْنِي
لَا يَنْبَغِي أَحَدٌ بَعْدَ وَدَعْنِي
عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعْنَى نَبِيٍّ قَبْلَهُ وَغَيْرِهِ

اس لئے اُن کے نزول سے کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور علاوہ مامم کے سب قراء کے نزدیک بحسب التاریخ یعنی مہر کنویلا اور ختم کنویلا اور اسی معنی کی تائید کرتی ہے عبد اللہ بن مسعود کی قراءت :-

يَكْسِرُ الشَّاءَ بِمَعْنَى الطَّائِعِ وَ
فَاعِلُ الْخُتْمِ وَتَقْوِيهِ قِرَاءَتُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ .

(مدارک برعاشیہ خازن ص ۳۲۰ ج ۳)

اور علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ ص ۲۶۷ ج ۵ میں آیت مذکورہ کی

توضیح کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ سب انبیاء اور رسل کے ختم کنوے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَحَاشَ النَّبِيِّينَ“ یعنی آخر النبیین جن نے انبیاء کو ختم کیا یا وہ جس پر انبیاء ختم کئے گئے، اور یہ یعنی مامم کی قراءت یعنی بالفتح پڑھنے کے وقت ہیں اور امام احمد اور ترمذی اور حاکم نے باسناد صحیح حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رسالت و نبوت منقطع ہو چکی نہ میرے بعد کوئی رسول ہو اور نہ نبی، کہا جاتا ہے کہ جس نبی کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو وہ اپنی امت کے لئے زیادہ شفیق ہوگا اور مثل اس باپ کے ہے کہ جس کی اولاد کے لئے اس کے بعد تربیت اور نگرانی کرنے والا نہ ہو، اور نزول عیسیٰ علیہ السلام سے ختم نبوت پر کوئی اعتراض

وَمِنْهَا (يَعْنِي مِنْ خَصَائِصِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ) أَنَّهُ خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ كَمَا قَالَ تَعَالَى وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَحَاشَ النَّبِيِّينَ أَيْ أَخِرُهُمُ الَّذِي خَتَمَهُمْ أَوْ خَتَمُوا بِهِ عَلَى قِرَاءَةِ عَاصِمٍ بِالْفَتْحِ وَرَوَى أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا أَنَّ الرِّسَالََةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ قِيلَ مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَكَ يَكُونُ أَشْفَقَ عَلَى أُمَّتِهِ وَهُوَ كَوَالِدٍ لَيْسَ لَهُ غَيْرُكَ وَلَا يَفْتَدُكَ تَرْفُلُ عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدُ لِأَنَّهُ يَكُونُ عَلَى دِينِهِ مَعَ أَنَّ الْمُرَادَ أَنَّهُ أَخِيرُ مَنْ نَبِيٍّ .

(زرقانی شرح مواہب ص ۳۶۷ ج ۵)

نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں گے، علاوہ بریں ختم نبوت سے مراد یہ ہو کہ آپ سب کے آخر میں نبی بنائے گئے اور ظاہر ہے عیسیٰ علیہ السلام پہنے نبی بن چکے ہیں۔

اور ابو حیانؒ اپنی عظیم الشان تفسیر بحر محیط ص ۲۳۶ ج ۷ میں اسی مضمون کی حرف بحرف تائید فرماتے ہیں۔

اسی طرح علامہ ابوالسعودؒ اپنی تفسیر میں بھی یہی مضمون بیان فرماتے ہیں، دیکھو تفسیر ابوالسعود برماشیہ تفسیر کبیر، ص ۷۸۸ ج ۶۔

اور علامہ احمد صاحب معروف بملاً جیون دہلوی، استاذ عالمگیری تفسیر احمدی میں بھی یہی فرماتے ہیں۔

اور قاضی عیاضؒ نے شفاء میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے جس قدر وضاحت اور صفائی کے ساتھ ہمارے دعوے کو ثابت فرمایا ہے وہ بھی خصوصیت کے ساتھ قابل ملاحظہ ہے، دیکھو ذرا۔

• اور جو شخص اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے
یا صفائی قلب کے ذریعے نبوت کے مرتبہ
تک پہنچے اور اس کے حامل کہنے کو جائز
سمجھے مثل فلاسفا اور حدود شریعت سے
تجاوز کرنے والے مدعیین تصوف کے،
اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ
اس پر وحی آتی ہے اگرچہ نبوت کا دعویٰ
نہ کرے یا جو یہ کہے کہ وہ آسمان پر چڑھتا
اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور
داہ کے سروے کھاتا ہے اور جہنم سے
معاذ کرتا ہے پس یہ سب کے سب
کفار ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی تکذیب کرنوالے ہیں اس لئے کہ آپ

وَمَنْ ادَّعى النُّبُوَّةَ لِنَفْسِهِ اِذْ
جَآءَ الْكِتَابُ بِهَا وَالْبَلٰغُ اِمْصَا
الْقَلْبِ اِلٰى مَوْتٍ مِّمَّا كَافَلَا سَفَا
وَالْعَلَاةُ الْمُنصَوِّفَةُ وَكَذٰلِكَ
مَنْ ادَّعى مِنْهُمْ اَنْهُمْ يُوْحٰى
اِلَيْهِ وَاِنْ كُنْتُمْ بِبَعْضِ النُّبُوَّةِ
اَوْ اَنَّهُ يَمْعَدُ اِلَى السَّمَاءِ وَ
يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَاَوْ اَنْ يَكُنْ مِنَ الْاَنْبِيَا
وَيُعَانِقُ الْاُخُوْرَ الْعَيْنِ فَهُوَ لَا
كَلِمَتُمْ كُفْرًا مُّكَذِّبُوْنَ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُ
اَخْبَرَاَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَاتِمَ النَّبِيِّيْنَ وَلَا يَتْبَعُ

خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین میں اور
 آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور خدا کی طرف
 سے قرآن میں یہ خبر دی ہو کہ آپ خاتم النبیین
 میں اور یہ کہ آپ تمام عالم کے انسانوں کی
 طرف رسول ہیں، اور امت کے اجماع
 کیا ہو کہ اس کلام کو اپنے ظاہر پر عمل کیا
 جائے، اور اس پر کہ اس آیت کا نص
 مفہوم ہی مراد ہے بغیر کسی تاویل و تخصیص
 کے، پس ان تمام فرقوں کے کفر میں کوئی
 شک نہیں، بلکہ قطعی طور سے اجماعاً
 اور نفیاً ثابت ہے ۵

وَأَخْبَرَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّهُ
 خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّهُ أَرْسِلَ
 إِلَى كَاثَرَةِ النَّاسِ وَأَجْمَعَتِ
 الْأُمَّةُ عَلَى حَمْلِ هَذَا الْكَلَامِ
 عَلَى ظَاهِرِهِ وَأَنَّ مَقْهُومَهُ
 الْمُرَادِيهِ دُونَ تَأْوِيلٍ وَ
 لَا تَخْصِيمٍ فَلَا شَكَّ فِي كُنْهِ
 هَؤُلَاءِ الطَّوَائِفِ كُلِّهَا قَطْعًا
 اِجْمَاعًا وَرَسْمًا .
 (شفا، مطبوعہ بریلی، ص ۳۶۱)

اس ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ پر سیکر غور کیجیے کہ قادیانی و جبل و فریب کو کس طرح
 مٹا یا گیا ہے، کہ لفظوں سے جو معنی ظاہر ہیں یعنی تمام انبیاء کے ختم کرنے والے اور
 آخر ہی معنی مراد ہیں، اور ان میں نہ ظلی اور ہر روزی مستثنیٰ ہیں اور نہ کوئی غیر شرعی۔
 اور تفسیر مراح لبید لکشت معنی القرآن المجید، جلد دوم میں بھی آیت مذکورہ کی
 تفسیر کرتے ہوئے فرمایا :-

”اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
 خاتم النبیین کہنا اس لئے ہو کہ خاتم کے معنی
 آخر القوم کے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 ہو وَلَکِن رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ اور
 نفی عام کی مستلزم ہو نفی خاص کے لئے
 یعنی آپ کے بعد نبوت کی نفی رستا کی نفی کو
 مستلزم ہے ۵

وَتَسْمِيَةُ نَبِيِّنَا خَاتِمَ الْأَنْبِيَاءِ
 لِأَنَّ الْخَاتِمَ آخِرُ الْقَوْمِ قَالَ
 اللَّهُ تَعَالَى وَلَکِن رَسُولَ اللَّهِ
 وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ثُمَّ قَالَ وَ
 نَفِيُّ الْأَعْمِ يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ الْأَخْصِ
 (کلیات الالباق، ص ۳۱۹)

اور شرح تعرف میں ابوالبرہیم بخاریؒ نے بھی آیت مذکورہ کی یہی تفسیر کر کے تصریح فرمائی
 ہو کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہو سکتا (دیکھو شرح تعرف ص ۱۵۴ ج ۱)

اور حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ جو علوم ظاہرہ و باطنہ کے مسلم امام ہیں اس آیت کی تفسیر میں ایک ایسا مضمون تحریر فرماتے ہیں کہ گویا قادیانی فتنہ ان پر منکشف ہو گیا تھا، اسی کے رد کے لئے یہ الفاظ لکھے ہیں۔

”خوب سمجھ لو کہ تمام اُمت نے خاتم النبیین کے الفاظ سے ہی سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ لاریا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول، اور اس پر سبھی اجماع و اتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہو اور نہ تخصیص اور میں نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی اس کا کلام ایک بھاس و بربان ہے، اور یہ تاویل اس کے اُدھر کفر کا حکم کرنے سے روک نہیں سکتی، کیونکہ وہ اس نص صریح کی تکذیب

اِنَّ الْاُمَّةَ قَدْ فُتِنَتْ مِنْ
هٰذَا اللَّفْظِ اِنَّهٗ اَفْتَقَمَ عَدَمَ
نَبِيٍّ بَعْدًا اَبَدًا دَعَمَ رَسُوْلٍ
بَعْدًا اَبَدًا وَاِنَّهٗ لَكَيْسٌ فِیْہِ
تَاوِیْلٌ دَلَالَةٌ خُصِیْصٌ مُّكَلِّمٌ
مِّنْ اَلْوَاِیْعِ الْیٰہُذِیَّانِ لَا یَمْنَعُ
اَلْحُكْمَ یَتَفَكَّرُ اِلَّا قَلِیْلٌ
مُّكَلِّمٌ لِّیٰہُذِ النَّفٰثِ الَّذِیْنَ
اَجْمَعَتْ الْاُمَّةُ عَلٰی اَنَّهُٗ غٰیظٌ
مِّنْ اَدْلٍ وَّلَا مَخْمُوْمٍ ۔

(کتاب الاعتقاد للإمام الغزالی)

کرتا ہے جس کے متعلق اُمت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ اس میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں ہے۔

آیت خاتم النبیین میں | امام حدیث علامہ شاطبی جو آٹھویں صدی ہجری کے مشہور تاویل کرنے والا قاتل کیا گیا | و معروف امام ہیں اپنی کتاب اعتصام میں ان کو کوئی ایک مختصر فرست شمار کرتے ہیں، جنہوں نے نبوت یا وحی یا عصمت کا دعویٰ کیا اور باتفاق دبا جمار اُمت ان کو کافر و مرتد واجب القتل سمجھا گیا (دیکھو اعتصام، ص ۶۲۶ ج ۲)۔

اسی سلسلہ میں امام موصوف نے قازا زئی نام کے ایک شخص کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور بہت سے ایسے امور دکھلائے جو کرامت و خارق عادت سمجھے جاتے ہیں، عوام ہرزمانہ میں عجائب پرست ہوتے رہے ہیں، اُس وقت بھی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی، یہ بھی مرزائی قادیانی کی طرح اتباع و سران کا مدی تھا، اس لئے اس نے آیت خاتم النبیین میں اسی تاویلات شرعی نکلیں جن کے ذریعہ کسی نبی کی گنجائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مل آئے، مگر باتفاق

علماء وقت اس کا دعویٰ اور تاویلات سب کفر و الحاد قرار دی گئی، اور اُس زمانہ کے امام مقتدر شیخ المشائخ ابو جعفر ابن زبیر رحمہ اللہ کے فتویٰ پر اس کو قتل کر دیا گیا۔
(کتاب الاعتصام للشاطبی ص ۳۶۳)

اس واقعہ نے بھی اس پر مہر کر دی کہ علماء امت آیت مذکور میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص کرنے کو بھی کفر و الحاد قرار دیتے ہیں۔

چند اہام اور ان کا انالہ | آیت خاتم النبیین کی مذکورہ بالا مفصل و مہربن تفسیر کے بعد اگر کسی مسلمان بلکہ کسی سلیم الطبع منصف انسان کو کسی وہم و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی، لیکن دنیا میں ہمیشہ وہ لوگ بھی ہوتے رہے ہیں، جن کو اپنے اہام کے مقابلہ میں کوئی روشن دلیل کارگر نہیں، بغض و عناد کی دیوار اُن کی آنکھوں اور کانوں کے سامنے حجاب بن جاتی ہے۔

اور اس سے زیادہ قابلِ تعجب یہ کہ اپنی شہرہ چشمی کو آفتاب کا عیب قرار دینے لگتے ہیں، اور اپنی کج فہمی کو دلیل کا تصور بتانے لگتے ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت اور آیت خاتم النبیین بھی ان حضرات کی دست دراز یوں سے نہ سچھی، ہر صورت سے آیت کی تحریف پر زور مارے اور قرآن و حدیث اور اقوالِ صحابہؓ و تابعینؓ اور قواعدِ لغت کے خلاف احتمالات ایجاد کئے۔

چونکہ مرزائی فرقہ کی چرب لسانی اور مکر و فریب کی مہر سازی نے ان شبہات کو عوام کے سامنے ایک خوبصورت رنگ میں پیش کیا ہے، جس سے ناواقف لوگوں کے اشتباہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے، اس لئے مناسب یہ کہ اس کے ساتھ ہی اُن شبہات کی بھی قلعی کھول دی جائے، وَدَاٰلَهُ الْمُتَّعَتَانِ عَلٰی مَا يَصِفُوْنَ۔

پہلا شبہ | اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، تو آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام جو متفق علیہ نبی ہیں کیسے آ سکتے ہیں حالانکہ اُن کا آخر زمانہ میں آنا مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ اور قرآن و حدیث کا صریح مدلول ہے۔ غرض یا ختم نبوت سے انکار کیجئے اور یا نزولِ مسیح سے ہاتھ اٹھائیے، یہ وہ شبہ ہے جو فرقہ مرزانیہ کا مایہ ناز اور کار گزار حربہ سمجھا جاتا ہے، خود مرزا صاحب اور ان کے اذنا ب نے اس کو لائیکل محمد اور ناداقف عوام کے راستے سے ہٹانے

کے لئے ایک خوش نمائندہ سیر سمجھ کر مختلف مواقع میں پیش بھی کیا ہے۔

جواب مشہور ۱ اول خاتم النبیین اور آخر النبیین کے معنی از روئے لغت محاورات عرب یہ ہوتے ہیں کہ آپ وصف نبوت کے ساتھ (اس عالم میں) سب سے آخر میں متصف ہوئے، جس کا حاصل صرف یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی شخص کو نبوت نہ دی جائے گی، اور اس وصف نبوت کے ساتھ آئندہ کوئی شخص متصف نہ ہو سکے گا، نیز کہ آپ سے پہلے تمام انبیاء و نفات پا گئے ہوں، کلام عرب کی مدد و نظر اس کی شہادت کے لئے موجود ہیں، مثلاً کہا جاتا ہے:-

اخیر الاولاد یا خاتم الاولاد تو بالفاق اہل عربیت اور باجمع عقلاء دنیا اس کے یہی معنی سمجھ جاتے ہیں کہ یہ سب سے آخر میں پیدا ہوا، اس کے بعد کسی بچہ کی ولادت نہیں ہوئی، نہ یہ کہ اس سے پہلی تمام اولاد اور سب بچوں کا مافیا ہو چکا، اور سب مر چکے، چنانچہ خود مرزا صاحب تریاق القلوب میں اس کو تسلیم کرتے ہیں، جس کی عبارت مع والہ عنقریب آتی ہے۔

اسی طرح بولا جاتا ہے خاتم المہاجرین تو کسی عقلمند انسان کے نزدیک اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ پہلے تمام مہاجرین مر چکے، بلکہ ہر تمیز دار بچہ بھی اس کے یہی معنی سمجھتا ہے کہ اس شخص نے سب سے آخر میں ہجرت کی، اور وصف ہجرت اس کے ساتھ سب سے آخر میں لگا، اب کسی پہلے مہاجر کا دنیا میں باقی رہنا یا آنا اس کے کیا مخالف ہو سکتا ہے۔

اسی طرح آخر الباقیین، آخر الزاحلین، آخر الترابیین، آخر الذاہیین، آخر القادیمین، آخر الفاتحین، آخر المساجد وغیرہ کلمات میں کسی کو یہ دہم بھی نہیں گزرتا کہ جو لوگ وصف مضاف الیہ کے ساتھ پہلے متصف ہو چکے ہیں وہ اس آخر اور خاتم کے آنے سے لقمہ موت ہو گئے، بلکہ ان سب کلمات اور ان کی امثال میں ہمیشہ آئندہ کے لئے وصف مضاف الیہ کا انقطاع مراد ہوتا ہے اور بس، اور اسی لئے اگر کسی شخص کو آخر الحاسنین یا خاتم الحاسنین کہا جاتا ہے تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ یہ شخص سب سے آخر میں بیٹھا، نہ یہ کہ پہلے بیٹھنے والے سب مر گئے، اور آخر الراہلین کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس شخص نے آخر میں سفر کیا، نہ یہ کہ

پہلے سفر کرنے والے سب مر گئے ، اور اب اُن کا دنیا میں باقی رہنا یا اپنے وطن میں آنا محال ہے ، پھر معلوم نہیں کہ خاتم النبیین اور آخر النبیین سے یہ کیسے سمجھا گیا کہ تمام انبیاء سابقین پر موت طاری ہو چکی ، اور عیسیٰ علیہ السلام کا اب دنیا میں آنا آپ کے خاتم النبیین ہونے کے خلاف ہے ۔

اس لفظ کے تمام نظائر مذکور کو کی طرح اس کے بھی یہی معنی کیوں نہیں لئے جاتے کہ آپ سب انبیاء کے بعد مقصد بالنبوة ہوئے ، اور آپ کے بعد کسی شخص کو یہ عہدہ نبوت نہیں دیا جائے گا ، اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کے بعد عہدہ نبوت نہیں ملا ، بلکہ آپ سے پہلے مل چکا ہے ، اور وہ اس وقت سے آخر عمر تک برابر اس وصف کے ساتھ مقصد ہیں ۔

پھر نہیں معلوم کہ آپ کے خاتم النبیین اور آخر النبیین ہونے اور نزول مسیح علیہ السلام کے عقیدہ میں کیا تعارض ہے ۔

(۲) دوسرے یہ کہ حضرت سہل بن سعد الساعدی روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت کے لئے درخواست کی ، آپ نے فرمایا :-

| | |
|--|---|
| يَا عَمُّ أَقِيمْ مَكَانَكَ أَنْتَ بِهِ | اے میرے چچا اپنی جگہ ٹھہرے دو اس |
| فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ خَتَمَ بِكَ الْهِجْرَةَ | لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہجرت ختم کر دی ہو |
| كَمَا خَتَمَ عَلَى النَّبِيِّينَ رِوَاةُ | جیسا کہ مجھ پر انبیاء کو ختم کر دیا ہے |

الطبرانی والبیہقی وابن عساکر وابن النجار

دیکھئے خود حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کو ختم ہجرت کی تشبیل میں پیش فرما کر بحث کا خاتمہ فرمادیا ۔

کسی ادنیٰ سمجھ بوجھ والے آدمی پر بھی یہ بدگمانی نہیں کی جاسکتی کہ وہ حضرت عباسؓ کے خاتم المہاجرین ہونے کو اُن سے پہلے ہاجرین کے دنیا میں باقی رہنے کا مخالف و معارض سمجھے ، یا حضرت عباسؓ پر ختم ہجرت کا یہ مطلب قرار دے کہ اُن سے پہلے ہاجرین سب مر چکے ۔

پھر ختم نبوت اور خاتم النبیین ہی میں نہ معلوم کس راز کی بنا پر یہ معنی لئے

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کرمیہ دے اِذَا اخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ كَيْفَ تَفْسِيرُ مِثْرَاہٖ
كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ | میں خلقت میں سب انبیاء سے پہلے
وَ اٰخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ وَ ذِكْرُہٗ | اللہ بعث میں سب کے آخر میں ہوں :
ابن کثیر فی تفسیرہ ^{۱۹} عن ابن حاتم و ابن مردودیہ و ابی نعیم و

۴) ابھی عنقریب بروایت ابو ہریرہؓ گذر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میری مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک محل بانگل تیار ہو صورت ایک اینٹ کی کمی باقی ہو، اور پھر وہ اینٹ لگا دی جائے تو نبوت کا محل پہلے تیار ہو چکا تھا، اس میں ایک اینٹ کی کمی باقی تھی جس کو پورا کرنے کے لئے میں بھیجا گیا" (رواہ البخاری و مسلم وغیرہ من اصحاب السنن)

اس سے بھی صاف معلوم ہوا کہ آپ کے خاتم النبیین ہونے کا صرف یہی مطلب ہے کہ آپ کی بعثت سب انبیاء کے بعد ہوئی، نہ یہ کہ آپ سے پہلے تمام انبیاء کی وفات ہو چکی، جیسا کہ خاتم کی اینٹ کے لئے دوسری اینٹوں کا معدوم ہونا ضروری نہیں، بلکہ متصور بھی نہیں، اسی طرح خاتم النبیین کے لئے پہلے سب انبیاء کی موت ضروری نہیں۔

⑤ اور ترمذی نے بروایت حضرت انسؓ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اَنَّ الرِّسَالَةَ وَالْمُتَّبِعَةَ قَدْ | بیٹک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی
انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي | پس میرے بعد کوئی رسول اور نہ کوئی نبی؟

وَلَا نَبِيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ -

اس حدیث میں نبی و رسول کے بجائے وصف نبوت و رسالت کا انقطاع ذکر
کے اس بات کو پوری طرح واضح کر دیا گیا کہ ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ آئندہ وصف
نبوت کے ساتھ متصف ہونا منقطع ہو گیا پہلے انبیاء کا باقی رہنا یا کہیں دنیا میں آنا
کسی طرح ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔

⑥ اُمّ کثر روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

ذَهَبَتِ الشُّبُوءُ وَفَقِيتِ | نبوت جلی گئی اور اچھے خواب باقی رہے
الْمُبَشِّرَاتِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجٍ | گئے و

اس میں بھی وصف نبوت کا خاتمہ بیان کر کے ختم نبوت کے وہی معنی واضح کر دیئے
گئے کہ آئندہ کو وصف نبوت کا انقطاع ہو گیا مگر یہ کسی پہلے نبی کے باقی رہنے یا آنے کا
مخالف نہیں۔

⑦ حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے حیرلی علیہ السلام سے پوچھا کہ محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں ؟ انھوں نے فرمایا :-

اَخِيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ | انبیاء میں سے آپ کے آخری و لا دہی؟
(رواہ ابن عساکر)

اس حدیث نے بالکل صاف کر دیا کہ خاتم النبیین کی مراد یہی ہے کہ آپ انبیاء
میں سے آخری و لا دہی ہیں، اور کسی انسان کے نزدیک آخری و لا دہی کا مفہوم پہلی اولاد
کے مرجائے کو مقتضی نہیں اور نہ ان میں سے کسی کے باقی رہنے کا معنی، لہذا آپ کا
آخری انبیاء و خاتم الانبیاء ہونا نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے کسی طرح مخالف نہیں ہو سکتا۔

⑧ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اَنَا خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ وَصَلَّى جِدِّي | میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد
خَاتِمُ الْمَسَاجِدِ (رواہ مسلم) | خاتم المساجد :-

مراد یہ ہے کہ میری مسجد مساجدِ انبیاء کی خاتم اور آخر ہے، جیسا کہ دینی اور دنیاوی

اور بزرگ روایتوں میں اس کی تصریح بھی موجود ہے۔

یہ حدیث مسئلہ زیر بحث میں دو حقیقت ایک ناطق فیصلہ ہے، کیونکہ خاتم المساجد الانبیاء کے معنی نہیں ہو سکتے کہ آپ کے وجود کے بعد کسی پچھلے نبی کی مسجد بنائی نہ ہوگی، انبیاء سابقین کی متعدد مسجدیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھیں، اور آج تک موجود ہیں، پھر خاتم المساجد کے اگر یہ معنی ہوں گے کہ پہلے انبیاء کی سب مسجدیں فنا ہو چکیں تو بتلاؤ کہ آپ کا یہ فرمان کیسے درست ہوگا، اور جب خاتم المساجد مساجد سابقہ کے بقا کی مخالفت نہیں تو خاتم الانبیاء کسی پہلے نبی کے باقی رہنے یا نزول کے کیوں معارض ہوں گے، بلکہ جس طرح خاتم المساجد کے معنی اس کے سوا نہیں کہ آپ کے بعد کسی نبی جدید کی مسجد تیار نہ ہوگی اسی طرح خاتم الانبیاء کے معنی بھی اس کے سوا نہیں کہ آپ کے بعد عالم میں کسی شخص کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا۔

⑨ آیت مذکورہ کی تفسیر کے ذیل میں ائمہ تفسیر کے اقوال ابھی گزر چکے ہیں جن میں خود نزول مسیح کا سوال اٹھایا گیا اور سپردی جواب دیا گیا ہے جو ہم نے بوجہ مذکورہ الصدر پیش کیا ہے جن میں سے بالخصوص حضرات ذیل کی تفسیریں مکرر ملاحظہ فرمائیں، سید محمد آلوسی، صاحب روح المعانی، زمخشری، صاحب کشاف، علامہ نسفی، صاحب مدارک۔

⑩ اقراری و گزشتی؛ جن حضرات کو قرآن و حدیث اور آثار و صحابہ تابعین اور اقوال سلف میں شفاء نہیں ملتی اور ان کا قلب اُس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک کہ مرزا صاحب کی وحی اور ان کی تصانیف میں اُس کو نہ دیکھ لیں وہ حضرات بھی ملاحظہ فرمائیں، تریاق القلوب، مصنف مرزا صاحب ص ۱۵۶۔

”ضرر ہوا کہ وہ شخص جس پر تمام و کمال دورہ حقیقت آدمیت ختم ہو و خاتم الاولاد ہو، یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے“

جب خاتم الاولاد کے معنی مرزا صاحب کے نزدیک یہ ہیں کہ عورت کے پیٹ سے کوئی کامل انسان اس کے بعد پیدا نہ ہو تو خاتم النبیین کے بھی یہی معنی کیوں نہ ہوں گے کہ آپ کے بعد کوئی نبی عورت کے پیٹ سے پیدا نہ ہوگا۔

جس سے دو فائدے حاصل ہوئے ، اول یہ کہ ختم نبوت اور نزول مسیح علیہ السلام میں تعارض نہیں ، خاتم النبیین چاہتا ہے کہ عورت کے پیٹ سے اس کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو ، اور مسیح علیہ السلام آپ کے پہلے پیدا ہو چکے ہیں ۔
دوسرے یہ بھی صاف معلوم ہوا اگر مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں تو ان کی نبوت خاتم النبیین کے خلاف ہے ۔

تیسرے یہ بھی متعین ہو گیا کہ جس مسیح کے نزول کی خبر احادیث میں دی گئی ہو وہ اُس وقت ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہوں گے ، ورنہ خاتم النبیین کے خلاف ہوگا اور اس بنا پر مرزا صاحب مسیح موعود بھی نہیں ہو سکتے (تک عشرہ کاملہ)
دوسرا شبہ جس کو مرزا صاحب نے اپنی متعدد تصانیف میں ادران کے اذنباب نے اپنی تحریروں ، تفسیروں میں نہایت پُر زور دعوے کے ساتھ پیش کیا ہے یہ کہ خاتم النبیین میں خاتم کے معنی ”تہر“ ہے اور خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے بعد آپ کی مہر و تصدیق سے انبیاء نہیں گے ۔

جواب شبہ آزادی کا زمانہ ہے ، ہر بددین کے ہاتھ میں قلم اور سامنے لاوارث قرآن ہے ، جس کا جس طرح جی چاہتا ہے اس کے مطلب پر حکومت کرتا ہے ، مگر خود خداوند عالم نے اس کی حفاظت کا ذمہ نہ لیا ہوتا تو بعید نہ تھا کہ یہ بے خوف بہادر اس کی لفظی و معنوی تحریف میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے ۔

کیا قہر نہیں ہے کہ ایک شخص قرآن کی آیت کے معنی قواعد لغت کے خلاف خود تصریحات قرآن کے خلاف اور پھر ڈیڑھ سو سے زائد احادیث نبویہ کے خلاف اور سیکڑوں صحابہ و تابعین اور ائمہ تفسیر کے خلاف صاف صاف علی الاعلان بیان کرتا ہے ، اور کوئی پوچھنے والا نہیں کہ یہ کہاں سے کہتا ہے ۔

مسلمان ہیں کہ ہنس ہنس کر سنتے ہیں ، کیونکہ جانتے ہیں کہ قرآن کی یہ تفسیر ہوا و دگر ہمارا کیا جاتا ہے ۔ لیکن یاد رہے کہ ہمیشہ یہ صورت رہنے والی نہیں بلکہ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُفْضِي بَعْضُكُم مِّنْ أَمَرٍ مُّشْتَرِكٍ وہ نادام و شرمندہ ہوں گے ۔

مسلمانو ! اگر تم نے خدائے قدوس کے کلام متین کی تحریف کو ٹھنڈے دل سے سنا اور سترآن کو لاوارث سمجھ کر چھوڑ دیا تو یاد رہے کہ خدائے علیم وخبیر

اس کو اس طرح نہ چھوڑے گا، اس نے کلام پاک کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے، جو شخص اس کی حفاظت پر دست درازی کرے اس کو عذاب خداوندی سے بچنے کے لئے کوئی تعلقہ بنالینا چاہئے، لیکن لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ۔

اگر مرزا صاحب انکی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغت عرب اور قواعد عربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں، لغت عرب کے طویل و عریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اس کی پیش کر دیں، یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلا دیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ ساری مرزائی جماعت مع اپنے نبی اور ابن نبی کے اس کی ایک نظیر کلام عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھلا سکیں گے۔

خود مرزا صاحب نے جو برکات الدعاء صفحہ ۱۴، ۱۵ میں تفسیر قرآن کے معیار میں سب سے پہلا نمبر قرآن مجید سے اوردوسرا احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تیسرا اقوال صحابہؓ رکھا ہے، اگر یہ صرف ہاتھی کے دکھلانے کے دانت نہیں، تو خدا را خاتم النبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی ایک آیت میں دکھلائیں، اور اگر نہیں ہو سکتا تو احادیث نبویہ کے اتنے وسیع و عریض دفتر میں ہی کسی ایک حدیث میں یہ تفسیر دکھلائیں، پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ معین کی حدیث ہو یا صحاح و شریک، بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف میں دکھلا دو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے یہ معنی بتلائے ہوں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔

اور اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا (اور ہرگز نہ ہو سکے گا) تو کم از کم کسی صحابی، کسی تابعی کا قول ہی پیش کرو جس میں خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہوں لیکن مجھے معلوم ہو کر نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار اُٹانے سے، یہ باز دیر سے آئے ہوئے ہیں

چیلنج | اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدر ارکان! اگر تمہارے دعوے میں کوئی صداقت کی ہو اور قلوب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو، اور اگر ساری جماعت بل کر سترائے کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں احادیث کے غیر محمود دفتر میں سے کوئی ایک حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ہو، صحابہ و تابعین کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھلا دے کہ

خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی ٹہرے انبیاء بنتے ہیں، تو ہم سے پہلے سوچے
نقد انعاماً و مصلحتاً کر سکتے ہیں۔

ملائے عام ہے یا رانِ بختہ داں کے لئے

اگر واقع میں اُن کی بیان کردہ تفسیر قرآن کی تحریف نہیں، اور مذکورۃ الصمد
اصول تفسیر میں اُن کا کوئی پتہ ہے تو آئیں، اور پانچ سو روپے وصول کریں۔
لیکن میں بھول اللہ و قوتہ اعلاناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اور ان کی ساری
امت مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے تب بھی ان میں سے کوئی ایک جیسے پیش نہ
کر سکیں گے وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔

بلکہ اگر کوئی دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان رکھتا ہے تو قرآن عزیزی کی
نصوص اور احادیث نبویہ کی تصریحات اور صحابہ و تابعین کے صاف صاف آثار
سلف صالحین اور ائمہ تفسیر کے کھلے کھلے بیانات اور لغت عرب اور قواعد عربیت کا
 واضح فیصلہ سب کے سب اس تحریف کی تردید کرتے ہیں، اور اعلان کرتے ہیں
کہ آیت خاتم النبیین کے وہ معنی جو مرزائی فرقہ نے گھڑے ہیں بوجہ ذیل باطل ہیں۔
۱۔ اقول اس لئے کہ یہ معنی محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں، اور لازم
آئے گا کہ خاتم القوم اور آخر القوم کے بھی یہی معنی ہوں کہ اُس کی ٹہرے قوم بنتی ہو،
اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں گے کہ اس کی ٹہرے مہاجرین بنتے ہیں، اسی طرح
خاتم الاولاد کا بھی یہ مفہوم ہو کہ اس کی ٹہرے اولاد بنتی ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ کوئی سمجھدار انسان بلکہ کوئی تمیز والا بچہ بھی ان کلمات کے یہ
معنی نہیں کر سکتا، پھر یہ معلوم کہ خاتم النبیین کے یہ معنی کیسے اور کہاں سے ہو گئے،
حالانکہ مرزا صاحب نے خاتم الاولاد کے جو معنی تریاق القلوب میں لکھے ہیں وہ خود
اس کے خلاف ہیں۔

۲۔ قرآن مجید کی تقریباً سو آیتیں اس تفسیر کو غلط قرار دیتی ہیں جن کو انشاء اللہ
عنقریب بیان کیا جائے گا، علاوہ بریں خود اس آیت کی دوسری قراءت جو حضرت
ابن مسعود سے نقل کی گئی ہے مرزا صاحب کی اس تحریف کی پکڑی کے لئے کافی ہے،
کیونکہ ان کی قراءت میں بجائے لفظ خاتم النبیین کے ختم النبیین بصیغہ ماضی واقع ہو،

جس میں مرزا صاحب کی تحریف کا نام و نشان نہیں رہتا۔

۲۔ یہ تحریف اُن احادیث متواترہ کے بھی خلاف ہے جو اعلیٰ درجہ کی وضاحت و صراحت کے ساتھ اعلان کر رہی ہیں کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نئی پیلا نہیں ہو سکتا۔

۳۔ یہ تفسیر اس کے بھی خلاف ہی جو صحابہ کرام سے منقول ہو چکی ہے۔

۵۔ ائمہ تابعین اور پھر تمام ائمہ مفسرین سے جو اس آیت کی تفسیر عنقریب نقل کی گئی ہو، یہ تحریف اُن سب کے بھی خلاف ہے۔

جس تفسیر کا یہ حال ہو کہ قواعد لغت اور نصوص قرآن و حدیث اور تصریحات صحابہ و تابعین سب ہی کے خلاف ہو تو اگر وہ بھی قرآن کی تحریف اور انفرادی اللہ نہیں ہے تو پھر کوئی بُری سے بُری تحریف بھی تحریف کہلانے کے قابل نہ ہوگی، بلکہ ہر مانگ کی بجواس کو تفسیرِ ستر آن ماننا پڑے گا۔

شبہ | مرزائی ادوام اور مذہبی حرکات بھی ایک عجیب تماشہ ہیں اور بتلا رہی ہیں کہ **كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا** یعنی اللہ تعالیٰ قرآن مجید سے بہت سے لوگوں کی گمراہی پختہ کر دیتا ہے، اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے؟ اپنے خیالات و ادوام کو قائم رکھنے کے لئے اگر ایک طرف آیات و سننِ قرآنہ کی تحریف اُن کے نزدیک ایک آسان بات ہے (وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ الْعَظِيمُ) تو دوسری جانب اُن کو اس کی بھی پروا نہیں کہ اپنے کلام میں تناقض و تعارض ہوا جاتا ہے، کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ کہیں کچھ تاویل (بلکہ تحریف) ہے، اور کہیں کچھ جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

انہی متفادات و متہانت اقوال میں سے ایک یہ بھی ہو کہ **الْبَنِيْنَ كَالْاَنْعَامِ** عہدِ خارجی یا ذہنی کے لئے ہو اور **مُجْرِمُو دَرَادِنِيَا** تشریفی ہیں، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء تشریفی کے خاتم اور آخر ہیں، نہ مطلق انبیاء کے لیکن، ع
آزادوں سے بنا کرتی ہیں تدبیریں کہیں

اگر عہدِ خارجی ہے تو مبعود کلامِ سابق میں مذکور ہونا چاہئے، اور کلامِ سابق میں

تو کہیں خاص انبیاء تشریحی کا ذکر نہیں، اگر ہے تو کہاں ہے، اور کون ہے مشرآن میں ہو؟ ہاں جو نیا قرآن قادیان کے قریب اُترا اور جس کی آیات میں سے **اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا تَعْلَمُ** ہے، اس میں ہو تو ہو، ورنہ نبی عربی نے جو قرآن اُمت کو دیا ہے اس میں کہیں پتہ نہیں، بلکہ اگر ذکر ہے تو مطلق انبیاء کا ذکر ہے، پڑھو آیت **الَّذِينَ يُبَيِّنُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ** یعنی وہ انبیاء جو اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ پیغام خداوندی کا پہنچانا نفسِ نبوت کے لئے ضروری ہو اور ہر نبی خدا کا پیغمبر ہے نہ کہ فقط انبیاء تشریحی۔

الحاصل عہد خارجی کی تو کوئی صورت نہیں، اسی طرح عہدِ ہنی کی بھی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ درحقیقت بحکم نکرہ ہوتا ہے (دیکھو مطلق و متعبر وغیرہ) اور اسی لئے عہدِ ہنی اس وقت مراد لیا جاسکتا ہے جبکہ استغراق مراد نہ ہو سکے، جیسے **اَكَلَهُ الَّذِي دُفِنَ** (اس کو بھیڑیے نے کھا لیا) تو ظاہر ہے کہ تمام دنیا سب کے بھیڑیوں نے اُس کو نہیں کھا یا اس لئے استغراق مراد نہیں ہو سکتا، اور کوئی خاص بھیڑیا بھی کلام میں ذکر نہیں کیا گیا، اس لئے بالآخر عہدِ ہنی مراد ٹھیکرا، بخلاف آیت خاتم النبیین کے کہ اس میں بلاسکلف استغراق درست ہے جیسا کہ آپ اس تحریر میں بار بار معلوم کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ | خاتم النبیین کے معنی میں مرزائیوں نے جو قدرتِ طرائف اختیار کی ہیں اُن میں یہ بھی کہا گیا ہو کہ یہ لفظ محض مجاز پر محمول ہے، جیسا کہ اس کی دوسری نظائر، خاتم المحدثین، خاتم المفسرین وغیرہ میں باتفاق یہی معنی مجازی مراد ہیں کیونکہ عرف میں جس شخص کو خاتم المحدثین لکھا جاتا ہے، کسی کے نزدیک اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ اس کے بعد کوئی محدث پیدا نہ ہوگا۔

مرزائی اپنی اس ابلہ فریب تقدیر پر خوش ہیں، لیکن حقیقت میں یہ بھی اسی مرزائی خوش فہمی کا کرشمہ ہے جو خاص مرزائیت کا کرشمہ ہے، کیونکہ خاتم المحدثین خاتم المعقین وغیرہ انسان کا کلام ہو جس کو کچھ خبر نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے، کتنے آدمی پیدا ہوں گے

اور کتے مریں گے، اور کتے عالم ہوں گے اور کتے جاہل رہیں گے، کتے محدث و مفسر نہیں گے اور کتے آوارہ پھر میں گے، اس لئے اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے لئے خاتم المحدثین یا خاتم المفسرین وغیرہ الفاظ استعمال کرے، اور اگر کہیں اس کے کلام میں ایسے الفاظ پائے جادیں تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ان کو مجاز یا مبالغہ پر محمول کیا جائے، ورنہ یہ کلام بالکل لغو اور بے معنی بلکہ جھوٹ ہو جائے گا۔ لیکن کیا خلاقی عالم کے کلام کو بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں، اور جو اپنے علم و اختیار کے ساتھ انبیاء کو مبعوث فرماتا ہو۔ پس جب علیم و خیر اور قدوس و حکیم کے کلام پاک میں کسی ذات کے متعلق خاتم النبیین کا لفظ ارشاد فرمایا گیا ہے، تو کیا وجہ ہے کہ اس کے ظاہری معنی مراد نہ لئے جائیں جو کہ بلا تکلف بنتے ہیں، اور ان کو چھوڑ کر مبالغہ یا مجاز پر عمل کیا جائے۔

الغرض انسان کے کلام میں ہم مجبور ہیں کہ ان کلمات کو ظاہری معنی سے پھر کر مبالغہ یا مجاز پر محمول کریں، مگر خدا سے قدوس کے کلام میں ہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں، اور بلا ضرورت حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا اصولِ مسلمہ کے خلاف ہے۔

اس کے علاوہ جب خاتم النبیین کے معنی خود قرآن مجید کی ایک سو آیات نے واضح طور پر بتلا دیئے ہیں جس میں کسی قسم کے مجاز یا مبالغہ کو دخل نہیں دیا، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو دس احادیث میں اس کی ایسی شرح کی ہے جس میں کوئی خفا باقی نہیں رہا، اور پھر اجماع صحابہ اور اقوال سلف نے اس کے ظاہری اور حقیقی معنی مراد لینے پر جبر کر دی، تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی مجازی معنی مراد لے، اگرچہ الفاظ میں اس کا احتمال بھی ہو، عجب ہے کہ خود مشکل محل مجاز اپنے کلام کے ایک حقیقی معنی بیان فرماتا ہو، اور پھر اس کے رسول جن پر یہ کلام نازل ہوا اسی معنی کی انتہائی وضاحت فرماتے ہیں، اور پھر اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد صحابہ کرام اور پھر تمام علمائے سلف اسی کے معنی کو بیان کرتے ہوئے تصریح کرتے ہیں کہ یہ کلام اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز یا مبالغہ ہے، اور نہ تاویل و تخصیص، جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بحوالہ اقتصاد امام غزالیؒ اور بحوالہ شفاء قاضی عیاضؒ نقل کر آئے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کے متعلق چند جملے یہ ہیں :-

وَلَيْسَ فِيهِ تَأْوِيلٌ وَلَا تَخْصِيصٌ
وَمَنْ آذَلَهُ بِتَخْصِيصٍ نَكَلَمَهُ
مِنْ أَنْوَاعِ الْهَيْدْيَانِ لَا يَمْنَعُ
الْحُكْمَ بِتَكْفِيرِهِ لِأَنَّهُ مُكْذِبٌ
لِهَذَا النَّصِّ الَّذِي اجْتَمَعَتْ
الْأُمَّةُ عَلَى أَنَّهُ غَيْرُ مُؤَدِّلٍ
وَلَا لِيُخْصَوْصِ .

”آیت خاتم النبیین میں نہ کوئی تاویل ہو
نہ تخصیص اور جو شخص اس میں کسی قسم کی
تخصیص کی تاویل کرے اس کا کلام ہیک
کی قسم سے ہے اور یہ تاویل اس کو کافر
کہتے سے نہیں روک سکتی کیونکہ وہ اس
آیت کی تکذیب کر رہا ہے، جس کے متعلق
امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ وہ
مؤدِّل یا مخصوص نہیں ہے“

(کتاب الاقتصاد لامام الغزالی)

لیکن مرزائی ہیں کہ وہ اپنی ”مرغی کی ایک ٹانگ“ لٹکتے چلے جا رہے ہیں۔

ستر خدا کہ عارف زاہد کسے نگفت ، در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

الغرض چونکہ متران عزیز اور احادیث نبویہ اور اجماع صحابہ اور اقوال سلف
نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے،
نہ اس میں کوئی مجاز ہے، نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص، تو اب کسی کو حجت نہیں کہ
اس لفظ کو خاتم الحقیقین وغیرہ الفاظ پر قیاس کرے اس کی منصوص و نقول تفسیر کو بدلے۔
مشبہ | خاتم النبیین میں خاتم بمعنی نگینہ انگشتی لے کر زینت مراد لیا جائے
اور کلام کے معنی یہ ہوں کہ آپ سب انبیاء کی زینت ہیں، اور اس صورت میں آیت
کو ختم نبوت سے کوئی تعلق ہی باقی نہیں رہتا۔
جواب مشبہ | لیکن جب ہم اس کو اصول تفسیر پر پرکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض
قرآن پر افتراء ہے، اس کی ہرگز وہ مراد نہیں۔

۱۔۔۔ اول تو اس وجہ سے کہ خاتم بمعنی زینت مراد لینا مجازی معنی میں، اور جبکہ
اس جگہ حقیقی معنی بلا تکلف درست ہیں تو حسب تصریحات علماء لغت و بلاغت
اصول، معنی مجازی کی طرف جانے کی کوئی وجہ نہیں۔

۲۔۔۔ آیت مذکورہ کی جو تفسیر ہم نے قرآن مجید کی آیات اور خود اسی آیت
کی دوسری قراءت سے پیش کی ہے یہ اس کے خلاف ہے، جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے۔

۳۔ احادیث متواترہ نے جو تفسیر اس آیت کی صاف صاف بیان کی ہے، یہ اس کے خلاف ہے۔

۴۔ یہ تفسیر اجماع ادا آثارِ سلف کے بھی خلاف ہے جیسا کہ ہم نے اوپر مفصل عرض کیا ہے۔

۵۔ ائمہ تفسیر کی شہادتیں بھی اس کے خلاف ہیں۔

پھر کیا کوئی مسلمان قرآن عزیز کے ایسے معنی تسلیم کر سکتا ہے جو قواعدِ عربیت کے بھی خلاف ہوں اور خود تصریحات قرآن مجید کے بھی، احادیث متواترہ اور آثارِ سلف بھی اس کو رد کرتے ہوں اور ائمہ تفسیر بھی۔

اور اگر اسی طرح ہر کس و ناکس کے خیالات اور ہر حقیقی یا مجازی مخنی قرآن عزیز کی تفسیر بن سکتے ہیں تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ تمام قرآن مجید میں جہاں کہیں تفسیرِ لغویہ وغیرہ کے الفاظ سے نماز کی فرضیت کی تاکید کی گئی ہے سب جگہ محض درودِ سمیعینا اور دعا کرنا مراد ہے جو لفظِ صلوة کے لغوی معنی ہیں۔

اسی طرح آیہ کریمہ مِنْ شَهِدَ مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وغیرہ جن میں روزہ کی فرضیت ثابت ہے، اس کا لغوی ترجمہ اور مطلب یہ ہو کہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو تم ٹک جاؤ، کیونکہ لغتِ عرب میں صوم کے حقیقی معنی صرف رُک جانا ہیں۔

اسی طرح حج اور زکوٰۃ وغیرہ کے الفاظ میں ان سب کے معنی اگر احادیث اور آثارِ سلف وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے صرف از روئے لغت لئے جائیں تو مرزا صاحب اور اُن کے اذنا ب کی عنایت سے سارے فرائض سے چھٹی ہو جائے گی، بلکہ عجب نہیں کہ خود دین اسلام سے بھی آزادی مل جائے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

لیکن آیات مذکورہ میں صوم و صلوة اور حج وغیرہ کے الفاظ سے اُن کے اصلی معنی لغوی کو اس لئے چھوڑا جاتا ہے کہ مسترآن عزیز کی دوسری آیات اور احادیث متواترہ اور آثارِ سلف سے جو تعبیر ان کی ثابت ہے اس کے خلاف ہے، اور اگر آج کوئی اُن آیات کے وہ لغوی معنی بتلا کر لوگوں کو ان فرائض کی پابندیوں سے آزاد کرنا چاہے تو بحمد اللہ مسلمانوں کا ہر جاہل و عالم یہی جواب دے گا کہ

اسیرت بخود رہائی زبند ؛ شکار تخواہ حلاص از کُند

غرض کوئی جاہل سے جاہل بھی اس قسم کی تحریفات کے ماننے پر تیار نہیں ہو سکتا
ٹھیک اسی طرح اگرچہ خاتم معنی زینت مجازاً مراد لینا مشکل ہے، لیکن چونکہ یہ احتمال
نصوص متراکن و حدیث اور تفاسیر سلف کے خلاف ہے اس لئے اسی طرح مردود
اور ناقابل قبول ہوگا، جس طرح موم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ وغیرہ ارکانِ دین کے مشہور
لغوی معنی لینا باتفاق مردود ہیں۔

شعبہ | خاتم النبیین میں الف لام استعراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ عربی کے لئے
ہے، اور مراد یہ ہے کہ آپ انبیاء تشریعی کے خاتم ہیں نہ مطلقاً انبیاء کے جیسا کہ آیہ
کرمیہ وَ یَقْضُکُمْ وَ الْنَّبِیِّیْنَ بِالْاِتِّفَاقِ بطور استعراق عربی نبیین سے صرف وہ بعض
انبیاء مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے زمانہ میں موجود تھے اور قتل کئے گئے۔

جواب شعبہ | ہماری گذشتہ عرضداشت کو تھوڑے سے غور کے ساتھ پڑھنے والا بلا حلف
سمجھ سکتا ہے کہ یہ بھی انہی تحریفات میں سے ہے جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

۱۔ اول اس وجہ سے کہ باتفاق علماء عربیت و اصول استعراق عربی اس
وقت مراد ہوتا ہے جب کہ استعراق حقیقی درست نہ ہو جیسا کہ ہم النبیین کی لغوی
تحقیق کے ذیل میں مفصل بیان کر چکے ہیں، اور مسئلہ زیر بحث میں بلا حلف استعراق
حقیقی بن سکتا ہے، یعنی ختم کرنے والے تمام انبیاء کے۔

۲۔ دوم اس وجہ سے کہ استعراق عربی اس وقت مراد ہو سکتا ہے جبکہ عرب
و عادت اس کی تفصیل کا مترسینہ ہوں، اور عرفاً اس کے تمام افراد مراد نہ ہو سکتے ہوں،
جیسے جَمْعُ الْأَمِیْرِ الْمَعَانَةِ کیونکہ عرفاً و عادتاً تمام دنیا کے سناروں کا جمع کرنا

لہ الف لام استعراق حقیقی اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے کہ وہ جس لفظ پر داخل ہو اس کے تمام افراد
بے کم و کاست مراد ہوں مثلاً عالم الغیب میں لفظ غیب جس پر الف لام داخل ہے، اس سے اس کے
تمام افراد مراد ہیں یعنی عالم تمام غائبات کا، اور استعراق عربی میں تمام افراد مراد نہیں ہوتے
جیسے جَمْعُ الْأَمِیْرِ الْمَعَانَةِ یعنی بادشاہ نے سنانوں کو جمع کیا، پس معاذ جس پر الف لام داخل ہے
اس کے تمام افراد مراد نہیں بلکہ مرن اپنے فہر کے معنی اپنے شہر یا قلعہ کے سنانوں کو جمع کیا، اس
کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے ۳۷ منہ

دشوار ہے۔ نیز عرف میں جب کبھی اس قسم کے کلمات بولے جاتے ہیں، تو اپنے شہر یا زائد سے زائد اپنی سلطنت کے سنا را مراد ہوتے ہیں، نہ ساری دنیا کے، بجلاں آیت مذکورہ و خاتم النبیین کے کہ اس میں نبیین کی تفصیص کا عرفاً و عاداتاً کوئی قرینہ نہیں، خاتم النبیین کے بلا تکلف استغراق حقیقی کے ساتھ یہ معنی صحیح ہیں کہ آپ تمام انبیاء کے ختم کر نوا لے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ استغراق حقیقی چوڑ کر بلا دلیل و قرینہ اور بلا وجہ استغراق عرفی کی طرف جائیں اور مطلق نبیین کو صرف انبیاء تشریفی کے ساتھ مقید کر دیں۔

باقی رہا کہ آیہ کریمہ و یقتلون النبیین کو اپنے دعوے کی شہادت میں پیش کرنا اگر اس جگہ لام کو استغراق عرفی کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی ہم عرض کر چکے ہیں کہ جب استغراق حقیقی نہیں بن سکتا تو پھر استغراق عرفی کی طرف جاتے ہیں، اور اس آیت میں بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ یقتلون النبیین کا الف لام استغراق حقیقی کے لئے کسی طرح نہیں ہو سکتا، ورنہ آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ بنی اسرائیل تمام انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے تھے، حالانکہ یہ بات کسی طرح درست نہیں ہو سکتی، بلکہ بالکل کذب محض ہوگی، کیونکہ اول تو بنی اسرائیل کے زمانہ میں تمام انبیاء موجود نہ تھے، بہت سے ان سے پہلے گزر چکے تھے، اور بعض ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے، پھر ان کا تمام انبیاء کو قتل کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

دوم یہ بھی ثابت نہیں کہ بنی اسرائیل نے اپنے زمانہ کے تمام انبیاء موجودین کو بلا استثناء قتل ہی کر ڈالا ہو، بلکہ فساد کن عزیر ناطق ہے فَقَتِلَ یُحْیَا کَذَّابٌ ثُمَّ دُفِنَ یَحْیَا فَقَتْلُوْنَ، جس نے صاف طور سے اعلان کر دیا کہ بنی اسرائیل نے تمام انبیاء موجودین

عہ اس جگہ یہ بات بھی قابلِ یادداشت ہے کہ یہ تحریر اگر خلافتِ مسیحی میں جاری ہو، اور آیت کی مراد بنی اسرائیل کے لئے ہو، تو کیا حضرت علیؑ علیہ السلام صرف انبیاء تشریفی کے ختم کرنے والے ہیں تب بھی مرزا صاحب اس آیت کی مخالفت سے باہر نہیں ہو سکتے، کیونکہ انہوں نے اپنی بہت سی تصانیف میں نبوت تشریفی اور صاحبِ شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یقین کے لئے دیکھو اور بعینِ صفحہ ۶۴ جس میں کھلے فتنوں میں صاحبِ شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ نیز حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۹ کی عبارت اور تریاق القلوب صفحہ ۱۳ کی عبارت کا مجموعہ آپ کی تشریفی نبوت کا صاف شاہد ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

کو بھی قتل نہیں کیا، اس اعلان کے بعد بھی اگر دُفَعِلُونِ النَّبِيِّینَ کے الف لام کو استغراق حقیقی کے لئے رکھا جائے تو جس طرح واقعات اور مشاہدات اس کی تکذیب کریں گے اسی طرح خود قرآن کریم اس کو غلط ٹھیرائے گا۔

آیت کریمہ دُفَعِلُونِ النَّبِيِّینَ میں اگر استغراق حقیقی مراد لیا جائے گا تو آیت کا مضمون (معاذ اللہ) بالکل کذب مرتجع اور غلط فاحش ہو جائے گا، جس کو مشاہدہ جھٹلا چکا ہے، پس اس آیت میں جب آفتاب کی طرح یہ بات روشن ہو گئی کہ استغراق حقیقی مراد نہیں ہو سکتا اس وقت استغراق عرفی مسترار دیا گیا۔

بخلاف آیت خاتم النبیین کے کہ اس میں تخصیص کرنے کی کوئی وجہ نہیں اس کے معنی استغراق حقیقی لیکر بلاتامل درست ہیں، یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے، اور اگر اسی طرح بے وجہ استغراق عرفی جہاں چاہیں مراد لے سکتے ہیں تو کیا ہمارے مہربان آیہ کریمہ

| | |
|---|---|
| <p>” لیکن نیک شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور قیامت کے دن اور ملائکہ تمام آسمانی کتابوں پر اور تمام انبیاء پر“</p> | <p>وَلَكِنَّ الْآخِرَ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ (سورہ بقرہ پ)</p> |
|---|---|

میں بھی یہی فرمائیں گے کہ القیین کا الف لام استغراق عرفی کے لئے ہے، اور تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری نہیں، اور کیا آیت ذیل میں بھی اُن کے خیال میں استغراق عرفی ہی ہوگا؟

| | |
|--|---|
| <p>” پس اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا“</p> | <p>فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ (البقرہ پ)</p> |
|--|---|

اور کیا استغراق عرفی کے ساتھ آیت کے یہ معنی صحیح ہو جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کو بشیر و نذیر بنایا اور بعض کو نہیں۔

اسی طرح آیت ذیل میں۔

| | |
|---|---|
| <p>” اللہ تعالیٰ تم کو اس کا حکم نہیں کرتا کہ ملائکہ اور انبیاء کو رب بنا لو“</p> | <p>وَلَا يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ اَدْبَابًا (آل عمران پ)</p> |
|---|---|

کیا اس میں بھی استغراقِ عرفی کے ساتھ ہمارے مہربان آیت کا یہی مطلب جتلائیں گے کہ اللہ تعالیٰ بعض انبیاء کے رب بنانے کا حکم نہیں کرتا اور بعض انبیاء کے متعلق اس کا حکم فرماتا ہے، اور کیا یہ آیت کریمہ مِنَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ میں بھی اُن کے خیال میں استغراقِ عرفی کے ساتھ بعض انبیاء مراد ہیں، اور آیا یہ کریمہ وَوَضِعَ الْكِتَابِ وَحِیُّ النَّبِيِّينَ وَالشُّعْنَاءِ میں بھی کہا جائے گا کہ بعض نبیین مراد ہیں، اسی طرح آیت کریمہ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ الْآیۃ

اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا، تاختم آیت؟

میں بھی کیا ہمارے مجتہد صاحب استغراقِ عرفی ہی تسرار دے کر یہ معنی جتلائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض نبیین سے عہد لیا؟ اور کیا ان کے نزدیک وَلَقَدْ فَتَنَّا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ مِّنْهُم مَّا هُوَ عَرَفَ؟

الحاصل اگر اسی طرح ہر جگہ جہاں چاہیں استغراقِ عرفی مراد لینا جائز ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ آیت مذکورۃ الصدر میں جائز نہ ہو، علاوہ بریں آیات ذیل کی امثال میں بھی استغراقِ عرفی کو جائز کہنا پڑے گا:

الحمد لله رب العالمین، غیر المعضوب علیہم ولا الضالین، ہدی للمتقین، واللہ محیط بالکفرین، اعدت للکافرین، انہا لکبیرۃ الاعلیٰ الخاشعین، رموز غلطۃ للمتقین، واللہ علیم بالظالمین، انہ لا یفلح الظالمون۔

وہو ارحم الراحمین۔ والی غیر ذلک من الآیات التي هي غنیة عن التعدد۔

اور ان کی دوسری نظائر جن سے قرآن مجید کی ہر ہر سطر بھری ہوئی ہے، سب میں استغراقِ عرفی کو جائز کہنا پڑے گا، حالانکہ جس شخص کو عرفی عبارت پڑھنے کا تھوڑا سا سلیقہ ہے وہ کسی طرح ان جیسی آیات میں استغراقِ عرفی کو جائز نہیں کہہ سکتا۔

اور اگر آیات مذکورۃ الصدر اور ان کے امثال میں استغراقِ عرفی مراد نہیں لیا جاسکتا تو کوئی وجہ نہیں کہ خاتم النبیین میں استغراقِ عرفی مراد لیا جائے۔

یا للجب ! سارا قرآن اول سے آخر تک خاتم النبیین کی نظائر سے بھرا ہوا ہے، ان میں کوئی نظیر پیش نہ کی گئی اور کسی پر اُن کو قیاس نہ کیا گیا، قیاس کے لئے ملی تو آیت وَتُفْسِدُونَ النَّبِيِّينَ ملی، جس بدابہت اور مشاہدہ نے آفتاب کی طرح استغراق

حقیقی کو غیر ممکن بنا دیا ہے، اور پھر خود قرآن کریم نے اس کا اعلان صاف صاف غفلتوں میں کر دیا ہے۔

۳۔ سب سے زیادہ قابل غور بات یہ ہے کہ اگر ان سب امور سے قطع نظر کریں اور قواعد عربی سے بھی آنکھیں بند کر لیں، اور آیت میں کسی طرح استغراق عربی مراد لیں تو پھر آیت خاتم النبیین کے معنی ہوں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے خاتم نہیں ہیں۔ لیکن جس شخص کو خداوند عالم نے سمجھ بوجھ سے کچھ حصہ دیا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہو کہ اس صورت میں خاتم النبیین ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصوصی فضیلت نہیں رہتی، بلکہ آدم علیہ السلام کے بعد ہر نئی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے دہم حشرًا (اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ)

حالانکہ آیت مذکورہ کا سیاق بتلا رہا ہے کہ خاتم النبیین ہونا آپ کی مخصوص فضیلت ہے، علاوہ بریں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کو اپنے ان فضائل میں شمار نہ فرمایا ہے جو آپ کے ساتھ مخصوص ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، چنانچہ حدیث مسلم بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے گزر چکی ہے جس میں آپ نے اپنی چھ مخصوص فضیلتیں شمار کرتے ہوئے نہ فرمایا ہے۔

| | |
|---|--|
| وَأَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً | اور مجھ کو تمام مخلوقات کی طرف مبعوث ہوا ہوں |
| حَقِيقَةً فِي النَّبِيِّينَ (رداء مسلم) | اور مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے |

۴۔ چہارم، اگر ان تمام چیزوں سے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی دھن میں اس کا بھی خیال نہ کریں کہ آیت میں استغراق عربی کے ساتھ بعض انبیاء یعنی اصحاب شریعت مراد لینے سے آیت کے معنی درست ہوں گے یا غلط، اور بعض فرض محال اس احتمال کو ناظر اور جائز نہ قرار دیں، تب بھی مرزا صاحب اور ان کے اذنا ب کا مقصد ”ہنود کی دود است“ کا مصداق ہے، کیونکہ ہم ادھر عرض کر چکے ہیں کہ ستر آں مجید کی تفسیر محض احتمالات عکلیہ اور لغویہ سے نہیں ہو سکتی، جب تک کہ مذکورہ سابقہ اصول تفسیر اس کی صداقت پر شہادت نہ لے لی جائے۔

لیکن کیا مرزا صاحب اعلان کی ساری اہمیت مل کر قرآن مجید کی کسی ایک آیت میں

یہ دکھلا سکتے ہیں (اور وہ ہرگز نہ دکھلا سکیں گے) لیوکان بعضہم لبعض ظہیرا (کہ آیت خاتم النبیین میں فقط انبیاء تشریف یعنی اصحاب شریعت جدیدہ مراد ہیں۔

یادہ اور ان کی تمام ذریت، احادیث کے لئے وسیع و قریبی کی ایک صحیح بلکہ ضعیف حدیث میں بھی آیت خاتم النبیین کی یہ تفسیر دکھلا سکتے ہیں کہ اس سے خاتم النبیین (تشریف مراد ہے، اور ہم بحول اللہ و قوتہ دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ قیامت تک ایک حدیث میں تفسیر نہ دکھلا سکیں گے۔

یا مرزا صاحب اور ان کے تمام اذنان، آثار صحابہ و تابعین کے وسیع ترمیدان میں سے کوئی ایک اثر اس تفسیر کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں! اللہ اگر یہ سب کچھ نہیں تو کم از کم ائمہ تفسیر کی مستند و معتبر تفاسیر ہی میں سے کوئی تفسیر پیش کریں جس میں خاتم النبیین کی یہ مراد بیان کی گئی ہو کہ ختم کرنے والے تشریف انبیاء کے۔ مرزا صاحب اور ان کی ساری امت ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی قیامت تک اصول مذکورہ میں سے کسی ایک اصل کو بھی اپنی گھڑی ہوئی اور مخترع تفسیر (نہیں بلکہ تحریف) کی شہادت میں پیش نہ کر سکیں گے۔

اور جب یہ سب کچھ نہیں، تو باوجود انقلاب زمانہ اور کثرت جبل، میں اب بھی مسلمانوں پر یہ بیگمانی نہیں کر سکتا کہ وہ ایک ایسی بے معنی آواز کو قرآن مجید کی تفسیر میں پیش کریں جس کی کوئی اصل نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں، نہ اقوال صحابہ میں اس کا کوئی اثر ہے نہ اقوال تابعین میں، نہ ائمہ تفسیر اس کی موافقت کرتے ہیں، اور نہ کتب تفسیر، بلکہ یہ سب کے سب ہم آہنگ ہو کر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

۵۔ پنجم، جب ہم علاوہ تفسیر اور اصول تفسیر کے خود اسی آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالتے ہیں تو بلا تاامل آیت بول ائمتی ہے کہ خاتم النبیین میں نبیین سے عامۃ تمام انبیاء مراد ہیں جو صاحب شریعت جدیدہ ہوں یا شریعت سابقہ اور کتاب سابق کے متبع۔

کیونکہ ہم لفظ نبی کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق کے ذیل میں نقل کر چکے ہیں کہ جہور علماء عربیۃ اصول کا مذہب یہی ہے کہ لفظ نبی عام ہے اور لفظ رسول خاص، یعنی رسول مروت اس نبی کو کہا جاتا ہے جس پر شریعت مستقلہ نازل ہوئی ہو اور نبی اس سے عام ہے،

صاحب شریعت مستقلہ کو بھی نبی کہتے ہیں اور اس کو بھی جس پر شریعت مستقلہ نازل نہیں ہوئی، اس کا کام صرف یہ ہے کہ امت کو شریعت سابقہ پر چلائے، اور اس کے خلاف جہاں کہیں استعمال ہے وہ بطور مجاز ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے، خاتم الرسل یا خاتم المرسلین نہیں فرمایا، کیونکہ اس سے پہلے آپ کی نسبت لفظ رسول فرمایا گیا ہے، وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ، لفظ رسول کے ساتھ ظاہر ہے کہ خاتم المرسلین بہ نسبت النبیین کے زیادہ چسپاں ہے، مگر سبحان اللہ! خدا نے علم و خیر کا کلام ہے وہ جانتا تھا کہ امت میں وہ لوگ بھی پیدا ہوں گے جو آیت میں تحریف کریں گے، اس لئے یہ اسلوب بدل کر اس تحریف کا دروازہ بند کر دیا، چنانچہ امام المفسرین علامہ ابن کثیرؒ نے اس پر مستنبط فرمایا ہے، دیکھو صفحہ ۸۹ ج ۸ :-

| | |
|---|--|
| <p>• اور فرمان اللہ تعالیٰ رکن رسول اللہ وخاتم النبیین وكان اللہ بكل شئ علیما۔ پس یہ آیت اس بارہ میں صاف و صریح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جبکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بھی بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مقام رسالت بہ نسبت مقام نبوت خاص ہے، کیونکہ ہر رسول کے لئے نبی ہونا شرط ہے، اور نبی کے لئے رسول ہونا ضروری نہیں، اور اسی پر وارد ہوئیں احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو صحابہ کرام ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہے :-</p> | <p>وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا. فَهَذِهِ الْآيَةُ تُعَيِّنُ فِي أَنَّه لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ فَلَا رَسُولَ يَأْتِيهِ إِلَّا ذُلٌّ وَالْأُخْرَى لِأَنَّ مَقَامَ الرِّسَالَةِ أَخَفُّ مِنْ مَقَامِ النَّبِيِّيَّةِ فَإِنَّ كُلَّ رَسُولٍ نَبِيٌّ وَلَا يَتَعَكَّرُ بِذَلِكَ وَرَدَتْ الْأَحَادِيثُ الْمُتَوَاتِرَةُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيثِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ.</p> |
|---|--|

(تفسیر ابن کثیر، ص ۸۹ ج ۸)

اسی طرح سید محمود آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں بیان فرمایا ہے :-

| | |
|---|---|
| <p>• اور نبی سے وہ مراد ہے جو رسول سے کم ہے اور اس لئے آپ کے خاتم النبیین</p> | <p>وَالْمُرَادُ بِالنَّبِيِّ مَا هُوَ أَكْثَمُ مِنَ الرَّسُولِ فَيَلْتَمِزُ مِنْ كَوْنِهِ</p> |
|---|---|

ہونے سے خاتم المرسلین (یعنی اصحاب
شریعت انبیاء کا خاتم) ہونا بھی لازم
آتا ہے ؟

مَرْكَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ
النَّبِيِّينَ خَاتَمُ الْمُؤْمِلِينَ .
(روح المعانی، ص ۸۵۶)

اور بحوالہ کلیات ابوالقار صنفہ ۳۱۹ پر گزر چکا ہے ، کہ آیت میں نفی نبوت نفی رسالت
کو بھی شامل ہے ۔

ایک اور متلا بازی

مرزا صاحب نے نبی بننے کے شوق میں ”حقیقۃ الوحی“ صفحہ ۱۰۲ اور حاشیہ حقیقۃ الوحی
صفحہ ۹۷ میں تو آیت خاتم النبیین کی تحریف کرتے ہوئے آیت کے معنی یہ بتلائے :-
” آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے اور آپ کی توجہ بردہائی نبی تراش
ہے ؟ اور یہ کہ ”ایک دہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے ؟“
ہم اس وقت اس بحث میں نہیں جاتے کہ خاتم النبیین کے یہ معنی لغت اور عربی
ربان کے اعتبار سے ہو بھی سکتے ہیں یا نہیں ۔

اور اس بحث کو بھی چھوڑتے ہیں کہ اس نو ایجاد تفسیر کا تو یہ نتیجہ ہے کہ کسی کو نبی بنانا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے کہ جس پر آپ چاہیں نبوت کی مہر لگا دیں ،
حالانکہ ارسال رسل والعباد صرف حق تعالیٰ کا ہی کام ہے ، جیسی تو وہ رسول اللہ یا نبی اللہ
ہوتے ہیں ورنہ وہ رسول الرسول یا نبی الرسول ہوتے ۔

مرزا صاحب کی اس غلطی کو بھی نظر انداز کرتے ہیں کہ اس غلطی کی رُوسے نبوت ایک
اکتسابی چیز بن جاتی ہے کہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کر لے وہ نبی بن جائے
حالانکہ تبصریات قرآن کریم ، نبوت حاصل کرنا کسی کے اختیار میں نہیں ، وہ حنائیں
حق تعالیٰ کی موبہیت ہے ، وہ جس کو مناسب سمجھتے ہیں نبی و رسول بنادیتے ہیں ، کسی
انسان کے اختیار میں تو کیا بلکہ انسان کو اس کا علم بھی نہیں ہو سکتا ، قرآن شریف کا ارشاد
اس مضمون کے لئے کھلا ہوا ہے :

أَلَمْ نَعْلَمْ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهُ . | ”یعنی اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ اپنی رست
کس کو سپرد کریں ؟“

ہاں ہم اس جگہ اسی توحید و توحید کے اس نتیجہ پر آپ کو متوجہ کرتے ہیں کہ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس امت میں جتنے زیادہ نبی اور رسول آئیں اتنا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ظاہر ہوگا۔

لیکن مرزا صاحب خود بھی اس دروازہ کو اتنا کھولنا نہیں چاہتے کہ اس میں ان کے سوا کوئی دوسرا آسکے، اور تیرہ سو برس میں کبھی ایک شخص کے نبی بننے کے وہ بھی قائل نہیں، تو یہ کس قدر عجیب بات ہوگی کہ جس سستی کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ ان کی توجہ روحانی بقول مرزا ”نبی تراش“ ہے اس کی توجہ روحانی اپنے ایک لاکھ سے زائد جاں نثار صحابہ میں سے کسی کو نبی نہ بنا سکی، اور پھر ان کے بعد جن لوگوں کو آپ نے خیر العسرون منبرایا ان میں بھی کوئی ایسا نہ نکلا جو آپ کی پیروی کر کے آپ کی توجہ روحانی سے نبی بن سکتا۔ تیرہ سو برس تک یہ توجہ روحانی معاذ اللہ کوئی کام نہ کر سکی یہاں تک کہ چودھویں صدی میں مرزا صاحب نے جنم لیا، تو اس توجہ روحانی کا ثمر صرف ایک شخص بنا، معاذ اللہ یہ ستر آن کی تحریف کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر توہین ہے، نعوذ باللہ منہ۔

اب نبی بننے کے شوق کی ایک نئی کردٹ ملاحظہ فرمائیے۔

ایک نئی کروٹ

مرزا صاحب کی قرآن دانی اور تفسیر ستر آن پر عنایت اسی انکشاف پر ختم نہیں ہوتی جو ”حقیقۃ الوحی“ میں لکھا گیا ہے، بلکہ اپنے ہشتبار ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں اس آیت کی تحریف کا ایک اور رخ بدلا ہے، اور انھیں یہ حیا بھی مانع نہیں ہوئی کہ صحیح غلط سے قطع نظر کم از کم اپنے دوسرے بیانات کے تو خلاف نہ ہو، سنئے۔

”لیکن اگر کوئی شخص اس خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بیاعت نہایت استعداد و نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا، کیونکہ وہ محمد ہی، گو ظلی طور پر، پس باوجود اس شخص کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے، پھر بھی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہا

یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے :

مرزا صاحب کی اس عجیب و غریب تحقیق کا جائزہ تو بعد میں لیا جائے گا، پہلے اس پر نظر فرمائیے کہ ”حقیقۃ الوحی“ کی تفسیر پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہزاروں نبی آچکے ہیں جو آپ کی توجہ و دعائی سے نبی بنے ہوں، اُن کے دعوائے نبوت سے خاتم النبیین کی مہر ٹوٹنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور اشتہار ”ایک غلطی کا ازالہ“ کی نئی تحقیق پر کسی شخص کا دعوائے نبوت غلام انبیین کی مہر ٹوڑنے کا مراد تسلیم کیا گیا ہے، یعنی خاتم النبیین کے سہی معنی لئے گئے جو تمام امت نے لئے ہیں، لیکن نبی بننے کے شوق کو تناسخ و حلول کے ہندوانہ عقیدہ کی پناہ لے کر پورا کیا جا رہا ہے، کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل یا بروز بن جائے وہ عین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، اس کے آنے سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹتی، کیونکہ اس کا آنا آپ کے سوا کسی اور نبی کا آنا نہیں خود آپ ہی کا آنا ہے۔

اب، پہلے تو مرزا صاحب اور ان کی امت سے یہ پوچھئے کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی صحیح اور کونسی غلط ہے، خاتم النبیین کے معنی ”حقیقۃ الوحی“ کے بیان کے مطابق یہ ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں یا غلطی کے ازالہ کی تھری کے مطابق یہ ہیں کہ آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے، مگر خود آپ کا دوبارہ دنیا میں آنا اس کے منافی نہیں۔

ظلی اور بروزی نبوت کی کہانی

اس کے بعد ”ظلی کے ازالہ“ کی غلطیاں دیکھئے :-

۱۔ اس کا حائل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے کوئی شخص ظلی یا بروزی طور پر عین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتا ہے۔

اگر یہ صحیح ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ ابتداء اسلام سے مرزا صاحب کی پیشین گوئی کیا کسی اور کو بھی یہ کامل اتباع نصیب ہوا یا نہیں؟ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ، علی مرتضیٰؓ جو خیر المخلوق بعد الانبیاء کے مصداق ہیں، اور حدیث میں لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَّكَانَ عَمْرُوهُ کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں، کیا یہ حضرات بھی اپنی عمر کی جان نثارانہ خدمات اور انتہائی پسیر دی کے باوجود ظلی طور پر محمد مصطفیٰ

بن گئے تھے یا نہیں ؟

ان کے علاوہ وہ صحابہ جنہوں نے اپنے جسموں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دھال بنا کر دشمن کی طرف سے آنے والے تیروں سے اپنے پورے بدن کو چھلنی بنالیا ، جنہوں نے آپ کے ادنیٰ اشارہ پر ساری دنیا کو چھوڑ دیا ، جنہوں نے آپ کی محبت پیروی کے لئے اپنے ماں ، باپ ، بھائی ، برادر وں سے قتال کیا ، اور حضور کی ایک ایک سنت پر جان دی ، ان میں سے کوئی اس قابل نہ ہوا کہ ان میں محمدی چہرہ کا انعکاس ہو ؟ اور اگر ان بزرگوں کو بھی یہ درجہ حاصل ہوا ہے تو کیا مرزا صاحب ان میں سے کسی کی تاریخ میں دعوائے نبوت کا کوئی ادنیٰ اشارہ بھی دکھا سکتے ہیں ؟

۲۔ مرزا صاحب نے یہ ظل و بروز کی کہانی شاید ہندوؤں کے عقیدہ متنازع و حلول سے اخذ کی ہے ، لیکن بڑے شرم کی بات ہے کہ انہوں نے اس کو بھی سمجھ کر نہ لیا ۔

ظہر در کفریم ثابت نئی ز نادار دلسوا سخن

ظل و بروز کے جو لوگ قائل ہیں وہ کبھی اس کے قائل نہیں کہ بذریعہ متنازع شخص کسی دوسرے جوں میں آجائے وہ بعینہ پہلا شخص ہوتا ہے ، اس کے احکام اور حقوق ہی ہوتے ہیں جو پہلے شخص کے تھے ، مثلاً منسرفن کر لو کہ زید مر گیا اور پھر وہ کسی دوسرے جوں میں آیا اس کا نام ماں باپ نے عمر رکھا ، تو کسی مذہب و عقیدہ میں عمر کے جوں میں آنے والے زید کو یہ حق نہیں کہ تدریم حقوق کا مطالبہ کرے ۔ اپنی سابق بیوی کو بیوی سمجھے ، سابق ماں باپ کو ماں باپ کہے ، وارثوں میں تقسیم شدہ جائداد کو اپنی ملک قرار دے دے ۔ مرزا صاحب کا فلسفہ سب سے نرالا ہے ، کہ اسلامی عقیدہ کو تو خراب کیا ہی تھا ، ظل و بروز کے عقیدہ کا بھی ستیاناس مار دیا ، کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل و بروز قرار دیا اس کو یہ حق بھی دے دیا کہ وہ اپنے کو رسولِ دینی کہے ، اور ساری دنیا کو اپنی نبوت مانتے پر مجبور بھی کرے ، اور جو نہ ملے اس کو کافر کہے

ظہر ایں کار از تو آید مرداں چنین کنند

۳۔ اس کے بعد کوئی مرزا صاحب سے یہ پوچھے کہ نبوت و رسالت کے معاملہ میں آپ کے ظل و بروز کے فلسفہ پر کیا کوئی فترآن و حدیث کی شہادت بھی موجود ہے ؟ کہیں قرآن کریم نے ظل و بروز کی نبی کا ذکر کیا ہے ؟ یا کسی حدیث میں اس کا کوئی اشارہ ہے ؟

اور اگر ایسا نہیں تو پھر اسلام کا دعویٰ رکھتے ہوئے اسلام کے بنیادی عقیدہ و رسالت میں اس ہندوانہ عقیدہ کو ٹھونسنا کونسی دینی روایات یا عقل و شریعت ہے ؟

۳۔ صرف یہی نہیں کہ بروز اور نبی بروزی کے پیدا ہونے سے احادیث و سرائے کی نصوص خال اور ساکت ہیں ، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث اس کے بطلان کا اعلان صاف صاف کر رہی ہیں ۔

ملاحظہ ہو وہ حدیث جو اس آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے آخری اوقات حیات میں بطور وصیت ارشاد فرمائی اور جس کے الفاظ یہ ہیں :-

| | |
|---|--|
| یا ایہا الناس اِنَّہٗ لَخَیْرٌ مِّنْ | اے لوگو ! مبعوث نبوت میں سے سوائے |
| مُبَشِّرَاتٍ الشُّبُوحِ اِلَّا الشَّادِیاءُ | اچھے خوابوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا ۔ |
| الصَّالِحَةُ الْحَدِیْثُ (رداء مسلم و | روایت کیا اس کو مسلم و نسائی وغیرہ |
| النسائی وغیرہ عن ابن عباس) | نے ابن عباس سے) :- |

اور اسی مضمون کی ایک حدیث بخاری اور مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :-

| | |
|--|-------------------------------------|
| لَمْ یَبْقَ مِنَ الشُّبُوحِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ | "نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہا |
| (بخاری کتاب التہنیر و مسلم) | سوائے اچھے خوابوں کے :- |

اور اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت حذیفہ بن اُسیدہؓ سے طبرانی نے روایت کی ہے ، اور نیز امام احمد دار البیہقی اور ابن مردودہؓ نے اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابو الطفیلؓ سے بھی روایت کی ہے ، اور امام احمد اور خطیبؓ نے بھی یہی مضمون بروایت عائشہ صدیقہؓ نقل کیا ہے ، جن میں سے بعض کے الفاظ یہ ہیں :-

| | |
|--|--|
| ذَهَبَتِ الشُّبُوحُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ | "نبوت تو باقی رہی اور اچھے خواب باقی گئے ؛ |
|--|--|

الفرض ان متعدد احادیث کے مختلف الفاظ کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ نبوت ہر قسم کی بالکل مختتم اور منقطع ہو چکی ، البتہ اچھے خواب باقی ہیں ، جو کہ نبوت کا چھیا لیسواں جزو ہیں (جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے)۔

لیکن ظاہر ہے کہ کسی چیز کے ایک جزو موجود ہونے سے اس چیز کا موجود ہونا لازم نہیں آتا ، اور نہ جزو کا وہ نام ہوتا ہے جو اُس کے کل کا ہے ، در نہ لازم آئے گا کہ صرف

نمک کو پلاؤ کہا جائے، کیونکہ وہ پلاؤ کا جزو ہے، اور یا ناخن کو انسان کہا جائے، کیونکہ وہ انسان کا جزو ہے، اسی طرح ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنے کو نماز کہا جائے، کیونکہ وہ نماز کا جزو ہے، یا کھلی کرنے کو غسل کہا جائے، کیونکہ وہ غسل کا جزو ہے، اور پانی کو روٹی کہا جائے، کیونکہ وہ روٹی کا جزو ہے۔

غرض کوئی اہل عقل انسان جزو اور گل کو نام میں بھی برابر نہیں کر سکتا ہے، احکام کا تو کتنا کیا، پس اگر نمک کو پلاؤ اور پانی کو روٹی اور ایک ناخن یا ایک بال کو انسان نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چھالیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔

خلاصہ یہ کہ حدیث میں نبوت کے بالکلہ قطع کی خبر ہے کہ اس میں سے نبوت کی کوئی خاص قسم یا اس کا کوئی فرد مستثنیٰ نہیں کیا گیا، بلکہ استثنا کیا گیا تو صرف چھالیسویں جزو کا کیا گیا ہے جس کو کوئی انسان نبوت نہیں کہہ سکتا۔

اب منصف مزاج ناظرین! اسے غور سے کام لیں کہ اگر نبوت کی کوئی نوع یا کوئی جزئی مستقل یا غیر مستقل تشریحی یا غیر تشریحی ظنی یا بروزی عالم میں باقی رہنے والی تھی تو بجائے اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے چھالیسویں جزو کا استثنا فرمایا ضروری تھا کہ اس نوع نبوت کا استثنا فرماتے۔

اور جب کہ آپ نے استثنا میں صرف نبوت کے چھالیسویں جزو کو خاص کیا ہے تو یہ کھلا ہوا اعلان ہے کہ یہ بروزی نبوت جو مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے (اگر بالفرض کوئی چیز ہے اور اس کا نام نبوت رکھا جاسکتا ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ بھی عالم میں موجود نہ رہے گی۔

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”بِأَنَّا سَرَّائِيلُ كِي سِيَّاسَتِ أَنْبِيَاءِ عَالَمِهِمُ
الْإِسْلَامُ كَرْتِي تَحِي، جَب كُوْنِي نَبِي دَفَات
پَا تَا قُو دُوسَرَانِي اس كَا خَلِيفَةُ جُو جَا تَا تَحَا
اور میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء
ہوں گے اور زیادہ ہوں گے، صحابہ نے
عرض کیا کہ خلفاء کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمْ
الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ
نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي يُسَيِّدُونَ
خَلَفَاءُ يُكَلِّمُونَ، قَالُوا فَمَا
تَأْمُرُنَا يَا نَبِيُّوَلَّ اللَّهُ قَالَ قُوا
بِيعَةَ الْأَدْلِ فَلَا أَدْلَ اعْطَوْهُمْ

آپ نے مندرایا یکے بعد دیگرے ان کی بیعت کا حق ادا کرو؟

حَقَّقْتُمُ الْحَدِيثَ (بخاری ص ۲۹۱) و
مسلم کتاب الامان و مسند احمد ص ۲۳۱ باب
ما جہ و امن جریر و امن ابی شیبہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں غور کرو کہ کس طرح اول تو نبوت کے بالکلیہ انقطاع اور اختتام کی خبر دی، اور پھر جو چیز نبوت کے قائم مقام آپ کے بعد باقی رہنے والی تھی اس کو بھی بیان فرما دیا، جس میں صرف خلفاء کا نام لیا گیا ہے۔ اگر آپ کے بعد کوئی بروزی نبی آنے والا تھا، اور نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی، مستقل یا غیر مستقل، شرعی یا غیر شرعی دنیا میں باقی رہنے والی تھی تو سیاق کلام کا تقاضا تھا کہ اس کو ضرور اس جگہ ذکر مندرایا جاتا۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد نبوت کا قائم مقام صرف خلافت کو قرار دیا ہے، تو یہ صاف اس کا اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی بروزی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

۶۔ حضرت ابو مالک اشعریؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مندرایا۔

إِنَّ اللَّهَ بَدَأَ هَذَا الْأَمْرَ نَبُوءًا
وَرَحْمَةً وَكَأَيُّ خِلَافَةٍ وَرَحْمَةٍ
(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

اللہ تعالیٰ نے اس کام کو ابتداً نبوت اور رحمت بنایا اور اب خلافت اور رحمت ہو جانے والا ہے۔

اس حدیث میں بھی اختتام نبوت اور اس کے بالکلیہ انقطاع کے ساتھ ہی ہی ارشاد فرما دیا کہ نبوت رحمت ختم ہو کر خلافت رحمت باقی رہے گی، جس میں صاف اعلان ہے کہ نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی وغیرہ باقی نہیں رہے گی، ورنہ ضروری تھا کہ بجائے خلافت کے اس کے ذکر کو مقدم رکھا جاتا۔

۷۔ آخر میں ہم ناظرین کی توجہ ایک ایسے امر کی طرف منعطف کرتے ہیں کہ جس میں تصور اس غور کرنے سے ہر شخص اس پر بلا تاویل یقین کرے گا کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی بروزی یا ظلی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ غالباً کوئی ادنیٰ مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر سب سے زیادہ شفیق اور مہربان ہیں، آپ کو دنیا کی تمام چیزوں میں اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں کہ ایک آدمی کو ہدایت ہو جائے، اور اسی طرح اس سے زیادہ کوئی چیز رنج و دہ اور باعث تکلیف نہیں کہ لوگ آپ کی ہدایت کو قبول نہ کریں۔ خداوند سبحان اپنے رسول کی رحمت و شفقت کو اس طرح بیان فرماتا ہے:-

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ
رَّحِيمٌ

”سخت گراں ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تمہاری تکلیف، وہ تمہاری ہدایت پر حرصیں ہیں اور مسلمانوں پر شفیق و مہربان؛“

اور دوسری جگہ آپ کی تبلیغی کوششوں کو ان وزن دار الفاظ میں بیان فرمایا ہے:-

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ مُّقِرٌّ عَلَىٰ آثَارِهِمْ
إِنْ لَمْ يَكُونُوا مُمْمِنِينَ

”شاید آپ اپنی جان اُن کے پیچھے ہٹا کر رہیں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں۔“

پھر اس نبی اُمّی (نداء الہی داری) کے ارشاد و تبلیغ پر جانکاہ کوشش، مخلوق کی ہدایت کے لئے سخت ترین جفاکشی، ان کی سخت سے سخت ایذاؤں پر صبر و تحمل، کفار کی جانب سے پتھروں کی بارش کے جواب میں،

اَلْكَفُّمُ اِهْدِ قَوْمِي ذَا نَعْمٌ
لَّا يَعْصُونَ

”اے اللہ! میری قوم کو ہدایت کر، کیونکہ وہ نہ جانتے نہیں۔“

فرمانا ایک ناقابل انکار مشاہدہ ہے جو آپ کی اُس شفقت کی خبر دے رہا ہے جو کہ آپ کو خلق اللہ کی ہدایت کے ساتھ تھی۔

اور اسی وجہ سے آپ نے امت کو ایسی سیدھی اور صاف و روشن مشاہدہ پر چھوڑا ہے کہ قیامت تک اس پر چلنے والے کے لئے کوئی خطرہ نہیں، بلکہ لیکنھا وَ نَهَادُهَا مَسَاقًا، یعنی اس کا رات دن برابر ہے۔

آپ کے بعد قیامت تک جس قدر فتنے پیدا ہونے والے تھے اگر ایک طرف ان کی ایک ایک خبر دے کر اُن سے محفوظ رہنے کی تدبیریں امت کے لئے بیان فرمائیں، تو دوسری جانب اس امت میں جس قدر قابل اتباع و تقلید انسان پیدا ہونے والے تھے، ان میں ایک ایک سے امت کو مطلع فرما کر ان کی اقتدار کا حکم دیا۔

غرض کوئی خیر بات نہیں کہ جس کی تعمیل کے لئے اُمت کو ترغیب نہ کی ہو، اور کوئی شر
باتی نہیں کہ جس سے اُمت کو ڈرا کر اس سے بچنے کی تاکید نہ فرمائی ہو۔

چنانچہ آپ نے اپنے بعد اُمت کو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور فاروق اعظمؓ کی
اقتدار کا حکم کیا اور منبرایا :-

اِقْتَدُوا بِأَيِّدِي مَنْ بَعْدِي | " ان دُخَمَیْوْنَ کَا اِقْتَدَارِ کِدْ جَوِیْرِ بَعْدِ
إِنِّي بَنِي دَعْمَر (بخاری و مسلم) | غلیظ ہوں گے یعنی ابو بکر و عمرؓ؛

نیز آپ نے ارشاد فرمایا :-

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ | میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفائے
الرَّاشِدِينَ۔ | راشدین کی سنت کو یہ

اور منبرایا :-

إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَثَانِ أَخَذْتُمْ | " میں تمہارے لئے ایسی دو چیزیں چھوڑتا
بِهِ لَنْ تَضِلُّوا، كِتَابُ اللَّهِ وَ | ہوں کہ اگر تم نے ان کے اتباع کو لازم پکڑا
عِثْرَتِي۔ | تو کسی گمراہ نہ ہو گے، ایک خدا کی کتاب

(نسائی، ترمذی ص ۱۱۵۴۲) | دوسری میری عزت و اہل بیت ؟

پھر اطلاع دی کہ ہر تین سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوگا جو امت کی عملی خرابیوں
کی اصلاح منبر کران کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھیک سنت پر قائم کرے گا، اور
آپ کی مژدہ سنتوں کو زندہ کرے گا۔ (رداء الباطل و دالہ الحاکم والسیقی فی المعرفۃ)

اور ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام آسمان سے نازل
ہوں گے، اور اس اُمت کے لئے امام ہو کر ان کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرمائیں گے،
یہاں تک کہ اپنے بعد ہونے والے خلفاء کی اطاعت کا حکم منبرایا اور اس کی یہاں تک
تاکید فرمائی کہ ارشاد ہوتا ہے :-

أَوْصِيَكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالتَّحَنُّنِ | " میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا
وَالطَّاعَةِ وَكَوَأْتِيَّ عَلَيْكُمْ بَعْدُ | ہوں اور خلفاء کی اطاعت و فرمانبرداری کی
حَبِشِي مُجْدِعِ الْأَطْرَافِ۔ | اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام لشکرا، ٹولا
(مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسلم) | حاکم بنا دیا جائے ؟

اب منصف ناظرین غور فرمائیں کہ اگر اس امت میں کوئی کسی قسم کا نبی بروز یا ظلی وغیرہ پیدا ہونے والا تھا تو ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اس کا ذکر فرماتے اور اس کے اتباع کی تاکید فرماتے، تاکہ یہ امت مرحومہ اُن کے انکار و تکذیب کا فائدہ نہ بوجائے، ورنہ ایک عجیب حیرت انگیز معاملہ ہو گا کہ آپ اپنی امت کو اپنا جیسی غلام کی اتباع کا تو حکم فرمائیں، اور اس کی نافرمانی سے ڈرائیں، لیکن ایک خدا کا نبی جو دنیا میں آپ کے بعد (برنگ بروز) پیدا ہونے والا ہے، اس کا کوئی تذکرہ ہی نہ فرمائیں، حالانکہ یہ بھی ظاہر ہے کہ خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہونا زیادہ سے زیادہ فسق ہو سکتا ہے، بخلات نبی کے کہ اس کا انکار قطعی کفر ہے۔ ایک شخص اگر تمام مسترآن پر عمل کرے اور تمام انبیاء پر ایمان لائے مگر صرف ایک نبی کا انکار کرے تو وہ شخص قرآن اور باجماع امت کا منکر ہے۔

خدا کے لئے سوچو اور غور کرو کہ وہ نبی جس کو خداوندِ عالم، رؤف رحیم الرحمن کا خطاب دیتا ہے مخلوق کو چھوٹی چھوٹی باتوں کی خبر دیتا ہے اور خلفاء و اماراء بلکہ ایک حبشی غلام کے اتباع کی طرف بلاتا ہے، مگر آئندہ پیدا ہونے والے نبی کا کوئی ذکر نہیں کرتا اور کسی ایک حدیث میں اشارہ بھی نہیں کرتا کہ چودھویں صدی میں ہم خود دوبارہ برنگ بروز دنیا میں آئیں گے، اس وقت ہماری تکذیب نہ کرنا۔ امت کو معمول گناہوں سے بچنے کی تو ہدایت کرتا ہے مگر ان کو کفر صریح میں مبتلا ہونے سے نہیں روکتا۔

اگر معاذ اللہ واقعہ یہی ہے تو وہی مثل صادق آئے گی کہ قَسْرٌ مِّنَ الْمَطْعٰی وَوَقَعَتْ تَحْتَ الْمِيزَابِ یعنی بارش سے بھاگ کر پناہ کے نیچے آپڑے؛ جس کی دھار بارش سے کہیں زائد ہے۔ اور خاکم بدن یہ کہنا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت میں خیانت اور امت کی خیر خواہی میں کوتاہی کی کہ اُن کو چھوٹی چھوٹی باتوں میں لگا کر اہم کاموں سے غافل کر دیا۔ والعیاذ باللہ العظیم۔

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں اس کا صاف اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی بروز ظلی، تشریف، غیر تشریفی پیدا نہیں ہو سکتا۔

یہاں تک جو کلام کیا گیا وہ صرف آیت خاتم النبیین کے متعلق تھا، اور ہمارے گزشتہ کلام میں آپ معلوم کر چکے ہیں کہ مسئلہ زیر بحث میں بہت سی آیات ہدیہ ناظرین

کرنا ہے، لیکن جس تحقیق و تفصیل کے ساتھ آیت مذکورہ کو بیان کیا گیا ہے اگر ہر آیت پر ایسی ہی تفصیلی بحث کی جائے تو یہ مختصر رسالہ ایک طویل دفتر بن جائے گا، لہذا مناسب معلوم ہوا کہ باقی آیات کی تفسیر میں زیادہ اختصار سے کام لیا جائے۔

ختم نبوت کے ثبوت میں دوسری آیت

| | |
|--|--|
| <p>”آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی، اور تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔“</p> | <p>الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (سورہ مائدہ ۱۰۰)</p> |
|--|--|

مرسان نزل | یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج میں عرفہ کے دن یوم جمعہ میں نازل ہوئی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نازل ہونے کے بعد اکیاشی روز سے زیادہ دنیا میں زندہ نہیں رہے۔ (ابن کثیر، دمشق)

اور اس عرصہ میں بھی اکثر احادیث و آثار سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی حکم حلت و حرمت وغیرہ کا نازل نہیں ہوا (کماینہ ابن کثیر وابن حجریر بالروایات)

صرف دو تین آیات ہیں جن کا نزل اس آیت کے بعد بیان کیا جاتا ہے، اور بعض حضرات نے اسی آیت کو آخری آیت قرار دیا ہے (دیکھو اتقان للسیوطی وغیرہ) حاصل یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ اس امت مرحومہ کی ایک بہت بڑی مخصوص فضیلت اور شرافت کا اعلان کر رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک یہودی حضرت فاروق عظیم سے ایک مرتبہ کہا کہ اے امیر المومنین! تمہارے قرآن میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو اگر وہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے، جس دن یہ نازل ہوئی، آپ نے فرمایا وہ کونسی آیت ہے؟ یہودی نے کہا:-

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
فاروق عظیم نے جواب دیا:-

قَدْ عَرَفْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ
الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَهُو
ثًا ثَمَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
(بخاری و مسلم)

ہم اُس دن اور اُس جگہ کو خوب جانتے
ہیں جس میں یہ آیت نازل ہوئی، یہ آیت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن
اُس وقت نازل ہوئی جب کہ آپ
عرش میں کھڑے ہوئے تھے۔

مطلب یہ تھا کہ اس دن ہمارے لئے دو عیدیں تھیں، یوم عرفہ اور یوم جمعہ،
چنانچہ دہشتور میں بحوالہ مسند اسحق بن راہویہ اور مسند عبد بن حمید کے اس واقعہ
میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَهُ لَنَا
عِيدًا ۱۔

اللہ تعالیٰ کا شکریہ ہے جس نے ہمارے
لئے اس دن کو عید بنایا۔

اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس دن پانچ عیدیں جمع تھیں، جمعہ، عرفہ،
عید یسود، عید نصاریٰ، عید مجوس۔ اور دنیا کی تاریخ میں (نہ اس سے پہلے اور نہ اس
کے بعد) تمام مل دنیا کی عیدیں کبھی آج تک جمع نہیں ہوئیں۔ (غازن ۱۵۴۳)
غرض کہ یہ آیت شریفہ اس امت کی اس عظیم الشان خصوصی فضیلت کو بیان
کر رہی ہے جو باقر اہل کتاب اس امت سے پہلے کسی کو نہیں ملی، یعنی خداوند عالم
نے اپنا دین مقبول اس امت کے لئے ایسا کامل فرمادیا کہ قیامت تک اس میں ترمیم
کی ضرورت نہیں۔ عقائد، اعمال، اخلاق، حکومت، سیاست، شخصی آداب،
حرام و حلال، مکروہات و مستحبات کے قوانین اور قیامت تک کے لئے تمام ضروریات
معاش و معاد کے اصول اُن کے لئے اس طرح کھول دیئے کہ وہ تاقیام قیامت کسی
نئے دین یا نئے نبی کی رہبری کے محتاج نہیں، یہاں تک کہ اس خیر الامم کے پیشوا
سید الاولین و الآخین صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اس عالم ظاہری سے رخصت ہوئے
ہیں جبکہ وہ اپنی امت کے لئے ایک ایسی صاف و سیدھی اور روشن شاہراہ تیار
فرما چکے ہیں جس پر چلنے والے کو دن اور رات میں کوئی خطرہ مانع نہ ہو، چنانچہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے۔

نَزَلْتُكُمْ عَلَى شَيْءٍ يُعَذِّبُ بَعْضًا
مِنْ نَفْسِهِمْ اِيكَلُوهَا وَتُزَيِّنُ لَهَا

میں نے تمہیں ایک کلمہ اتار دیا جس سے بعض
اپنی نفس کے لئے اس کو کھا لیں اور بعض

لَيْسَ بَعْدَهُ نَبَاٌ مُّشَابَهُ . | پر مہوڑا ہو کہ جس کا ذات دن برابر ہے :

یہاں تک کہ یقیناً کسی دوسرے دین اور دوسری نبوت کی محتاج نہیں رہی۔

بہر حال یہ آیت حکم کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے دین کو مجہد و جوہ کامل فرمادیا ہے، اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نئے نبی کے پیدا ہونے کی ضرورت ہے اور نہ کسی نئے دین کی۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آیت مذکورہ میں اکمالِ دین سے مراد یہ ہے کہ فرائض اور سنن اور حُسد و عادات اور احکام اور حلال و حرام کو مکمل بیان فرمادیا گیا، اور اس کے بعد کوئی حلال و حرام نازل نہیں ہوا، اور نہ اس کی قیامت تک ضرورت رہی۔

اور بعض حضرات مفسرین نے فرمایا ہے کہ اکمالِ دین سے یہ مراد ہے کہ یہ دین قیامت تک رہنے والا ہے، کبھی منسوخ یا مندرس اور بے نام و نشان نہ ہوگا۔ اور بعض مفسرین نے اس امت کے لئے اکمالِ دین کی یہ مراد قرار دی ہے کہ یہ امت ہر ایک نبی اور ہر آسمانی کتاب پر ایمان لائی، کیونکہ تمام انبیاء اور تمام کتابیں اس امت سے پہلے صفحہ وجود میں آچکے، منجملات تمام پہلی امتوں کے کہ ان کو یہ فضیلت نصیب نہیں ہوئی، کیونکہ ان کے زمانہ میں تمام انبیاء اور تمام آسمانی کتابیں وجود ہی میں نہیں آئی تھیں۔

بہر حال مذکورہ التکوینوں کی تینوں تفسیریں میں سے اکمالِ دین کی جو تفسیر بھی رکھی جائے یہ آیت ہمارے زیر بحث مسئلہ ”ختم نبوت“ کے لئے ایک روشن دلیل ہے، کیونکہ تینوں تفسیروں کا حاصل یہ ہے کہ اس دین کے بعد کوئی دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی تا قیامت پیدا نہ ہوگا، انہی مذکورہ بالا تفاسیر پر ذیل کی احادیث اور آثار اور اقوال مفسرین شائیں،

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ | "حُضِرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

لَمَّا كُنَّا فِي تَفْسِيرِ الْمَشْرِقِ بِبَابِ التَّادِيلِ ۱۵۴۳ حَ غَاثُكَ ۱۵۴۳ ۱۲

میں ممکن ہے کہ کسی کو اس جگہ شبہ پیدا ہو کہ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں کہ آیت ربِّ اس کے بعد نازل ہوئی ہے لیکن اگر ہم بحیثیت سند اس کو صحیح بھی مان لیں تب بھی آپ کی مراد آیت ربِّ سے آخر سورہ بقرہ کی آیت الذین یأکون الربوا لا تقومون الا یہ مراد ہے، اور ظاہر ہے کہ حرم ربِّ اس سے پہلے نازل ہو چکی تھی اور یہ آیت مثل اور دوسری آیت کے محض زیادہ توفیح اور تہدید کے لئے ہے، واللہ اعلم ۱۲

ہے کہ اس آیت کے بعد نہ کوئی حلال کرے نہ
حکم نازل ہوا اور نہ حرام کرنے والا، اور نہ
کوئی چیز منسوخ و منسوخین میں اور نہ حلال
اور نہ حرام احکام میں ہے ؟

لَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ هَٰذِهِ ۖ اٰیٰتٍ خَلَالًا
وَّلَا حَرَامًا وَلَا شَيْءٌ مِّنَ الْفَرَائِضِ
وَالشَّيْءِ وَالْحُدُودِ وَالْاَحْكَامِ
(تفسیر مظہری، صفحہ ۸، سورہ مائدہ)

ادامام المغیر بن ابی جریث نے مدنی سے نقل کیا ہے :-

”یہ دن جو آیت میں مذکور ہے وہ حرف ہے
پس اس کے بعد نہ کوئی حلال نازل ہوا
نہ حرام، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وہاں سے واپس ہوتے ہی وفات پا گئے؟“

قَالَ هٰذَا اَنْتَ لَا تَدْرِي عَمَّا قُلْتَ
يَنْزِلُ بَعْدَهَا خَلَالًا وَلَا حَرَامًا
وَرَحِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَمَاتَ (مؤید مشورہ صفحہ ۲۵۹)

الغرض کہ انک یہ آیت آیا احکام میں سے آخری آیت ہو، اور اُن کے بعد کوئی نازل ہوئی نبوت کی خبر دے ہی ہے
اور حدیث میں ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو فاروق اعظمؓ رونے لگے، آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیوں روتے ہو؟ فاروق اعظمؓ نے عرض کیا :-

”حقیق ہم اپنے دین میں نیابتی اور ترقی
میں تھے، لیکن جب وہ کامل ہو گیا، اور
عادت اللہ اسی طرح جاری ہو کر جب
کوئی شے کامل ہو جاتی ہے تو پھر وہ ناقص
ہو جاتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا، تم نے سچ کہا، اور یہی آیت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر وفات
سمجھی گئی، اور آپ اس کے بعد صرخت
کیا سی روز اس عالم میں زندہ رہے؟“

اِنَّكَ اَنْتَ اَوْ زَيْنَابُ بِنْتُ ذِي نُوَيْنٍ اَنْتَ
اِذَا كُنْتَ نَبَاؤُهُ لَمْ يَكُنْ لَيْشِي
اِلَّا تَقْنَسَ قَالَ مَدَّ يَدَهُ وَكَانَ
هٰذَا اَلْاٰیَةُ نَعَى وَرَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَاشَى
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَحَدًا اَوْ ثَنِيَّائِيْنِ يَوْمَئِذٍ ۔

ادامام ابی ثنیۃ وابن جریر و البیہقی من روایۃ
ابن ابی حشرۃ، از مؤید مشورہ تفسیر مظہری،

فاروق اعظمؓ کا یہ واقعہ مذکور سابق تفسیر کی روشنی و دلیل اور کھلی شہادت ہے، کیونکہ اگر
الکمال دین اور تمام نعمت سے نزول احکام دین کا اختتام اور وحی نبوت کا انقطاع
اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد نہ تھی تو فاروق اعظمؓ کا اس موقع
پر رونے کا عمل اور بے معنی ہو جائے گا۔

اور امام المفسرین علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے ان کے لئے دین کو کامل فرمایا ، ولہذا امت محمدیہؐ نہ تو کسی دین کی محتاج ہے نہ اور کسی نبی کی، اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنا دیا، اور تمام جن و بشر کی طرف مبعوث فرمایا۔“

هٰذِهِ الْكُتُبُ نِعْمَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ حَيْثُ اكْتَمَلَ تَعَالَى لَعَمْرُؤِهِمْ فَلَا يَحْتَاجُونَ إِلَى دِينٍ غَيْرِهِ وَلَا إِلَى نَبِيٍّ غَيْرِ نَبِيِّهِمْ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَلِهَذَا جَعَلَهُ اللَّهُ خَاتِمَ الْأَنْبِيَاءِ وَبَعَثَهُ إِلَى الْإِنْسِ وَالْجِنِّ (ابن کثیر ص ۳۵۲۷)

ابن کثیرؒ کی اس تفسیر سے جیسا کہ اکمال دین کے معنی حسب تحریر سابق معلوم ہوئے، اسی طرح اس کا بھی فیصلہ ہو گیا کہ آپ کے بعد نہ کسی شریعت اور صاحب شریعت نبی کی ضرورت ہے اور نہ مطلق نبی کی، صاحب شریعت ہو یا نہ ہو۔ اور علامہ فخر الدین رازیؒ اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فقال مروی ہے نقل کرتے ہیں، اور خود بھی اسی کو اختیار فرماتے ہیں:-

”دین الہی کسی ناقص نہیں تھا، بلکہ ہمیشہ سے کامل تھا، اور تمام شرائع الہیہ اپنے اپنے وقت کے لحاظ باطل و مکمل اور کافی تھیں مگر اللہ تعالیٰ پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ شریعت جو آج کا بل ہے کل کا ہی نہ ہے گی، اور اس لئے وقت مقرر پر پہنچ کر اس کو منسوخ کر دیا جاتا تھا۔ لیکن آخر زمان بعثت میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شریعت کا ملہ بھیجی جو ہر زمانہ کے اعتبار سے کامل ہے، اور اس کے تا قیامت باقی رہنے کا حکم فرمایا۔“

إِنَّ الدِّينَ مَا كَانَتْ نَاقِصًا الْبَيِّنَةُ بَلْ كَانَتْ أَبَدًا كَامِلًا كَانَتْ الشَّرَائِعُ النَّازِلِيَّةُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ تَعَالَى كَافِيَةً فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ إِلَّا أَنَّهُ تَعَالَى كَانَتْ عَالِيَةً فِي أَوَّلِ وَقْتِ الْبُعْثَةِ بِأَنَّ مَا هُوَ كَامِلٌ فِي هَذَا الْيَوْمِ لَيْسَ بِكَامِلٍ فِي الْعَدْوِ وَلَا بِصَالِحٍ فِيهِ لِاجْتِرَامِ كَانَتْ يُنْسَخُ بَعْدَ الشُّبُوتِ وَكَانَ يُزِيلُ بَعْدَ السَّخْتِ وَآمَنَ فِيهِ أَخِيرَ مَا فِي الْبُعْثَةِ فَاتَزَلَّ اللَّهُ تَعَالَى

غلام یہ کہ پہلی شریعتیں بھی کامل

تھیں، مگر ایک وقت مخصوص تک کے لئے۔ اور یہ شریعت قیامت تک کے لئے کافی اور کامل ہے، اور اسی معنی کی بات، پر اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ سنایا گیا؟

شَرِيعَةً كَامِلَةً رَزَعَكُمْ بِهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ نَالِ الشَّرْعِ أَبَدًا كَانَ كَامِلًا
إِلَّا أَنْ الْأَوَّلَ كَمَالَ إِلَى يَوْمِ غَفْوَةٍ
وَالثَّانِي كَمَالَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
فَلَا خَلَّ هَذَا الْمَعْنَى قَالَ الْيَوْمَ
اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ.

امام بلاذریؒ کی اس تحریر سے بھی یہ امر واضح ہو گیا کہ اکمالِ دین کی مراد وہی ہے جو اوپر عرض کی گئی، اور اس امت کے لئے اکمالِ دین کی غرض یہ ہے کہ یہ امت آخرِ لام ہو، اور اس کا زمانہ آخرِ زبانِ بعثت ہے، کہ اس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ کیا جائے گا۔

نیز امام موصوفؒ نے اپنے اس بیان سے مخالفین کا یہ شبہ بھی اٹھا دیا کہ اس آیت سے پہلے تمام ادیانِ سادیہ اور شرائعِ سابقہ کا ناقص ہونا لازم آتا ہے جس میں چند خرابیاں ہیں، ایک یہ کہ معاذ اللہ خداوندِ عالم کی طرف بخل کی نسبت لازم آتی ہے کہ پہلی امتوں کے لئے کامل دین نہ بھیجا۔ دوم جب ان کے لئے دین ہی ناقص بھیجا گیا تو ان پر بارِ گہ کیسی۔ سوم اس میں ان انبیاءِ عظیمِ السلام کی بھی گوشتِ تنقیص ہے جن کو دین ناقص دے کر بھیجا گیا۔

امام موصوفؒ نے اس تحریر میں ان تمام شبہات و ادوام کی جڑ قطع کر دی، اور فرما دیا کہ آیت کی ہرگز یہ مراد نہیں کہ اب سے پہلی تمام شریعتیں اور ادیانِ سادیہ ناقص تھے، صرف یہ دینِ کامل نازل ہوا۔

بلکہ ہر دینِ الہی اور شریعتِ الہیہ ہمیشہ اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے کامل تھے اور اس زمانہ کے لوگوں کی ہدایت کے لئے بالکل کافی و شافی تھے، البتہ خداوندِ عالم کو معلوم تھا کہ آئندہ کسی زمانہ میں بوجہ انقلابِ حالات یہ شریعت اور قانون آئندہ نسلوں کے لئے ناکافی ہوگا، اور اس کو منسوخ کر کے دوسرا دین اور شریعت بھیجی جائے گی، لہذا پہلی تمام شرائع و ادیانِ سادیہ کا کمال صرف اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے تھا، اور یہ دینِ متین جس کو لیکر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے قیامت تک کے لئے ہدایت و رہبری کا ذمہ دہی، اس کا کمال غیر موقت اور ہمیشہ کے لئے ہے۔

خلاصہ یہ کہ دین الہی کوئی ناقص نہیں سب کامل میں، فرق صرف اتنا ہے کہ جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام خاص خاص مدت اور خاص خاص لوگوں کے لئے مبعوث ہوتے تھے ان کی بعثت نہ باعتبار زمانہ کے عام اور باعتبار انسانوں کے طبقات کے عام اور سب پر محیط ہوتی تھی، اسی طرح اُن کی مشرعتیں بھی ہمیشہ کے لئے رہتیں، لیکن اس سے نہ اُن انبیاء علیہم السلام کی توہین ہوتی ہے اور نہ پہلے ادیان و شرائع کا ناقص ہونا لازم آتا ہے، اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے تمام جن و انس کی طرف قیامت تک کے لئے مبعوث ہوئے، اسی طرح آپ کا دین بھی قیامت تک کے لئے کافی اور کامل ہوا، اور یہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی شرافت اور آخرالام کی مخصوص فضیلت ہے۔ وَذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ يُوْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔

نیز تفسیر لباب التاویل معروف بن خازن صفحہ ۴۳۵ میں بھی آیت مذکورہ کی یہ تفسیر منقول ہے۔

۲۰ آیت اَکْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ الخ کی تفسیر یہ ہے کہ زانیہ اور شہن اور حلالہ اور احکام اور حلال و حرام کے بیان سے تمہارا دین مکمل کر دیا گیا، چنانچہ اس کے بعد حلال و حرام یا نہ صرف نہیں ہے کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔

یہی قول ہے حضرت ابن عباسؓ

۲۱

وَأَمَّا تَفْسِيرُ الْآيَةِ فَقَوْلُهُ تَعَالَى
الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
يَعْنِي بِالنِّسَاءِ الْإِثْنِ وَالشَّعْبِ وَ
الْحُدُودِ وَالْأَحْكَامِ وَالْحَلَالِ
وَالْحَرَامِ وَكُلِّ مَيِّزَةٍ بَعْدَ
هَذِهِ الْآيَةِ حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ وَ
لَا مَيِّزَةٌ مِّنَ الْفَرَائِضِ هَذَا مَعْنَى
قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

اور امام راغب اصفہانیؒ نے مفردات القرآن میں فرمایا ہے :-

۲۱ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ساتھ نبوت کو ختم کر دیا اور پہلی بار شرائع کو آپ کی شریعت کے ذریعہ ایک اعتبار سے مکمل فرمایا، جیسا کہ اللہ پاک فرماتا

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَمَا جَعَلَ النُّبُوَّةَ
بَنِيَّتَنَا مُخْتَلِمَةً وَجَعَلَ
فَرَاغَهُمْ بِشَرِيعَتِهِ مِنْ وَجْهِ
مُنْتَبِخَةٍ وَ مِنْ وَجْهِ مُكَلِّمَةٍ
مُثَبَّتَةٍ كَمَا قَالَ تَعَالَى

اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ | ہے اِیُّوْمَ اَكْمَلْتُ لَکُمُ الدِّیْنَ :
وَاَقَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِی الْاِ

اور تفسیر دارک صفحہ ۳۲۵ جلد اول میں بھی یہی تفسیر مذکور ہے ، اور کتاب الاعتصام صفحہ ۴۷ جلد اول میں اور اسی طرح تفسیر درنور صفحہ ۲۵۹ جلد دوم میں بھی اکمال دین کی یہی تفسیر کی گئی ہے ۔

تمام تفاسیر معتبرہ و مستندہ اور جملہ صحابہ کا اس آیت کو آپ کی خبر و نجات سمجھنا صاف اُسی تفسیر کی روشنی میں دلیل ہے جو ہم نے عرض کی ہے ائمہ مفسرین اکمال دین کی اس تفسیر پر متفق ہیں ، دہوا المراد ۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ | اگرچہ ہم آیت مذکورہ میں اکمال دین کی مذکورۃ العذر تفسیر کو احادیث اور آثار صحابہ اور ائمہ تفسیر کے مستند اقوال سے ثابت کر چکے ہیں جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ۔

لیکن اگر کوئی معاند اب بھی یہ تاویل کرے کہ اکمال دین کے لغوی معنی صرف دین کو کامل کرنے کے ہیں اور دین کو کامل کرنے سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمام ادیان دنیا پر غلبہ عنایت فرمایا اور اس امت کو تمام دشمنوں سے محفوظ فرمایا ۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اکمال دین کی غرض یہ ہو کہ جس سال میں عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اس سال فتح مکہ کی وجہ سے موسم حج تمام مشرکین کے تسلط سے پاک ہو گیا تھا ، تو ممکن ہے کہ امن و امان کے ساتھ حج کرنے کو اکمال دین سے تعبیر کیا گیا ہو ۔

سو اس کے متعلق ہم صرف فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوئے کا واقعہ اور آپ کا اُن کے خیال پر تصدیق فرمانا وغیرہ کی یاد دہانی کر دینا کافی سمجھتے ہیں ، کیونکہ ادیان پر اس دین کا غالب ہونا یا موسم حج کا کفار سے خالی ہونا کسی عقلمند انسان کے لئے رونے کا باعث نہیں ہو سکتا ، نیز اگر اکمال دین کے یہی معنی تھے تو پھر سلف کے اس کلام کے کیا معنی ہوں گے :

وَكَانَ هَذَا نِعْمَتِي مِنْ سَيِّدِ اللَّهِ | اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ | خبر و نجات سمجھی گئی ۔

علاوہ بریں اس وقت تک یہ بھی صحیح نہیں کہ اسلام تمام ادیانِ باقیہ پر غالب ہو گیا تھا، کیونکہ تمام عجم اُس وقت تک کفر و شرک کی ظلمات سے بھرا ہوا تھا، جیسا کہ سیرت کی معتبر کتابیں اور آثار صحابہ اس پر شاہد ہیں۔

نیز وہ آثار اور اقوال ائمہ تفسیر جو اکمالِ دین کی اسی تفسیر پر متفق ہیں جو ہم نے عرض کی اس تفسیر کے خلاف ہیں، لہذا ان تمام امور کا لحاظ کرتے ہوئے صرف ایک احتمال دہی کو بے وجہ تفسیر و ترائن بنا کر کسی طرح مناسب نہیں۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَن يَّشَاءُ إِلَى سَوَاءٍ السَّبِيلِ

| | |
|--|---|
| <p>ختم نبوت کے ثبوت وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ میں تیسری آیت الشَّيْئِينَ لَمَّا آتَيْنَاكُمْ مِّنْ كِتَابٍ ذِكْرُكُمْ ثُمَّ جَاءَكُمْ مُّسَوِّدٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْقَضُنَّهُ</p> | <p>” اور جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں اور پھر الباری رسول تمہارے پاس لکھا ہو تمہاری آسمانی کتابوں کی تصدیق کرے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو تم سب ان پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو“</p> |
|--|---|

آل عمران، پ ۱

اس آیت میں خداوند عز و جل نے اس عہد و ميثاق کا ذکر فرمایا ہے جو ازل میں تمام انبیاء سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لیا گیا ہے، آیت کی تفسیر ادوس کا پورا واقعہ بڑی تفصیل کا مقتضی ہے، علامہ سبکیؒ نے صرف اس آیت کی تفسیر میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام التعظيم والهمة في التوكل من به ولتصرفه ہے، یہ رسالہ مواہب لدنیہ کے مقصد سادس میں باستیعاب نقل کیا ہے۔

خلاصہ تفسیر آیت کا یہ ہے کہ ازل میں جس وقت حق تعالیٰ نے تمام مخلوق کی ارواح پیدا فرما کر ان سے اپنے رب ہونے کا عہد و اقرار لیا، تمام انبیاء علیہم السلام سے اس عہد عام کے علاوہ ایک عہدِ خاص بھی لیا گیا، جو ایک جملہ شرطیہ کی صورت میں تھا کہ اگر آپ میں سے کسی کی حیات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو کر تشریف لے آئیں تو آپ اُن پر ایمان لائیں اور اُن کی مدد کریں۔

جیسا کہ تفسیر ابن جریر و ابن کثیر اور تاریخ ابن عساکر میں، نیز فتح الباری میں کتاب النبیا میں حضرت علیؓ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بالفاظ ذیل منقول ہے:-

”حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں سے جس کسی کو مبعوث فرمایا تو یہ عہد ان سے ضرور لے لیا کہ اگر ان کی زندگی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے تو وہ ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں :-

مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا أَخَذَ عَلَيْهِ الْمِيثَاقَ لِقِيَانِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حَيٌّ لِيُؤْمِنَ بِهِ وَيُصْطَرِّقَهُ كَذِبَ الْأَفْهَامِ
للزرقانی، ص ۱۳۳ ج ۲۔

یہ عہد خالص اگرچہ جملہ شرطیہ کے طور پر تھا، جس کا وقوع ضابطہ سے ضرور نہیں، اور حکمت و فائدہ کے درجہ میں اتنی بات کافی ہے کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان سب انبیاء پر واضح ہو گئی، لیکن حق سبحانہ و تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امتیازی شان کو صرف جملہ شرطیہ ہی کے درجہ میں نہیں رکھا۔ بلکہ مختلف صورتوں سے مختلف مواقع میں اس خاص شان کا اظہار بھی فرمایا ہو، ایک لیلۃ المعراج میں جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام انبیاء کو بیت المقدس میں جمع فرما کر آپ کو سب کا امام بنایا گیا اور پھر آخرت میں سب انبیاء علیہم السلام کو آپ کے جہنم کے نیچے جمع کیا جائے گا۔

اور عالم محسوسات و مشاہدات میں شاید اسی کا یہ انتظام کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اب تک زندہ رکھا گیا، کہ قرب قیامت میں ان کو پھر آسمان سے اتارا جائے گا، کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور امت کی مدد فرمائیں گے اور آپ کے دشمن و قاتل کو قتل کریں گے، وغیرہ۔

یہ سب مضمون زرقانی شرح مواہب مقصد سادس جلد سادس میں تفصیل مذکور ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں اگرچہ دوسرے اقوال بھی ہیں، مگر عامۃ مفسرین کے نزدیک یہی تفسیر رائج بلکہ متعین ہے۔

اور اس جگہ ہمارا مطلع نظر شتم جاءکم رسول اللہ کے الفاظ ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیاء کے بعد تشریف لانے کو لفظ شتم کے ساتھ ادا کیا گیا ہے جو لغت عرب میں تراخی یعنی مہلت کے لئے آتا ہے، جب کہا جاتا ہے جاءنی القوم شتم عمر تو لغت عرب میں اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ پہلے تمام قوم آگئی

اور پھر کچھ مہلت کے بعد سب سے آخر میں عمر آیا۔

اس لئے اَلنَّبِيِّينَ کے بعد رُتَّمْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ کے یہ معنی ہوں گے کہ تمام انبیاء کے آنے کے بعد سب سے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور جب کہ اغز ميثاق میں سے کوئی نبی در رسول مستثنیٰ نہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء علیہم السلام سے آخری ہونا متعین ہو گیا، اور یہ واضح ہو گیا کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہ ہوگا، تشریعی وغیر تشریعی یا ظلی دبروزی کی خود ساختہ قسموں میں سے کوئی بھی اب باقی نہیں ہے۔

”لے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں، وہ اللہ کہ جس کے لئے ملک السموات والارض اور زمینوں کا ہے“

آیت نمبر ۴ | قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ .

”یعنی مبارک ہے وہ ذات جس نے قرآن مجید کو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہان والوں کے لئے تدریس بنے، یعنی تمام عالم والوں کو خدا کے عذاب سے ڈرائے“

آیت نمبر ۵ | تَبٰرَكَ الَّذِي سَخَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدٍ لِّیْکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (سورہ فرقان، چپ)

”یعنی ہم نے آپ کو رے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے“

آیت نمبر ۶ | وَ اَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا . (سورہ النساء، چپ)

”یعنی یہ سترآن تمام جہان والوں کے لئے تذکیر ہے“

آیت نمبر ۷ | وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِلْعٰلَمِیْنَ .

آیات مذکورہ سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کی طرف رسول ہو کر تشریف لائے ہیں جس میں عرب و عجم اور شرق و غرب کے انسان داخل ہیں خواہ آپ کے زمانہ میں موجود ہوں یا آپ کے بعد قیامت تک پیدا ہوں، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریحاً ارشاد فرمایا ہے۔

”میں اُن لوگوں کے لئے بھی رسول ہوں جن کو اپنی زندگی میں پاؤں اور ان کے لئے بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے“

اَنَا رَسُولٌ مِّنْ اُذِيكَ حَيَّاؤُ
مِّنْ يُؤَلِّدُ بَعْدِي (رواہ ابن سعد
عن ابی الحسن مرفوعاً، صفحہ ۱۰۱ جلد ۶)

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام اقوام عالم کی طرف عام ہے، خواہ اب موجود ہوں یا آئندہ قیامت تک پیدا ہونے والی ہوں، بخلاف انبیاء سابقین کے کہ اُن کی بعثت خاص خاص قوموں کی طرف مخصوص شہروں کے اندر ہوتی تھی، اور ان کی وفات کے بعد دنیاوی نظام کے اعتبار سے ختم ہو جاتی تھی، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند عالم کے اُن انعامات کو جو صرف آپ کے ساتھ مخصوص ہیں بیان کرتے ہوئے منجملہ چھ مقول اس کو بھی شمار فرمایا ہے کہ آپ کی رسالت تمام دنیا اور اس کی آئندہ آنے والی نسلوں پر سب پر حاوی ہے، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایتوں سے ظاہر ہے۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کوئی قوم، کوئی انسان، کسی زمانہ اور کسی قرن میں پیدا ہونے والا شخص اور خارج نہیں، بلکہ قیامت تک دنیا میں پیدا ہونے والے انسان سارے آپ ہی کی امت ہیں، تو ان حالات میں اگر آپ کے بعد دوسرا نبی یا رسول آتا ہے تو آپ کی استیلازی فضیلت باقی نہیں رہتی، آپ کی امت پھر اُس نبی کی امت کہلائے گی، جو بعد میں مبعوث ہوا، اور عیسیٰ علیہ السلام چونکہ ان کو نبوت پہلے مل چکی ہے، اس لئے ان کا آخر زمانہ میں بحیثیت امام کے آنا اس کے منافی نہیں۔

یہ آیات کریمہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے کی روشن دلائل ہیں۔ مزید اطمینان کے لئے ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۵۲ جلد ۴، جس میں آیت نمبر ۴ کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ موصوف نے تحریر فرمایا :-

”ادیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور شرافت میں سے جو کہ آپ خاتم النبیین ہیں، اور آپ تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہیں، اور اس بارہ میں بہت

وَهَذَا مِنْ شَرِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَ
أَنَّهُ مَبْعُوثٌ إِلَى الْخَلْقِ كَمَا أَنَّهُ
(القول)، وَالْآيَاتُ فِي هَذَا الْكثيرُ

آیات نازل ہوئی ہیں جیسا کہ احادیث اس باب میں احاطہ سے باہر ہیں، اللہ بات دین اسلام میں ہر بات ضروری معلوم ہے کہ آپ تمام انسانوں کی طرف سے ملے، جس میں سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہے۔

كَمَا إِنَّ الْأَحَادِيثَ فِي هَذَا الْكُتُبِ مِنْ أَنَّ تُخَصَّصَ وَهُوَ مَعْلُومٌ فِي دِينِ الْإِسْلَامِ مُرَدُّهُ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ مُرْسَلٌ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ -

غرض اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عموم بعثت صراحت بیان کیا، اور اس کے لئے یہ لازم ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو، جو آپ کی امت کو اپنی طرف دعوت دے۔

میری طرف اس قرآن کی وجہ کی گئی تاکہ اس کے ذریعہ سے میں تم کو ڈراؤں اور تمام ان لوگوں کو جن کو یہ قرآن پہنچے

آیت نمبر ۱ | وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ (سورۃ الانعام، پٹ)

اس آیت میں صاف طور سے بیان کیا گیا ہے کہ قرآن عزیز کی شریعت صرف ان لوگوں کے لئے مخصوص نہیں جو اس وقت موجود ہیں، بلکہ قیامت تک جن لوگوں کو یہ قرآن پہنچے ان سب کے لئے ہی جمت ہے، آئندہ کسی کتاب و شریعت اور نبوت کی ضرورت نہیں، جیسا کہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

تمام انسانوں کی جماعتوں میں سے ہر شخص اس کا کفر کرے پس جہنم اس کا مکان ہو

آیت نمبر ۲ | وَمَنْ يَتْلُكُنْهُ مِنْ الْآخِرِينَ قَالُوا لَا مَوْعِدَ لَهُ (سورۃ الاحزاب، پٹ)

ابن کثیر وغیرہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ احزاب سے تمام اقوام عالم مراد ہیں، اس لئے یہ آیت بھی عموم بعثت اور آپ کے آخر الانبیاء ہونے کی شاہد ہے۔ علاوہ بریں اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ کے بعد نجات صرف آپ کے ہی اتباع میں منحصر ہے اور کسی نبی کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش۔

مے لوگو! بیشک لایا ہے تمہارے پاس پیغمبر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) دین حق ہیں ایمان لاؤ اس پر بہتر ہے تمہارے لئے

آیت نمبر ۳ | يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ الرَّسُولِ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ قَالُوا خُذِ الْكُتُبَ (سورۃ نساء، پٹ)

اس آیت میں بھی الناس سے تمام انسان مراد ہیں، اور عموم بعثت کے ذریعہ

ختم نبوت کا ثبوت ہے جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

آیت نمبر ۱۱ | وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً

لِّلْعَالَمِينَ (سورہ الانبیاء، پک ۱)

یہ آیت دودھ جیسے ختم نبوت کا قوی ثبوت ہے۔ اوّل یہ کہ آیات سابقہ کی طرح یہ بھی عموم بعثت کو ثابت کر رہی ہے، اور عموم بعثت کے لئے ختم نبوت لازم ہے، جیسا کہ اوپر مفصل گذرا۔

دوم یہ کہ آیت حکم کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل عالم کے لئے رحمت ہیں، اور آپ پر ایمان لانا نجات کے لئے کافی ہے، پس اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی دنیا میں پیدا ہو تو آپ کی امت کے لئے آپ پر ایمان لانا اور آپ کی پیروی کرنا نجات کے لئے کافی نہ ہوگا جب تک اس نبی پر ایمان نہ لائے، اور اس کے فرمان پر چلنے کا عہد نہ کرے، کیونکہ خود قرآن کریم کا ارشاد ہے:-

”آپ فرمائیے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس وحی پر جو ہم پر نازل کی گئی اور اس وحی پر جو حضرت ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسحاق پر نازل کی گئی اور ان کتابوں پر جو موسیٰ اور عیسیٰ اور تمام انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں ہم ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے، بلکہ سب پر ایمان لاتے ہیں اور ہم اس کی فرمانبرداری کریں گے“

قُلْ أَمَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَالنَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفِىُّكَ يٰٓأَحْمَدُ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ

(سورہ آل عمران، پ ۳)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:-

”جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور کہتے ہیں کہ ایمان لاتے ہیں بعض رسولوں پر اور کفر کرتے ہیں بعض اور ارادہ کرتے ہیں کہ جو الٰہ والیں اللہ اور اس کے رسولوں میں، اور چاہتے ہیں کہ بکریں

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا مِنَّا ذَلِكُمْ سَبِيلًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

حَقُّا الْاٰیۃ (سورۃ ناز پ) | اس کے پیچ میں کوئی راستہ نہ تھا، وہاں بھی بلاشبہ

جس کا کھلا ہوا انشاء یہ ہے کہ کوئی شخص اُس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک خدائے تعالیٰ کے تمام انبیاء پر بلا فرق کے ایمان نہ لائے، اور اسی وجہ سے امت محمدیہ کا اجلائے ہے کہ اگر کوئی شخص تمام انبیاء پر ایمان لائے اور اپنے نبی کی کامل پیروی کرے مگر کسی ایک نبی پر (خواہ کسی درجہ کا ہو) ایمان نہ لائے تو اس کی ساری نیکیاں جپٹا اور ایمان مردود ہے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق ہے، اور اسی وجہ سے انبیاء سابقین اپنی امتوں کو اپنے بعد آنے والے نبی کی اطاعت کا سبق دیتے رہے ہیں، ہر لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی کسی قسم کا نبی پیدا ہوا، خواہ تشریفی ہو یا غیر تشریفی یا بقول مرزا صاحب ظلی یا بروزی، بہر حال جب کہ وہ نبی ہے تو تمام امت محمدیہ کی نجات اس وقت اس پر ایمان لانے اور اس کی اتباع کرنے میں منحصر ہوگی، اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہتے صدق دل سے ایمان لائیں، اور آپ کی کتنی ہی پیروی کریں اس وقت تک ہرگز جنت کی صودت نہیں دیکھ سکتے جب تک کہ اس جدید نبی کی چوکت پر سر نہ رکھ دیں، اور اُس وقت اگر آپ کا کوئی امتی یہ چاہے کہ قرآن مجید کے تیس پاروں پر حرفاً حرفاً عمل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث کا کامل اتباع اور آپ کی سنت کی انتہائی پیروی کر کے اپنے آپ کو دوزخ سے بچالے تو یہ اُس کے لئے غیر ممکن ہوگا، جب تک کہ اس نبی کے سایہ میں پناہ نہ لے، جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اس نبی کے پیدا ہونے کے بعد اہل عالم کی رشد و ہدایت اور ان کی فلاح و بہبود (خاک بدین) آپ کے دامن شفقت میں نہیں اور آج اُن کی نجات اُنہر دی آپ کے سایہ عاطفت میں نہیں ملتی، اور آج گنہگاروں اور گمراہوں کی کار سے شفا سے رحمتہ للعالمین کا دربار خالی ہے، (نعوذ باللہ)

کیا ایسی حالت میں بھی رحمتہ للعالمین کو رحمتہ للعالمین کہا جاسکتا ہے جب کہ وہ اور ان کی شریعت کا اتباع کسی ایک انسان کی نجات کا کفیل نہ بن سکے۔

ولہذا ثابت ہوا کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی دنیا میں تجویز کرتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور قرآن مجید کی صریح آیتوں کی تکذیب کر رہا ہے اور وہ آپ کو رحمتہ للعالمین نہیں مانتا۔

فائدہ :- مرزائیوں کا مشہور سوال ہے کہ دجال اکبر کے قتل کے لئے جبکہ ایک نبی کی ضرورت تھی تو بہت ممکن تھا کہ خداوندِ عالم اسی امت میں کوئی نبی پیدا فرمادیتا کیا ضرورت تھی کہ ایک اسرائیلی نبی کو اس کام کے لئے آسمان پر اُتھا رکھا جائے اور ضرورت کے وقت اس کو دوبارہ دنیا میں نازل فرمایا جائے ۔

لیکن اگر کوئی شخص ہماری گزشتہ تقریر کو ذرا انصاف سے ملاحظہ کرے، تو یقین ہے کہ فوراً کہہ اٹھے گا کہ حکومت کا اقتضاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست کا کامل اظہار اس میں تھا کہ بجائے اس امت میں نبی کچید کرنے کے کسی ایسے نبی کو دوبارہ اس کام کے لئے بھیجا جائے، جس پر امت محمدیہ پہلے سے ایمان لاجکی ہو، کیونکہ آپ معلوم کر چکے ہیں کہ اگر کوئی نبی جدید آپ کے بعد دنیا میں مبعوث ہو تو لازم ہوگا کہ اب صرف آپ کا اتباع اور آپ پر ایمان لانا امت محمدیہ کے لئے کافی نہ رہے گا، بلکہ اس نبی کی اطاعت پر منحصر ہو جائے گا جو قطعاً سید الانبیاء کی شان کے خلاف ہے، بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ آپ کی امت اُن پر پہلے ہی ایمان لاجکی ہے، اور قرآن کریم اُن کی نبوت و رسالت کا اعلان کر چکا ہے تو اب ان کے نزول کے بعد امت محمدیہ کی نجات کے لئے کسی جدید بشرط کا اضافہ نہ ہوگا۔

”جو کوئی برخلاف کرے رسول کے ساتھ
بعد اس کے کہ ظاہر ہوئی اس کے لئے ہدایت
اور پیروی کرے سوائے راہِ مسلمانوں کے
متوجہ کریں گے ہم اس کو جہنم متوجہ ہوا
داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں، اور
بُرائی کا نام ہے (دوزخ)“

آیت نمبر ۱۲ | وَمَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُوْمِنِيْنَ
نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ
وَسَاءَتْ مَصِيْرًا
(آخر سورۃ النساء، ۵)

منصف ناظرین غور فرمائیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہوتا تو وہ خالی نہیں، یا تو وہ بمقتضائے آیت مذکورہ طریقِ مؤمنین کا اتباع کرے گا، اور یا بمقتضائے نبوت لوگوں کو اپنے اتباع کی دعوت دے گا۔

پہلی صورت میں تو قلبِ موضوع لازم آتا ہے، اور معاملہ برعکس ہو جاتا ہے، کیونکہ خدا کے نبی دنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ لوگوں کو اپنے اتباع کی طرف بلائیں، نہ یہ کہ

لوگوں کا اتباع کرنے لگیں، دیکھو قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا
لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ، (الآیۃ نسأ)

”اودہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا، مگر صرف
اسی لئے کہ اس کا اتباع کیا جائے“

نیز ارشاد ہوتا ہے۔

لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِمَّنْ

”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت

الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ

سے کاموں میں تمہارا اتباع کرتے تو تم

(سورہ مجرات، ۲۱)

تحلیف میں پڑ جاتے“

علامہ بریں اگر خدا کا پیغمبر بھی دنیا میں اگر طریق مؤمنین کا اتباع کرنے لگے تو پھر دُور
صورتیں ہیں، یا تو یہ سبیل مؤمنین معاذ اللہ گمراہی اور طریق معصیت ہے، اور یا خدا کا
سیدھا راستہ اور اس کا مقبول طریق ہے۔ پہلی صورت تو ایک ایسی بدیہی البطلان
صورت ہے کہ کوئی ادنیٰ مسلمان بلکہ ادنیٰ عقلمند بھی اس کا قائل نہیں ہو سکتا، کیونکہ
اس صورت میں اول تو یہ لازم آتا ہے کہ (معاذ اللہ) قرآن کریم لوگوں کو اس طریق مؤمنین
کی طرف بلاتا ہے جو گمراہی کا راستہ ہے۔ دوسرے یہ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ خدا
کے نبی ہدایت کرنے کے لئے بھیجے جائیں اور دنیا میں اگر خود بھی ایک گمراہی کے راستہ
پر چلنے لگیں۔

اور دوسری صورت میں نبی کا وجود محض بے فائدہ اور اس کی بعثت محض بیکار رہ جاتی
ہے، کیونکہ بعثت نبی کی ضرورت جب ہوتی ہے کہ خدا کے بندے اس کی صراطِ مستقیم کو
چھوڑ دیں تاکہ یہ نبی اُن کو سیدھے راستہ کی ہدایت کرے۔

اور جب سبیل مؤمنین ایک ایسی مستقیم سبیل ہے کہ خداوندِ عالم تمام اہل عالم کو
قیامت تک اس پر چلنے کی ہدایت فرماتے ہیں، اور اس سے ہٹنے پر سخت ترین دعیہ
کرتے ہیں، تو پھر فرمائیے کہ اب کسی نبی جدید کے پیدا ہونے کی اور مرزا صاحب کے
طرز پر اس کی نئی نئی قسمیں بنانے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔

رہا عیسیٰ علیہ السلام کا آخر زمانہ میں نازل ہونا سو اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا
کیونکہ اگرچہ وہ بعدِ نزول بھی دیے ہی خدا کے ادلو العزم نبی ہوں گے جیسے قبلِ نزول
قبلِ نزول تھے، لیکن چونکہ اُن کی بعثت اپنے زمانہ میں بھی صرف بنی اسرائیل کی طرف

تھی کہ تمام عالم کی طرف جیسا کہ آیہ کریمہ رَسُوْلًا اِلٰی بَنِي اِمْرَئِیْلَیْمَ سے معلوم ہوتا ہو اس لئے وہ بعد نزول بھی اس امت کی طرف بحیثیت نبوت مبعوث ہو کر نہ آئیں گے، بلکہ بحیثیت امامت تشریف لائیں گے، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث سے ثابت ہوتا ہے، اور جب آپ کی تشریف آوری اس امت میں صرف بحیثیت امامت ہوگی، تو اب اس آیت سے آپ کے نزول پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر ۱۲ | ثَمَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ، (سورۃ الواقعة، ۲۷) | خدا کے مقرب بڑی جماعت ہو پہلوں میں سے اور تھوڑی بچھلوں میں سے؟

اس میں اس امت مرحومہ کو آخرین کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امت آخری امت ہے، آئندہ نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی جدید امت۔ امام المفسرین ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے:-

یَقُوْلُ تَعَالٰی ذٰکُمْ اَجْمَاعَةٌ مِّنَ الْأَمَمِ الْمَاضِيَةِ وَقَلِيلٌ مِّنْ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ الْآخِرُونَ وَقَلِيلٌ لَهُمُ الْآخِرُونَ لِأَنَّهُمْ الْآخِرُ الْأَمَمِ (ابن جریر، ۲۷، ۲۸)

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک جماعت ہوگی پہلی امتوں میں سے اور تھوڑے سے ہوں“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو آخرین اس لئے کہا گیا کہ وہ آخر الامم ہیں؟

اس سے معلوم ہوا کہ آخرین سے امت محمدیہ مراد ہے۔

آیت نمبر ۱۳ | ثَمَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ (سورۃ الواقعة، ۲۸) | ”اصحاب البیت“ (یعنی بنی ہاشم) جماعت کثیر ہیں پہلوں میں سے اور جماعت کثیر ہیں بچھلوں میں سے؟

اس آیت میں آخرین سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مراد ہے، جو

لے لیکن یہ بات اچھی طرح یاد رہے کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ الیاذ باشر آپ اس وقت نبوت معزول ہو جائیں گے، بلکہ آپ کا اُس وقت اس امت میں تشریف لانا بالکل ایسا ہوگا جیسے صوبہ پنجاب کا گورنر صوبہ بہار میں کسی ذاتی ضرورت سے چلا جائے تو اگرچہ وہ اُس وقت بحیثیت گورنر نہیں ہوتا، لیکن یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ وہ گورنری سے معزول ہو گیا ۱۲ منہ

مرتب ختم نبوت کا اعلان ہے۔ ہم اس کی شہادت میں وہ حدیث پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں، جو اس کے شان نزول میں روایت کی گئی ہے، جس کا مضمون یہ ہے :-

کہ جس وقت پہلی آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ جنت میں اہم سابقہ کی بڑی جماعت ہوگی، اور اس امت کی تھوڑی، تو صحابہ کرام پر یہ بات شاق ہوئی، چنانچہ ان کی تسلی کے لئے دوسری آیت نازل ہوئی، اور ارشاد ہوا کہ ایک جماعت پہلی امتوں کی اور ایک جماعت اس امت کی جس میں اہم سابقہ اور اس امت کو مساوات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، «ابن کثیر کو دیکھا جائے» اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا ہے :-

”حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے امید ہے کہ تمام اہل جنت میں سے آدھے تم (یعنی آپ کی امت) ہوں گے۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کو بہت زیادہ سمجھا، پھر آپ نے یہی آیت پڑھی: ثلثة من الاولین وثلثة من الآخرین“

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا رَجُؤَ أَنْ تَكُونُوا السَّطْرَ (يَقْنِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ) فَكَبُرْنَا ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ، وَالْحَدِيثُ مِنْ (ابن جریر ص ۹۸ ج ۱۷)

اور اسی قسم کی ایک روایت حضرت قتادہ سے بھی منقول ہے۔

اور حضرت حسنؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے :-

”ایک جماعت اولین میں سے یعنی تابعی پہلی امتوں میں سے اور ایک جماعت آخرین یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے“

ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ (من الامم) وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ (امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) (ابن جریر ص ۱۷ ج ۱۷)

اور امام المفسرین ابن جریر طبری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

”ایک جماعت اولین سے یعنی ان لوگوں کی جو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذرچکے ہیں، اور ایک جماعت آخرین“

ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ جَمَاعَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَقَبَلُ أُمَّةٍ مَحْشُورٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَلَاثَةٌ

یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک جماعت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، ایسا ہی اہل تفسیر صحابہ و تابعین نے فرمایا ہے :

مِنَ الْآخِرِينَ يَقُولُ جَمَاعَةٌ مِّنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ أَهْلُ الثَّوِيلِ
(تفسیر ابن جریر ص ۹۱ ج ۲۷)

خلاصہ یہ کہ ان دونوں آیتوں میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب کے ساتھ ذکر فرما کر اس کا اعلان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور آپ کی امت آخری امت ہے۔

آیت نمبر ۱۲ | أَلَمْ نُنْعِلِكُمُ الْأَوَّلِينَ | کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا، پہلے
ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِينَ (مزلہ، پ) | کے پیچے چلاتے ہیں پھلوں کو :

اس آیت میں اولین سے پہلے امتوں کے کفار مراد ہیں، اور آخرین سے اس امت کے، پس ثابت ہوا کہ یہ امت آخری امت ہے۔ (دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۲۹ ج ۸)

”اولین سے تمام وہ کفار مراد ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے ہیں، اور ثَمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِينَ بطور استثناء اس معنی میں ہے کہ ہم ایک کریم اور پہلے کے پیچے چلائیں گے :

إِنَّ الْمَرَادَ مِنَ الْأَوَّلِينَ جَمِيعُ الْكُفَّارِ الَّذِينَ كَانُوا أَوَّلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُهُ ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِينَ عَلَى الْإِسْتِثْنَاءِ عَلَى مَعْنَى سَنَفْعُلُ ذَلِكَ وَنَتَّبِعُهُمُ الْآوَّلَ الْآخِرَ۔

تفسیر جامع البیان میں بھی یہی مفہوم بصراحت موجود ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیت میں آخرین سے امت محمدیہ کے کفار مراد ہیں جس سے اس امت کا آخری امت ہونا ظاہر ہے۔

”اور اگر تم ان اشیاء کا سوال کرو گے (جس کے سوال سے منع کیا گیا ہو) نزول قرآن کے زمانہ میں ان اشیاء کا ذکر کر دیا جائے گا :

آیت نمبر ۱۶ | وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ (سورہ مائدہ، پ)

اس آیت میں بیان اشیاء کے لئے حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ کی قید بڑھا کر بتلا دیا گیا کہ نزول قرآن کے بعد کوئی ذریعہ وحی کی صورت سے بیان احکام کا باقی نہ رہے گا

چنانچہ علامہ محمود آلوسی مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں :-

”یعنی بیان کرنے سے آیات میں مراد یہ ہے کہ بذریعہ وحی بیان کر دیا جائے گا جیسا کہ حین نزل القرآن کی قید سے معلوم ہوا (کیونکہ نزولِ قرآن کے بعد وحی منقطع

ہو جائے گی بذریعہ وحی بیان کا)“

تَبْدَلَكُمْ أَمْ يَأْتُوخِيَكُمْ
يُنْفِذُهُ تَفْصِيلًا يَقُولُهُ تَعَالَى
حِينَ يُنْزَلُ الْقُرْآنُ .

(روح ص ۷۷)

(طبع جدید)

معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ نزولِ قرآن کے زمانہ کے بعد انقطاعِ وحی کا اعلان کرتی ہے،

اور وہ انقطاعِ نبوت کو مستلزم ہے۔

آیت نمبر ۱ | هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْحَقِّ وَدِينُ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (سورہ توبہ، پٹ)

آیت نمبر ۱ | هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْحَقِّ وَدِينُ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَتَكْفُرُ بِاللَّهِ

شَهِيدًا ط

(سورہ فتح، پٹ)

آیت نمبر ۱ | هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْحَقِّ وَدِينُ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَتَكْفُرُ بِاللَّهِ
الْمُشْرِكُونَ ط (سورہ صف، پٹ)

”وہ ہے جس نے بھیجا اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اس کے تمام دینوں پر“

”اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان و ملل پر غالب کر دے، اور اللہ تعالیٰ شہادت کے لئے کافی ہے“

”وہ ہے جس نے بھیجا اپنے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ تاکہ اس کو تمام ادیان و ملل پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین بُرا مانیں“

یہ تین آیات قرآن مجید کی تین سورتوں میں تقریباً متحد الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہیں، جن میں حق تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت عامہ و دینِ حق کے ساتھ اس لئے بھیجا ہے کہ تمام ادیان و ملل اور تمام مذاہب پر اس کو غالب کر دیا جائے۔

ظاہر ہے کہ تمام مذاہب پر کسی کا غلبہ جب ہی ثابت ہوتا ہے جب کہ یہ شخص

تمام ادیان کے عالم میں آجانے کے بعد پیدا ہوا ہو، تو ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام ادیان اور تمام طلیٰ انبیاء کے بعد دنیا میں تشریف لائے ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا آسمانی دین اس دنیا میں نہ آئے گا۔

آیت نمبر ۱۲ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
| أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
| وَادُّوا إِلَيْنَا مِلَّةَ دَنَسٍ (پ)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور
رسول (محمد) کی اور ان لوگوں کی اطاعت
کرو جو تم میں سے اولی الامر ہیں۔

عامہ مفسرین نے فرمایا ہے کہ اولی الامر سے مراد سلاطین اسلام اور ارباب حکومت اسلامیہ ہیں، اور بہت سے مفسرین نے ائمہ مجتہدین اور علمائے امت کو بھی اولی الامر میں داخل کیا ہے۔

بہر حال یہ آیت کریمہ حکم کرتی ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں اور اس کے رسول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں اور پھر خلفائے اسلام اور ارباب حکومت اسلامیہ اور علماء کی اطاعت کریں، جس میں دو درجے ختم نبوت کا کھلا ہوا ثبوت ملتا ہے۔

اقل اس درجے کے خداوند عالم نے آپ کی امت کی نجات کے لئے انبیاء میں سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو کافی قرار دیا ہے، اور اسی پر جنتی مغفرت کا وعدہ ہے، حالانکہ اگر کوئی نبی اس امت میں پیدا ہونے والا ہوتا تو ضروری تھا کہ اس پر ایمان لانے، اور اس کی اطاعت کو بھی نجات کی شرط بنائی جاتی، کیونکہ ہم آپ پر تفصیلاً بیان کر چکے ہیں کہ کسی شخص کی نجات اس وقت تک ہرگز نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ خدا کے انبیاء میں سے کسی کم سے کم درجہ کے نبی کا بھی انکار کرے یا اس کی اطاعت سے علیحدہ رہے۔

الغرض انبیاء میں سے صرف آپ کی اطاعت کو مدارِ نجات قرار دینا اور مغفرت

لے، یا دے کہ تمام انبیاء سابقین پر ایمان لانا بھی آپ کی اطاعت میں داخل ہے، کیونکہ آپ نے ان پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی ہے، اور ائمہ و کسی نبی کے پیدا ہونے کی خبر تک نہیں دی، لہذا اس کی اطاعت آپ کی اطاعت میں درج نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

کے لئے کافی بتلانا اس کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ آپ کے بعد اور کوئی قسم کا نبی پیدا نہ ہوگا، ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ خدا کا کوئی نبی دنیا میں بھیجا جائے اور لوگ اس کی اطاعت کے لئے مکلف نہ کئے جائیں، حالانکہ خود قرآن کریم اعلان کر چکا ہے :-

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ دَرَسُولٍ إِلَّا
لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے :-

پس جب امت کی اطاعت کو اختیار میں سے صرف آپ پر منحصر اور مختتم کر دیا گیا تو ضروری ہوا کہ نبوت بھی آپ پر مختتم ہو۔

دوم اس وجہ سے کہ اس آیت کا صاف حکم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ کے بعد اولوالامر یعنی خلفائے اسلام اور ائمہ امت کی اطاعت کے لئے جن لوگوں کو خدا نے عقل و فہم کا کوئی حصہ دیا ہے وہ ذرا غور کریں، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریفی یا بقول مرزاجی غیر تشریفی، ظلی یا بروزی نبی پیدا ہونے والا تھا تو کیا یہ ضروری نہ تھا کہ آپ کے بعد سب سے اولوالامر کی اطاعت کے اس نبی کی اطاعت کا سبق دیا جاتا، کیونکہ غالباً اس بات میں مسلمان تو مسلمان کسی مرزائی صاحب کو بھی خلافت نہ ہوگا، کہ اولی الامر کی اطاعت سے نکلنا کفر نہیں، مگر نبی کی اطاعت سے خارج ہونا قطعی کفر اور ابلا بادل کے لئے جہنم کا سستی بنانے والا ہے، اگرچہ وہ ادنیٰ سے ادنیٰ اور بقول مرزا صاحب ظلی یا بروزی ہی نبی ہو، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا ہونے والا تھا تو عجب تماشا ہوگا کہ قرآن عزیز لوگوں کو اولی الامر کی اطاعت کی طرف بلاتا ہے، اور بعد میں آنے والے نبی کا ذکر تک بھی نہیں کرتا۔

اس کی مثال تو ایسی ہوئی کہ ایک اندھا کنویں کی طرف بڑھا چلا جا رہا ہے اور قریب ہے کہ اس کا اگلا قدم اس کی حیات کا آخری قدم ہو، اور ساتھ ہی اس کے

لے یاد رکھو خدا کا کوئی نبی نبی نہیں بلکہ سب کے سب اعلیٰ و ارفع ہیں، مگر انبیاء کے درجات آپس میں کم بیش اور ادنیٰ و اعلیٰ ہونا خود نفس قرآن میں مذکور ہے۔ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ فَطِيعُوا أَهْلَ بَيْتِهِمْ" پس اس جگہ اس اعتبار سے ادنیٰ کا لفظ بولا گیا ہے ۱۲۸

بدن پر ایک چیونٹی بھی لگی ہوئی ہو، جس کے کاٹنے کا خیال ہے، ایک مہربان اٹھے، اور اس چند گھڑی کے مہان کو چیونٹی سے بچنے کی تاکید پر تاکید کرے، مگر سامنے گھڑی ہوئی موت کا ذکر تک نہیں کرتا، کیا اس دوست نادرشمن کو دنیا کا کوئی انسان عقلمند یا اندھے کا مہربان دوست تسلیم کر سکتا ہے ؟

جو لوگ ان جیسے کھلے ہوئے ارشادات کے بعد بھی کسی نبی کا اس امت میں پیدا ہونا جائز سمجھتے ہیں، اگرچہ وہ اس کو ظلی یا بروزی نبی کہا کرتے ہیں وہ قرآن کریم کی بزرگ ترین تحریف کر رہے ہیں، اور مسلمانوں کے کھلے ہوئے دشمن ہیں۔

مسلمانو! کیا تم پسند کرتے ہو کہ آج دنیا کی فیر قومیں تمہارے قرآن کا یہ محکمہ اڑائیں کہ وہ کتاب جو تمام عالم کی ہدایت کی دعویٰ دار اور نجات کی کفیل ہونے کی مدعی ہو، وہ (عیاذ باللہ) ایسی پہل کتاب ہے کہ اہم ترین مسائل کو چھوڑ کر لوگوں کے خیالات کو معمولی باتوں میں لگا دینا چاہتی ہے، اُن کو چھوٹے چھوٹے عذاب سے بجاتی ہے مگر کفر و ضلالت اور ابدی جہنم سے بچنے کی تدبیر بتلانا تو درکنار ان کو اس سامنے رکھی ہوئی جہنم کی اطلاع بھی نہیں دیتی، بلکہ معمولی چیزوں میں اُلجھا کر اس سے غافل کرنا چاہتی ہو۔ یہ آیت جس طرح تشریحی نبوت کے انقطاع کی تین دلیل ہے اسی طرح اس امر کا بھی قطعی اعلان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ظلی یا بروزی یا کسی اور قسم کا نبی ہرگز ہرگز اس امت میں پیدا نہیں ہوگا، جن کے آنکھیں ہیں دیکھیں، اور جن کے کان ہیں سُنیں۔

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جنتوں میں داخل فرمائیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اور جو شخص اطاعت کرے گا اس کو سخت عذاب عذاب دیں گے۔“

آیت نمبر ۱۲ | وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
يُخِذْهُ خِزْيَتًا جَدِيدًا تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَسُوْا
يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا
(سورہ فتح پانچ)

یہ آیت کریمہ ایک ایسی آیت ہے کہ اگر پورے قرآن مجید کا نتیجہ کیا جائے تو اس مفہوم کی مدد آیتیں نکلیں گی جن کا حاصل یہ ہے کہ اس امت میں قیامت تک پیدا ہونیوالی

نسلوں کی نجاتِ آخرت اور دخولِ جنت کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کے فرمان کی اطاعت کرنا کافی ہے، سوائے انبیائے سابقین کے کہ جن پر ایمان لانے کی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے، اور کسی نبی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں، اور یہ ختمِ نبوت کا نہایت واضح اعلانِ اعلیٰ درجہ کا قوی ثبوت ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس آیت اور اس قسم کی دوسری آیات میں خداوندِ عالم کا وعدہ ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی پیروی کرنے والے کو بلا کسی دوسری شرط کے درجاتِ جنت عطا کئے جائیں گے۔

قرآن عزیز اگر کبھی منسوخ ہونے والا نہیں، اور شریعتِ قرآنیہ اگر قیامت تک رہنے والی ہے (جیسا کہ تمام امتِ محمدیہ بلکہ امتِ مرزائیہ کے نزدیک بھی مسلم ہے) تو لازمی بات ہے کہ یہ وعدہ بھی تمام عالم میں قیامت تک پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے عام اور شامل ہو گا۔

تو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہوا اور فرض کر لو کہ بقولِ مرزا صاحبِ برہنہ ہی رنگ میں پیدا ہوا، تو اب دو حال سے خالی نہیں، یا قرآن کریم اپنا وعدہ پورا کرے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں اور آپ کی اطاعت کرنے والوں کو بلا کسی مشروطہ جدید کے جنت میں داخل کرے، اور ان کی نجات کا ذمہ اٹھائے، اور یا ان لوگوں سے جنہوں نے اس کو مندرقوں کے بجائے اپنے سینوں اور جنہوں نے اُس کے ایک ایک حرف پر اپنی جانیں قربان کیں، آج یہ کہہ کر الگ ہو جائے کہ میں اب اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکتا، آج تمہاری نجات میرے بس میں نہیں، جاؤ اس جدید نبی کے پاؤں پکڑو، اس میں اور صرف اسی میں تمہاری نجات ہے۔

لیکن ہر مسلمان جانتا ہے کہ پہلی صورتِ بدابہت باطل ہے، کیونکہ اگر نبیِ جدید کے پیدا ہونے کے بعد قرآن کریم اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے اس جدید نبی کی اطاعت

لے مرزا صاحب اور ان کی امت کا طرزِ عمل اور بہت سے اقوال بھی اگرچہ منافی کے ساتھ قرآن کے بہت سے احکام کو منسوخ قرار دیتے ہیں، لیکن کم ذمہ زبان سے وہ بھی اس کے قائل ہیں قرآن مجید کا کوئی نقطہ یا کوئی حرف بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ ۱۳

امتِ محمدیہ کے ذمہ نہ لگائے اور ان کو اس پر ایمان لانے اور اس کی پیروی کیلئے مجبور نہ کرے، تو اول تو یہ بتلاؤ کہ اس نبی کے دنیا میں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی جب کہ قوم اُس پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کرنے پر مجبور نہیں، بلکہ معاذ اللہ یہ تو ان نبی کے لئے اچھی خاصی سزا اور اعلیٰ درجہ کی توہین ہوگی کہ اس کو دنیا میں اس لئے بھیجا جائے کہ لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلائے اور ان لوگوں سے کہہ دیا جائے کہ تمہیں اس کی اطاعت کی ضرورت نہیں، اس کے بغیر بھی جنت تمہاری میراث ہے۔

اس کے بعد یہ معاملہ خود انھوں نے سرانہ اور اجماعِ امت کے سراسر خلاف ہی، جیسا کہ ہم اُدھر مفصل لکھ چکے ہیں کہ مُشرّک کریم ان لوگوں کے بارہ میں جو کسی ایک نبی پر بھی ایمان نہ رکھیں، اگرچہ باقی سب انبیاء پر کامل ایمان رکھتے ہیں،

اَوْ كَذَّبَتْ لَهُمُ الْكَافِرُونَ ذُنُوبًا حَقًّا | وہ لوگ یقیناً کافر ہی ہیں؟

فرما چکا ہے۔ بہر حال شریعتِ قرآنیہ میں یہ نہیں ہو سکتا کہ دنیا میں کوئی کسی قسم کا نبی بھیجا جائے اور لوگوں کے ذمہ اس پر ایمان لانا، اس کی اطاعت کرنا اہم ترین فرض اور مدارِ نجات نہ قرار دیا جائے۔

اور جب پہلی صورت یوں باطل ہوئی تو لامحالہ دوسری صورت متعین ہو گئی یعنی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو، اگرچہ بقول مرزا صاحب بڑی رنگ میں ہو تو قرآن مجید اس کے پیدا ہونے کے بعد اپنا یہ دعویٰ ہرگز پورا نہ کر سکے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں کو مطلقاً (بغیر کسی شرط کے) جنت میں داخل کیا جائے گا، بلکہ ضروری ہے کہ اس نبی پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کو شرطِ نجات بنایا جائے گا، جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ اس وقت قرآن کی ان سب آیتوں کو منسوخ کہنا پڑے گا جو تمام امتِ محمدیہ کے اجماعی عقیدہ بلکہ امتِ مرزائیہ کے مسلمات کے بھی خلاف ہونے کے علاوہ اہل علم کے نزدیک ایک نرالا عجوبہ ہوگا، کیونکہ باتفاقِ علماء، وعدہ میں نسخ جاری نہیں ہوتا، ورنہ پھر وعدہ خلافی اور نسخ وعدہ میں کیا فرق ہوگا، اور یہی وجہ ہے کہ جو آسمانی کتابیں آج منسوخ ہو چکی ہیں ان میں بھی کوئی وعدہ کبھی منسوخ نہیں ہوا۔

ایک لطیفہ یاد آیا کہ جب مرزا صاحب نے ایک مرتبہ بعض معاملات کے

متعلق پیشگوئی کی اور دعویٰ کیا کہ خداوند عالم نے بندہ علیہ وحی مجھ سے پختہ وعدہ کر لیا ہے کہ یہ کام ضرور پورا ہوگا، پھر جب خداوند عالم نے مرزا صاحب کا جھوٹ اور افتراء علی اللہ عالم پر آشکارا کرنے کے لئے یہ کام نہ ہونے دیا، باوجودیکہ مرزا صاحب نے اس کو سچ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا، تو اُس وقت لوگوں نے ان سے کہا کہ میاں وہ تمہاری وحی اور وعدہ الہی کیا ہوا تو فرمایا کہ نادانو! تمہیں معلوم نہیں کہ وعدہ میں کبھی کچھ منفی شرطیں بھی ہوتی ہیں جن کے نہ ہونے کی وجہ سے وعدہ پورا نہیں کیا جاتا عام لوگ سمجھتے ہیں کہ خلافت وعدہ ہوا۔

یہ بات جس قدر مضحکہ خیز اور بدیہی البطلان ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں، مگر جب مرزا صاحب کی اساس نبوت اس جیسی لہجراتوں پر قائم ہو سکتی ہے تو عجب نہیں کہ اس قسم کی آیات میں بھی وہ یہ کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے جنت میں ضرور داخل کیا جائے گا، بشرطیکہ مرزا غلام احمد کی بھی اطاعت کرے، اس وعدہ میں یہ شرط مخفی ہے، لیکن باوجود ہر قسم کے انحطاط اور تنزل کے دنیا ایسی اندھی نہیں ہوئی، اور لوگ اتنے عقل سے خالی نہیں ہوئے جو اس قسم کی رکیک اور باطل تحریفات پر کان لگا سکیں۔

کون نہیں جانتا کہ اگر اس طرح وعدوں کے اندر منفی شرائط کو جائز قرار دیا جائے گا تو یہ صریح وعدہ خلافی اور خالص جھوٹ بولنے کی تعلیم ہوگی کیونکہ ہر وعدہ خلافت اور ہر جھوٹے سے جھوٹا آدمی بھی مذہب پیش کر دے گا کہ میرے وعدہ میں یا میرے کلام میں منفی شرطیں نہیں جن کا ذکر نہیں ہوا، اس لئے میں ایفاء وعدہ کے لئے مجبور نہیں۔

ایک شخص آج کسی سے وعدہ کرتا ہے کہ کل تمہیں دو ہزار روپے دیں گے، لیکن کل جب وہ ایفاء وعدہ کا سوال کرتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ ایفاء وعدہ میں شرط تھی کہ اگر تم اپنا گھر مجھے دو گے تو ہم دو ہزار روپے دیں گے۔ کیا کوئی انسان اس شخص کی یہ لہجرات سن کر اس کو سچا کہہ سکتا ہے؟

یا ایک شخص دن کے بارہ بجے یہ کہتا ہے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوا، اور جب لوگ اس کے سفید جھوٹ پر نفیرین کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میرے کلام میں ایک شرط مخفی ہے یعنی آفتاب طلوع ہوا دس بجے شب کے وقت۔ تو کیا یہ شخص اُن خرافات

کی وجہ سے بچا کہلایا جاسکتا ہے ؟

اور میں کہتا ہوں کہ اگر اس قسم کی مخفی شرطوں کی بنیاد پر وعدے اور کلام سچے ہوا کریں تو دنیا میں کسی وعدے اور کسی کلام کو جھوٹ نہیں کہا جاسکتا بلکہ لفظ کذب ایک بے مصداق اور بے معنی آواز رہ جائے گی ، ہر وعدہ خلاف اور اعلیٰ درجہ کا کذاب مرزا جی کی بددلت سچائی کی سرخروئی حاصل کر سکتا ہے ۔

مگر یہ کوئی عجب نہیں ، کیونکہ جس طرح سچے لوگوں کا فیض سچے لوگوں کو پہنچتا ہے اسی طرح اگر مرزا صاحب کے فیض سے جوڑے لوگ آباد ہو جائیں تو کیا بعید ہے ، آخر ان غریبوں کا بھی تو کوئی ٹھکانا ہونا چاہئے ۔

سلسلہ کلام طویل ہو گیا ، اس کے بعد ہم پھر اصل کلام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور جس آیت کے متعلق اس قدر تفصیلی گزارش کی گئی ہے اسی کی اور چند نظائر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں ، ناظرین کرام اس آیت کو پڑھتے وقت بھی مذکورۃ الصدر گزارش کو یاد رکھیں تاکہ ہمیں ہر آیت کے ساتھ کلام کو دہرانا نہ پڑے ۔

| | |
|---|---|
| <p>آیت نمبر ۱۲ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَنْ تَوَلَّى فُسَاۤءً اٰتٰ مَلٰٓئِكًا عَلَيْهِمْ خِیۡطًا ۙ</p> <p>(سورہ نسا ، ۵)</p> | <p>۱۰ اور جس نے رسول مبین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے پشت پھری (بدلے) ہم نے آپ کو ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا ۔</p> |
|---|---|

اس آیت میں بھی اُمت محمدیہ کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو مطلقاً اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے ، اور اگر کوئی نبی آپ کے بعد آنے والا ہو تو اس کے آنے کے بعد کوئی شخص اس وقت تک خلا کا مطیع کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا تا جب تک کہ وہ اس نبی کی بھی اطاعت نہ کرے جیسا کہ اُمّ الفضل گذرا ۔

| | |
|---|--|
| <p>آیت نمبر ۲۳ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ اِنَّ اللَّهََ الَّذِیۡنَ اٰتٰنَّاهُ عَلٰیٰهِمْ مِّنَ النَّبِیِّیۡنَ وَالصّٰلِحِیۡنَ وَرَحْمٰتِیۡنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ۙ</p> <p>(سورہ نسا ، ۵)</p> | <p>۱۱ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرے وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی نبیین اور صدیقین اور شہداء و صالحین</p> |
|---|--|

کے ساتھ، اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

اس آیت میں بھی درجاتِ جنت اور مستزینِ خداوندی کے ساتھ ہونے کا وعدہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر کیا گیا ہے، جو اس کا صاف اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، ورنہ مستزینِ خداوندی کے ساتھ ہونے کے لئے اس کی اطاعت بھی لازمی ہوتی۔

ایک نرالی منطلق | آیت مذکورہ جو صفائی کے ساتھ ختم نبوت کا اعلان ہے عجائب میں سے ہے کہ مرزا صاحب نے اس کو اپنے دعوے کے اثبات میں پیش کیا ہے۔

صورت استدلال بھی ایک عجب مفہم کہ خیز صورت ہے کہ مسلمان بچکانہ نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں اِهْدِنَا الْقِيَامَ اَطِ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ جس کا حاصل یہ ہے کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا، جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ اُن کا بیان آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ وہ نبیین اور صدیقین اور شہداء ہیں، پس دونوں آیتوں کے ملانے سے اس دعا کا حاصل یہ ہوا کہ ہمیں نبیین اور صدیقین اور شہداء کے راستہ پر چلا، اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی یہ دعا غالباً قبول فرماتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو نبیین اور صدیقین اور شہداء کے راستہ پر چلاتا ہے، اور اس سے یہ لازم آیا کہ مسلمان نبیین اور صدیقین اور شہداء بن جاتے ہیں، لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبی ہونا ممنوع نہیں۔

کیا خوب استدلال ہے۔ اس کا حاصل تو ہوا کہ جو شخص جس کے راستہ پر چلتا ہو وہ وہی بن جاتا ہے۔ نبیین کے راستہ پر چلنے والا نبی، اور صدیقین کے راستہ پر چلنے والا صدیق اور شہداء کے راستہ پر چلنے والا شہید بن جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ پھر تو یہ ترقی کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔ کلکٹر کے راستہ پر چلنے والا کلکٹر اور وائسرائے کے راستہ پر چلنے والا وائسرائے اور بادشاہ کے راستہ پر چلنے والا بادشاہ ہو جائے گا، بلکہ اس زمینہ ترقی سے تو شاید خدائی کا مرتبہ بھی حاصل ہو سکے، کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: صِرَاطَ اللَّهِ الْعَمِينَ الْآیۃ تو مرزا صاحب کے تجویز کردہ قانون کے مطابق جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ پر

چلے گا وہ معاذ اللہ خدایں جاوے گا ، نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔

” اے پہلے (انبیاء پر) ایمان لانے والو !
اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ
علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں
اپنی رحمت سے دوجہ رحمت فرمائے گا
اور تمہارے لئے ایک روشنی کر دے گا جس کے
ذریعہ سے تم چلو گے اور تمہاری مغفرت
فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔“

آیت نمبر ۲۴ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ
يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ
وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ
بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ
رَحِيمٌ
(آخر سورہ حدید ، پٹ)

اس آیت شریفہ میں بھی انبیاء سابقین کے بعد صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان لانے کو مدار نجات قرار دیا گیا ہے اور قیامت تک اسی پر مغفرت کا وعدہ
ہے ، اگر آپ کے بعد کوئی نبی تشریفی یا غیر تشریفی اور بالقبول مرزا صاحب غسلی یا
بروزی پیدا ہونے والا ہوتا تو لازمی تھا کہ اس پر ایمان لانے کو بھی شرط نجات
کی بنائی جاتی ۔ اس طرح بلا شرط کے وعدہ مغفرت اس کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ آپ
کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا ۔

” ایمان لانے والو ! ایمان لاؤ اللہ پر
اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر
اور اس کتاب پر جس کو نازل کیا اپنے
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب
پر جو نازل کی تھی پہلے :“

آیت نمبر ۲۵ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي
نُذِّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ
الَّذِي أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ
(آخر سورہ نساء ، پٹ)

یہ آیت بھی اسی مدار کو زیادہ وضاحت سے ثابت کر رہی ہے جو اوپر کر عرض کیا
گیا ، کیونکہ اس میں بھی اول تو صرف آنے والے انبیاء میں سے صرف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم ہے ، اور کسی نبی پر ایمان لانے کی تلقین نہیں
اور اگر کوئی اور نبی آتا تو ضرور تھا کہ وہ قرآن کریم جو خدا کی غیر منسوخ کتاب اور نجات
عالم کا دائمی متکفل ہے اس پر ایمان لانے کی تاکید کرتا ، پھر آسمانی کتابوں اور وحی الہی
میں جس پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے وہ صرف سابق کتب سماویہ اور وہ وحی ہے جو

۱۰ ایمان لائے رسول اس پر جو کچھ انہوں کی طرف سے آئے اُس کے رب کی طرف سے اللہ کا سب ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اُن کے مانگے پر اُن کے کتابوں پر اُن کے رسولوں پر کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے رسولوں میں سے :

آية نبر ۲۶ | آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ
إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ
كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ بِهِ وَ
كُتِبَ لَهُمْ وَرُسُلِهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ
أَحَدٍ مِنْهُمْ سُلَيْمَ الْآيَةِ
أَفَرَأَيْتُمْ بَعْدَ ذَلِكَ

اس آیت میں دو درجے غم نبوت کا ثبوت کا ملتا ہے۔

اقل اس وجہ سے کہ یہ آیت مسلمانوں کو صرف اُس وحی پر ایمان لانے کو کافی بتلاتی ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اود آیت سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی اور آپ کے بعد بھی سلسلہ وحی جاری ہوتا تو لازمی تھا کہ اس پر بھی ایمان لانا واجب ہوتا۔

دوم اس آیت نے یہ بھی ثابت کیا کہ خدا کے رسولوں میں سے کسی ایک کو بھی ایمان سے جدا نہیں کیا جاسکتا، بلکہ سب پر ایمان واجب ہے، پس اگر کوئی نبی آپ کے بعد (اگرچہ بقول مرزا بر وزی رنگ میں پیدا ہونے والا تھا تو یقیناً قرآن کریم اس کی اطلاع دے کر اپنے پیروؤں کو اس پر ایمان لانے کی تاکید کرتا۔

”ایمان لاؤ اس وحی پر جو ہم نے تمہاری
 ہے تصدیق کرنے والی اس وحی کی جو
 تمہارے پاس ہے؟“

آیت نمبر ۲۱

وَاِمْشَاۤیَا اَنْزَلْتُ
مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ۔

(سورہ بقرہ: ۲۱)

اس آیت میں اہل کتاب کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ یہ وحی یعنی مقرران کریم جو تمہاری پہلی کتابوں تورات و انجیل کی تصدیق کرتی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس میں ہی مقرران کریم کے بعد کسی اور وحی پر ایمان لانے کا حکم نہیں ہے۔

(اے محمدؐ) تم کہہ دو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس دجی پر جو اتنی ہی پراورد جی ہوئی ہے براہیم پر اور اعلیٰ پر اور اعلیٰ پر اور متوجہ

آیت نمبر ۲۸
قُلْ أَمَّا بِلِلّٰهِ وَمَا
أُنزِلَ عَلَيْهِ سَاءَ مَا يُنَزَّلُ عَلَى
الْبَاطِلِیِّمِ وَالشَّعْوِیْلِ وَاسْتَغْفِرُوا

يُتَّقُونَ وَالْأَسْبَاطَ وَمَا أُوتِيَ
مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ
رَبِّهِمْ لَا تُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ
وَيَعْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (سورۃ آل عمران ۳)

اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ کو اور
عیسیٰ کو، اور سب نبیوں کو اپنے رب کی
طرف سے، ہم جدا نہیں کرتے ان میں
سے کسی کو؟

اس آیت کریمہ نے ایک طرف تو یہ اعلان کیا کہ تمام انبیاء کی وحی پر ایمان لانا فرض اور ضروری ہے جس پر لَا تُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ فرما کر آخر میں مکرر توجہ دلائی گئی ہے، اور دوسری جانب یہ بھی صاف طور سے بیان کر دیا کہ ایمان لانا صرف اس وحی پر ضروری اور فرض ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سے سابقین علیہم السلام پر نازل ہو چکی ہے، کسی جدید وحی کو ایمان میں درج کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، جو قطعاً اس کا اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی وحی نازل نہ کی جائے گی ورنہ ضرورت تھا کہ لَا تُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ کے قاعدہ سے اس پر بھی ایمان لانا منسوخ ہوتا۔

اس آیت میں دو لفظ خصوصیت کے ساتھ قابل غور ہیں، اَوَّلَ وَمَا أُوتِيَ جو بصیغہ ماضی ادا کیا گیا ہے اور دوم النَّبِيُّونَ، جو لام استغراق کے ساتھ مزن کیا گیا ہے۔ جن دونوں کے ملانے سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو جو کچھ آسمانی کتابیں اور وحی دینی تھیں وہ دی جا چکی ہیں، اور آپ کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہو گا اور نہ کسی کو وحی نبوت دی جائے گی۔

آیت نمبر ۲۹ | اَلَمْ نَزِّلِ الْكِتَابَ
بِزَعْمُونَ اَلَمْ نَأْتِ بِمَا نُنَزِّلُ
الْبَلَدَ وَمَا نُنَزِّلُ مِنْ قَبْلِكَ
(سورۃ نسا، ۵، ۶)

”کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو
دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی
رکتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور
اس کتاب پر بھی جو آپ پہلے نازل کی گئی؟“

اس آیت میں بھی دعویٰ ایمان میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین کی وحی کو درج کیا گیا ہے، اس کے بعد کسی وحی کا ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ مِنْ قَبْلِكَ کی تخصیص سے اشارہ ہے کہ بعد میں وحی نازل ہونے والی نہیں۔

آیت نمبر ۳ | وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ

”اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے
اچھے کام کئے اور وہ اس سب وحی پر

ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل
کی گئی، اور وہ اُن کے رب کے پاس سے
اور واقعی ہے اللہ تعالیٰ اُن کے گناہ کو مہربان
انارشے گا، اور ان کی حالت اچھی رکھے گا :-

عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِن
رَّبِّهِمْ تَكْفُرُ عَنْهُمْ سَبِيلًا إِنَّهُمْ وَافَقُوا
بِآلِهِمْ

(ابن جریر، محمد، ۱/۲۱۱)

اس آیت کریمہ میں بھی صاف طور پر وعدہ ہے کہ جو شخص آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور
آپ کی وحی پر ایمان لائے گا اس کی مغفرت کی جائے گی، اور اس وعدہ میں کسی دوسرے
نبی پر ایمان لانا شرط نہیں، جس سے واضح ہو گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، ورنہ
لازم ہوگا کہ یہ آیت منسوخ ہو، اور محض آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا اور آپ کا
اتباع کرنا انسان کو نجات نہ دلا سکے، اور جو وعدہ آیت میں مسلمانوں کے لئے کیا گیا ہے
اس کا ساقی نہ بنائے، جس کی تحقیق مکرر گندہ کی ہے۔

• لے لوگو! تمہارے پاس رسول آپ کا
حق بات لے کر تم پر ایمان لاؤ، تمہارے
لئے بہتر ہوگا :-

آیت نمبر ۱۲ | يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ
الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ فَآمِنُوا
خَيْرًا لَّكُمْ (سورہ نساء، ۱۲۸)

اس آیت کریمہ میں بھی اول تو يَا أَيُّهَا النَّاسُ کے عام خطاب سے عموم بشت کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے ختم نبوت کا ثبوت پیش کیا گیا، اور پھر صرف آنحضرت (صلی اللہ
علیہ وسلم) پر ایمان لانے کو مصلحتات قرار دے کر بتلادیا گیا کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی
نہیں جس پر ایمان لانا واجب ہو۔

• لے لوگو! تم کو پہنچ چکی تمہارے رب کی
طرف سے سند (یعنی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم))
اور تمہاری بہن تم پر دشمنی واضح (یعنی
قرآن مجید) جو ایمان لائے اللہ پر اور اس
کو مضبوط پڑا تو ان کو داخل کرے گا اپنی
پہر اور فضل میں :-

آیت نمبر ۱۳ | يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ
بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا
إِلَيْكُمْ تُورًا مِّسِينًا ۚ فَآمِنُوا
الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا
بِهِ فَسَيَكْفُلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ
وَقُفْلٍ (آخر سورہ نساء، ۱۳۱)

یہ آیت بھی دو وجہ سے ختم نبوت کی واضح دلیل ہے۔

اول اس لئے کہ یہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عموم بشت کو ثابت کرتی ہے اور

قیامت تک تمام دنیا میں پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کو فرض کرتا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آفتاب قیامت تک اسی طرح چمکتا ہے گا، جس کے سامنے کسی کو کب نبوت کے چمکنے کی ضرورت ہے، نہ یہ مادہ ممکن ہے۔

دوم یہ آیت بھی آیت مذکورہ بالا کی طرح صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے والے کے لئے جنت اور اس کے نعیم مقیم کا وعدہ کرتی ہے، جس سے لازم آتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی (جس پر پہلے سے ایمان نہ رکھتے ہوں) پیدا نہ ہوگا مگر مطلقاً۔

آیت نمبر ۳۲ | قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ

فَكُتِبَ عَلَيْكُمُ الْيُسُوفُ بِهِ اللَّهُ
مِنَ الْأَنْبِيَاءِ رِضْوَانَهُ مَبْلُغَ السَّلَامِ

(المائدہ، پ، ۴۷)

”تمہارے پاس آئی اللہ کی طرف سے روشنی

(یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور کتاب مبین

(یعنی قرآن مجید) جن سے اللہ تعالیٰ ہدایت

کرتا ہے سلامتی کے راستہ کی ان کو جو تکمیل

ہوئے اس کی رضامندی کے ؟

یہ آیت بھی آیات مذکورہ سابقہ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے سوا کسی اور نبی یا نبی دجی پر ایمان لانے کے بغیر ہدایت اور دخول جنت کا وعدہ کرتی ہے جو ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کا کھلا ہوا اعلان ہے۔

آیت نمبر ۳۳ | فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

وَأَنْتَ عَلَى أَعْيُنِنَا

وَنُفِخُ فِي سُورٍ نَّاعِيَةٍ

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

وَأَنْتَ عَلَى أَعْيُنِنَا

(اعراف، پ، ۱۹۷)

”سو میں کہہ دوں گا (اپنی رحمت، ان لوگوں

کے لئے جو ڈرتے ہیں، اور دیتے ہیں فلا

جو ہماری باتوں پر یقین کرتے ہیں، اور

جو تاج میں اس رسول کے جو نبی ہائے

جس کو ہاتھ ہیں (اہل کتاب) کہہ دوں گا

اپنے پاس توہرات اور انجیل میں ؟

یہ آیت بھی پہلی آیتوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لانے بغیر جنت و مغفرت کا وعدہ کرتی ہے، اور اگر کوئی اور نبی (اگرچہ قبول مرزا صاحب) بروزی رنگ میں ہی دنیا میں پیدا ہوتا تو یہ مسترآن کا وعدہ ہرگز پورا نہیں

ہو سکتا، جیسا کہ مکرر تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے۔

آیت نمبر ۲۵ | **قَالِ الَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَ**
عَزَّوَجَدُوا لَهُ دَلِيلًا مِنَ اللَّهِ
الَّذِي أُنْزِلَ مِنْهُ آيَاتُ الْقُرْآنِ
وَالْفُطُوحُ عَلَيْهِ (اعراف، پ ۱۸۲)

”ہمیں جو لوگ آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے اور جنہوں نے آپ کی رفاقت اور مدد کی اور تالا بچنے اس (قرآن) کے جو اس کے ساتھ آتا ہے، وہی مراد کو پہنچے؟“

یہ آیت بھی مطلق نبوت کے انقطاع پر آیات مذکورہ کی طرح روشن دلیل ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لانے کے بغیر ہر فلاح و بہبود کا وعدہ کرتی ہے۔

آیت نمبر ۲۶ | **قَامُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ**
الْحَقِّ الَّذِي يَوْمُنَ بِاللَّهِ
وَكَلِمَتِهِ وَأَتَّبِعُوا لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُونَ (اعراف، پ ۱۸۲)

”ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے پیچھے ہوئے بنی اُمی پر، جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلام پر، اور اس کے کلام پر چلنا تو شاید تم ہدایت پاؤ؟“

یہ آیت کریمہ بھی آیات مذکورہ کے ہم معنی اور مطلقاً ختم نبوت کی دلیل ہے، مگر آیت نمبر ۲۷ | **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ** (آل عمران، پ ۱۸۲) کے ساتھ اس آیت کریمہ سے بھی ختم نبوت کا ثبوت اسی طرح سمجھئے جس طرح آیات سابقہ میں بیان کیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۲۸ | **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا**
اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا
دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (آل عمران، پ ۱۸۲)

”اے ایمان والو! مانو حکم اللہ کا اور رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا جبکہ بلائے تم کو ایک کام پر جس میں تمہاری زندگی ہے؟“

یہ کلام الہی بھی پہلی آیات کی طرح مطلقاً ختم نبوت کو ثابت کرتا ہے۔

آیت نمبر ۲۹ | **وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ**
وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَلْبِكُمْ (آل عمران، پ ۱۸۲)

”اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا، اور آپس میں پیچھا نہ کرو، نہ نارم ہو جاؤ اور تمہاری ہوا اکٹری جائے؟“

اس آیت کا مطلق نبوت کے انقطاع کی واضح دلیل ہونا ہمارے گزشتہ کلام

اور بوضاحت ثابت ہو چکا ہے۔

آیت نمبر ۴۱ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَبِّبْ اللَّهَ
وَمَنْ آمَنَ مَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
(انفال، پٹ)

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کافی ہے اللہ
آپ کو اور ان مسلمانوں کو جو آپ کا
اتباع کریں“

اس آیت کریمہ میں بھی صرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو نجات کے لئے
کافی قرار دے کر ختم نبوت کا روشن ثبوت دیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۴۲ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَكِيمٌ
(توبہ، پٹ)

”مسلمان حکم پر چلتے ہیں اللہ کے اور اس
کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے، ان پر
اللہ رحم کرے گا، بیشک اللہ زبردست
ہے حکمت والا“

یہ بھی گزشتہ آیات کی نظیر ہے اور مضمون مذکور کو ادا کرتی ہے۔

آیت نمبر ۴۳ كَا مَيُّوَابِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ
الَّذِي أَنْزَلْنَا وَاللَّهُ يَمَّا تَفْسَلُونَ
خَيْرٌ
(تغابن، پٹ)

”ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد)
پر اور اس نور (قرآن) پر جو ہم نے نازل کیا
اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے خبردار ہے“

اس آیت شریفہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی پر ایمان لانے کو
شرط نجات نہیں بنایا گیا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے کو
کافی بتلایا گیا ہے۔

آیت نمبر ۴۴ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
أُولَئِكَ عَلَى تَبَاجَرَةٍ تَنْجِيكُمْ
مِنْ عَذَابِ الْيَمِّ تَوَاسِعُونَ
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَجَاهِدُونَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَ
أَنفُسِكُمْ ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ
إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
(صف، پٹ)

”اے ایمان والو! میں بتاؤں تم کو ایک
سو داگری کر سچا ہے تم کو وہ کہ مابے ایمان
لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ
علیہ وسلم) پر اور جب اکر د اللہ کی راہ
میں اپنے مال اور جان سے، یہ تمہارے
لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ سکتے
ہو“

اس آیت کریمہ نے جو نافع تجارت مسلمانوں کو سکھائی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور اسی ایمان کو عذاب آخرت سے بچانے کا کفیل بتلایا ہے، اس میں کہیں مشروط نہیں کہ ایک شہر برداری ظلی یا نفوی نبی آئے گا اور اس پر ایمان لانا بھی مشروط نجات ہے، اور ظاہر ہے کہ اگر سلسلہ نبوت جاری مانا جائے تو اس آیت کا وعدہ بغیر نبی پر ایمان لائے پورا نہیں ہو سکتا۔

”تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس پر تم سے پہلے کا قائم مقام بنایا ہو، پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور اللہ کے راستے میں خرچ کیا ان کے لئے بڑا ثواب ہے“

آیت نمبر ۳۲ | اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ
وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَقْفٰلِيْنَ
فِيْهِ ۚ فَاَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۲

(حدید، ۳۲)

یہ آیت اپنے مضمون اور ختم نبوت کے ثبوت میں پہلی آیات کی نظیر ہے، کیونکہ اس میں اجر کبیر کے وعدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے ساتھ کسی بعد میں آنے والے نبی پر ایمان لانے کو شرط نہیں کیا گیا، خواہ وہ تشریفی ہو، یا بقول مرزا غیر تشریفی اور ظلی یا بروزی یا نفوی۔

”وہی ہے جس نے صیحا ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا، پڑھا ہے ان کے پاس اس کی آیتیں اور ان کو سنوا تا کہ رکھنا عائدی، اور اس سے پہلے پڑے تھے یہ صریح گمراہی میں، اور ایک اصول کے واسطے انہی میں سے جو ابھی ان میں نہیں آئے، اور وہی ہے زبردست حکمت والا“

آیت نمبر ۳۵ | هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِيْ
الْاٰمِيْنِيْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلٰیهِمْ
آٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ
كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ
وَ اٰخَرِيْنَ مِّنْهُمْ لَنَبَايَعُوْا اِيْهٖمْ
وَهُوَ الْعَلِيُّ الْاَكْبَرُ (جحد، ۳۵)

اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کرو، جن میں صفائی کے ساتھ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے نبی اور رسول نہیں تھے، بلکہ آپ کی نبوت تمام ان نسلوں کے لئے بھی محیط اور شامل ہے جو

آپ کے عہد مبارک میں پیدا نہ ہوئے تھے، اور قیامت تک پیدا ہوتے نہیں گئے۔
امام التفسیر ابن کثیر آیت مذکورہ کی تفسیر میں صحیح بخاری کی حدیث بروایت ابو ہریرہؓ
نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:-

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ یہ صورت
(عجہ، ذنیہ ہے، اور اس پر بھی کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت
(تمام عالم، اور تمام لوگوں کے لئے
حکم ہے، کیونکہ آیت مذکورہ میں وآخرین
منہم کی تفسیر حدیث بخاری میں فارس
سے لگائی ہے، اور اسی وجہ سے آپؐ نے
فارس و روم وغیرہ کی طرف دعوت ثانیہ
ارسال فرمائی، اور اسی لئے امام تفسیر
حضرت مجاہد اور دوسرے بہت سے
علماء تفسیر نے آخرین منہم کے متعلق
فرمایا ہے کہ اس سے مراد بھی لوگ ہیں غیر
عرب میں سے جن لوگوں نے آپؐ کی
تصدیق کی ہے۔“

(ابن کثیر)

فَإِنَّ هَذَا الْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى
أَنَّ هَذِهِ السُّورَةَ مَدَنِيَّةٌ وَعَلَى
عُمُومِ بَعْثِهِ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ لِأَنَّهُ
قِيَمَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَآخِرِينَ مِنْهُمْ
بِنَادِيٍّ وَلِهَذَا كَتَبَ كُتُبُهُ
إِلَى فَارِسَ وَالرُّومِ وَغَيْرِهِمْ
مِنَ الْأُمَمِ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى اتِّبَاعِ مَا جَاءَهُمْ
وَلِهَذَا قَالَ مُجَاهِدٌ وَغَيْرُهُ
رَأَى فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَآخِرِينَ
مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ قَالَ
هُوَ الْأَعَاجِمُ كُلُّ مَنْ مَدَّ قَلْبَهُ
إِلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ غَيْرِ الْعَرَبِ۔

نیز امام ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم اسی آیت کی تفسیر میں سہیل بن سعد الساعدي
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”بیشک میری امت کے فردوں میں جو لوگ
کشت و کشت ایسے لوگ ہوں گے
جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے،
اور آپؐ نے اس کی شہادت میں یہ آیت
پڑھی و آخرین منہم لایحساب ہم۔ مراد

أَنَّ فِي أَصْلَابِ أَصْلَابِ أَصْلَابِ
رِجَالٍ وَنِسَاءٍ مِنْ أُمَّتِي يُدْخَلُونَ
الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ تَرَأَى
وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ
يُنْفِئُ نَفْسَهُ مِنْ بَقِيٍّ مِنْ أُمَّةٍ

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | یہ تھی کہ آخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو امت محمدیہ میں (قیامت تک) آئیں گے؟ (ابن کثیر، ص ۲۴۹ ج ۱)

آیت مذکورہ سے واضح طور پر حسب تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ امر ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ نبوت و بعثت قیامت تک آنے والی تمام نسلوں پر محیط اور شامل ہے۔

اور ظاہر ہے کہ جب تمام آنے والی نسلیں آپ کی نبوت کے احاطہ میں داخل ہیں تو آپ کے بعد نہ کسی اور نبی کی ضرورت ہے اور نہ گنجائش۔

آیت نمبر ۴۶ | قُلْ هَذِهِ سَيِّئَاتِي أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعْتَنِي (آخر سورہ یوسف، ۱۳) | آپ کہہ دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے۔ میں خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں، میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی؟

اس آیت کریمہ میں أَنَا وَمَنِ اتَّبَعْتَنِي کے الفاظ قابل غور ہیں، جن میں ارشاد کیا گیا ہے کہ عَلَى بَصِيرَةٍ دعوتِ حق دینے والے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور وہ صحابہ کرام اور علمائے امت جو آپ کے اسوۂ حسنہ کے متبع اور پیرو ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ نے مَنِ اتَّبَعْتَنِي کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے: "یعنی صحابہ کرام جو بہترین طریقت یعنی صحابہ کرام کا تَوَاتُّعُ عَلٰی أَحْسَنِ طَرِيقَةٍ وَاقْتَصَدَ هَذِیْہِ (معالم التنزیل)

اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی دنیا میں پیدا ہونے والا تھا تو لازمی نتیجہ تھا کہ وہ بھی بصیرت کے ساتھ دعوتِ حق دینے والے افراد میں شمار کیا جاتا، بلکہ مناسب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے ان انبیاء کا ذکر ہوتا جو آپ کے بعد دعوتِ حق کے لئے آنے والے تھے، پھر ان کے بعد صحابہ کرام اور علماء کا تذکرہ درجہ بدرجہ ہوتا، لیکن جب کہ تنزیلِ عزیز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بجائے انبیاء کے نام لینے کے صحابہ کرام اور علمائے امت کا ذکر فرمایا تو ثابت ہوا کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی مبعوث ہونے والا نہیں۔

آیت نمبر ۴۷ | لَٰكِنَّ الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ | لیکن ان میں جو لوگ علم پر ثابت ہیں

اور ایمان والے ہیں، وہ ایمان لاتے ہیں اس وحی پر جو آپ پر نازل ہوئی اور جو آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی؟
”ایمان والوں کی بات یہ تھی کہ جب بلائے ان کو اللہ اور رسول کی طرف ان میں فیصلہ کرنے کے لئے تو کہیں ہم نے سنا اور مانا اور وہی لوگ صلاح پانے والے ہیں؟“

”اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (محمد) کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور یہیں اس کے عوامت سے وہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں؟“
”کہہ دیجئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی؟“
”اگر تم آپ کی (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی) اطاعت کر دے تو ہدایت پاؤ گے؟“

”اور قائم کر دینا زاداد اگر روز کوفہ اور اطاعت کرو رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی، شاید تم پر رحم ہو؟“
”ایمان والے وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس کے رسول (محمد) پر؟“
”بس آپ تو صرف ایسے ہی شخص کو ڈرا رکھتے ہیں جو نصیحت پر چلے، اور خدا سے بے دیکھے ڈرے، سو آپ اس کو مغفرت

میںم وَاَلْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ
بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ
تَبْلِيكَ (نساء، ۳۱)
آیت نمبر ۳۱ | اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ
اِذَا دُعُوا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
(نور، ۱۸)

آیت نمبر ۳۹ | وَمَنْ يُطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ
وَيَخْشِ اللّٰهَ وَيَتَّقْهُ نَأْوِلَيْكَ
هُمُ الْفَائِزُونَ
(نور، ۳۱)
آیت نمبر ۵۲ | قُلْ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا
الرَّسُولَ الْاٰيَةُ (نور، ۳۱)
آیت نمبر ۵۳ | وَاِنْ تُطِيعُوْهُ تَفْعَدُوْا
(نور، ۳۱)

آیت نمبر ۵۲ | وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا
الزَّكٰوةَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ
تُحْسِنُوْنَ (نور، ۳۱)
آیت نمبر ۵۳ | اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ (نور، ۳۱)
آیت نمبر ۵۴ | اِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ
الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ الْغَيْْبَ
فَنَشْرُهُ بِغَفِيْرَةٍ وَّاٰجْرٍ كَرِيْمٍ (نور، ۳۱)

اور عہدِ مومن کی خوشخبری سننا دیجیے :

”ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائیں اللہ

پر اور اس کے رسول (محمد) پر :

”اور جو کوئی پیروی کرے اللہ کی اور اس

کے رسول (محمد) کی اُس نے پائی بڑی ہلاکت“

آیت نمبر ۵۵ | إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ

آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (نور، ۵۵)

آیت نمبر ۵۶ | وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

فَعَدَّ غَدْرَهُ غُدْرًا عَظِيمًا (احزاب، ۵۶)

ان تمام آیاتِ کریمہ میں بھی صرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور آپ سے پہلے انبیاء کی وحی پر ایمان لانے کو کافی بتا کر قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے صرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے اتباع کو مدارِ نجات قرار فرمایا ہے، اور اسی پر جنت و مغفرت وغیرہ کے وعدے ہیں۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کریم کا یہ وعدہ کبھی منسوخ نہیں ہو سکتا، بلکہ تاقیامت جاری ہے، اگر دنیا میں وحی نبوت کا سلسلہ جاری ہو تو کیا اس وحی پر ایمان لائے بغیر کوئی انسان جنت اور اس کے درجات کا مستحق بن سکتا ہے؟ اور اگر نہیں بن سکتا تو پھر قرآن کے یہ وعدے کیسے پورے ہو سکتے ہیں؟

”اور یاد کر جب ہم نے انبیاء سے عہد

لیا، اور آپ سے (لئے محمد) اللہ سے

اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن

مریم سے“

آیت نمبر ۵۷ | وَ اخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ

مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ

وَ اِبْرَاهِيمَ وَ مُوسٰى وَ عِيسٰى

ابْنِ مَرْيَمَ (احزاب، ۵۷)

اس آیتِ کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی تمام انبیاء سے پہلے ذکر فرمایا گیا ہے، اسی کی وجہ خود زبانِ رسالت نے بیان فرمائی ہے۔

”حضرت ابو ہریرہؓ آیتِ کریمہ وَ اِذَا اخَذْنَا

مِنَ النَّبِيِّينَ مِثَاقَهُمْ بارہ میں آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے

سنا یا کہ میں پیدا ہونے میں تمام انبیاء

سے پہلے تھا، اور اس عالمِ بعثت

میں سب کے آئندہ میں اسی لئے

عَنْ اَن كُنْتُ رَاسًا فِي قُلُوبِهِمْ تَعَالٰى

وَ اِذَا اخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ

مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ

وَ اِبْرَاهِيمَ وَ مُوسٰى وَ عِيسٰى

ابْنِ مَرْيَمَ (احزاب، ۵۷)

كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي خَلْقِي وَ

اٰخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ نَبِيًّا اَبِي

قُلْتُمْ (ابن کثیر، ۴، ۸۲) سب سے پہلے میرا نام لیا گیا :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی معلوم ہوا کہ اس آیت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے اور سب سے آخر نبی ہونے کی دلیل ہے ۔

آیت نمبر ۵۸ | اِنَّا نَحْنُ اَنْزِلُ الْكِتَابَ

مِنْ ذِكْرِكُمْ وَلَا تَنْسُوا مِنْ خَلْقِ

اَوَّلِيْنَآءِ (احول، ۳)

یہ آیت کریمہ اگر ایک طرف اس وحی کا اتباع اہل عالم کے لئے فرض کرنی ہو جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو دوسری جانب صاف طوطے اس کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اس وحی کے علاوہ اور کسی وحی کا اتباع جائز نہیں ۔

اب انصاف کیجئے کہ اگر آپ کے بعد بھی کوئی آسمانی وحی خدا کی طرف سے آنے والی تھی، تو اس کے اتباع سے کیوں روکا جاتا ہے، اور پھر اس پر بھی غور کیجئے کہ جب دنیا اس کے اتباع سے منوع ہے تو پھر اس وحی کے نازل کرنے اور نبی کے دنیا میں بھیجنے سے کیا فائدہ ہے ۔

آیت نمبر ۵۹ | وَ لَقَدْ اٰهَلَكْنَا الْقُرْمِذَ

مِنْ قَبْلِكَ لَمَّا ظَلَمُوا وَ اٰجَاؤْهُمْ

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَ مَا كَانُوا

يُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

الْمُكَرِّمِيْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلِيفَ

فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ

كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (پولس، ۳)

اس آیت کریمہ میں اول تو یہ بتلایا گیا کہ پہلی امتیں سب شرک کی وجہ سے ہلاک

ہو چکیں، اور پھر بیان کیا گیا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمام امتوں

کی خلیفہ اور زمین میں سب کی قائم مقام ہے، جس کا حاصل صاف یہ ہے کہ یہ امت

آخرالام ہے، اس کے بعد نہ کوئی جدید نبی آئے گا اور نہ اس کی نئی امت پیدا ہوگی ۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ خداوند عالم نے بنی اسرائیل پر اپنے انعامات کا تذکرہ کرتے

”ادیم ہلاک کر کے سب امتوں کو تم سے پہلے، جبکہ انھوں نے ظلم کیا اور کئے تھے ان کے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں اور ہرگز نہ تھے وہ ایمان لانے والے، پونہی سزا دیتے ہیں ہم گنہگار قوم کو، پھر ہم تم کو نائب کیا زمین میں ان (سب) امتوں کے بعد تاکہ تم بھی تم کیا کرتے ہو“

ہوئے ارشاد فرمایا :-

وَاذْكُرْ ذَا اِذْ جَعَلْنَا نَبِيَّكَ
اَنْبِيَاً . | " اور یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے
اندر انبیاء پیدا کئے :"

لیکن خیر الام کے متعلق کہیں ایسے الفاظ مذکورہ نہیں ، بلکہ اس موقع پر جَعَلْنَا
خَلِيفَةً لِّكَ آیتوں میں ارشاد فرمایا گیا ہے ، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے تدبیر
کی حکمت غامضہ اور خیر الام کی شان اختیار کا اقتضاء یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے آفتاب نبوت کے طلوع ہونے کے بعد کسی جدید ستارے کی روشنی کی ضرورت نہ سمجھی جائے ۔
لیکن یاد رہے کہ اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ یہ امت امم سابقہ سے کسی درجہ
میں کم ہے ، کیونکہ منصب نبوت کے نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کمالات نبوت بھی
مفقود ہوں ۔ چنانچہ ارشادات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اس کا اعلان کرتی ہیں کہ یہ
امت کمالات نبوت کے ساتھ مشفق ہے ، مگر منصب نبوت آپ کے بعد کسی کو اس لئے
نہیں دیا جاتا کہ اس میں آپ کی شان عظمت کی تقیص ہے ۔

مسند ابوداؤد طیالسی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک طویل حدیث نقل کی کہ
جاء انشاء اللہ تعالیٰ حصہ دوم ختمہ المشوقۃ فی الحدیث میں مفصل نقل کی
جائے گی ، اس کے چند جملے یہ ہیں :-

وَتَقُولُ الْاُمَمُ كَاذِبٌ هٰذَا
الْاُمَمَةُ اَنْ تَكُوْنَ اَنْبِيَاءُ مُكَلَّمًا . | " قیامت کے روز تمام امتیں کہیں گی
کہ قریب ہے کہ یہ امت سب کی سب
انبیاء ہوں :"

(مسند ابوداؤد طیالسی ص ۳۸۳)

نیز خداوندیہ عالم نے پہلی امتوں کے متعلق جب یہ ذکر فرمایا کہ وہ اپنے سے پہلی امتوں
کے قائم مقام اور خلیفہ ہیں تو ساتھ ہی اس قوم کا بھی ذکر فرمایا جس کا خلیفہ اس
امت کو کیا گیا تھا ، چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے :-

وَاذْكُرْ ذَا اِذْ جَعَلْنَاكُمْ خُلَفَاءَ
مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ . | " یاد کرو جب ہم نے قوم نوح کے بعد
تمہیں خلیفہ بنایا :"

اور دوسری جگہ ارشاد ہے :-

وَإِذْ كُنَّا إِذْ جَعَلْنَا خُلَفَاءَ
مِنْ بَعْدِ عَادٍ -

"یاد کر جب ہم نے تمہیں عاد کے
بعد قائم مقام بنادیا؟

جس میں کسی امت کو قوم نوح کا اور کسی کو قوم عاد کا خلیفہ اور قائم مقام بتلایا گیا ہے، بخلاف خیر الام کے کہ اس کی خلافت و نیابت کو کسی خاص قوم کے ساتھ مقید نہیں فرمایا بلکہ خلافت کے ساتھ فی الارض کی قید کا اضافہ کر کے اس کا صاف اعلان کر دیا کہ یہ امت محمدیہ علی الاطلاق تمام ام دنیا کی خلیفہ ہے، اس کے بعد کوئی اور امت عالم دنیا میں آنے والی نہیں۔

آیت نمبر ۶۰ | هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ
خُلَفَاءَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ
فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ .

"وہ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں زمین کا
خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کے درجات
و دسروں پر بلند کئے؟

(آخرا لانعام، پ)
آیت نمبر ۶۱ | هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ
فِي الْأَرْضِ الْآيَةِ (فاطر، پ)

"وہ اللہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین
پر خلیفہ بنایا؟

یہ آیات بھی آیت مذکورہ کی طرح اس امت کو تمام ام کا خلیفہ اور آخر الام ثابت کرتی ہے جس کی تفصیل ابھی گزر چکی ہے، مزید اطمینان کے لئے دیکھو تفسیر خازن صفحہ ۷۱ جلد ۲۔

"اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں لئے
امت محمدیہ تمام زمین کا خلیفہ بنایا اس
لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلی تمام
اہم سابقہ کو ہلاک کر دیا اور تمہیں اُن
کا خلیفہ بنادیا کہ تم زمین پر اُن کی نیابت
کر دو اور ان کے بعد زمین کو آباد کرو، اُو
یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء، اللہ

تَعْنِي وَاللَّهُ الَّذِي جَعَلَكُمْ بِنَا
أُمَّةً مُعْتَدٍ خَلِيفَتِ فِي الْأَرْضِ
فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَهْلَكَ مَنْ
كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ الْخَالِيَةِ
وَأَسْتَخْلَفَكُمْ فَجَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ
مِنْهُمْ يُخَلِّفُونَ نَعْمَ فِيهَا وَتَعْبِيرُ فِيهَا
بَعْدَهُمْ وَذَلِكَ لِأَنَّ مُحَمَّدًا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَآخِرُ مَعْمُورِ
أَمْتُهُ آخِرُ الْأَمَمِ۔

آپ کی امت کو آخرالام بنایا ہے۔

تفسیر خازن کی مذکورہ بالا عبادت میں خط کشیدہ عبارت کو غور سے دیکھئے جس میں ہماری گزارش کی پوری تصدیق ہے۔

نیز علامہ نسفی تفسیر مدارک میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ حَاتِمُ النَّبِيِّينَ فَأَمْتُهُ
قَدْ خَلَقَتْ مَثَابًا لِلْأَمَمِ (مدارک)

اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبيين ہیں اور اس لئے آپ کی امت
ساری امتوں کی خلیفہ بنی ہے۔

آیت نمبر ۶۲ | اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ
الْشَّقِ الْقَصْرِۃُ

”قرب آہنچی قیامت اور شق ہو گیا
چاند رجب کہ قرب قیامت کی علامت
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔“

(پارہ اقریت ۴)

آیت میں قیامت کے قریب ہونے سے اس کی طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہ پیدا ہوگا، چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تصریح فرمائی ہے، دیکھو ابو حازم سلمہ بن دینار رضی اللہ عنہ کی حدیث ذیل۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بُعِثْتُ أَنَا
وَالسَّاعَةُ هَكَذَا أَوْ أَمْسًا
بِمُصْبَعِيهِ الشَّيْبَانِيَّةِ وَالْوُسْطَى

”ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے
تھے کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح
سیمے لگے ہیں اور آپ نے اپنی شہادت کی
اٹلی اور بیچ کی اٹلی کو ملا کر اشارہ فرمایا۔“

(بخاری و مسلم)

اور اسی مضمون کی حین حدیثیں امام احمد نے اپنے مسند میں حضرت سہیل بن سعد اور
حضرت انسؓ اور حضرت دہب سلوالتیؓ سے بھی روایت فرمائی ہیں جن کو ابن کثیر نے
آیت مذکورۃ الصدک کی تفسیر میں پیش کیا ہے، دیکھو ابن کثیر صفحہ ۲۳۰، جلد ۹۔

اور حضرت ابن زعلیؓ کی ایک طویل حدیث میں بھی مضمون اور بھی زیادہ وضاحت
کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس میں یہ بھی تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت
دونوں کے قریب ہونے سے یہی مراد ہے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی

اور نبی پیدا نہ ہوگا۔

اسی حدیث میں ابو زمرؓ نے اپنا ایک طویل خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا اور آپؐ کا اس کی تعبیر بیان فرمانا ذکر کیا ہے۔ تمام خواب اور اس کی تعبیر اس جگہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں، صرف وہ جملے نقل کر دینا کافی ہیں جن سے اس وقت ہمارا مقصد متعلق ہے، یعنی ابو زمرؓ نے اس خواب میں منجملہ بہت سے واقعات کے یہ بھی دیکھا تھا کہ ایک نافر ہے اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلا رہے ہیں، آپؐ نے اس کی تعبیر میں ارشاد فرمایا :-

”وہ نافر میں کو تم نے دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس کو چلا رہا ہوں وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی، نہ میرے بعد کوئی نبی ہوا نہ میری امت کے بعد کوئی امت“

وَأَمَّا السَّاعَةُ الَّتِي رَأَيْتُمْ فَدَلِيلُهَا أَنِّي أَبْعَثُ فِي السَّاعَةِ كَلِيْمًا نَقُومُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي الْحَدِيثُ

(اخرجہ البیہقی فی دلائل النبوة ذکرہ ابن کثیر ص ۳۶۹ ج ۱)

”لوگوں کے لئے اُن کا حساب (قیامت کا دن) قریب آگیا اور وہ غفلت میں اس سے روگردانی کر رہے ہیں“
”آپؐ ہی خدا تعالیٰ کا حکم (یعنی قیامت) سونم اس میں جلد کھٹ مچاؤ“

آیت نمبر ۶۲ | اِشْرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ (انبیاء، ۶۲)
آیت نمبر ۶۳ | اِنِّیْ اَمْرٌ اَللّٰهُ لَا تَسْتَعْجِلُوْهُ (سورہ نمل، ۶۳)

ائمہ مفسرین نے عامۃً بیان فرمایا ہے کہ آیت میں امر اللہ سے قیامت مراد ہے اور ناظرین معلوم کر چکے ہیں کہ قرآن میں قرب قیامت سے اشارہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی جدید نبی نہیں۔

”اسی طرح اللہ تعالیٰ وہی بھیجتا ہوا آپؐ کی طرف اور ان انبیاء کی طرف جو آپؐ پہلے ہیں، وہ اللہ جو بہت حکمت والا ہے“

آیت نمبر ۶۵ | كَذٰلِكَ يُوحِیْ اِلَیْكَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (ابتداء شریعتنا، ۶۵)

قرآن کریم نے اس مضمون کو بہت سی آیات میں بیان فرما کر مسئلہ زیر بحث کا واضح فیصلہ فرما دیا ہے، جس کا بیان آیات نمبر ۳ لغایت نمبر ۷ میں گند چکا ہے، اسی لئے

ہم ناظرین کرام کی توجہ اس طرف منعطف کرتے ہوئے درخواست کرتے ہیں کہ پہلے اس پر غور فرمائیں کہ اس میں تو کسی کو شک نہیں ہو سکتا کہ خدائے قدوس کے تمام انبیاء و رسل واجب الاحترام ہیں، اُن کا ذکر باعث برکات اور اُن کے ہر قدم پر آنے والی نسلوں کے لئے عبرتیں اور حکمت کے سبق ہیں، اور اسی لئے اُن کے حالات و واقعات اور گراں قدر کارناموں کو جس قدر روشن کر کے بیان کیا جائے اسی قدر مفید اور نہایت مفید ہے جیسا کہ خود قرآن کریم کا طرز عمل بتلا رہا ہے۔

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت و رسالت باقی اور وحی نبوت کا سلسلہ جاری ہے تو پہلی امتوں کی طرح اس امت کے لئے بھی انبیاء علیہم السلام کی دو جہتیں ہو جائیں گی، ایک وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکی ہے، اور دوسری وہ جو آپ کے بعد آنے والی ہیں، اس صورت میں مناسب یہ تھا کہ قرآن عزیز دونوں قسم کی جماعتوں کا تذکرہ کرتا، دونوں کے حالات کو بیان کرتا، جیسا کہ کتب سابقہ تورات و انجیل وغیرہ اسی طرز عمل سے معمور ہیں، اُن میں اگر ایک طرف انبیاء سابقین کے کارنامے دکھلا کر اس امت کے لئے درسِ عبرت پیش کیا گیا ہے، تو دوسری جانب بعد میں آنے والے انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے حالات و علامات، اخلاق، عادات، تمدن، معاشرت، وطن، ہجرت گاہ وغیرہ اور ان کی شریعت کا طغریٰ امتیاز اس طرح بتلایا گیا ہے کہ جس کے معلوم کرنے کے بعد کسی شخص کو ان کے پہچاننے میں غلط فہمی نہیں ہو سکتی، بلکہ بنقرِ قرآن آنے والے نبی کو اس طرح پہچانتے تھے جیسے کوئی شخص اپنی اولاد کو پہچانتا ہے۔ پھر آنے والے انبیاء کی صرف خبر ہی نہیں دی بلکہ ان پر ایمان لانے اور ان کے اتباع کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی بعثتِ انبیاء اور سلسلہ وحی جاری تھا تو مناسب بلکہ ضروری تھا کہ قرآن عزیز انبیاء سابقین کی طرح آنے والے انبیاء کا بھی مسلسل و مکمل تذکرہ کرتا اُن کے نام، اُن کا مولد، محلہ، اخلاق و عادات اور ایسے

حالات بیان کر دیتا کہ جن کے معلوم کرنے کے بعد امتِ مرحومہ کو آنے والے انبیاء کے پہچانے میں کوئی مشہد باقی نہ رہتا۔

بلکہ اگر ذرا غور سے کام لیا جائے تو بعد میں آنے والے انبیاء کا تذکرہ بہ نسبت انبیاء سابقین کے زیادہ اہم اور ضروری تھا، کیونکہ انبیاء سابقین پر اجمالی ایمان کافی ہے، یہ ضروری نہیں کہ اس میں سے ہر شخص کا نام اور شخص معلوم ہو، اس کی ہدایتیں یاد ہوں، اس کے تمام احکام کی اطاعت کی جائے، اور خود قرآن کریم کا ارشاد ہے

مِنْهُمْ مَنْ قَعَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ،

جس نے بتلادیا کہ بہت سے انبیاء سابقین کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں بتلائے گئے، امت کا تو ذکر ہی کیا۔

الغرض انبیاء سابقین کے متعلق صرف اس قدر اجمالی ایمان کافی ہے کہ خداوند عالم نے جتنے انبیاء بھیجے ہیں وہ سب حق و صداقت پر ہیں اُن کے شخصی حالات ایمان کا جزو نہیں۔ بخلاف بعد میں آنے والے انبیاء کے کہ اُن کے دعوے کی تصدیق اُن پر ایمان لانا، اُن کے تمام احکام کا اتباع امتِ مرحومہ کا اولین فرض ہے اور ان کی نجات کا مدار ہوگا۔ وہ جب تک آنے والے انبیاء کو نہ پہچانیں اور ان پر ایمان نہ لائیں، اگرچہ پہلے سب انبیاء پر کامل ایمان رکھیں ہرگز نجات نہیں پاسکتے۔

ایسی حالت میں انصاف سمجھئے کہ انبیاء سابقین کے حالات کا دُہرانا، اُن کے شخصی حالات کا تذکرہ زیادہ اہم اور ضروری ہے، یا بعد میں آنے والے انبیاء کا؟ اس کے بعد قرآن کریم کی آیات بینات پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ اس مجسم ہدایت نے بعد میں آنے والے انبیاء کے ذکر اور اُن کے حالات کا کہاں تک اہتمام کیا ہے اور انبیاء سابقین کا کہاں تک؟

ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ قرآن مجید کے تیس پاروں میں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں دکھائی جاسکتی جس میں کسی بعد میں پیدا ہونے والے نبی کا نام یا اس کا حلیہ یا اس کا وطن یا اور کوئی تشخص بتلایا گیا ہو، بلکہ بلا تعین اجمالی طور پر کہیں یہ بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہوگا۔

بخلاف اس کے کہ انبیاء سابقین کے نام نامی، ان کے وطن اور جائے قیام

کا اکثر بلکہ مکرر ذکر فرمایا گیا ہے، ان کے تبلیغی کارناموں اور قصص عبرت کو ایک مرتبہ اور ایک جگہ نہیں، بلکہ قرآن کے مختلف مواضع میں مکرر سرکر لوثا یا گیا، ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو دیکھئے کہ شاید کوئی پارہ ایسا نکلے جس میں اس قصہ کا تفصیلاً یا اجمالاً ذکر نہ ہو۔

تتزیل عزیز کے اس طرز عمل اور طریق ہدایت میں کیا چشم بصیرت کے لئے یہ سبق نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، ورنہ کس قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ جس آنے والے نبی کا شخصی طور پر پہچانا، اس کے حالات معلوم کرنا، اس کے احکام کی پیروی کرنا امت کے لئے جزو ایمان اور مدار نجات ہے، اس کا تو کہیں نام ہی نہ لیا جائے، کوئی ذکر بھی نہ کیا جائے، اس کے بعد میں آنے کی طرف اشارہ بھی نہ فرمایا جائے، اور جن انبیاء سابقین پر اجمالی ایمان لانا کافی تھا ان کے ناموں کا معلوم ہونا، ان کے حالات و تشخصات کا جاننا، ان کے قصص کا پڑھنا جزو ایمان نہیں تھا، اس کو بار بار مختلف عنوانات سے سلسلے قرآن میں دہرایا جا رہا ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں، بلکہ قرآن مجید میں اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت رسالت اور وحی کے تذکرے کے ساتھ میں قبل، میں قبلیک وغیرہ کی قید لگا کر اس کا اعلان کیا جا رہا ہے کہ نبوت و رسالت اور وحی کے سلسلے صرف زمانہ قبل ہی تک محدود ہیں، بعد میں نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ سلسلہ وحی جاری رہے گا۔

اسی کی ایک نظیر وہ آیت کریمہ ہے جو اوپر تلاوت کی گئی ہے یعنی كَذَٰلِكَ يُؤْخَذُ الْيَتِيمَ ذَلِٰلِیْ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ جِس میں بتلایا گیا ہے کہ وحی الہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوگی، اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف۔

خود کا مقام ہے کہ اگر بعد میں بھی یہ سلسلہ وحی جاری تھا تو اول تو لازمی تھا کہ اس کو نہایت روشن کر کے ذکر کیا جاتا اور امت کو اس کے اتباع کی تاکید اور ہدایت کی جاتی، اور اگر یہ نہیں تھا تو کم از کم من قبلک کی تخصیص کا تو کوئی موقع ہی نہیں تھا۔ اس لئے یہ یقین کہا جاسکتا ہے کہ مفسر قرآن عزیز میں وحی الہی کے ساتھ من قبلک اور من قبل وغیرہ کی تخصیصات اس بات کا کھلا ہوا اعلان ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا جدید نبی پیدا نہ ہوگا۔

نیز یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ متران مجید ایک غیر منسوخ دہری قانون ہے، قیامت تک پیدا ہونے والی تمام نسلیں اسی کے زیر حکومت ہیں، یہاں تک کہ مسند مرزائیہ کی دونوں پارٹیوں کی بھی ظاہراً اس میں خلافت نہیں، اس کے باوجود اس میں آئندہ پیدا ہونے والے انبیاء کا تذکرہ نہ ہونا، اُن کے حالات کی تفصیل بلکہ اجمال کا بھی مذکور نہ ہونا قطعاً یہ حکم کر رہا ہے کہ آئندہ کسی طرح سے سلسلہ نبوت باقی نہیں۔

اگر کتب قدیمہ تورات و انجیل وغیرہ اس طرز عمل کو اختیار کرتی ہوئی مورت اپنے سے پہلے انبیاء کے تذکرہ پر اکتفا کرتیں، اور انبیاء کے ذکر کے ساتھ من قبل وغیرہ کی قیدیں لگاتیں، تو ایک درجہ میں غیر مناسب نہ تھا، کیونکہ وہ کتابیں ایک محدود زمانہ اور محدود اقوام کے لئے نازل کی گئی تھیں وہ اس کی کفیل نہ تھیں کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے ہدایت کا مکمل سامان پیش کریں، اور ان انبیاء کا مفصل ذکر کریں جو اُن کے بعد میں آنے والے ہیں۔

لیکن قرآن عزیز جو تا قیامت تمام انسانوں کے لئے نجات و ہدایت کا کفیل ہو کر دنیا میں آیا ہے، اگر سلسلہ نبوت ودی جاری رکھنے کے باوجود وہ بعد میں آنے والے انبیاء کے مفصل حالات بیان نہیں کرتا تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ (معاذ اللہ) اس کی تعلیم اور ہدایت میں سخت نقصان ہے۔

جب ہم کتب سابقہ کو انبیاء مابعد کے مفصل اور مکمل حالات اور ان کے تذکرہ سے بہرہ بردار دیکھتے ہیں، اور اس کے خلاف قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی جدید نبی کا نام تک نہیں پاتے۔ مفصل حالات کو چھوڑ کر اجمال اور اسرار و ہی اس کی طرف نہیں دیکھتے، بلکہ مزاحمہ اور قطعاً انقطاع نبوت کے کمر اعلان اس کی آیات میں تلاوت کرتے ہیں تو ایمان لانا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی تشریفی یا غیر تشریفی اور بقول مرزا جی غلی یا بروزی نبی کو تجویز کرنا یقیناً

۱۔ اگرچہ حقیقت میں وہ صرف مرزا صاحب کی پوجا کرتے ہیں اور انہی کے اتباع میں بہت سے احکام مشرانیہ کو صفائی سے روک رہے ہیں ۱۲ منہ

اسلام اور شریعتِ اسلامیہ سے روگردانی اس کی نعوس کو ٹھکانا اور کھلا ہوا لڑداد ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

اس کے بعد ناظرینِ کرام وہ آیات ملاحظہ فرمائیں جن میں خداوندِ عالم نے انبیاء کے تذکرہ کے ساتھ من قبل وغیرہ کی قیدیں لگائی ہیں۔

تَنْبِيْهِ ۱۔ ان آیات سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ اگر بقول مرزا صاحبِ نبی کی کوئی قسم غیر تشریحی یا ظلی یا بروزی وغیرہ بھی شریعت میں معتبر ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ بھی منقطع ہے، کیونکہ نبی خواہ کسی نوع کا ہو اس کا ایمان لانا فرض اور اداس سے اعراض کفر ہے۔

ایسی حالت میں قرآن کریم کا آنے والے غیر تشریحی یا ظلی یا بروزی نبی کا کوئی تذکرہ نہ کرنا بلکہ اس کے خلاف انقطاعِ نبوت کا اعلان کرنا اس کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان اقسام میں سے بھی کسی قسم کا کوئی نبی بھیجتا حق تعالیٰ کو منظور نہیں۔

اس جگہ ایک اور بات بھی قابلِ غور ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر جو انتہائی شفقت تھی اس کے پیش نظر آپ نے قیامت تک امت کے سامنے پیش آنے والے تمام اہم معاملات کو ایک ایک کر کے نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ سمجھایا ہے جس کا بیان احادیثِ نبویہ میں اہتمام کے ساتھ آتا ہے ایک طرف آئندہ آنے والے فتنوں اور اُن کے بڑے قائدوں کے پورے نشانات اور پتے بتلا کر ان سے محفوظ رہنے کی تدبیریں تلقین فرمائیں، تو دوسری طرف ایسے بزرگوں کے پورے نام و نشان بتلائے جو ملت کی رہنمائی کریں گے۔ مثلاً وہ جالوں کے آنے کی خبر اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کی تدبیریں، آنے والے فتنوں کی نشانیاں، اُن کے وجوہ و اسباب، اُن کے شر سے بچنے کی صورتیں، احادیثِ صحیحہ میں نہایت تفصیل کے ساتھ موجود ہیں، اسی طرح امت کی رہنمائی کرنے والے بزرگوں کے نام لے کر کہیں فرمایا اِقْتَدُوا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اِنَّ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ رُفْيٌ (ابن ماجہ)

کہیں ارشاد فرمایا يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَمَةُ عِطَاشًا اِلَّا مَنْ اَحَبَّ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُمَانٌ وَعَلِيًّا (ماصفی از کبیر)

کہیں خلفائے راشدین کی سنت و طریق کو مضبوط پکڑنے کی ہدایت فرمائی تو کہیں
قَسَّكَوْا بِعَقْدِ ابْنِ مَسْعُودٍ (ترمذی) ارشاد ہوا۔

اور حواری الزبیر (محدثی) اور امینِ ہدی و الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح
(محدثی مسلم) اور بنیامِ ہدی و الامۃ عقیب العباس و دبیطِ ہدی و الامۃ
الحسن و الحسین (کنز، ص ۶۵) اور حواری ہدی و الامۃ عبد اللہ بن عباس
(خطاب کنز) اور اعلیٰہا بالحلّال و الخوام معاذ بن جبل (کنز) فرما کر امت
کے رہنماؤں اور مقتداؤں کے نام دے چکے ہیں۔

میں سے اوّل سترنی کے آنے کا پتہ دیا (مسلم) ملکِ شام میں ابدال پیدا
ہونے کا ذکر کیا (مسند احمد) ہر صدی کے شروع میں مجدد پیدا ہونے کا اظہار فرمایا (بوداد)
آخر زمانہ میں امام مہدی کے پیدا ہونے کا تفصیلی تذکرہ اور ان کی علامات اور پوری
نشانیوں بتلائیں (العرف الودی فی اخبار المہدی)

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آخر زمانہ میں آسمان سے اترنا بیان فرمایا اور
ان کی اتنی علامات و نشانات واضح طور پر بتلائے کہ اس سے زیادہ کسی شخص کے
نشانات متعین کرنا عا دۃً ممکن نہیں (التصریح بما تواتر فی نزول مسیح)

رحمۃ للعالمین نے امت کی حفاظت و ہدایت کے لئے یہ سب کچھ کیا لیکن کسی ایک
حدیث میں اس کا اشارہ تک نہ فرمایا کہ ہمارے بعد فلاں نبی تشریف یا غیر تشریفی ظلی یا
بروزی فلاں ملک، فلاں زمانہ میں پیدا ہوگا، یہ اس کی علامات ہوں گی، اس کی
اطاعت امت پر فرض ہوگی، اطاعت نہ کی گئی تو امت کا فر، گمراہ اور ابدی عذاب
میں مبتلا ہو جائے گی۔

ہاں ذکر فرمایا تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے دوبارہ آسمان سے نازل ہونے
کا ذکر فرمایا، جن کو نبوت اس دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے،
اور قرآن اُن کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔

پھر یہ بھی واضح فرمادیا کہ آخر زمانہ میں اس امت میں ان تشریف لانا باوجود منصب
نبوت پر قائم ہونے کے بحیثیت نبی نہیں، بلکہ ایک امام اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی حیثیت میں ہوگا، جیسے ایک صوبہ کا گورنر یا وزیر اعظم کسی دوسرے صوبہ میں چلا

جائے تو وہ اپنے عہد کو نری یا اندازت سے موزوں نہیں تھا، مگر اس دوسرے سویر میں اس کا وجود جسیت سے نہیں تھا پھر آخر زمانہ میں آنے مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ذکر ایک سو سے زیادہ احادیث نبویہ میں اتنی تفصیل و توضیح کے ساتھ کیا گیا اور ان کے نشانات اور پتے دیئے گئے کہ کسی شخص کے اس سے زیادہ پتے دینا مادۂ ناممکن ہے تاکہ آنے والے مسیح کے بارہ میں امت کو کوئی التباس و اشتباہ نہ رہے (آنے والے مسیح کی علامات اور نشانیاں جو نصوصِ مسترآن اور احادیث نبویہ میں مذکور ہیں ان کو ہم نے ایک مستقل حصہ ”مسیح موعود کی پہچان“ میں درج کیا جو یہ رسالہ شائع شدہ ہے ملاحظہ فرمایا جائے)۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سوا اس امت میں کسی نبی یا رسول کے پیدا ہونے کا قطعاً کوئی تذکرہ بلکہ اشارہ تک کسی حدیث میں نہیں، بلکہ اس کے خلاف اس کی بے شمار تصریحات موجود ہیں کہ آپ کے بعد کسی کا منصب نبوت کسی کو عطا نہیں ہوگا۔

قرآن کریم نے بھی جہاں ایمان کے بنیادی اصول بتلائے (جیسے آیت مذکورۃ العزہ میں) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے ساتھ صرف انبیائے سابقین کی وحی کو شامل فرمایا، کسی بعد میں پیدا ہونے والے تشریفی یا غیر تشریفی یا ظلی یا برزوی نبی اور اس کی وحی کا مطلقاً کوئی ذکر نہ کیا۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پراختتام نبوت اور انقطاع وحی نبوت پورے قرآن اور ذخیرۂ احادیث میں اور کوئی بھی ثبوت نہ ہوتا تو ایک سمجھ دار آدمی کے لئے اتنا ہی کافی تھا جس سے وہ یقین کر لیتا کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی یا رسول پیدا ہونے والا نہیں، اور نہ آپ کے بعد وحی و نبوت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

بقول قادیانیہ اگر نبوت کی کچھ اقسام تشریفی یا غیر تشریفی یا ظلی برزوی ہوتیں، اور ان میں سے کوئی قسم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی رہنے والی ہوتی، تو کیا اس موقع پر لازم نہ تھا کہ اس کا تذکرہ کیا جاتا، کہ فلاں قسم کا نبی فلاں فلاں علامات کے ساتھ آئے گا اس پر بھی ایمان لانا فرض ہوگا، اور جو کچھ اس پر نازل ہوگا اس کو

بھی تسلیم کرنا، اور اس کی اطاعت کرنا مسلمان کے لئے ضروری ہوگا۔

”اور ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے تھے،

بہت اُستوں کی طرف؟

”اے محمد! آپ کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے

کس قدر پیغمبر آئے معجزے لیکر؟

”آپ سے پہلے بہت سے رسول

جھٹلائے گئے۔“

”اور مذاق اڑایا گیا ہے ان رسولوں کا

جو آپ سے پہلے گزرے؟

”اور جھٹلائے گئے ہیں بہت سے

رسول تم سے پہلے؟

”اور ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی

والوں میں سے جتنے (رسول) بھیجے سب

آدمی ہی تھے (کوئی بھی فرشتہ نہ تھا)؟

”اور ٹھٹھا کیا گیا ہے بہت سے رسولوں

کے ساتھ آپ سے پہلے؟

”اور ہم نے بھیجے ہیں بہت سے رسول

آپ سے پہلے؟

”اے محمد! آپ سے پہلے بھی ہم نے بھی مراد

بھیجے تھے کہ ہم حکم بھیجتے تھے ان کی طرف؟

”اللہ کی قسم ہم نے بہت سے رسول بھیجے

بہت سے فرقوں میں آپ سے پہلے؟

”اور جو کتاب ہم نے آپ کے طرف بھجوا دی

بھیجی وہی حق ہے، تصدیق کرنے والی اپنے

سے پہلی وحی کی؟

آیت نمبر ۶۱ | وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ

مِن قَبْلِكَ (انعام، ۶۱)

آیت نمبر ۶۲ | قُلْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّن

قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ الْآيَاتِ (آل عمران، ۶۲)

آیت نمبر ۶۳ | فَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ

مِن قَبْلِكَ (آل عمران، ۶۳)

آیت نمبر ۶۴ | وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحِيًّا بِرُسُلٍ

مِن قَبْلِكَ (انعام، ۶۴)

آیت نمبر ۶۵ | وَلَقَدْ كَذَّبَ بَنُو رُسُلٍ

مِن قَبْلِكَ (انعام، ۶۵)

آیت نمبر ۶۶ | وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ

إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيًّا إِلَيْهِمْ مِّن

أَهْلِ الْقُرَىٰ (يوسف، ۶۶)

آیت نمبر ۶۷ | وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحِيًّا بِرُسُلٍ

مِن قَبْلِكَ (زمر، ۶۷)

آیت نمبر ۶۸ | وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا

مِن قَبْلِكَ (زمر، ۶۸)

آیت نمبر ۶۹ | وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ

إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيًّا إِلَيْهِمْ (نمل، ۶۹)

آیت نمبر ۷۰ | تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ

أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ (نمل، ۷۰)

آیت نمبر ۷۱ | وَالَّذِي آدُخِّنَا إِلَيْكَ

مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مَعْدِي قَا

لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (فاطر، ۷۱)

”دستور پڑا ہوا ان رسولوں کا جو آپ
سے پہلے بھیجے ہم نے؟
”ہم نے آپ سے پہلے جو کوئی رسول بھیجا
اس کو بھی وحی کی کہ کوئی بندگی کے
لائق نہیں میرے واسو میری
ہی بندگی کر دے؟

آیت نمبر ۷، اِسْمٰۤءُ مِّنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلِكَ
مِّنْ رُّسُلِنَا (بنی اسرائیل، ۷۱، ۷۲)
آیت نمبر ۸، رَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِّنْ رُّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْ اِلَيْهِ اَنْهُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْ وَبِرَّ
(انبیاء، ۷۱، ۷۲)

ظاہر ہے کہ یہ توحید کی تعلیم لازمہ نبوت ہے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
بھی کوئی رسول بھیجا جاتا تو اس کے لئے بھی یقیناً ہی وحی ہوتی، اس کے لئے انبیاء ماقبل
کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں، اس وحی میں میں قَبْلِكَ کی قید یقیناً اس امر کا ثبوت ہے
کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ بھیجا جائے گا۔

”ہم نے آپ سے پہلے جو کوئی رسول
اور نبی بھیجا ہے؟
”اے جتنے بھیجے ہم نے آپ سے پہلے
رسول سب کھانا کھاتے تھے؟

آیت نمبر ۹، رَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِّنْ رُّسُوْلٍ وَلَا يَتَّبِعُوْنَ الْاٰيٰتِ
آیت نمبر ۱۰، رَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِّنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا اَنَّهُمْ
لَيَكُوْنَنَّ الطَّغَاۤمُ (زمر، ۲۱)

یہ الفاظ بھی قابل لحاظ ہیں، کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی
نبی مبعوث ہوتا تو یقیناً وہ بھی کھانے پینے سے بری نہ ہوتا، پھر اس میں انبیاء ماقبل کی تخصیص
کا اس کے سوا کیا فائدہ ہے کہ آپ کے بعد نبوت کے انقطاع کا اعلان کرنا منظور ہے۔

”آپ سے پہلے بہت سے رسول
جھٹلائے گئے؟

آیت نمبر ۱۱، فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلُ
مِّنْ قَبْلِكَ (فاطر، ۲۲)

”آپ کی طرف اے آپ سے پہلے انبیاء
کی طرف یہ وحی بھی گئی کہ اگر (بالغرض)
تم بھی شرک کرو تو تمہارے بھی سائے
عمل جھٹ (بیکار) ہو جائیں، اے تم
خسارہ والوں میں داخل ہو جاؤ؟

آیت نمبر ۱۲، وَلَقَدْ اَوْحٰی اِلَيْكَ ذٰلِیْ
الَّذِیْنِ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ
لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ
الْخٰسِرِيْنَ ۝
(زمر، ۲۳)

اس میں بھی یہ بات غور طلب ہے کہ شرک اگر جہاں عمل اور خصال کا باعث ہے تو وہ صرف انبیاء سابقین ہی کے لئے نہیں بلکہ اگر بعد میں بھی کوئی نبی ہوتا تو وہ بھی اس حکم سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔

اس کے باوجود میں قبلیہ کی تخصیص سے کیا اس کی طرف صاف اشارہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ یہ احکام اس پر جاری ہوں گے، ورنہ یہ تو ظاہر ہے کہ شریعت خداوندی کسی بعد میں آنے والے نبی کے لئے شرک کو جائز نہیں رکھے گی۔

”آپ سے وہی کہا جاتا ہے جو سب رسولوں سے آپ سے پہلے کہا گیا کہ آپ کا رب مغفرت والا ہے اور دوزخ کا عذاب والا“

آیت نمبر ۸۲ | مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرَّسُولِ مِنْ قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَذُوْ عِقَابٍ أَلِيمٌ (م السجدہ، ۸۲)

اس میں بھی ظاہر ہے کہ انبیاء ماقبل کی تخصیص نہیں، اگر آپ کے بعد بھی انبیاء ہوتے تو یقیناً ان سے بھی یہی کہا جاتا، پھر من قبلیہ کی تخصیص کا اس کے سوا کیا فائدہ ہے کہ انقطاع نبوت بتلانا منظور ہو کہ نہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ یہ وحی اس کی طرف بھیجی جائے گی۔

”ایسے ہی وحی بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف اور آپ سے پہلوں کی طرف جو زبردست اور حکمت والا ہے“

آیت نمبر ۸۳ | وَإِلَى الْاٰلِیْنِ مِنْ قَبْلِكَ اَللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (شوری، ۸۳)

آپ کی طرف اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف وحی بھیجنے میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیاء کی تخصیص کیا یہ نہیں بتلاتی کہ انبیاء ماقبل کے علاوہ اور کسی پر وحی نہ بھیجی جائے گی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اگر بعد نزول وحی ہوگی تو وہ اس کے مخالف نہیں، کیونکہ وہ انبیاء سابقین میں داخل ہیں۔

”اور اسی طرح جو رسول بھیجئے آپ سے پہلے کسی بستی میں الخ“

آیت نمبر ۸۴ | وَكَذٰلِكَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْیَةٍ مِّنْ ذٰلِكَ الْاٰیَةِ (زخرف، ۸۴)

آیت نمبر ۸۶ | وَاسْتَلْ مِنْ أَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا
زخرف، ۲۵

”اور ان رسولوں سے دریافت کر لیجئے
جو ہم نے آپ سے پہلے بھیجے تھے؟“

ان کثیر التعداد آیات کریمہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ نبوت و رسالت اور وحی وغیرہ کے سلسلہ کا جہاں کہیں ذکر آیا ہے اس کو اکثر ماقبل کے ساتھ مخصوص بتلایا گیا ہے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی انبیاء علیہم السلام پیدا ہونے والے تھے تو قرآن کریم کا یہ اسلوب قطعاً حکمت کے خلاف ہو جائے گا (والعیاذ باللہ) کیونکہ اس صورت میں اقل تو یہ مناسب تھا کہ بعد میں آنے والے انبیاء کا فضل تذکرہ ان کے اسماء گرامی، ان کے مواطن و مہاجر و غیرہ بیان کئے جاتے، اور بہ نسبت انبیاء سابقین کے ان کا زیادہ تذکرہ کیا جاتا۔

اور اگر یہ بھی نہیں تھا تو کم از کم نبوت و رسالت اور وحی کے سلسلہ کے ساتھ مِنْ قَبْلُ وغیرہ کی تخصیصات اور قیود بڑھا کر اُمت کو اس مشہر میں تو نہ ڈالا جاتا کہ بعد میں کوئی نبی اور وحی آنے والی نہیں۔

قرآن عزیز کے اس اسلوب حکیم پر ایک نظر ڈالنے والا اس پر یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس کتاب مجید کو اس طرز تحریر کے ذریعہ سے ہی بتلانا منظور ہے کہ کسی قسم کی نبوت اور کسی قسم سے وحی نبوت کا سلسلہ آپ کے بعد جاری نہ رہے گا۔ ان صاف و صریح شواہد کو بھی اگر کوئی نظر انداز کرے تو اس کی قسمت۔

غیر تشریحی یا ظلی بروزی | اس سلسلہ آیات سے قادیانی دجل و تحریف کا بھی بالکل ازالہ
نبوت کا انقطاع بلکہ ابطال ہو جاتا ہے جو قسم نبی غیر تشریحی یا ظلی یا بردزی وغیرہ کے عوائت سے بیان کی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ آیات ختم نبوت صرف نبی تشریحی کے آنے سے مانع ہیں، غیر تشریحی یا ظلی و بردزی آ سکتے ہیں۔

کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اگر غیر تشریحی یا ظلی و بردزی کوئی قسم نبی کی عند اللہ مقبول ہوئی اور وہ بعد میں جاری ہونے والی ہوتی تو ضروری تھا کہ متسران حکیم جو باتفاق قیاس تک آنے والی نسلوں کی ہدایت کا کفیل ہو کر آیا ہے وہ بہ نسبت انبیاء سابقین کے ان آنے والے انبیاء کے حالات و مقامات کو نہایت اہتمام سے روشن کر کے بیان کرتا۔

مگر جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بجائے آنے والے انبیاء کی خبر دینے اور ان کے حالات بیان کرنے کے قرآن حکیم اپنی غیر معمولی آیات میں انقطاع سلسلہ نبوت کی خبر دیتا ہو اور جہاں کہیں انبیاء اور نبوت و رسالت کا تذکرہ آتا ہے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ماقبل کے ساتھ مقید کرتا ہے تو ہمارے نزدیک کسی شب پرہیز کو بھی اس حقیقت سے آنکھ پھرانے کی مجال نہیں رہتی، کہ اگر بالفرض غیر تشریف یا غلطی و بروزی کوئی قسم نبوت کی عند اللہ معتبر بھی ہوتی تو وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی۔ کیا مرزا غلام احمد کا دم بھرنے والوں میں کوئی اللہ کا بندہ ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈرے، اور اس بدابہت کا اعتراف کرے کہ اپنے آپ کو ہمیشہ کے عذاب سے بچائے۔

اللَّهُمَّ اهْدِ قَوْمِي إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

آیت نمبر ۸ | وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيٍّ
فی الدُّنْيَا (سورہ زمر، ۲۵) | اور بہت رسول بھیجے ہم نے پہلے
استوں میں ؟

یہ آیت کہ ہمہ اور اسی طرح تمام مذکورۃ الصلوات آیات جن میں بعثت انبیاء اور نزول وحی کا ذکر ہے سب کی سب اُمّ اولین اور زمان ماقبل میں نبوت اور وحی نبوت کو ثابت کرتی ہیں، مگر مابعد کے زمانہ کے لئے کوئی اشارہ بھی نہیں پایا جاتا حالانکہ اس کا بیان اس سے زیادہ اہم تھا جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے۔

لہذا آیات قرآنیہ اس عظیم الشان ذخیرہ کو دیکھنے والا اس پر ایمان لانے کیلئے یقیناً مجبور ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا سلسلہ نبوت و وحی باقی نہیں۔

آیت نمبر ۸ | ثُمَّ أَرْسَلْنَا إِلَيْكَ

الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا
فَمِنْهُمْ نَذِيرٌ وَمِنْهُمْ
مُتَقَدِّمٌ سَابِقٌ بِالْخَبَرَاتِ
يَأْذِنُ اللَّهُ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَصْلُ
الْكَبِيرُ

”پھر ہم نے قرآن مجید کا وارث ان لوگوں کو بنا دیا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں انتخاب کیا، پھر ان میں (تین قسم کے لوگ ہیں، بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے رہنما ہیں اور بعض پیچ کی چال پر چلنے والے اور بعض نیکیوں میں بڑھنے والے اللہ کے حکم سے، یہی ہے بڑی بزرگی“

(فاطر، پ ۲۲، ۳۷)

اس آیت کریمہ نے دارمین مکران یعنی امت مرحومہ کو تین جماعتوں میں تقسیم کیا ہے جن کی تعیین میں صحابہ کرامؓ سے چند قول مروی ہیں۔

حضرت عقبہ ابن صہبانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا،

”پیارے! یہ تینوں جماعتیں تھیں ان میں سے سابق بالخیرات تو وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گزر گئے، آپؐ نے اُن کے لئے جنت کی بشارت دی۔ اور مقتصدہ لوگ ہیں جو آپؐ کے اصحاب میں سے اُن کے نشان قدم پر چلے اور ظالم نفس ہم جیسے لوگ ہیں۔“

يَا بَنِي هَوٰلَاءِ فِي الْجَنَّةِ اَمَّا السَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ فَمَنْ عَفَى عَلَى عَقْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَاَمَّا الْمُقْتَصِدُ فَمَنْ اَتَيْتُمْ اَثَرًا مِنْ اَصْحَابِهِ حَتَّى الْخَلْقَ بِهِمْ وَاَمَّا الظَّالِمُ لِنَفْسِهِ فَمِثْلِي وَمِثْلَكُمْ
(تفسیر ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم، ج ۸، ص ۱۹۱)

راوی کہتے ہیں کہ یہ مدیقہ عائشہؓ کی توافع اور کسر نفسی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو ظالم لنفس میں شمار کیا ورنہ وہ تو سابقین بالخیرات میں اعلیٰ درجہ پر ہیں۔

اور حضرت عثمانؓ سے ان تینوں جماعتوں کی تعیین میں یہ روایت کیا جاتا ہے کہ،

”ظالم لنفس گاؤں والے ہیں (جو اہل علم سے دور رہتے ہیں) اور مقتصد شہر والے ہیں،

اور سابق بالخیرات اہل جہاد ہیں۔“ (ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم، صفحہ ۱۹۶، جلد ۸)

ان تینوں جماعتوں کی تعیین خواہ مدیقہ عائشہؓ کے قول کے مطابق کی جائے یا حضرت عثمان غنیؓ کے، لیکن اتنی بات بالا بحال دونوں میں متفق علیہ ہے کہ ان میں سے کوئی جماعت انبیاء کی جماعت نہیں، بلکہ وہ سب صحابہ کرامؓ ہیں، یا بعد میں آنے والے عام امتی۔

بالخصوص صدیقہ عائشہؓ کا قول تو اس میں بالکل صاف ہے، کیونکہ ان کی تفسیر پر سابق بالخیرات سے وہ صحابہ مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں وفات پا چکے، اور آپؐ نے اُن کے لئے جنت کی بشارت دی، اور ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی نبی نہیں تھا، خود مرزا جی اور اُن کی امت بھی صحابہ کرامؓ میں سے

کسی کو نبی نہیں مانتے ۔

اور جب امت کے افضل ترین طبقہ یعنی سابقین بالخیرات میں انبیاء نہیں تو مقتصد اور ظالم نفع میں اظہر ہے کہ انبیاء نہیں ہو سکتے ، اور نہ مقتصد اور ظالم نفع کے القاب شانِ نبوت کے کسی طرح مناسب ہیں ۔

الحاصل جو لوگ کتابِ مسبین یعنی تشرانِ مجید کی وراثت کے لئے منتخب کئے گئے ہیں ، اُن کی تین جماعتیں ہیں اور ان تینوں جماعتوں میں کسی نبی کا ذکر نہیں بلکہ ایک طرح سے نفی موجود ہے ، تو کیا یہ اس امر کا واضح ثبوت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی فرد نبوت کا باقی نہیں ہے ، حتیٰ کہ قرآن عزیز کا وارث اور اس کی شریعت کا پابند ہو کر بھی کوئی نبی اس امت میں پیدا نہیں ہو سکتا ، اس سے اس غیر تشریبی اور ظلی نبوت کی بھی نفی ہو گئی جو مرزاجی نے مسلمانوں کو پہلانے کے لئے ایجاد کی ہے ۔

آیت نمبر ۸۹ | یَوْمَ تَقُتُّبُ دُجُوهُمْ فِي

النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتُنَا أَطَعْنَا

اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ

۱۱ احزاب ، پ ۲۲

” جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے لئے

منہ آگ میں کہیں گے کاش ہم نے اطاعت

کی ہوئی اللہ کی اور اطاعت کی ہوئی دھما

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ”

آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالنے سے صاف ظاہر ہے کہ الرسل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں ، اس لئے پہلے یسٹلٹ اور مایدیوٹ وغیرہ کے الفاظ دیکھو ۔
دوسرا آیت کا حاصل یہ ہے کہ اس امت کے کفار کو جہنم میں اسی پر عذاب ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیوں نہ کی ، اور اسی پر ان کو حسرت ہوگی ۔

اور اگر آپ کے بعد اور انبیاء بھی پیدا ہونے والے تھے ، اور ان کی اطاعت بھی امت کے لئے ضروری تھی تو اس اطاعت کے ترک پر بھی عذاب ہونا چاہئے تھا اور اظہارِ حسرت کے وقت کفار کا یہ قول ہونا چاہئے تھا اَطَعْنَا الرَّسُولَ یعنی کاش ہم اُن سب رسولوں کی اطاعت کرتے جو ہماری طرف بھیجے گئے ۔

اور اسی طرح آیت ذیل بھی اسی معنی کی شاہد ہے ۔

آیت نمبر ۹۰ | وَ يَوْمَ يَعْصِي الظَّالِمَةُ عَلَى

يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتُنِي اتَّخَذْتُ

” اور جس دن ظالم اپنے اٹھ کالے مارا اور

کہے کاش کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا (پلانا)
 آیت نمبر ۱۱ | وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً
 لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (سب سے بھر)

اس مضمون کی چند آیات پہلے گزر چکی ہیں اور ان کے ذیل میں صورت استدلال بھی بیان کر دی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عموم بعثت ثابت کرتی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قیامت تک تمام پیدا ہونے والی نسلوں کی ہدایت کے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفیل بنادئے گئے ہیں آپ کی نبوت کے بعد کسی اور نبوت کی (خواہ وہ کسی صورت سے ہو) ہرگز ضرورت نہیں۔

آیت نمبر ۱۲ | إِنَّ هُوَ الَّذِي يُرْسِلُكَ
 نَبِيًّا يَكْفِيكَ عَدَا أَبِ شَدِيدِ يَدِهِ
 (سورہ سبار، ۱۲)

اس آیت کریمہ میں عذاب شدید سے قیامت مراد ہے، جیسا کہ ابن کثیر وغیرہ مفسرین نے تصریح فرمائی ہے (دیکھو تفسیر ابن کثیر، ص ۱۷۶، ۱۷۷)۔

اور اس لئے اس آیت کا حاصل بھی وہی ہے جو اوپر چند آیتوں سے ثابت ہو چکا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان میں کوئی اور نبی پیدا ہونا نہیں، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کی تفسیر حدیث ذیل سے کی ہے:-

عَنْ بُرَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِثْتُ
 أَنَا وَالسَّاعَةَ جَمِيعًا إِنَّ كَادَتْ
 لَتَسْبِقَنِي . رواه أحمد في
 مسنده (ابن کثیر)

حضرت بريدؓ راوی ہیں کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور
 قیامت دونوں ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں
 (گویا وہ تو مجھ سے بھی آگے ہوئی جاتی
 تھی)

اس حدیث شریف کا مضمون آیت مذکورہ کی تفسیر اور اس کا واضح ثبوت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں، اور قیامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ ہونے سے یہی اور صرف یہی مراد ہو سکتا ہے ورنہ معاذ اللہ یہ کلام نبوی واقع کے خلاف ہوگا، بالخصوص آج جب کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو بھی تقریباً ساڑھے تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اور قیامت آج تک بھی نہیں آئی۔ پس اتنی طویل اور عریض مدت کے ہوتے ہوئے اگر قیامت کو قریب کہا جاسکتا ہے تو صرف اس اعتبار سے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی نئی نہیں۔

” مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو
مضبوط بات سے، دنیا کی زندگی میں
اور آخرت میں “

آیت نمبر ۱۳ | يٰٓثَبَّتِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

سورہ ابراہیم، ۳۱

یہ آیت کریمہ عذابِ قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس کی تفسیرِ احادیث میں اس طرح فرمائی گئی ہے، صحیح بخاری میں بروایت برابر ابن عاذب مذکور ہے کہ:-

” جب مومن اپنی قبر میں جھایا جائے گا
تو اس کے پاس سترشتے آئیں گے پھر
وہ شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی
معبود نہیں، اور محمد، رسول اللہ
ہیں، پس یہی قول ثابت ہے جو آیت
ثبیت اللہ میں مذکور ہے “

اِذَا اُتْعِدَ الْمُؤْمِنُوْنَ فِيْ قُبْرِہِمْ
اَتٰی ثُمَّ شَہِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
فَذٰلِكَ قَوْلُہُ یُثَبَّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰیۃ
(بخاری، ۳، ص ۱۸۳)

اور صحیح مسلم اور نسائی اور ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوسعید، ابو عوانہ وغیرہ میں بھی یہ روایت کسی قدر تفصیل کے ساتھ موجود ہے، جس کے بعض الفاظ میں ہے کہ مومن قبر میں شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانے گا، پس یہی قول ثابت ہے۔

اور صحیح مسلم وغیرہ کی روایت میں ہے کہ اس سے پوچھا جائے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ پس وہ کہے گا، رَبِّیَ اللّٰهُ وَرَبِّیْیَ مُحَمَّدٌ (میرا پروردگار اللہ ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ (دیکھو مستح الباری، ص ۴۰۳ ج ۱)

الغرض ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ آیت میں قول ثابت سے وہ کلام مراد ہے جو مسلمان سوالِ قبر کے جواب میں کہے گا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں جب نبوت پر کلام آئے گا تو وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی بتلا کر امتحان میں کامیاب ہوگا۔

بلکہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ وہ جواب میں یوں کہے گا۔

”میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جو کہ خاتم النبیین ہیں۔“ دیکھو درمثور ص ۱۶۵

۶۳ کی روایت مذکور

اب اہل انصاف غور فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی خواہ کسی قسم کے ہوں دنیا میں مبعوث ہوتے اور مسلمان ان پر ایمان لاتے تو ضرور تھا کہ جب قبر میں نبوت کا سوال ہوتا تو وہ اس نبی کا نام لیتے۔

لیکن ہم معاملہ برعکس دیکھتے ہیں تمام مسلمان کرکھی ہی کہتے ہیں کہ ہمارے نبی محمدؐ ہیں اور اس کے ساتھ ہی مرزائی ادھام کا خاتمہ کرنے کے لئے یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ آپؐ آخر النبیین ہیں، اور جب آیت مذکورہ میں قول ثابت سے بھی مراد ہے یہ آیت کریمہ مطلقاً ختم نبوت کے لئے ایک قوی دلیل ہے۔

| | |
|---|--|
| <p>آیت نمبر ۹۲</p> <p>قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ</p> <p>(سورۃ آل عمران، پ ۲۳۷)</p> | <p>اے محمدؐ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، اگر تم میرا اتباع کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔</p> |
|---|--|

اس آیت کریمہ میں اس امت کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر محبت خداوندی کا وعدہ ہے اور کسی نبی کے اتباع یا اس پر ایمان لانے پر موقوف نہیں، جس سے ثابت ہوا کہ آپؐ ہی آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد نہ کوئی تشریفی نبی پیدا ہوگا اور نہ بقول مرزاجی غیر تشریفی یا غلی برداری، کیونکہ اگر کوئی نبی پیدا ہو تو لازمی ہو کہ اس پر ایمان لانے اور اس کا اتباع کرنے کے بغیر کوئی شخص محبوب خدا نہ بن سکے، جیسا کہ اس سے پہلے بہت تفصیل کر رہا تھا۔

| | |
|---|---|
| <p>آیت نمبر ۹۵</p> <p>مَّا يَشْكُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ</p> <p>أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا</p> <p>(سورۃ محمد، پ ۲۶)</p> | <p>وہ لوگ کس چیز کا شکر کرتے ہیں مگر اس کے کہ ان پر قیامت اچانک پہنچ جائے</p> <p>اس لئے اب قیامت کی علامات آ رہی ہیں۔</p> |
|---|---|

تفسیر جامع السببان صفحہ ۲۳۵ اور تفسیر کبیر صفحہ ۵۲۱ ج ۴، وغیرہ میں اس آیت

کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ :-

وَمِنْ أَشْرَاطِهَا مَبْعَثُ رَسُولٍ لِّلّٰهِ
سَلَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم .

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت
خود علامات قیامت میں سے ہے ؟

بعثت نبویؐ کو اس آیت نے علامات قیامت قرار دیا جس کی وجہ یہ ہے کہ آپؐ کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انورؐ کی حدیث میں مفصل بیان فرمایا ہے، جس کی شرح آیت نمبر ۶۲ کے تحت میں گذر چکی ہے نیز اس آیت نمبر ۱۹

إِن هُوَ إِلَّا وَكُوْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ
وَلَنَعْلَمَنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حَيَاتِهِ

”یہ تو ایک نعیمت ہے جہاں والوں کو
اور تم معلوم کر لو گے اس کا حال
تھوڑی دیر پہلے ؟

(سورہ ص، پ ۲۳)

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عموم بعثت بتلا کر ختم نبوت کا اعلان کیا گیا ہے، جس کا مفصل بیان پہلے گذر چکا ہے ۔

آیت نمبر ۱۹
فَبَآئِهِ نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ
بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ . (بقرہ، پ ۱)

”سو حیرت میں نے یہ قرآن آپ کے قلب
تک پہنچا دیا ہے خداوندی حکم سے اس کی یہ
حالت ہے کہ تصدیق کر رہا ہے اس وحی کی
جو آپ سے پہلے نازل ہو چکی ہے ؟

آیت نمبر ۱۸
وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ
مِّنْ عِندِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا
مَعَهُمْ . (بقرہ، پ ۱)

”اور جب آیا ان کے پاس رسولؐ
اللہ کی طرف سے جو اس وحی کی تصدیق
کرتا ہے جو اہل کتاب کے ساتھ تھی ۔
(یعنی تورات و انجیل وغیرہ) ؟

آیت نمبر ۱۷
وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقٌ
لِّمَا مَعَهُمْ . (بقرہ، پ ۱)

”قرآن مجید حق ہے اس وحی کی تصدیق
کرنے والا جو اہل کتاب کے ساتھ تھی (یعنی
تورات و انجیل وغیرہ) ؟

ان تینوں آیات قرآنیہ کا حاصل یہ ہے کہ جو وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ اس وحی کی تصدیق کرنے والی ہے جو آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہو چکی ہے ۔ اس مضمون کی آیات قرآن مجید میں کثرت سے موجود ہیں، اور اوپر بھی جا چکی ہیں

اگر ذرا تدبیر سے کام لیا جائے تو ان سب آیات میں انقطاع وحی و نبوت کا واضح اعلان ہے، کیونکہ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء اور آپ سے پہلی کتب سادہ کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اگر ایک طرف اپنے سے پہلے انبیاء اور ان کی طرف نازل ہونے والی وحی کی تصدیق کرتے ہیں تو دوسری طرف آئندہ آنے والے نبی اور نازل ہونے والی وحی کی خوشخبری بھی امت کو سناتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنی امت کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں تو فرماتے ہیں:-

” میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں،
تصدیق کرنے والا اس وحی کی جو مجھ سے
پہلے نازل ہوئی یعنی تورات اور خوشخبری
دینے والا ایک اور رسول کی جو آئیں گے

إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا
لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ
مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي
اسْمُهُ أَحْمَدُ .

میرے بعد جن کا نام نامی احمد ہے :-

(سورہ صاف، ۵۱)

جس میں ایک طرف وحی ماضی کی تصدیق ہے، تو دوسری طرف بعد میں آنے والے رسول کی بشارت بھی موجود ہے۔ لیکن مترجم مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بعینہ اس مضمون کو بیان فرماتے ہیں تو اس اسلوب کو چھوڑ کر صرف اپنے سے پہلی وحی کی تصدیق پر اکتفا کرتے ہیں، زیادہ مابعد کے متعلق کسی نبی یا کسی وحی کا کوئی تذکرہ نہیں فرماتے، حالانکہ اگر بعد میں بھی سلسلہ وحی جاری مانا جائے تو اس کی بشارت اور تصدیق بہ نسبت ماقبل کے زیادہ اہم ہے، جیسا کہ اوپر مفصل بیان کر دیا گیا ہے۔

کیونکہ کتب سابقہ کی تصدیق اگر اہل کتاب کی توجہ دین محمدی کی طرف کھینچنے والی ہے تو بعد میں آنے والے نبی اور نازل ہونے والی وحی کی بشارت اور اس کی تصدیق تمام امت محمدیہ کی آئندہ نسلوں کے لئے ملازمت ہے۔

با ایں ہمہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مترجم عزیز اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے سے پہلے انبیاء اور ان کی وحی کی تصدیق پر اکتفا فرماتے ہیں، اور مابعد کے متعلق باوجود اشد ضرورت کوئی اشارہ بھی نہیں فرماتے، بلکہ صاف طور سے انقطاع نبوت کا اعلان فرماتے ہیں تو بلاشبہ اس پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کوئی نئی پیدا ہونا قضاے خداوندی میں مقدور نہیں۔

یہ ننانوے آیات فترانیہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قہرِ مسم کی نبوت کا اختتام بوضاحت ثابت کرتی ہیں اور اعلان کرتی ہیں کہ آپ کے بعد مذکوئی تشریفی نبی پیدا ہو سکتا ہے اور نہ بقول مرزا جی غیر تشریفی یا ظلی بروزی ۔

مسئلہ ختم نبوت کا ہر پہلو متراکن مجید کی روشنی میں واضح ہو چکا اس کی مثالوں نے ہر سو تہ ہوئے کو بیدار اور بیدار کو ہوشیار کر کے خدا کی حجت اہل عالم پر تمام کر دی، اس کے بعد بھی اگر کوئی ختم نبوت پر ایمان نہ لائے تو اس کی قسمت، **فَبِأَيِّ حَالٍ يُّثْبِتُ بَعْدَ ذَلِكَ يَوْمَهُنَّ** "اس کے بعد وہ کونسی بات پر ایمان لائیں گے؟"

ایک ضروری تنبیہ

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مذکورۃ الصدر ننانوے آیتیں جو ختم نبوت کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں، ان میں سے بعض اس مقصد میں بالکل صریح اور عبارت النص ہیں، اور بعض اشارۃ النص یا دلالتہ النص اور اقتضاء النص کے طور پر ہیں، اور یہ چار طریق باتفاق علماء اصول استدلال کے قطعی اور یقینی طریق ہیں۔ (دیکھو حسامی، نوادالانوار وغیرہ) اور بعض وہ آیات بھی ہیں جن سے بطریق استنباط یا نکات کے طور پر ختم نبوت کا ثبوت نکلتا ہے، جو اصل مسئلہ کی تائید کے لئے پیش کی گئی ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



۱۔ قرآن کریم سے کسی مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے چار طریق ہیں، عبارت النص، استثناہ النص، دلالت النص، اقتضاء النص۔ جن کی تعریفیں اصول کی کتابوں میں مفصل ہیں، اور یہ چاروں طریق جامع اہل اصول قطعی اور یقینی ہیں ۱۳ منہ

ضمیمہ ختم نبوت حصہ اول؛

ایک اور شبہ | خاتم النبیین کے معنی میں مرزائیوں نے جو بدت طرازیوں اختیار کی ہیں اور اس کا ازالہ | ان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ محض مجاز پر محمول ہے جیسا کہ اس کی دو دوسری نظائر خاتم المحدثین، خاتم المفتیین وغیرہ میں باتفاق یہی معنی مجازی مراد ہیں، کیونکہ عرب میں جس شخص کو خاتم المحدثین لکھا جاتا ہے کسی کے نزدیک اس امر سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ اس کے بعد کوئی محدث پیدا نہ ہوگا۔

مرزائی اپنی اس الجہ فریب تقریر پر خوش ہیں، لیکن درحقیقت یہ بھی اسی مرزائی خوش فہمی کا کرشمہ ہے جو خاص مرزائیت کا حصہ ہے، کیونکہ خاتم المحدثین، خاتم المفتیین وغیرہ انسان کا کلام ہے، جس کو کچھ خبر نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے، کتنے آدمی پیدا ہوں گے اور کتنے مرے گے، اور کتنے عالم ہوں گے، اور کتنے جاہل رہیں گے، کتنے محدث و مفسر بنیں گے اور کتنے آوارہ پھر جائیں گے، اس لئے اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے لئے خاتم المحدثین یا خاتم المفسرین وغیرہ الفاظ استعمال کرے، اور اگر کہیں اس کے کلام میں ایسے الفاظ پائے گئے تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ان کو مجازیہ مبالغہ پر محمول کیا جائے ورنہ یہ کلام بالکل لغو اور بے معنی بلکہ جھوٹ ہو جائے گا۔

لیکن کیا غلاقی عالم کے کلام کو بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں، اور جو اپنے علم و اختیارات کے ساتھ انبیاء کو مبعوث فرماتا ہے؟ پس جب عظیم و خیر اور قدوس و حکیم کے کلام پاک میں کسی ذات کے متعلق خاتم النبیین کا لفظ ارشاد فرمایا گیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس کے ظاہری اور حقیقی معنی کو جو بلا تکلف بنتے ہیں چھوڑ کر مبالغہ یا مجاز پر حمل کیا جائے۔

الغرض انسان کے کلام میں ہم مجبور ہیں کہ ان کلام کو ظاہری معنی سے پھیر کر مبالغہ یا مجاز پر محمول کریں، مگر خدائے قدوس کے کلام میں سہیل کی کوئی ضرورت نہیں، اور بلا ضرورت حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا اصول مسلمہ کے خلاف ہے۔

اس کے علاوہ جب خاتم النبیین کے معنی خود قرآن مجید کی ننانوے آیات نے واضح طور پر بتلائیے جس میں کسی قسم کے مجاز یا مبالغہ کو دخل نہیں دیا، اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو دس احادیث میں اس کی ایسی شرح فرمائی ہے کہ جس میں کوئی حقا باقی نہ رہا، اور پھر اجماع صحابہؓ اور اقوال سلف نے اس کے ظاہری اور حقیقی معنی مراد لینے پر مہر کر دی، تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی مجازی معنی مراد لے، اگرچہ الفاظ میں اس کا احتمال بھی ہو۔

عجب ہے کہ خود متکلم جل مجدہ اپنے کلام کے ایک حقیقی معنی بیان فرماتا ہے، اور پھر اس کے رسول جن پر یہ کلام نازل ہوا اسی معنی کی انتہائی وضاحت فرماتے ہیں، اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد صحابہ کرامؓ اور پھر تمام علمائے سلف اسی کے معنی کو بیان کرتے ہوئے تصریح کرتے ہیں کہ یہ کلام اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز یا مبالغہ ہے اور نہ تاویل و تخصیص، جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بحوالہ اقتصاد امام غزالیؒ اور بحوالہ شفاء قاضی عیاضؒ نقل کر آئے ہیں۔

لیکن مرزا صاحب اور ان کی اندھا دھند اتباع کرنے والے یہ نیا انکشاف کر رہے ہیں کہ یہ لفظ مجازی معنی پر محمول ہے ۛ

بے برخدا کہ یا۔ ن وزاہب کے نہ گفت ۛ در حیرتم کہ بادہ فروش از کجاشنید
الغرض چونکہ قرآن عزیز اور احادیث نبویہؐ اور اجماع صحابہؓ اور اقوال سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز ہے نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص، تو اب کسی کو حق نہیں کہ اس لفظ کو خاتم المتعقین وغیرہ الفاظ پر قیاس کر کے اس کی منصوص و منقول تفسیر کو بدلے ۛ

ختم نبوت حصہ اول تمام شد

ختم النبوة

في الحديث

حصّة دوم

ختم نبوت فی الحدیث

حصہ دوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گفتہ او گفتم اللہ بود : گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
احادیث نبویہ کا غیر محصور دفتر جو مسئلہ ختم نبوت میں منقول ہے، اس کا استیعاب
تو نہایت دشوار بلکہ اس وقت تو عاۃً غیر ممکن ہے۔ لیکن اس میں سے جس قدر حصہ
اس نمونے سے وقت میں اور محدود ذخیرہ حدیث میں ناقص متبع کے ساتھ سامنے
آیا ہے، اس کو حوالہ دے کر کیا جاتا ہے۔ ہاں احادیث کے موجودہ ذخیرہ کو دیکھ کر
سبھی بلا تامل یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ :-

ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں

جس کی تفصیل سے پہلے ہم مختصر طور پر متواتر کے معنی اور اس کا حکم بتلاتے ہیں :-
خبر متواتر وہ خبر ہے جس کے نقل کرنے والوں کی تعداد اس کثرت سے
پائی جائے کہ ان کی کثرت وحیثیت کو دیکھ کر عقل کو یہ گنجائش نہ ہو کہ ان سب کا جوٹ
پر متفق ہو جانا تسلیم کر لے۔

مثلاً بغداد کو ہم نے دیکھا نہیں مگر اس کے مشائخ اور شہر ہونے کا آفتاب
کی طرح یقین رکھتے ہیں، کیونکہ اس کے وجود کی خبر دینے والے اس کثرت سے ہیں کہ
عقل ان سب کو کسی جوٹ بات پر متفق ہو جانے والے قرار نہیں دے سکتی۔

خبر متواتر کا حکم یہ ہے کہ اس سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ قطعی اور یقینی اور ایسا ہی
بدیہی ہوتا ہے جیسا مشاہدات کا علم جس طرح دہلی کو دیکھ کر ہمیں اس کے عظیم الشان شہر

ہونے کا یقین ہے ٹھیک اسی طرح بغداد کے شاندار شہر ہونے کا یقین اس کی خبر متواتر کی بناء پر ہے ، یا جس طرح اپنے والدین کو دیکھ کر وہیں اُن کے وجود کا یقین ہے اسی طرح مسکندرا و درآنا کے وجود کا یقین ہے ، حالانکہ نہ ہم نے ان کا زمانہ پایا نہ ان کو دیکھا ، بلکہ یہ فیض صرن خبر متواتر کا ہے ۔

اسی طرح حدیث متواتر کو سمجھنا چاہئے کہ جس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے آپ کے عہد مبارک سے سیکر آج تک اس کثرت سے ہوں کہ ان کا کسی خلاف واقعہ بات پر اتفاق کر کے جھوٹ بولنا محال ہو وہ حدیث متواتر ہے ، اس کے کلام نبوی ہونے کا یقین بالکل ایسا بدیہی ہوتا ہے جیسا دوپہر کے وقت آفتاب کے وجود کا ۔

اور اسی لئے تمام اُمت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اس پر ایمان لانا مسلمان کی طرح فرض اور اس کا انکار کفر مرتج ہے ، کیونکہ وہ درحقیقت ایک حدیث کا انکار نہیں ، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار اور عیاذ باللہ آپ کے صدق و دیانت پر حملہ ہے ۔

اس کے بعد معلوم کر لینا دشوار نہ رہا کہ احادیث ختم نبوت متواتر المعنی ہیں کیونکہ متواتر کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ روشن مثال محمد بنی نے حدیث ذیل کو قرار دیا ہے :

مَنْ كَذَّبَ عَلَى مُعْتَبِرٍ فَلَيْسَ بِنَبِيٍّ
مَنْ كَذَّبَ عَلَى مُعْتَبِرٍ فَلَيْسَ بِنَبِيٍّ

جو شخص جان بوجھ کر کجھ پراقرار کرے یا
کواپناٹھکانا دھرخ میں کجھ لینا چاہے ؟

اور حافظ الدین علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کے قوادر کو ثابت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تو اسنادوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے جن میں سے تیس اسنادیں حسب قواعد محمد بنی صحیح ہیں ۔

اور جب قوادر کی اعلیٰ حد یہ ہے تو ہم کہتے ہیں کہ احادیث ختم نبوت کے متواتر ہونے

لہ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا یہ مطلب کسی کے نزدیک نہیں ہو سکتا کہ آپ کے علیہ شریف و ادب آپ کی جسمانی کیفیات پر ایمان لائے ، بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے کا اس کے سوا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کہ ان کے ہر قول پر بغیر کسی شک کے یقین کرے ۱۲ منہ

میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ ختم نبوت کی احادیث صریحہ تنوع سے بھی زائد ہیں، جن میں سے تقریباً چالیس حدیثیں تصریحات محمدین صحیح ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ حدیث مَن كَذَّبَ عَلَىَّ مُتَعَدِّدًا کے الفاظ بھی متواتر ہیں، اور احادیث ختم نبوت متواتر المعنی ہیں، یعنی بالفاظ مختلف تنوع سے زائد احادیث میں مضمون ختم نبوت بیان فرمایا گیا ہے۔ بلکہ اگر کتب حدیث کے نتیجے میں پوری کوشش کی جائے تو عجب نہیں کہ لَانَبِيَّ بَعْدِي کے الفاظ بھی درجہ تواتر کو پہنچ جائیں، کیونکہ انہی الفاظ کے ساتھ حنیس احادیث آپ انشاء اللہ اسی رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

حالانکہ ہم عرض کیے ہیں کہ کتب حدیث کا جو ذخیرہ اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ بہت مختصر ہے، اور اس پر مزید یہ کہ هجوم مشاغل کے وقت نہایت بے اطمینانی کی حالت میں اس رسالہ کی ترتیب ہو رہی ہے۔ اور امام الحدیث حافظ ابن حزمؒ کا بیان ہمارے اس گمان کی تصدیق کے لئے بھی کافی ہے۔

ملاحظہ ہو بطل و نخل ابن حزم صفحہ ۷۷، جلد اول۔

| | |
|--|---|
| ”جن حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و معجزات اور قرآن مجید کا نقل کیا ہے، اُن میں کثیر التعداد حضرات کا نقل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ زمان بھی بہت ہو چکا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“ | وقد صرح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بنقل الكوفائي نقلت نبوته وعلامه وكتابه انه اخبر انه لا نبي بعد. |
|--|---|

بطل کی اس عبارت سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حدیث لَانَبِيَّ بَعْدِي متواتر ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تواتر بھی اُسی درجہ کا تواتر ہے جس درجہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے معجزات اور قرآن مجید کا تواتر ہے اور امام التفسیر الحدیث حافظ عمار الدین ابن کثیرؒ نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وبذل لاك وردت الاحاديث المتواترة عن رسول الله صلى الله عليه

وسلم من حديث جماعة من الصحابة رضي الله تعالى عنهم

(تفسیر ابن کثیر، ۱/۸۵)

”احادیث متواترہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ختم نبوت پر وارد ہوئی ہیں، جن کے

صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا ہے :-
اور میں محمود اُکوسیٰ روح المعانی میں فرماتے ہیں :-

وكونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين مضافاً بـه الكتاب
ومدعيات به السنة واجمعت عليه الامة فيكفر مدعى خلافه
ويقول ان اصر - (روح المعانی، ۶۵، ج ۱)

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اُن مسائل میں سے ہے جن پر قرآن
مہمید نے تصریح فرمائی اور احادیث نبویہ نے صاف طور سے اُن کو بیان فرمایا اور اس
پر تمام امتِ محمدیہ کا اجماع ہے، اس لئے اس کا منکر کافر سمجھا جائے اور اگر
اس پر اصرار کرے تو قتل کر دیا جائے“

اس کے بعد احادیث ختم نبوت مع ترجمہ اردو ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں، ترتیب
میں اس کی رعایت کی گئی ہے کہ بخاری و مسلم کی روایات کو پہلے اور دوسری حدیث کی
روایات کو بعد میں لکھا گیا ہے۔

صحیحین بخاری و مسلم کی احادیث

”حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے
فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء
کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر
بنایا اور اس کو بہت عرصہ اور آراستہ و
پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشہ
میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے
چھوڑ دی، پس لوگ اُس کے دیکھنے
کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش
ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک
اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (مگر مکان

حدیث نمبر ۱ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ
مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا
فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ
لَبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ
يَطْرُقُونَ بِهِ وَيُعْجِبُونَ لَهُ وَ
يَقُولُونَ هَذَا وَمِنْ عَشْرِ هَذِهِ
الْأَنْبِيَاءِ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
رواه البخاری فی کتاب
الأنبياء و مسلم ۲۳۸۳ ج ۲ فی

کی تعمیر مکمل ہو جاتی، چنانچہ میں نے اس
جگہ کو پڑ کیا اور مجھ سے یہ تصریح نکال لی
اور میں ہی خاتم النبیین ہوں، (دیا، مجھ
پر تمام رسل ختم کر دیئے گئے)۔

الفضائل واحمد فی مسنده
مشۃ ۳۹۷، والنسائی والترمذی
وفی بعض الفاظہ تکتث انما
سد ذلک موضع النبوة وختم
فی النبیین وختم فی الرسل
هكذا الى الکثر عن ابی عاصم

جو لوگ کیسا وہی تحلیلالات کے ذریعہ ختم نبوت کے عموم میں سے مستثنیٰ نبوت
بروزیت و ظلیت کی آٹے کر تاویلات باطلہ سے مسئلہ ختم نبوت کو صرف نبوت تشریعیہ
کے ساتھ مخصوص کر دینا چاہتے ہیں وہ ذرا اس صحیح حدیث کے مضمون پر غور و فکر کریں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس مبلغ تمثیل کے ساتھ ان کے ادہام کا استیصال فرما دیا
ہے۔ کیونکہ اس تمثیل کا حاصل یہ ہے کہ نبوت ایک عالی شان محل کی طرح پہلے جس
کے ارکان انبیاء علیہم السلام میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں تشریف
لانے سے پہلے یہ محل بالکل تیار ہو چکا تھا، اور اس میں ایک اینٹ کے سوا اور کسی قسم
کی گنجائش تعمیر میں باقی نہیں تھی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا فرما کر
تقریب نبوت کی تکمیل فرمادی، اب اس میں نہ نبوت تشریعیہ کی گنجائش ہے، اور
نہ غیر تشریعی وغیرہ کی۔

علاوہ بریں حدیث میں، مثل الانبیاء من قبلی کے الفاظ خصوصیت پہ
قابل غور ہیں جن سے انبیاء کا عموم بتلایا گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے
جتنے انبیاء گذر چکے ہیں جن میں اصحاب شریعت جدیدہ بھی تھے، اور پہلی شرائع کے متبع
بھی۔ الغرض ان سب کے جمع سے تقریب نبوت کی تکمیل میں صرف ایک ہی اینٹ
کی کمی واقع تھی جس کو آپ نے پورا فرمایا، آپ کے بعد کسی قسم کے نبی کی گنجائش
نہیں رہی۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ | مرزائی امت نے اس حدیث کی تحریف کے لئے کہا ہے کہ
جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو پھر آخر زمانہ میں عیسیٰ کا تشریف
لانا کس طرح ہو سکتا ہے، نیز ان کا اپنی جگہ سے نکل کر دوسری جگہ میں جانا تقریب نبوت

کے تزلزل کا باعث ہوگا۔

لیکن جس شخص کو عقل و انصاف کا کوئی حصہ ملا ہے وہ بلا تکلف سمجھ سکتا ہے کہ مکان کی کسی اینٹ کے تعمیر میں آخری ہونے سے یہ کسی طرح لازم نہیں آتا کہ پہلی تمام اینٹیں فنا ہو چکی ہوں۔

ٹھیک اسی طرح سمجھو کہ کسی نبی کا آخری ہونا بھی اس کو مستلزم نہیں کہ اس سے پہلے سارے انبیاء و اوقات پاچے ہوں، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تمثیل بلیغ سے جو آپ کا قعر نبوت کے لئے آخری رکن ہونا سمجھ میں آتا ہے وہ کسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا منافی نہیں۔

اسی طرح یہ کہنا بھی انتہائی جہالت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانہ میں آنے سے قعر نبوت میں حرکت اور تزلزل لازم آتا ہے، کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ مشبہ بہ کے تمام احکام مشبہ پر جاری کئے جائیں، یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں شخص شیر ہے یا شیر کے مانند ہے تو اس کا یہ مطلب سمجھا جائے کہ وہ درندہ جانور ہے، جنگلوں میں رہتا ہے، اُس کے دُم بھی ہے اور بڑے بڑے ناخنوں اور بالوں والا بھی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یا اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں آدمی چاند کے مانند ہے تو اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ ایک گول کرہ ہے نہ اس کے ہاتھ پاؤں ہیں اور نہ آنکھ ناک، وہ آسمان میں جڑا ہوا ہے یا جدید تحقیقات کے اصول پر وہ زمین کے گرد اگر دھڑکھار رہا ہے

بریں عقل و دانش بیاید گریست

حدیث نبوی میں اگر انبیاء علیہم السلام کو ایک مکان کی اینٹوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی تو ان عقلمندوں نے انبیاء علیہم السلام کو ٹھیک ٹھیک عمارت کی اینٹیں سمجھ لیا اور انعیاذ باللہ ان کو تہہ برتہ خیال کر کے ایک خیالی مکان بنالیا، اور عیسیٰ کے آخر زمانہ میں دوبارہ اس عالم میں آنے سے اس مکان میں زلزلہ ڈالنے لگے، کیا خوب یہ بلیغ علم و فہم اور اس پر مجددیت کے نہیں نبوت کے دعوے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر اسی طرح مشبہ بہ کے تمام احکام کو مشبہ پر جاری کرنا ہے اور انبیاء علیہم السلام کو ٹھیک اینٹوں کی طرح سمجھنا ہے تو پھر قعر نبوت کا تزلزل عیسیٰ علیہ السلام

کے آخری نزول پر ہی موقوف نہیں ہوگا، بلکہ اپنے زمانہ میں بھی وہ جب کوئی حرکت ایک جگہ سے دوسری جگہ کریں گے تب بھی مرزا ان منطق کے مطابق نبوت کے محل میں زلزلہ آئے گا، بلکہ اس صورت میں ایک حضرت عیسیٰ ہی کی کیا تخصیص ہے جب کہ ہر نبی تصر نبوت کے لئے ایک اینٹ کے مرتبہ پہ ہے، تو ہر نبی کی ہر حرکت سے یہی زلزلہ آتا ہے گا، اِنَّا لِلّٰہِ

حدیث نمبر ۱ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيَّ وَمَثَلُ النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَمَّهَا اِلَّا لَبْنَةً وَاحِدَةً فَجِئْتُ اَنَا فَأَتَمَمْتُ ذَلِكَ اللَّبْنَةَ (رواہ مسلم واحد)

اس حدیث کا ترجمہ اور حاصل مضمون بھی وہی ہے جو پہلی حدیث میں گذر چکا اس لئے مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں (روایت کیا اس کو امام مسلم اور امام احمد نے)۔

حدیث نمبر ۲ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيَّ وَمَثَلُ النَّبِيِّاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَمَّهَا وَاحِسَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ فَكَانَ مَنْ دَخَلَهَا فَتَنَظَرَ اِلَيْهَا قَالَ مَا أَحْسَنَهَا اِلَّا الْمَوْضِعَ اللَّبْنَةَ فَخْتِمَ لِي النَّبِيُّاءِ (رواہ الشیخان والترمذی وابن ابی حاتم)

اس کا ترجمہ اور حاصل مطلب بھی تقریباً وہی ہے جو پہلی اور دوسری کا ہے (روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابن ابی حاتم نے)۔

حدیث نمبر ۳ عَنْ اَبِي حَازِمٍ قَالَ قَاعَدْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ تَسِفُهُ يَحْيَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بُنُو سُرَّائِيلَ تُسَوِّمُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَارِثُهُ لِاَنْبِيَّيْنِ يُقَدِّرِي وَتَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْتُمُونَ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ فَوَاصِلَةُ الْاَوَّلِ نَالَا دَلِ، اَعْطَوْهُمْ حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَنَّا اَسْرَعَاهُمْ (رواہ

الہخاری فی کتاب احادیث الانبیاء ج ۱، ص ۳۹۱) و مسلم فی کتاب الامارۃ و احمد فی مسند امام ج ۲، ابن ماجہ و ابن جریر و ابن ابی شیبہ)

ترجمہ۔ حضرت ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ رہا میں نے خود سنا کہ وہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو

کہ بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا، لیکن جیسے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے، اور بہت ہوں گے۔ (یہ سنکر ہمارے ہاں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اُن خلفاء کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق ان سے سوال کرے گا۔

ردائیت کیا اس کو بخاری نے صفحہ ۳۹۱ جلد اول میں، اور مسلم نے کتاب الامارت میں، اور امام احمد نے اپنے مسند صفحہ ۲۹۷ جلد میں، اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن ابی شیبہ نے

یہ حدیث جس طرح نبوت تشریعیہ کے انقطاع کے لئے روشن دلیل ہے اسی طرح ہر قسم کی نبوت کے اختتام کا اعلان ہے، اس سے نہ مرزا صاحب کی ایجاب کردہ نبوت غیر تشریعیہ بچ سکتی ہے اور نہ بروزیہ اور ظلیہ۔

حدیث مذکور سے غیر تشریعی یا ظلی اور اول اس لئے کہ نص حدیث مطلق اور عام ہے کلمہ کے بروزی یا لغوی نبوت کا انقطاع بعد کوئی نبی نہیں، جس سے مطلقاً ہر مصداق نبوت کی نفی ثابت ہوتی ہے، پس اگر بقول مرزا صاحب غیر تشریعی اور ظلی یا بروزی بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے تو وہ یقیناً لائنبی کی نفی کے تحت میں داخل ہے بلکہ اگر لاہوری مرزائیوں کے خیال کے مطابق، کوئی لغوی نبی بھی ہو سکتا ہے تو وہ بھی لائنبی کی نفی سے نہیں بچ سکتا، کیونکہ لائنبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس پر لفظ نبی بولا جائے، آپ کے بعد پیدا نہیں ہو سکتا۔

دوم؛ اصول اور معانی کا مشہور علمی قاعدہ ہے کہ جب نکرہ نفی کے تحت میں آتا ہے، تو (استفراق اور عموم) کا فائدہ دیتا ہے۔ اس حدیث میں بھی لفظ نبی نکرہ ہے اور حرف نفی لا کے تحت میں واقع ہے، اس لئے حسب قاعدہ نبی سے باستفراق ہر نبی ملو ہونا چاہئے، یعنی صاحب شریعت جدید ہو یا پہلے شریعت کا متبع اور بقول قدوسی مرزائیوں کے ظنی اور بروزی ہو یا بقول لاہوری مرزائیوں کے لغوی نبی ہو۔

لے مطلب یہ کہ اگر وہ ظلم کریں گے تو اللہ تعالیٰ خود ان کو جڑائے گا، مگر تم اپنی اطاعت میں کمی نہ کرو ۴۸ منہ

الغرض حدیث مذکور اس امر کا صاف اعلان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہو سکتا جس پر کسی طرح لفظ نبی بولا جائے۔

سوم، حدیث میں انبیاء بنی اسرائیل کے مقابلہ میں منسرایا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، جس سے معلوم ہوا کہ اس امت میں ایسے انبیاء بھی نہیں ہوں گے جیسے بنی اسرائیل کی سیاست کے لئے آئے تھے۔ اب دیکھ لیا جائے کہ وہ کس قسم کے انبیاء تھے اور سیاست بنی اسرائیل سے کیا مراد ہے۔

حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانی ^{رحمہ اللہ} نفع الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں :-

• یعنی بنی اسرائیل میں جب فنا ظہر
ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی نبی بھیجتا
جو ان کے امور کو درست کرے اور ان
تحریفات کو دور کرے جو انہوں نے

قوله تسوهم الانبياء اي انهم
كانوا اذا ظهرو فيهم فساد بعث الله
لهم نبيا يقيم لهم امرهم ويزيل
ما غيروا من احكام التوراة .

تورات میں کی ہیں ؟

(فتح ملہ، جلد ۶)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ انبیاء بنی اسرائیل شریعت مستقلہ لیکر نہ آتے تھے، بلکہ شریعت موسویہ کے اتباع میں تبلیغ احکام کرتے، اور لوگوں کو صحیح احکام توحید کا پابند بناتے تھے، اسی قسم کے انبیاء کو مرزا صاحب نے غیر شرعی نبی کہا ہے اس لئے حدیث مذکور کا حاصل صاف یہ ہو گیا کہ اس امت میں غیر شرعی (یعنی شریعت سابقہ کے متبعی) انبیاء بھی پیدا نہیں ہوں گے۔

چہارم، سب سے زیادہ قابل لحاظ اور سب سے زیادہ واضح یہ بات ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انقطاع نبوت کے بیان کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ ہی اس چیز کو بھی بیان فرما دیا ہے جو نبوت کے قائم مقام ہو کر اصلاح عالم کے لئے باقی رہے گی، یعنی خلافت نبوت، چنانچہ ارشاد فرمایا "وسیكون خلفاء" یعنی میرے بعد کوئی نبی تو نہ ہوگا، مگر خلفاء بہت ہوں گے۔

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان میں ہر انسان کے لئے یہ سبق نہیں کہ نبوت کی کوئی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہونے والی نہیں ہے ورنہ کیا ضروری نہیں تھا کہ بجائے خلفاء کے اس قسم کے انبیاء کا ذکر فرمایا جاتا جو آپ کے بعد آنے والے

تھے۔ اور جب حدیث کے اسلوب حکیم نے آپ کے بعد صرف خلفاء کو رکھ لیا ہے تو یہ اس کا یقینی ثبوت ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی تشریف لایا ہو سکتا ہے، اور نہ بقول مرزا جی غیر تشریف یافتہ اور برہنہ۔ اسی طرح اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کسی شخص کو لائق بھی نہیں کہا جاسکتا۔

ایک اور شبہ | کہا جاتا ہے کہ حدیث مذکور صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں قَوْلُ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَلَا تَقُولُوا لَآ نَبِيَّ بَعْدَهُ یعنی خاتم النبیین کہو، مگر لانی بعد مت کہو۔ (درمنثور)

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ رحمت کہے اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ خاتم النبیین ہیں، یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، حضرت مغیرہ نے یہ شکر ارشاد فرمایا۔

| | |
|-----------------------------|---|
| حسبت اذا قلت خاتم الانبياء | ”تمہارے لئے صرف خاتم الانبیاء کہہ دینا |
| فانا لکننا حدث ان عيسى عليه | کافی ہے (لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ کہنے کی ضرورت نہیں) |
| السلام خارج فان هو خرج فقد | کیونکہ ہم سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ عیسیٰ مسیح |
| كان قبله وبعد. | دا لے ہیں پس جب وہ عیسیٰ کے توہ آپ |
| (درمنثور ص ۲۰۴ ج ۵) | سے پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی؟ |

ہم اس نزلے مرزائی اصول کے سمجھنے سے عاجز ہیں کہ اگر مطلب کے موافق نہ ہوتا تب تو احادیث متواترہ و مشہورہ اور روایات صحیح بخاری و مسلم کو بھی رد کی تو کری میں ڈالنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، اور اگر اپنی ہوائے نفس کے مطابق ہو تو ایک ضعیف سے ضعیف حدیث بلکہ ایک ایسے قول پر جس کی نسبت کسی صحابی کی طرف ہوا اگرچہ اس کی سند کا بھی کچھ پتہ نہ ملتا ہو اس درجہ یقین کر لیا جاتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں صحیح بخاری کی مرفوع حدیثوں کا رد کر دینا ان کے نزدیک سہل ہو جاتا ہے۔

کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ایک طرف صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث مرفوعہ ہے اور دوسری طرف اس کے مقابلہ میں ایسے دو قول ہیں جن کی نسبت حضرت عائشہ اور حضرت مغیرہ کی طرف ہے جن کی اسناد کا حال بھی معلوم نہیں۔ اصول حدیث اور عقل و دانش کے فیصلہ سے اس وقت واجب تھا کہ صحیح بخاری اور مرفوع حدیث کو

مجهول الاسناد آثار پر ترجیح دے کر بمقابلہ احادیث صحیحہ کے ان آثار کو نظر انداز نہ کرنا قابل تاویل و تفسیر دیا جاتا، مگر مرزائی دنیا کے نرالی اصول نے فیصلہ کیا کہ ایک مجهول الاسناد قول صحابی کی بناء پر صحیحین کی قوی الاسناد مرفوع حدیث کو مردود کر دیا، کیا خوب ہے بار خاطر ہو تو مفسرآن کا بھی ارشاد بڑا پُر دل کو بھاجائے تو مرزائی خرافات اچھی پرشبہ اور اس کا مفصل جواب اس رسالہ کے پہلے حصہ میں آیت خاتم النبیین کے تحت گذر چکا ہے، جس میں ان آثار صحابہ کی اسنادی اور معنوی تحقیق مکمل بیان کی گئی ہے۔ ناظرین کرام اُس کے لئے صفحہ سے صفحہ تک مکرر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عائشہؓ خود ختم نبوت | علاوہ بریں جب ہم ختم نبوت کی احادیث پر نظر ڈالتے ہیں اور ان کی قائل ہیں اور اس کی | کے رد و اذ کی فہرست لگاتے ہیں تو ان میں صدیقہ عائشہؓ کا نام بھی احادیث روایت کرتی ہیں | علی حرفوں میں سامنے آتا ہے، اور دفر حدیث میں سے احادیث ذیل خود حضرت عائشہؓ کی روایت سے ہم تک پہنچتی ہیں۔

| | |
|--|--|
| عن عائشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَنْبَغِي بَعْدَهُ مِنْ الشُّبُهَةِ شَيْءٌ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الْمُسَالِحَةُ نَزَلَهَا الْمَلَكُ أَوْ تَوَنَّى لَهُ وَكَذَلِكَ كُنَّا الْعَمَالَ بِرَوَايَةِ أَحْمَدَ وَالْخَطِيبِ . | حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی تجز و باقی نہیں ہے گا بجز مبعثات کے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مبعثات کیا چیز ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اچھے خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے۔ (اس روایت کو کثر العمال میں بحوالہ سند احمد و خطیب نقل کیا ہے) |
|--|--|

نیز عائشہ صدیقہؓ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت فرماتی ہیں:-

| | |
|--|--|
| أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَرَسُوهُنَّ خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ وَكَذَلِكَ الْكَتَرُ عَمَالَةَ الدِّينِ وَابْنِ النَّجَارِ وَالْبَزَارِ . | میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے (نقل کیا اس کو کثر العمال نے بحوالہ دینی و دین بخارا و دربنہ) |
|--|--|

کیا اس کے بعد بھی کسی مسلمان بلکہ منصف انسان کے لئے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ

صدیقہ عائشہؓ پر یہ افتراء باندھے کہ وہ ختم نبوت کا انکار کرتی ہیں۔

کیا ظلم نہیں کہ ہوائے نفس کے موافق ہو تو ایک مجہول الاسناد قول پر بلا تحقیق ایمان لے آئیں، اور ہوائے نفس کے خلاف ہو تو ہر صحیح سے صحیح اور قوی سے قوی حدیث کو رد کر دیا جائے، اَلْفُكْمُ سَجَاءُ رَسُوْلٍ یَّمْنَا لَا تَهْوٰی اَنْفُسُكُمْ اَسْتَغْبِرُكُمْ

ایک اور مشبہ | کہا جاتا ہے کہ حدیث لانبی بعدی حیات عیسیٰؑ کے مخالف ہے جیسا اور اس کا جواب کہ ابھی حضرت عائشہؓ اور دیگر کی طرف منسوب اقوال میں معلوم ہوا کیونکہ اگر لانبی کی نفی عام ہے تو عیسیٰؑ بھی اس نفی میں داخل ہیں، اور اگر عام نہیں ہو تو آپ کے بعد بھی انبیاء ہونے کی گنجائش نکلتی ہے اور مسئلہ ختم نبوت ہاتھ سے جاتا ہے۔

یہ وہ مشبہ ہے کہ مرزائی امت اس کو لاخل سمجھ کر بڑے دعوے کے ساتھ پیش کرتی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہی اُن کی انتہائی سادہ لوحی کی دلیل اور مبلغِ ظلم کا امتحان ہے، کیونکہ یہ شبہ وہ شخص کر سکتا ہے جس کو عربی عبارت سمجھنے کی بھی تیز نہ ہو، اور جو محاورات عرب سے بالکل ناواقف ہو۔ عربی محاورہ میں جب اس قسم کی عبارت بولی جاتی ہے تو اس کی مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ آئندہ یہ وصف کسی شخص میں پیدا نہ ہوگا، جس شخص میں پہلے سے موجود ہے اس کا معدوم ہو جانا ہرگز مراد نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر چند محاورات ملاحظہ ہوں :-

حدیث میں ہے لَا هَجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ یعنی فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں ہوگی جس کا مطلب ہر نسیم انسان یہی سمجھتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد کوئی شخص مہاجر نہ بنے گا، نہ یہ کہ فتح مکہ سے پہلے جو شخص مہاجر ہو چکا ہے فتح مکہ کے بعد اس کا زندہ رہنا محال ہو جائیگا یا اس کی ہجرت باطل ہو جائے گی۔

اور جب لَا هَجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ کی ترکیب بعینہ لانبی بعدی کی ترکیب ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ لانبی بعدی کا مطلب تمام نعوسِ شرعیہ کے خلاف یہ لیا جائے کہ انبیاء سابقین میں سے بھی کوئی نبی آپ کے بعد دنیا میں نہیں آسکتا، یا زندہ نہیں رہ سکتا۔

یا اگر کوئی شخص کہتا ہے لا عمل بعد الموت تو بلاشبہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد کوئی عمل نہیں ہوگا، نہ یہ کہ مرنے کے بعد عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے

اور آئندہ کوئی جہید عمل نہیں ہو سکتا، کوئی انسان اس جملہ کے معنی نہیں لے سکتا کہ مرنے کے بعد اس کے پہلے کئے ہوئے بھی عمل بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس باب میں جس قدر محادلاتِ عرب کا نتیجہ کیا جاتا ہے وہ سب اس کے ہونا نظر آتے ہیں۔ محادلاتِ عرب سے آگے بڑھ کر اگر احادیث کے طرق اور ان کے الفاظ کو دیکھتے تو خود انصافی حدیث اور الفاظِ روایت ہمارے بتائے ہوئے معنی کے لئے شاہد نظر آتے ہیں، مثال کے طور پر ملاحظہ ہو،

صحیح مسلم غزوہ تبوک میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی وہ حدیث جس میں لانیبی بعدی کے بجائے لانیبۃ بعدی کے الفاظ موجود ہیں، جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد نبوت نہیں، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لانیبی بعدی کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔

اس کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ لانیبی بعدی میں نفی بالکل عام ہے، اس سے کوئی نبوت مستثنیٰ نہیں، مگر محاورہ عرب اور فن حدیث کے موافق اس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا، نہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو اور نہ آئندہ پیدا ہونے والے مرزا کو۔

ہاں جن حضرات کو آپ سے پہلے یہ عہدہ مل چکا ہے اس کا سلب ہونا اور ان کا عہدہ نبوت سے معزول ہو جانا اس سے کسی طرح لازم نہیں آتا، پس اگر حضرت عیسیٰ کو اس عالم میں آپ سے پہلے عہدہ نبوت مل چکا ہے تو ان کا آپ کے بعد میں تشریف لانا ہرگز لانیبی بعدی کے خلاف نہیں، ہاں جو مسیحیت کا مدعی آج اپنے لئے عہدہ نبوت ثابت کرنا چاہتا ہے، اس کے لئے بیشک یہ حدیث ایک مایوس کن پیغام ہے کہ اس پر جتنا ماتم کرے بھلا ہے۔

الغرض محادلاتِ عرب کا نتیجہ حکم کرتا ہے کہ لانیبی بعدی کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا، اور جن لوگوں کو آپ سے پہلے اس عالم میں نبوت مل چکی ہے ان سب کا فنا ہو جانا یا ان کا نبوت سے معزول ہو جانا یا آپ کے بعد دوبارہ دنیا میں نہ آ سکتا کسی طرح اس حدیث کے مفہوم میں داخل نہیں، بلکہ یہ محض مرزائی خوش فہمی کی برکات ہیں اور شاید حضرت عائشہؓ اور حضرت

مفسر کو کشف کے آئینہ میں یہی خوش فہم مسرقہ نظر آگیا ہو جس کی اصلاح اور ان کے خیالاتِ باطلہ کے قلع قمع کے لئے انہوں نے کلمہ لانیبی بعدی کے طلاق کو عوام کے لئے پہلے ہی سے روک دیا ورنہ عربیت سے واقف حضرات سے یہ اندیشہ نہیں ہو سکتا تھا۔

ایک اور شبہ | اور اس کا ازالہ کے لئے جو کچھ تدبیریں اختیار کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لانیبی کی نفی کو نفی کمال مسترار دیا جائے، یعنی میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں ہو سکتا غیر مستقل اور غیر تشریفی نبی ہونے کی نفی نہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے لَا رِيبَ لَكُمْ فِيهِ لَأَمَانَةٌ لَهُ (جس شخص میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں، یعنی کامل ایمان)۔

اور حدیث میں ہے لَا صَلَوةَ لِبَعَارِ الْمُتَّحِدِ إِلَّا فِي الْمُتَّحِدِ (مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں ہوتی مگر مسجد ہی میں یعنی کامل نماز پس جس طرح ان احادیث میں باتفاق نفی کمال مراد ہے۔ اسی طرح اگر لانیبی بعدی میں بھی نفی کمال مسترار دی جائے تو کیا حرج ہے؟

جواب؛ کیا خوب، اگر یہی اجتہاد اور یہی قیاس ہے تو اگر کوئی بت پرست ہندو یہ کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ میں بھی نفی کمال ہے یعنی کامل معبود مواللہ کے کوئی نہیں، اگرچہ غیر مستقل اور غیر شارع معبود ہو سکتے ہیں، اور حقیقت یہی تمام بت پرست قوموں کا عقیدہ بھی ہے، تو آپ اس کو کیا جواب دیں گے؟ یا کوئی کہتا ہے کہ آیت قرآنیہ لَا رِيبَ فِيهِ میں بھی نفی کمال مراد ہے، یعنی کامل رب قرآن میں نہیں اگرچہ بعض اقسام رب کے موجود ہیں تو کیا امر زانی امت اس کو بھی تسلیم کر لے گی؟

کوئی ان نبوت کے دعویداروں سے پوچھے کہ اگر حدیث لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اِمَانَةَ لَهُ وغیرہ میں نفی کمال بھی تسلیم کر لی جائے تو اس سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ لانیبی بعدی میں بھی نفی کمال ہی مراد ہو، کیا کسی ایک حدیث میں مجازاً نفی کمال مراد ہو جانا آپ کے نزدیک اس کو مستلزم ہے کہ سب جگہ بھی معنی چلائے جائیں؟ اور اگر ایسا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ لا الہ الا اللہ اور لا ریب فیہ وغیرہ میں نفی کمال مراد نہ لی جائے۔ اور اگر آپ کے پاس کوئی ایسی دلیل موجود ہے کہ جس کے ذریعہ سے لا الہ الا اللہ

میں نفی کمال مراد لینے سے منع کیا جاسکتا ہے تو وہی دلیل ہماری جانب سے لائیں بعدی
میں نفی کمال مراد نہ ہونے پر تصور نشر مائیں۔

ایک شہاد اس کا جواب | مرزائی امت نے جدید نبوت کے اشتیاق میں حدیث لائیں بعدی
کی تحریف کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، ہر ضعیف سے ضعیف اور لہجہ سے لہجہ
دہم کا سہارا ڈھونڈھا گیا، اسی ذیل میں کہا گیا کہ حدیث لائیں بعدی کو ایسا سمجھنا
چاہئے جیسے حدیث إِذَا هَلَكَ كَيْسَرٌ فَلَا كَيْسَرٌ بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْسَرٌ فَلَا
قَيْسَرَ بَعْدَهُ (یعنی جب کسری بادشاہ ملک فارس ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی کسری
نہیں ہوگا، اور جب قیصر بادشاہ روم ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی اس کے بعد قیصر نہیں ہوگا)۔

چونکہ کسری اور قیصر خاص شخصوں کے نام نہیں بلکہ کسری ملک فارس کے ہر بادشاہ
کا لقب ہے، اور اسی طرح قیصر ملک روم کے ہر بادشاہ کو کہا جاتا ہے، اور یہی ظاہر
ہے کہ ملک فارس اور روم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک برابر
بادشاہ ہوتے چلے آئے ہیں جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ کسری اور
قیصر برابر موجود رہے ہیں، اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ اس حدیث سے اس کے ظاہری
معنی مراد نہیں، بلکہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ اگرچہ قیصر و کسری باقی ہوں گے مگر اسلام
کے زیر نگین ہو کر رہیں گے، اُن کی خود مختار سلطنتیں باقی نہ رہیں گی۔ اسی طرح لائیں
بعدی کو سمجھنا چاہئے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل اور شرعی نبی نہ
ہوں گے بلکہ جو نبی ہوگا وہ آپ کا متبع اور آپ کی شریعت کا پیرو ہوگا۔

لیکن اگر ذلالت انصاف کیا جائے تو مرزائی منطق کی یہ شکل اور اس کا نتیجہ بنا، ناسد علی
الغاسد کی مجسمہ تصویر نکلتی ہے، خود ہی اپنے داغ میں نشر فرم کر لیا کہ کسری و قیصر آج
تک موجود ہیں، اور خود ہی حدیث لا کسری کی ایک تحریف تیار کر لی، اور پھر اہل
اسلام کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ ان کی تحریف کو تمام دوسری احادیث کا بھی قبلہ
تسلیم کر لیں، اور سب کو کھینچ تان کر اس کے مطابق بنائیں، تِلْكَ أَمَانَةُهُمْ۔

یہ محض دھوکہ اور بالکل غلط ہے کہ کسری اور قیصر آج تک موجود ہیں۔ نووی شرح
مسلم میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ اور تمام علماء نے
فرمایا ہے کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ کسری عراق میں اور قیصر ملک شام میں باقی رہے گا۔

جس کا حاصل یہ تھا کہ ان دونوں اقلیم میں ان کی سلطنت نہ رہے گی، چنانچہ ٹھیک اسی طرح ہوا، کسریٰ اور کسرویہ کا تو بالکل خاتمہ ہو گیا، اور قیصر نے ملک شام سے جدا کر کے اور جگہ پناہ لی، غرض ان دونوں اقلیموں میں کسریٰ و قیصر نہ رہے۔

اس لئے خود ہی کہنا غلط ہے کہ حدیث لا کسریٰ اپنے ظاہری معنی میں مستعمل نہیں ہو، پھر اس پر لا نَبِیَّ بَعْدِی کو قیاس کر کے اس کی تحریف اگر بنا، ناسد علی الفاسد نہیں تو اور کیا ہے۔

ہاں اس جگہ مرزائی اجتہاد کا ایک اور کرشمہ بھی قابلِ دید ہے، وہ یہ کہ اگر تھوڑی دیر کے لئے کوئی یہ فرض بھی کر لے کہ حدیث لا کسریٰ کسی وجہ سے اپنے ظاہری حقیقی معنی میں ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا کہ حدیث لا نبی بعدی کو بھی کھینچ کر اس کے مطابق بنا دیا جائے، کیا کسی ایک حدیث میں کسی وجہ سے مجازی معنی لے لینا آپ کی شریعت میں اس کو مستلزم ہو کہ کسی حدیث میں اس لفظ کے حقیقی معنی نہ لئے جائیں۔

ایک لطیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق اس امت میں جو بڑے بڑے نبوت ہمیشہ آتے رہے ہیں، اور حدیث لا نبی بعدی چونکہ ان کے مقاصد یا جوہیت کے مقابلہ میں مستر سکندری کی طرح حائل تھی اس لئے سب کی نظر عنایت اس کی تحریف پر ٹکی رہی ہے، اور ان میں سے ہر شخص نے اپنی اپنی فہم کے مطابق اس کی تحریف میں کوشش کی۔

ایک شخص نے اپنا نام لفظ لا رکھ لیا، اور نبوت کا دعویٰ دار بن کر خود اسی حدیث کو اپنی نبوت کا گواہ بنا لیا، اور کہنے لگا کہ اصل عبارت حدیث یوں ہو لا نَبِیَّ بَعْدِی

لے حافظ الدنیا علامہ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری میں ان دونوں اقلیم کی تخصیص کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قریش کی عادت تھی کہ سروی کے زمانہ میں بین اور گرمی کے زمانہ میں شام کا سفر کرتے تھے، اور وہی جگہ ان کی تجارت کا یہاں تھیں، جیسا کہ قرآن عزیز میں ”وَمِنْ أَشْأَانِهِمْ أَنْ يَكُونَ الْفَلَاحُ سَبِيلًا“ بیان کیا گیا ہے، جب قریش مسلمان ہو گئے تو ان کو اپنی تجارتوں کا خوف ہوا کہ اب ہمارا بین اور شام میں داخلہ بند کر دیا جائے گا، اس پر ان کی تسکین کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری تجارت کا یہاں ان کے وجود ہی سے پاک کر دی جائیں گی ۳

جس میں لامبتداء اور نہی تبدیلی اُس کی خبر ہے، جس کے مطابق حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ ”میرے بعد یہ شخص مسیٰ بہ لابی ہوگا“ (کذا فی فتح الباری)

ایک عورت کو مغرب میں یہی جنون سوار ہوا اور نبوت کا دعویٰ کر بیٹھی، لوگوں نے ”لابی بعدی“ کا فرمان اس کے مقابلہ پر پیش کیا تو کہنے لگی کہ حدیث لابی بعدی ہے لابی بعدی نہیں یعنی مرد کے نبی ہونے کا انکار ہے، عورت کی نبوت کا انکار نہیں (فتح الباری شرح بخاری)

مگر زمانہ میں خیر اور صلاح کے آثار باقی تھے، دلوں میں امانت کا کوئی حصہ موجود تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا احترام جزو ایمان سمجھا جاتا تھا، وہاں اس قسم کی لابی تحریفات کب کھب سکتی تھیں، اُمت نے اُن کے ساتھ وہی سلوک کیا جو ایک مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے، عالم اسلام کو ان کے وجود اور ان کی تحریفات سے پاک کر دیا، حالانکہ ان کی تحریفات مرزا قادیانی کی تحریفات سے زیادہ دلچسپ تھیں۔ قسمت سے ہمارے حصہ میں اگر منتہی ایسا خوش فہم آیا ہے کہ اس کو تحریف کرنے کا بھی کوئی سلیقہ نہیں تو لوگ بھی ایسے خوش عقیدہ آئے کہ انھیں ہر محنون کے ہڈیاں کو دین نبی سمجھ لینا بالکل سہل ہے، خدا جانے اگر یہ لوگ پہلے منتہیوں کے زمانہ میں جیتے اور ان کی شعبدہ کاریاں دیکھتے تو کیا کرتے؟!

حدیث نمبر ۵ عَنْ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

أَنَا مُحَمَّدٌ أَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمُنَاسِحُ الَّذِي مَاتَ اللَّهُ فِي الْكَفَرَةِ

أَنَا حَاشِيَةُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقْبِي وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ

الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ (رواه البخاری ومسلم صفحہ ۲۶۱ ج ۲)

وَابْنُ نَعِيمٍ فِي الدَّلَائِلِ، مِثْلًا)

ترجمہ: ”حضرت جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور ماحی ہوں یعنی میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا، اور میں حاشی ہوں، یعنی میرے بعد ہی قیامت آجائے گی اور حشر برپا ہوگا (اور کوئی نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ آئے گا)، اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو (روایت کیا

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے صفحہ ۲۶۱ ج ۱۲ اور ابونعیم نے دلائل صفحہ ۱۲ میں ۱۰۰ اور اسی حدیث کے بعض الفاظ میں ہے یُخْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدْحٍ حَسْبُ شَرْحِ كَرْتِ ہوئے حافظ ابن حجر نے فتح الباری صفحہ ۳۰۶ جلد ۶ میں فرمایا ہے :-

| | |
|----------------------------|--|
| ممكن أن يكون المراد بالقدم | • ممکن ہے کہ قدم سے مراد زمانہ ہو، یعنی جس |
| الزمان اسی وقت قیامی علی | وقت علامات قیامت کے ظہور کے ساتھ |
| قد می لظہور علامات الحشر | میں اپنے قدم پر کھڑا ہوں گا، اور یہ اس |
| اشارۃ الی انه لا نبی بعدہ | بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے بعد |
| لا شریعة . | نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی شریعت ہے |

حافظ کے کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کی خبر دے رہی ہے خواہ پہلی شریعت کے تابع ہو یا شریعت جدیدہ کے ساتھ ۔

حدیث نمبر ۶ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَتْ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَلِّ ثَوْتٍ فَإِنْ تَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدًا فَإِنَّهُ عَمْرٌ ، زَادَ دَكْسِيَا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَتْ فِيمَا كَانَتْ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يَكْفِيكُمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ تَكُونُوا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ تَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعَسَىٰ رَحَاهُ الْبَغَايَا فِي صَحِيحِهِ ۵۲۱ ج ۱ فی مناقب عمرو و كذلك رواه مسلم

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے ، پس اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عرش ہے ۔ اور اسی حدیث کے دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ ”تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ مکمل ہوا کرتے تھے ، بغیر اس بات کے کہ وہ نبی ہوں ، پس اگر ان میں سے کوئی میری امت میں بھی ہو سکتا ہے تو وہ عرش ہے (روایت کیا اس کو بخاری نے اپنی صحیح صفحہ ۵۲۱ جلد اول میں ، اور روایت کیا اس کو مسلم نے ۱۰۰) :-

محدث یا مکمل کون ہوتے ہیں ؟ | حافظ نے فتح الباری صفحہ ۳۰۶ جلد ۶ میں لفظ محدث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ مکمل اور محدث کی تفسیر میں چند اقوال ہیں ، بعض لوگوں نے اس کے

مسنیٰ ملہم بتلائے ہیں، یعنی جس کو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہے، اور صحیح مسلم کی ایک روایت اس کی تائید کرتی ہے، جس میں خود حدیث میں بجائے محدثوں کے ملہمون کا لفظ منقول ہے۔

اسی طرح مسند حمیدی میں حضرت عائشہؓ سے اسی مضمون کی ایک حدیث آئی ہے، جس کے آخر میں الملہم بالصواب مذکور ہے، اور ترمذی نے ابن عیینہ کے بعض شاگردوں سے محدثوں کی تفسیر میں مضمون کے الفاظ نقل کئے ہیں، یعنی جن کو اللہ کی طرف سے حق بات سمجھا دی جاتی ہے۔

بہر حال یہ بات خود نص حدیث سے بھی ثابت ہے کہ محدث یا مکلم وہ لوگ ہیں جو انبیاءؑ تو نہیں مگر الطافِ خداوندی اُن کی طرف خاص طور پر مبذول ہیں اور اُن کو حق بات کا اللہ کی طرف سے الہام ہو جاتا ہے یا حق بات سمجھا دی جاتی ہے۔

یہ بات خود نص حدیث سے بھی ثابت ہے اور تمام اقوال محدثین بھی اس کے مطابق ہیں کہ محدث نبی نہیں ہوتا۔

اس کے بعد اصل حدیث کے مضمون پر غور فرمائیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے سب سے بہتر افراد یعنی صحابہ کرامؓ اور ان میں سے بھی منتخب حضرت عمرؓ کے لئے اگر کوئی بڑے سے بڑا درجہ تجویز فرمایا ہے تو وہ صرف محدثیت کا درجہ ہی نبوت کا درجہ ان کے لئے بھی تجویز نہیں کیا، بلکہ صراحتہً اس کی نفی فرمائی، صحابہ کرامؓ جو باجماع امت خیار الخلائق بعد الانبیاءؑ ہیں، اور ان میں بھی خلفائے راشدین جن کی سنت کا اتباع بھی مثل سنت نبویہ امت کے لئے ضروری سمجھا گیا ہے، جب رتبہ نبوت کو نہیں پاسکتے تو اُن کے بعد کوئی غوث یا قطب یا دئی یقیناً اُس درجہ کو نہیں پاسکتا، کیونکہ باتفاق امت کوئی ولی کتنا ہی ترقی کرے مگر صحابہؓ کے درجہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا، افضل ہونا تو کجا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ غیر نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ اب اگر صحابہ کرامؓ کے بعد کوئی نبی بنے تو لازم آتا ہے کہ غیر نبی یعنی صحابہ کرامؓ اس نبی سے افضل ہوں۔

حدیث نمبر ۱ | عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي بِسُنَّةٍ هَازِلُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

رواہ البخاری ومسلم فی غزوة تبوک (وَفِي لَفْظِ الْمُسْلِمِ خَلَقَهُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَلَقْتَنِي مَعَ النَّسَاءِ
وَالصَّبِيَّانِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَى
أَنْ تَكُونَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبُوَّةَ بَعْدِي وَ
فِي لَفْظِ آخِرِ عِنْدَهُ إِلَّا أَنْكَ لَسْتَ نَبِيًّا .

ترجمہ :- حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ
سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت ہارونؑ موسیٰ کے ساتھ تھے، مگر میرے
بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اس لئے کہ تم ہارونؑ کی طرح نبی نہیں) روایت کیا اس کو
بخاری ومسلم نے غزوة تبوک کے باب میں (اور مسلم شریف کی روایت میں اتنی بات اور
زیادہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جہاد میں حضرت علیؑ کو ساتھ نہیں لیا
بلکہ گھر پر چھوڑ دیا، تو حضرت علیؑ نے (بطور نیا زمناں شکایت کے) عرض کیا کہ آپ
نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا، آپ نے (ان کو تسلی کے لئے) ارشاد
فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جاؤ جیسے ہارونؑ موسیٰ کے
ساتھ (یعنی جس طرح حضرت موسیٰ جب کوہ طور پر تشریف لے گئے تو ہارونؑ کو
بنی اسرائیل کے پاس اپنا نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے اسی طرح سے تم اس وقت
میرے نائب تھے) لیکن میرے بعد نبوت نہیں (اس لئے تمہارا مرتبہ اگرچہ ہارونؑ
کا سا ہے، مگر تم کو نبوت حاصل نہیں) اور مسلم شریف کی ایک روایت کے الفاظ یہ
ہیں إِلَّا أَنْكَ لَسْتَ نَبِيًّا (مگر تم نبی نہیں ہو) :-

جن لوگوں نے لانی نبی بعدی کے الفاظ کو تحریفات کا میدان بنا رکھا ہے وہ اگر
ان الفاظ پر بھی نظر ڈالیں تو ان کے سارے منصوبے ختم ہو جاتے ہیں ۔

حدیث نمبر ۱۸ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى يَفْتَتِلَ ذَئْبَانِ فَيَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ وَخَوْفُهُمَا
وَاحِدَةٌ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَبْعَثَ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا
مِنْ ثَلَاثِينَ كُلَّهُمْ يُدْعَمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ (سواء البخاری و
مسلم واحمد)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ مدی میں کرا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے یہ علامات نہ ہو چکے کہ درجہ اولیٰ میں جنگ عظیم رونما ہو، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو اور قیامت اس وقت قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ تقریباً ۳۰ دجال کاذب دنیا میں نہ اچھکیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں (روایت کیا اس کو امام بخاری اور مسلم اور امام احمد نے)۔

اس حدیث میں آپؐ کے بعد مدعی نبوت کو دجال و کذاب فرمایا گیا ہے، جیسا کہ آئندہ حدیث میں اس کی اور بھی زیادہ تصریح ہے۔

ایک سوال | اس جگہ پر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر ہر مدعی نبوت دجال و کذاب ہے تو پھر تمہیں کا عدد صادق نہیں آتا، کیونکہ مدعی نبوت تو تیس سے بہت زیادہ ہو چکے ہیں اور نہ معلوم اور کتنے ہوں گے۔

جواب | حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں اس سوال کو حل کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

| | |
|--|--|
| <p>”اور ہر مدعی نبوت مطلقاً اس حدیث میں مراد نہیں، اس لئے کہ آپؐ کے بعد مدعی نبوت تو بے شمار ہوئے ہیں، کیونکہ یہ بے نیاد دعوے عموماً جنوں یا سوداویس پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہوا وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے متبع زیادہ ہو جائیں یا</p> | <p>ولیس المراد بالحدیث من ادعی النبوة مطلقاً فانهم لا یحصون کثرة لکون غالبهم ینشأ لهم ذلک عن جنون و سوداء و انما المراد من قامت له الشوكة . (فتح مفحة ۲۵۵ جلد ۶)</p> |
|--|--|

حافظ کی اس عبارت سے جس طرح مذکورہ صدر سوال کا شافی جواب معلوم ہو گیا کہ اگرچہ مدعی نبوت سبھی کذاب ہیں مگر حدیث میں ۳۰ کے عدد سے وہ مدعی نبوت مراد ہیں جن کی شوکت و حشمت قائم ہو جائے، اور ان کے ماننے والوں کی کوئی جماعت پیدا ہو جائے، اسی طرح دوا و فائدے معلوم ہوئے۔

اَوّل یہ کہ اس قسم کے دعوائے نبوت آجکل عموماً جنوں یا سودا دیت کا کرشمہ بنتے ہیں۔
دّم یہ کہ کسی دعی نبوت کی شوکت و شمت کا قائم ہو جانا یا اُس کے مذہب کا
رواج پانا اور اُس کے متبعین کا زیادہ ہو جانا یہ اس کی سچائی یا حقانیت کی دلیل
نہیں ہو سکتی، ہاں اس کی دلیل ہوتی ہے کہ کوئی معمول متنبی نہیں ہے، بلکہ اُن ہی تیس
دجالوں کی فہرست میں کا ایک نمبری جھوٹ ہے جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔

اب مرزا صاحب کا اپنے مریدین کی کثرت یا مذہب کے رواج یا لوگوں کے اموال
بٹورنے پر فخر کرنا اور اس کو اپنی حقانیت کی دلیل بلکہ معجزہ مسترار دینا جس وجہ کی دلیل
ہے وہ بھی ظاہر ہو گیا، اور معلوم ہو گیا کہ مرزا صاحب اُن تیس دجالوں میں سے بڑا ترہ
رکتے ہیں، سچ ہے ۷

وكان امراً من جند ابليس فالتقى به الحال حتى صار ابليس من جند
”وہ ابلیس کے لشکر کا ایک آدمی تھا پھر اس کی ترقی ہو گئی یہاں تک کہ ابلیس بھی

اس کا ایک لشکری بن گیا۔“

حدیث نمبر ۱ | عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مِثْلَهُ عَنِ سَلَمٍ (فتح الباری مطبوعہ ہند ۱۳۳۳ھ)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت جابر بن سمروہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث امام مسلم نے روایت کی ہے؟“

حدیث نمبر ۱ | عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ

سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواہ مسلم)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ قریب

ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک بھی کہے گا کہ میں نبی

ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ روایت کیا

اس کو مسلمؒ نے؟“

کیا اس قسم کی صاف صاف احادیث اور ارشادات نبویہ کے بعد بھی مسئلہ

”ختم نبوت“ کا کوئی پہلو خفاء میں رہتا ہے؟ اور کیا اس کے بعد بھی مرزائی

امت کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ اپنے خیالات باطلہ سے تائب ہو جائیں؟

حدیث نمبر ۱ | عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

فَضَّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسَبْتٍ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَتُصِيفُ
بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَ
مَلُوكًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كُلِّهِ وَخُيِّمَ لِي النَّبِيُّونَ رِوَاة
مسلم فی الفضائل)۔

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمام
انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے ، ۱۔ اَوَّلُ یہ کہ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے
اور دوسرے یہ کہ رعب سے میری مدد کی گئی ، (یعنی مخالفین پر میرا رعب پڑ کر ان کو
مفلوب کر دیتا ہے) تیسرے میرے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا (بخلاف انبیاء
سابقین کے کہ مال غنیمت اُن کے لئے حلال نہ تھا ، بلکہ آسمان سے ایک آگ نازل
ہوتی تھی جو تمام مال غنیمت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی تھی ، اور یہی جہاد کی مقبولیت
کی علامت سمجھی جاتی تھی) اور چوتھے میرے لئے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ بنا دی گئی
(بخلاف اُمم سابقہ کے کہ ان کی نماز صرف مسجدوں ہی میں ہو سکتی تھی) اور زمین کی ٹہنی
میرے لئے پاک کرنے والی بنا دی گئی (یعنی بوقت ضرورت تیمم جائز کیا گیا جو کہ
پہلی امتوں کے لئے جائز نہ تھا) پانچویں میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا
گیا ہوں (بخلاف انبیاء سابقین کے کہ وہ خاص خاص قوموں کی طرف کسی خاص
اقلیم میں ایک محدود زمانہ تک کے لئے مبعوث ہوتے تھے) چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیا ختم
کر دیئے گئے (روایت کیا اس کو مسلم نے فضائل میں) ۲۔

حدیث نمبر ۱۲ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَنْبَقِ مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ رِوَاة
البخاری فی کتاب التعبد ، ص ۳۳۱ ج ۲ علی هامش الفتح و مسلم)۔

ترجمہ ۱۔ ” حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ اے لوگو ! نبوت کا کوئی جز و سوائے اچھے خوابوں کے باقی نہیں (اس حدیث
کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے) ۴۔

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہو چکی اور سلسلہ وحی منقطع ہو گیا
البتہ اجزائے نبوت میں سے ایک جز و مبشرات باقی ہے یعنی جو سچے خواب مسلمان

دیکھتے ہیں، یہ بھی نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے جس کی تشریح بخاری ہی کی دوسری حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیا لیسواں جزو ہے۔

ایک شے اور اس کا ازالہ | عبرت کی جگہ ہے کہ ارشادات نبویہ کے ان بیانات کے بعد بھی سچے اس کے کہ مرزائی قلوب میں زلزلہ پڑ جاتا، اور وہ ایک متنبی کا ذب کو چھوڑ کر سید الانبیاء کی نبوت کو اپنے لئے کافی سمجھ لیتے، ان کی جسارت اور تحریف میں دلیری اور بڑھتی جاتی ہے، وَكَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قَلْبِ كُلِّ فَتَكْبِرٍ جَبَّارٍ۔

اور حدیث میں سلسلہ نبوت کے انقطاع پر یہ صاف ارشاد ہوتا ہے، اور اُور قادیانی دنیا میں خوشیاں منائی جاتی ہیں کہ اس سے بقاء نبوت ثابت ہو گیا اِنَّ هَذَا النَّبِيُّ مُعْجَبٌ۔

کہا جاتا ہے کہ اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہے جس سے نفس نبوت کا بقاء ثابت ہوتا ہے، جیسے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی ہو تو پانی کو باقی کہا جاسکتا ہے، اسی طرح نبوت کے ایک جزو کا باقی ہونا خود نبوت کا باقی ہونا ہے۔ اہل دانش فیصلہ کریں کہ اس فلسفہ اور سائنس کے دور میں ایک مدعی نبوت کی طرف سے کہا جا رہا ہے، اُس کو جس روز اور گھل کا بدیہی امتیاز معلوم نہیں، وہ کسی شے کے ایک جزو موجود ہونے کو گھل کا موجود ہونا سمجھتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نماز کے ایک جزو مثلاً اللہ اکبر کو پوری نماز اور وضو کے ایک جزو مثلاً اتمہ دھوئے کو پورا وضو کہا جائے، اسی طرح ایک لفظ اللہ کو پوری اذان اور ایک منٹ کے روزہ کو اداے روزہ کہا جائے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر قادیانی نبوت کی یہی برکات ہیں کہ کسی شے کے ایک جزو کے وجود کو گھل کا وجود قرار دیا جائے، اور جزو پر کل کا اطلاق درست ہو جائے تو پھر ایک اینٹ کو پورا مکان کہنا بھی درست ہوگا، اور کھانے کے میں اجزاء میں سے ایک جزو نمک ہے تو نمک کو کھانا کہنا بھی روا ہوگا۔ نمک کو پلاؤ اور پلاؤ کو نمک کہا جائے تو کوئی غلطی نہ ہوگی۔ اور پھر تو شاید ایک تاکہ کو کھڑا کہنا بھی جائز ہوگا۔ اور ایک اٹھل کے ناخن کو انسان اور ایک رسی کو پیار پانی بھی کہا جائے اور ایک میخ کو کوائر بھی۔ کیا خوب! نبوت ہو تو ایسی ہو کہ تمام ہی کو بدل ڈالے۔

بس اگر ایک اینٹ کو مکان اور نمک کو پلاؤ اور ایک ٹاگہ کو کپڑا اور ایک رشتی کو چار پائی اور ایک میخ کو کوڑا نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چالیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔

دہی پانی کی مثال کہ اس کا ایک قطرہ بھی پانی ہی کہلاتا ہے اور پورا سمندر بھی پانی کہلاتا ہے۔ سو یہ ایک جدید مرزائی فلسفہ ہے کہ ان عقلمندوں نے پانی کے ایک قطرہ کو پانی کا ایک جزو سمجھ رکھا ہے، حالانکہ پانی کا ایک قطرہ بھی ایسا ہی مکمل پانی ہی جیسے ایک دریا۔ جو شخص علم کی اسجد سے بھی واقف ہے وہ جانتا ہے کہ پانی کے ہر قطرہ میں اجزائے مائیکرو پورے پورے موجود ہیں، فرق اتنا ہے کہ سمندر میں پانی کے اجزاء زیادہ ہیں، اور قطرہ میں کم مقدار میں موجود ہیں، مگر اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایک قطرہ میں پانی کے دونوں اجزاء جن کو جدید فلسفہ ہیڈروجن اور آکسیجن کہتا ہے موجود ہیں اس لئے پانی کے قطرات کو پانی کے اجزاء نہیں کہا جاسکتا بلکہ پانی کے اجزاء دہی ہیڈروجن اور آکسیجن ہیں، تو جس طرح تنہا ہیڈروجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے اور تنہا آکسیجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے، اسی طرح نبوت کے کسی جزو کو نبوت کہنا بھی غلط ہے، یہ محض لچر اور ناقابلِ ذکر بات ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہونے سے نبوت کا بقا ثابت کر ڈالا۔

نبوت ہر ذریعہ یا ظنیہ وغیرہ | اس حدیث میں یہ بات زیادہ قابلِ لحاظ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انقطاع نبوت کے ذکر کے ساتھ صرف آپ کے بعد منقطع ہے | روایات صالحہ کے بقا کا ذکر فرمایا ہے اور کسی قسم کی نبوت کا نام نہیں لیا، جو اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ آپ کے نزدیک نبوت کی کوئی قسم آپ کے بعد باقی نہیں رہی ورنہ ضروری تھا کہ نبوت کی جو قسم باقی رہنے والی ہو بجائے سچے خواب کے اس قسم کا ذکر سنرایا جاتا۔

اور اسی پر بس نہیں، بلکہ نبوت کے تمام اجزاء اور اقسام کے بالکل انقطاع کی خبر دے کر صرف ایک جزو یعنی روایات صالحہ کا استثناء فرمایا گیا ہے، اب انصاف کیجیے کہ اگر سوائے روایات صالحہ کے اور بھی کوئی جزو یا کوئی نوع یا کوئی قسم نبوت کی باقی رہنے والی تھی، تو اس کا استثناء کیوں نہیں فرمایا گیا؟

مرزا صاحب نے اپنی اسلام دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لئے کبھی فرمایا کہ ختم نبوت کا مسئلہ تو میرا ایمان ہے مگر صرف تشرعی نبوت ختم ہوئی ہے، اور میری نبوت غیر تشرعی ہے۔ اور کبھی کہا کہ کئی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت ختم نہیں ہے۔ اور کبھی ارشاد ہوا کہ حقیقی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت ظلی اور بروزی ہے۔ اور کبھی لکھا ہے کہ مستقل نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت غیر مستقل ہے۔

غرض ان متعارض اور متہانت اقوال کو اختیار کر کے مرزا صاحب نے سمجھا ہے کہ ہماری نبوت بھی سیدھی ہو گئی، اور مسلمانوں کے سامنے یہ کہنے کی بھی جگہ باقی رہی کہ تشریح و حدیث کے صریح حکم یا امت کے اجماعی عقیدہ ختم نبوت کے منکر نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث نے مرزا صاحب کے سامنے منسوب بے خاک میں ملائی ہے ہیں۔ کیونکہ اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیں کہ ظلی و بروزی وغیرہ جو قسم نبوت کی مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے وہ واقعی نبوت کی ایک قسم ہے، اس حدیث میں اس کے بھی انقطاع کی خبر بصراحت موجود ہے۔ کیونکہ اس میں اجزاء و اقسام نبوت میں سے روئے ماحلہ کے سوا کچھ مستثنیٰ نہیں فرمایا گیا۔ پس اگر ظلی و بروزی وغیرہ بھی نبوت کی قسمیں ہیں تو وہ بھی اس حدیث کی ذمہ منقطع و ختم ہو چکیں، اور مرزا صاحب کو ان متعارض اقوال اور نئی نئی قسم کی نبوتیں تراشنے کے بعد کچھ ہاتھ نہ آیا۔

حدیث نمبر ۱۲ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ

الْبَشِيرَةَ وَرَأَسَهُ مَعْصُوبٌ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ النَّاسُ
مَنْعُوتٌ خَلَفَ ابْنُ بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ
مُبَشِّرَاتِ الْمُبَشِّرَةِ إِلَّا التَّوْبَةُ وَالصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تَرَى
لَهُ (رواه مسلم والنسائي وغيره)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وفات میں دروانہ کا پردہ کھولا، آپؐ کا سر مبارک بوجہ مرض کے بندھا ہوا تھا، اور لوگ حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے صفیں باندھے کھڑے تھے، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ نبوت میں کوئی جز باقی نہیں رہا، مگر اچھے خواب جو مسلمان دیکھتے ہیں، یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے (روایت کیا اس کی مسلم اور نسائی نے)؛

حدیث نمبر ۱۳ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ابْنِ مَرْثَدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِي أَخِيهِ الْأَنْبِيَاءِ وَمَنْ جِدِي أَخِيهِ الْمَسَاجِدِ (رواه مسلم صفحہ ۴۳۶ جلد ۱، د النسائی ولفظه خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَخَاتِمُ الْمَسَاجِدِ)۔

ترجمہ ۱۔ "حضرت عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ فرماتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے، (اس حدیث کو مسلم نے جلد ۴۳۶ جلد اول میں اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ نسائی کے الفاظ میں مجاہد آخر الانبیاء اور آخر المساجد کے خاتم الانبیاء اور خاتم المساجد واقع ہوا ہے) اور ہر وہ صورت معنی واحد ہیں، جیسا کہ اسی رسالہ میں مفصل گزر چکا ہے۔"

تنبیہ ۱۔ حدیث میں خاتم المساجد سے مراد خاتم مساجد الانبیاء ہے، جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں خود یہی لفظ موجود ہے، جس کو ائمہ حدیث دینیؒ، ابن نجارؒ، بزارؒ وغیرہ نے حضرت عائشہؓ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے۔

أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي | "میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتِمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ كَذَلِكَ" | مساجد انبیاء کی خاتم اور آخر ہے۔"

حاصل یہ ہے کہ آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہو گا اور نہ کسی نبی کی اور مسجد بنے گی۔

ایک لطیفہ ۱۔ مرزائی دنیا میں صحیح مسلم کی حدیث کے الفاظ دیکھ کر خوشحال منان گئیں کہ اس نے ختم نبوت کے مسئلہ میں تحریف کا راستہ نکال دیا، کیونکہ خاتم المساجد کے معنی باتفاق یہ نہیں ہو سکے کہ آپؐ کے بعد کوئی مسجد نہیں بنے گی، کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے، اسی طرح خاتم الانبیاء کے معنی بھی یہ نہیں ہوں گے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔

لیکن دینیؒ، ابن نجارؒ اور بزارؒ کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی جو حدیث ابھی پیش کی گئی ہے کہ خاتم المساجد کے معنی خاتم مساجد الانبیاء ہیں، اس نے ان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے۔

حدیث نمبر ۱۵ | عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّي كَنَانَهُ أَسْمَاءَ فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمَقْلُ (الحديث، رواه مسلم صفحة ۲۶۱ جلد ۲)

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسماء شریفہ ہم سے بیان فرمایا کرتے تھے، چنانچہ آپؐ نے فرمایا میں محمد ہوں اور احمد اور مقفل بھی ہوں (اس حدیث کا امام مسلمؒ نے روایت فرمایا ہے)۔
امام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لفظ مقفل کے معنی شمر سے نقل کئے ہیں کہ مقفل بمعنی عاقب ہے، اور عاقب کے معنی خود نص حدیث میں آخر الانبیاء بیان فرمائے ہیں، جیسا کہ حدیث نمبر ۱۵ میں گذر چکا ہے۔ اور ابن الاعرابی نے مقفل کا ترجمہ ہوا المتبوع للانبیاء کیا ہے، جس کے معنی بھی یہی آخر الانبیاء ہوتے ہیں۔ اس لئے نوویؒ نے دونوں قول نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ قطہران المتقفل ہوا الآخر، یعنی ثابت ہوا کہ مقفل کے معنی آخر کے ہیں، اور اس لئے حدیث کا حاصل مطلب یہ ہوا کہ میں آخر الانبیاء ہوں۔

حدیث نمبر ۱۶ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي حَدِيثِ الشَّاعَةِ يَقُولُ لَقَدْ عَنِتُّ إِذْ هَبُوا إِلَيَّ غَيْرِي إِذْ هَبُوا إِلَيَّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَا تُؤَنُّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ (رواه البخاری صفحہ ۶۷۲ ج ۲ مسلم ۱۱۷۱)
ترجمہ۔ ”حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک طویل حدیث کہ ذیل میں روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب لوگ حضرت عیسیٰؑ سے قیامت کے روز شفاعت کے لئے عرض کریں گے تو کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ لے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں (ابن ماجہ الحدیث، روایت کیا اس کو بخاری نے صفحہ ۶۷۲ ج ۲ مسلم ۱۱۷۱ میں اور سلم نے صفحہ ۱۱۱ جلد اول میں)۔“

حدیث نمبر ۱۷ | عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالشَّاعَةُ كَمَا تَبَيَّنَ (رواه البخاری

فصیحہ - مشکوٰۃ المصابیح باب قرب القیامۃ

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (انگشت شہادۃ اور بیچ کی انگلی کو ملا کر) فرمایا کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح ملے ہوئے جیسے گئے ہیں جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملے ہوئی ہیں۔

باتفاق علماء حدیث اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی جدید نبی پیدا نہ ہوگا اور قیامت آپ کے ساتھ ملے ہوئی آنے سے یہی مراد ہو سکتی ہے۔ ورنہ حدیث کا خلاف واقعہ ہونا لازم آتا ہے کہ آپ کی پیدائش تقریباً چودہ سو برس ہو چکے اور اب تک قیامت کا پتہ نہیں۔

اور دوسری احادیث میں آپ کے ساتھ قیامت کے متصل ہونے کا یہی مطلب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے جیسا کہ ختم النبوة فی القرآن (آیت نمبر ۲۸ کے تحت) صفحہ ۱۷۸ میں حضرت ابو زمرہؓ کی طویل حدیث کا ایک حصہ نقل ہو چکا ہے جس کے چند جملے یہ ہیں۔

| | |
|---|---|
| <p>• وہ ناکہ جس کو تم نے خواب میں دیکھا یہ کہ میں اس کو چلا رہا ہوں وہ قیامت جو میرے قائم ہوگی، کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ؟</p> | <p>وَأَمَّا النَّاقَةُ الَّتِي رَأَيْتُمَا بَعَثْتُمَا فَبِئْسَ الشَّاعَةُ عَلَيْنَا نَعُومُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي . (ابن کثیر ص ۳۹۹ ج ۹)</p> |
|---|---|

اس میں بوضاحت معلوم ہو گیا کہ قیامت کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملے ہوئے آنے کے یہی معنی ہیں کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان نہ کوئی نبی ہوگا نہ کوئی دوسری امت۔

حدیث نمبر ۱۸ | عَنْ عَائِشَةَ ۙ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ كَانَ فِي الْأَمَمِ قَبْلَكُمْ مُعَذِّبُونَ فَإِنْ تَيَسَّنَّ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ
أَحَدٌ فَعَسَوْا مِنْ الْخَطَإِ (رواه مسلم والنسائي والبيهقي والحمد)

ترجمہ ۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم سے پہلے امتوں میں معذبت ہو کر تھے، اگر میری امت میں بھی ان میں سے کوئی ہو سکتا ہے تو وہ غرض ہیں (اس حدیث کو مسلم اور نسائی اور ابویعلیٰ اور امام احمد نے روایت فرمایا ہے)

حدیث نمبر کے تحت محدث کے معنی اور مضمون حدیث کا مطلب مفصل گذر چکا ہے۔

حدیث نمبر ۱۹ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْأَخِيرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ أَعْتَمِ الْأَكْتَابِ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوْتِينَا مِنْ بَعْدِهِمْ الْحَدِيث (رواه البخاری ومسلم والنسائی مِنَ الْكُتُبِ ۲۳ ج ۶) ومثله عند ابی نعیم فی الدلائل صفحہ ۹۔

ترجمہ ۱۹ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم سب سے آخری اور قیامت میں سب سے سابق ہوں گے، صرت اتنی بات ہے کہ ہم سب سے پہلے دی گئی اور ہیں اُن کے بعد ملے (روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور نسائی نے (کذا فی الکتر ۲۳ ج ۶) اور ابو نعیم نے دلائل نبوت میں بعینہ ہی حدیث نقل کی ہے ۲۰

صحیح مسلم میں ابواب الجمعہ میں اس حدیث کو چار طریق سے روایت کیا ہے۔ حدیث نمبر ۲۰ | عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلَهُ وَلَفْظُهُ نَحْنُ الْأَخِيرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواه مسلم ۲۳۸ ج ۲) ترجمہ ۲۰ حضرت حذیفہؓ سے بھی یہی مضمون مسلم نے روایت کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ہم دنیا میں سب سے آخری امت ہیں اور قیامت میں سب سے پہلے ہوں گے

صحیحین کے علاوہ، وہ احادیث جن کو ائمہ حدیث نے صحیح کہا ہے

حدیث نمبر ۲۱ | عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُمَّتِي كَذَابُونَ دَجَائِلُونَ سَبْعَةٌ وَعِشْرُونَ مِنْهُمْ أَرْبَعٌ نُسُورٌ وَإِثْنَا عَشَرَ النَّبِيِّينَ لَا يَبْقَى بَعْدِي (رواه احمد والطبرانی د اسنادہ جید والطحاوی فی مشکل الآثار ۳ ج ۳)

ترجمہ ۲۱ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں ستر کذاب دجال ہوں گے جن میں سے چار عورتیں ہوں گی،

حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اس کو امام احمد اور طبرانی نے باسنادِ جید روایت کیا ہوا اور اسی طرح روایت کیا اس کو طحاوی نے شکل الآثار ۳۴۲ میں ہے اس سے پہلے ایک حدیث گزر چکی ہے جس میں تیش دجالوں کا ذکر ہے، اس میں ستائیس مذکور ہیں، مگر ان میں کوئی تعارض نہیں ہو سکتا ہے اول آپ کو ستائیس کا علم ہوا ہو پھر تیس کا ہونا معلوم ہوا۔

حدیث نمبر ۲۲ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ دَجْعَالَ بْنَ قَاتِئَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا مَنِيَّ فِي مَتَابِعِهِ وَقَامَ يُصَلِّي وَآلُفِي عَلَى طَرَفِ ثَوْبِهِ ثُمَّ قَالَ بَرَكْتُ يَا بَنِي إِدْرِيسَ قَلْبًا بَأْسَ عَيْنِكَ مَا سَأَلْتُ بِاللهِ فِي مِثْلِكَ إِلَّا مَا سَأَلْتُ لَكَ مِثْلَهُ وَلَا سَأَلْتُ اللهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَانِيهِ غَيْرَ أَنَّهُ قِيلَ لِي أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي بَعْدِي نَفْسٌ كَأَنِّي مَا اسْتَكْبَرْتُ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ شَاهِينَ فِي السَّنَةِ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَالْبُزْجَنِيُّ فِي فَصَائِلِ الْمَحَابَةِ كَذَابِي الْكُتُبِ

ترجمہ: ”حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے سخت درد ہوا، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کر دیا، اور خود نماز پڑھنے لگے کھڑے ہو گئے، اور آپ نے کپڑے کا ایک کنارہ میرے اوپر ڈال دیا، پھر فرمایا کہ اے علی! تم شفا یاب ہو گئے، اب تم میں کوئی مرض نہیں رہا۔ جو کچھ تم اللہ سے میرے لئے دعا کرو گے، میں تمہارے لئے وہی دعا کروں گا، اور میں جو کچھ دعا کروں گا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا، اس کے سوا کہ مجھ سے کہہ دیا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، (اس نے تمہارے لئے بھی نبوت کی دعا نہیں کر سکتا) حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں دلوں سے ایسا تندہرست ہو کر اٹھا کہ گویا بیمار تھا ہی نہیں (روایت کیا اس کو ابن جریر نے اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، نیز روایت کیا ابن شاہین نے سنت میں اور طبرانی نے معجم اوسط میں اور ابونعیم نے فضائل صحابہ میں (اکثر اعمال)۔

حدیث نمبر ۲۳ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ آدَمُ وَآخِرُهُ مُحَمَّدٌ رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ

فی صحیحہ و ابول نعیم فی الحلیۃ و ابن عساکر و الحکیم الترمذی
(من الکتر ۶ ج ۶) و اخرجہ ابن حبان فی تاریخہ فی السنۃ
العاشرة ۶۹ قلی)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب
انبیاء میں پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب آخر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔
(روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی کتاب صحیح میں، نیز اپنی تاریخ میں سنہ
کے احوال کے تحت قلی ۶۹ پر اور ابول نعیم نے علیہ میں اور ابن عساکر و حکیم ترمذی
وغیرہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے) (دیکھو کتر اعمال صفحہ ۱۲۰ ج ۶) اور حفاظ
ابن حجر نے بھی مستح الباری میں اس کی تصحیح کی ہے) ۶

حدیث نمبر ۲۲ وَعَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرِي أَنْ تَكُونَ يَمْنَةً هَانُوتٍ
مُؤْمِنِي إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواه الحاكم في المستدرک و
الطبرانی في الكبير کذا فی الکتر، ص ۱۵۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت مالک ابن حویرثؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ
سے منبر پایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم ایسے ہو جیسے اردن موٹی کے ساتھ
تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں نقل
کر کے تصحیح کی ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب اللہ
تعالیٰ مفضل پہلے گذر چکی ہے) ۷

حدیث نمبر ۲۵ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا
مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمُقْتَى وَالْحَاشِي وَالْمَاجِي وَالْحَاقِمُ
وَالْعَاقِبُ (رواه احمد و ابن سعد و الطبرانی و الحاكم من الکتر)

ترجمہ ۱۔ "حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پایا ہے کہ
میں محمد ہوں، اور احمد، مقتی، حاشی، ماجی، خاتم اور عاقب (روایت کیا
اس کو امام احمد نے مسند میں اور ابن سعد و طبرانی نے اور حاکم نے اس کو مستدرک
میں درج کر کے تصحیح فرمائی) (من الکتر)

مراد حدیث کی یہ ہے کہ یہ سب میرے نام ہیں۔ مقفی اور عاقب کے معنی پہلے گزر چکے ہیں کہ خاتم الانبیاء کو کہا جاتا ہے۔ اسی طرح حاشرہ کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ کے بعد ہی حشر و قیامت قائم ہو جائے گی، کوئی نبی اور نہ پیدا ہوگا۔ اور ماحی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے کفر کو مٹائے گا۔

حدیث نمبر ۲۶ | عَنْ عَوْتِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا قَوْلَ اللَّهِ لَا آتَا الْحَاشِيَّ وَالْأَتَا الْعَاقِبَ وَالْأَتَا الْمَقْفَى (رواه رطب وک من الکفر)

ترجمہ:- "حضرت عوت بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالکی قسم میں حاشر اور عاقب اور مقفی ہوں (روایت کیا اس کو طبرانی نے اور حاکم نے مستدرک میں درج کر کے تصحیح کی ہے)۔"

ابھی گزر چکا ہے کہ حاشر، عاقب، مقفی تینوں کی مراد ایک ہے، یعنی آخر الانبیاء۔

حدیث نمبر ۲۷ | عَنْ وَهَبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا فِي حَدِيثِهِ طَوِيلٌ فِي الْمَحْشَرِ يَقُولُ قَوْمٌ نُوحٍ وَأَتَى عَلَيْهِمْ هَذَا يَأْتِي أَحْمَدُ وَأَنْتَ وَامْتَنَكَ أَخِي الْأُمَيَّةَ (رواه الحاكم في المستدرک کذا فی الکفر)

ترجمہ:- "حضرت وہب بن منبہ حضرت ابن عباس سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت نوح کی امت کہے گی کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ حالانکہ آپ اور آپ کی امت آخر الامم ہے (اس کو حاکم نے مستدرک میں درج کر کے محکم کا حکم کیا ہے)۔"

حدیث نمبر ۲۸ | عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَبْعَةٍ رَهْطٍ شَهَدُوا بِذَلِكَ لَكُمْ مَرْفُوعًا الْحَدِيثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رواه الحاكم في المستدرک)

ترجمہ:- "حضرت حسن سات صحابہ جو غزوہ بدر کے شرکا ہیں سے تھے مرفوعاً اسی مضمون کو نقل کرتے ہیں جو اس سے پہلی حدیث میں حضرت ابن عباس کی روایت سے نقل کیا گیا ہے (حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے صحیح کا حکم کیا ہے)۔"

لہ ایک معاملہ کی طرف اشارہ ہے جو ابتدائے حدیث میں مذکور ہے ۱۲۰ منہ

حدیث نمبر ۱۹ | عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَرْفُوعًا إِلَى خَاتِمِ الْإِنْسَانِ أَذْكَرَ رِوَاةً

الحاکم فی المستدرک من التکذیب (ج ۶)

ترجمہ ۱۹۔ حضرت ابوسعیدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں ایک ہزار انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں یا کچھ زیادہ کا (حاکم نے مستدرک میں نقل کر کے تصحیح فرمایا ہے)۔

حدیث نمبر ۲۰ | عَنْ عِزِّ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ (رواہ السیہقی والحاکم

وصحیحہ (کنز الدار المنثور ص ۵ ج ۵)

ترجمہ ۲۰۔ حضرت عیاض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور تمام انبیاء کا خاتم اور آخر (اس کو سیہقی نے روایت کیا اور حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے تصحیح فرمایا)۔ (ازد و مشور)۔

حدیث نمبر ۲۱ | عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فِي قِصَّةِ طَوِيلَةٍ لَهُ حِينَ جَاءَتْ

عَشِيرَتُهُ يُطَلَبُونَكَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا

أَسْلَمَ فَقَالُوا لَهُ إِمْرُؤُا مَعَنَا يَا زَيْدُ فَقَالَ مَا أُرِيدُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَلًا وَلَا غَيْرِهِ أَحَدًا فَقَالُوا يَا مُحَمَّدُ إِنَّا

مُعْطُونَكَ بِهَذَا الْعِلَامِ دِيَارَ قَسَمٍ مَا شِئْتَ فَإِنَّا حَامِلُونَ إِلَيْكَ

فَقَالَ أَسْأَلُكُمْ أَنْ تَشْهَدُوا أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّيَ خَاتِمُ

النَّبِيِّينَ وَرُسُلِهِمْ وَأَرْسِلُهُ مَعَكُمْ الْحَدِيثُ (اخرجه الحاکم

مفصلًا وشرحًا وقصته فی المستدرک ص ۳۱ ج ۲)

ترجمہ ۲۱۔ حضرت زید بن حارثہؓ اپنے اسلام لانے کا ایک طویل اور دلچسپ قصہ بیان فرما کر آخر میں فرماتے ہیں کہ جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپؐ کی خدمت میں پہنچا اور مجھے آپؐ کے پاس دیکھ کر کہا اے زید! اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو، میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلہ میں ساری دنیا کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ آپؐ کے سوا کسی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ پھر انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے

کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ! ہم آپ کو اس لڑکے کے بدلہ میں بہت سی دینیں (اموال) دینے کے لئے تیار ہیں، جو آپ چاہیں مسخرادیں، ہم ادا کر دیں گے، (مگر اس لڑکے کو ہمارے ساتھ ہیجو دئیے)۔

آپ نے فرمایا کہ میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں ، وہ یہ ہے کہ شہادت دو اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں ، اور یہ کہ میں رسولوں کا ختم کرنے والا ہوں (جب تم یہ گواہی دو گے) میں اس لڑکے کو تمہارے ساتھ کروں گا (الحمد لله) روایت کیا اس کو حاکم نے مستدرک ص ۳۱۲ ج ۳ میں ، ۵

فائدہ :- اس حدیث میں یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدہ ختم نبوت کو کلمہ شہادت کی طرح ایمان کا جزو قرار دیا ہے ۔

عن عبد الله بن ثابت قال جاء عمر بن الخطاب رضي الله عنه
عليه وسلم فقال يا رسول الله اني مرسيت باخي من قرينة
تكتب لي جرائم من التوراة لا عرفتها عنك فتغير وجهه
رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال والذي نفس محمد بيده
لو اصابكم فيكم موسى ثم اتبعتموه لصلبتم انكم خطي من الامم
انا حطكم من التيسير روى احمد في مسنده كذا في الدر المنثور
السيوطي، ص ٢٧٨ ج ٢ -

ترجمہ ۱۔ " حضرت عبداللہ بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک روز نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ، اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ! میں نبی قرینہ میں اپنے ایک بھائی کے پاس گذرا ، اس نے تواریق سے کچھ جامع کلمات لکھ کر مجھے بیٹے میں تاکہ وہ آپ کے سامنے پیش کروں ۔ یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بدل گیا ، اور فرمایا کہ اس ذات قدوس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہو ، اگر غرض ہوئی ہے تو تمہارے اندر آجائیں اور تم اُس وقت اُن کی اتباع کرنے لگو تو تم گمراہ ہو جاؤ کیونکہ تم تمام امتوں سے صرف میرا حصہ ہو ، اور تمام انبیاء میں سے صرف میں تمہارا حصہ ہوں ۔ (اس کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے) (از رشود مشرق ج ۱۲) ۔

نیز اس کو حاکم نے روایت کیا ہے (کذا فی اکثر ماہ ۱۷) ۔

فائدہ ۱۔ اس حدیث میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور کر کے بتلادیا ہے کہ نہ اس امت کے لئے اور کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ یا امت کسی اور نبی کی امت بن سکتی ہے۔

حدیث نمبر ۳۲ | عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ (رواه الترمذی وقال هذا حديث صحيح وقال ابن كثير في تفسيره ج ۸ أخرجه أحمد أيضاً)

ترجمہ ۱۔ حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی، (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کر کے فرمایا ہے کہ حدیث صحیح ہے اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر ج ۸ میں فرمایا ہے کہ اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں بھی روایت کیا ہے)۔

فائدہ ۱۔ اس حدیث میں لفظ نبی اور رسول کو علیحدہ علیحدہ بیان کر کے یہ بھی بتلادیا گیا ہے کہ نہ کوئی تشریفی نبی آپ کے بعد ہوگا نہ غیر تشریفی، کیونکہ ہم اس رسالہ کے پہلے حصہ کے شروع میں لکھ چکے ہیں کہ جہور کے نزدیک رسول صاحب شریعت نبی کو کہا جاتا ہے۔ اور نبی عام ہے، صاحب شریعت جدید ہو یا پہلی شریعت کا شیع۔

حدیث نمبر ۳۳ | عَنْ أُمِّ كُرَيْشٍ الْكِنَانِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَهَبَتِ النَّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (رواه ابن ماجه في سننه ج ۲۸ وأحمد والطبرانی وصححه ابن خزيمة كذا في الكنت)

ترجمہ ۱۔ حضرت ام کریمہ منقرانی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے کہ نبوت ختم ہو گئی صرف مبشرات باقی رہ گئے (اس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن ج ۲۸ میں اور امام احمد نے مسند میں اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور ابن خزيمة نے اس کو روایت کر کے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے (کذا فی الکنت)۔

اس حدیث میں بھی مبشرات سے اچھے خواب مراد ہیں جس کی تفصیل ابھی گزری ہے۔

حدیث نمبر ۳۵ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيث طَوِيلٍ وَأَنَا أَخِيرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ أَخِيرُ الْأُمَمِ

(رواہ ابن ماجہ فی سننہ ص ۲۰۰ باب فتنۃ الدجال وابن خزیمہ

والحاکم والفضلاء من منتخب الکثر، ص ۶۳)

ترجمہ :- حضرت ابو امامہ باہلیؓ نے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخر الانبیاء ہوں اور تم سب سے آخری امت ہو
(دیکھو ابن ماجہ صفحہ ۳۰۴ باب فتنۃ الدجال والمنتخب الکثر صفحہ ۴۱ جلد ۶ میں اس

حدیث کو بحوالہ صحیح ابن خزیمہ اور حاکم اور ضیاء نے بھی روایت کیا ہے) :

حدیث نمبر ۳۶ | عَنْ أَبِي ابْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ

التَّشْبِيلَ بِاللَّبْسَةِ الْخَاتِمَةِ فِي آخِرِهِ قَاتَا خَاتِمَتِ النَّبِيِّينَ مُؤَصِّمٌ

قِيلَ لِلَّيْسَةِ (رواہ احمد والترمذی وقال الترمذی هذا

حدیث حسن صحیح غریب)

ترجمہ :- حضرت ابی بن کعبؓ نے مذکورہ بالا حدیث جس میں نبوت کو آپؐ نے ایک

عظیم الشان محل کے ساتھ اور انبیاء طہیم السلام کو اس کی انٹیوں کے ساتھ تشبیہ

دی ہے مفصل الفاظ نقل کرنے کے بعد یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ میں خاتم النبیین

ہوں اور درجہ میرا انبیاء میں ایسا ہے جیسا اس محل میں آخری اینٹ کا (روایت کیا

اس کو ترمذی اور امام احمد نے اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ صحیح غریب ہے) :

یہ چھتیس احادیث ختم نبوت کے ثبوت میں محدثین کی اصطلاح کے مطابق

صحیح احادیث ہیں جو حدیث کے اقسام میں سب سے قوی حجت سمجھی جاتی ہیں ۔

سنن اربعہ یعنی صحاح ستہ کی باقی احادیث

نسائی ، ابوداؤد ، ترمذی ، ابن ماجہ

حدیث نمبر ۳۷ | عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ :- حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اگر میرے

بعد کوئی نبی ہو تا تو وہ عمر بن خطابؓ ہوتے ۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے) :

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کائنات نبوت موجود تھی، مگر بایں ہمہ ان کو عہدہ نبوت نہیں دیا گیا، کیونکہ سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا ہے۔ حدیث میں لفظ کَوْنِ کَانَ سے اسی طرف اشارہ ہے، کیونکہ لفظ کَوْنِ عربی زبان میں اسی غرض کے لئے آتا ہے کہ شرط موجود نہ ہونے کی وجہ سے مشروط بھی موجود نہیں، لہذا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میرے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا اس لئے عہدہ بھی نبی نہیں ہوئے۔

خیر الامم اور کائنات نبوت | اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کے انقطاع سے یہ لازم نہیں آتا کہ کائنات نبوت بھی منقطع ہو جائیں، بلکہ اس امت میں بھی کائنات نبوت موجود رہی، البتہ عہدہ نبوت نہیں دیا جاتا، اور یہ ایسا ہے کہ ایک نافع تفہیم عالم میں مدرس ہونے کی قوت اور درس و تدریس کا کمال موجود ہے مگر اس وقت تک مدرس نہیں کہا جاسکتا، جب تک کہ کسی مدرسہ میں یہ عہدہ اس کو نہ دیا جائے یا ایک گریجویٹ جو انگریزی فنون کا پورا ماہر ہے، اس میں ڈپٹی کلکٹر ہونے کی قوت اور کمال موجود ہے، مگر کلکٹری کا عہدہ اس کو جب تک نہ دیا جائے وہ کلکٹر نہیں کہلا سکتا۔ الحاصل اس امت کے فضلاء کائنات نبوت سے محروم نہیں، بلکہ کائنات نبوت میں سے ان کو دافرحصہ ملا ہے، البتہ آپ کی نبوت چونکہ قیامت تک باقی اور قائم ہو، اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو عہدہ نبوت دینے کی نہ ضرورت ہے اور نہ مناسب کیونکہ آپ کی نبوت قائم ہوتے ہوئے کسی کو عہدہ نبوت دینا آپ کی کسر شان ہو، اس لئے عہدہ نبوت کسی کو نہیں دیا گیا۔

حضرت ابن عباسؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام اہم سابقہ ہمارا احترام کریں گی اور کہیں گی۔

| | |
|--|------------------------------|
| كَانَ هَٰذَا الْأُمَّةَ أَنْ تَكُونُوا أَنْبِيَاءَ | یہ امت بلحاظ کائنات سب کے سب |
| تَكُونُوا رُءُوفًا وَرَحِيمًا فِي مَسْجِدٍ | انبیاء ہونے کے قریب ہیں |
| ۳۵۴ ذَكَرَ لَكَ رَحْمَةُ أَحَدِي ابْنِ أَبِي | |

اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے خصائص کبریٰ صفحہ ۱۶ میں بھی مضمون حضرت کعب احبارؓ سے بحوالہ تورات و انجیل نقل کیا ہے۔ اور کثر العمال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپؐ نے چند صحابہ کے متعلق فرمایا کہ كَادُوا أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ

یعنی یہ لوگ باعتبار کمالات انبیاء ہونے کے قریب ہیں۔

اس بیان سے اُس قادیانی مکر کی بھی حقیقت کھل گئی جس کو یہ مسلمانوں کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کیا کرتے ہیں، کہ اگر بالکل نبوت کا انقطاع تسلیم کر لیا جائے تو اس امت مرحومہ کی سخت توہین ہوگی، کہ ساری امتیں ہمیشہ نبوت کا شرف پاتی رہیں اور یہ اس سے محسوس ہو گئی۔

کیونکہ احادیث مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ یہ امت کمالات نبوت میں تمام پہلی امتوں سے بھی بہت آگے ہے۔ اور عہد نبوت کا نہ ملنا چونکہ آپ کی نبوت کے بقا و قیام کی وجہ سے ہے، اس لئے یہ بھی درحقیقت اس امت کے لئے افضلیت کا باعث ہے نہ کہ محرومی یا نقصان کا۔

حدیث نمبر ۲۸ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُخْلِفَ قَالَ لَهُ عَلِيُّ مَا يَقُولُ النَّاسُ فِي

إِذَا خَلَفْتَنِي قَالَ فَمَاذَا أَمَّا أَنْ تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ

مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا يَكُونُ بَعْدِي نَبِيٌّ (رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ روایت فرماتے ہیں کہ جب (غزوہ تبوک کے موقع پر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مکان پر چھوڑ دیں

اور جہاد میں نہ لے جائیں، تو حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ نے

مجھے چھوڑ دیا تو لوگ کیا کہیں گے (کہ جہاد چھوڑ کر بیٹھ گئے) آپ نے فرمایا کیا تم اس

پر راضی نہیں کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہو جیسا کہ حضرت ہارونؑ کا موسیٰؑ کے ساتھ

ہے (یعنی جیسے موسیٰ کو وہ طور پر جانے کے وقت حضرت ہارونؑ کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے

اسی طرح تم میرے پیچھے رہو، مگر (اتفاق ہے کہ حضرت ہارونؑ نبی تھے) اور میری نبوت

کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اسی لئے تم بھی نبی نہیں ہو)۔

فائدہ: اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ جیسی نبوت ہارونؑ کو ملی تھی

وہ بھی منقطع ہو چکی ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہارونؑ کی نبوت شریعت مستقلہ کے ساتھ

نہیں تھی، بلکہ شریعت موسویہ کے اتباع اور احکام تورات کی تبلیغ کے لئے تھی، اس

سے ثابت ہوا کہ جس کو مرزا صاحب غیر شرعی نبوت کہہ کر باقی رکھنا چاہتے ہیں وہ بھی

اس حدیث کے حکم سے ختم اور منقطع ہو چکی ہے۔

حدیث نمبر ۳۱ | عَنْ سَفِينَةَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ فِي حَدِيث طَوِيلٍ فِي التَّوْحِيدِ

وَنَزُولِ الْمِيزَانِ مِنَ السَّمَاءِ قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ خِلَافَةُ الشُّبُوحِ ثَلَاثُونَ عَامًا ثُمَّ يَكُونُ مُلْكُ

فَأَسْتَأْذِنُ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي قَسَاءً ذَلِكَ فَتَالِ

خِلَافَةَ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ (رواه الترمذی ابو داؤد)

ترجمہ :- حضرت ام سلمہ کے آنذاکر وہ غلام حضرت سفینہ ایک طویل حدیث میں ایک خواب

اور اس میں آسمان سے ایک ترازو کا اترنا ذکر کر کے بیان کرتے ہیں کہ یہ خواب شکر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بدل گیا اور پھر فرمایا کہ نبوت کی خلافت میں

برس تک ہے گی، اور پھر ملک و سلطنت ہو جائے گی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اس پر رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ کچھ دنوں خلافت نبوت ہے اور پھر اللہ تعالیٰ جس

چاہے ملک دے (روایت کیا اس کے ترمذی اور ابو داؤد نے) :-

نبوت بروز یہ اگر بالفرض نبوت ہو | اس حدیث میں بھی بوضاحت بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے

تو وہ بھی آپ کے بعد منقطع ہے | بعد صرف خلافت نبوت باقی رہے گی، نبوت بالکل نہیں رہے گی

اور اگر نبوت کی بھی کوئی قسم باقی رہتی تو لازم تھا کہ خلافت کے ذکر سے اس کے ذکر کو مقدم سمجھا جاتا۔

اس سے بھی بلا تکلف ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کی تو اس مجاہد نبوت بروز کی غلطی یا غیر

مستقل نبوت اگر واقع میں بھی نبوت کی قسمیں فرض کر لی جائیں تو وہ بھی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہ سکتیں۔

حدیث نمبر ۳۲ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ بَعْدِي مِنْ الشُّبُوحِ

(الْأَلْوَدِيَّةُ الصَّالِحَةُ) (رواه النسائي و ابو داؤد من الترمذی ص ۳۳)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ میرے بعد سوائے روئے صالحہ کے نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا۔

(روایت کیا اس کو نسائی اور ابو داؤد نے، کذا فی فتح الباری صفحہ ۲۳۱ ج ۱۲) :-

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کی کوئی قسم تشرعی یا غیر تشرعی یا بقول مرزا

صاحب غلط یا بروز وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہ سکتی۔

حدیث نمبر ۶۱ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَحْنُ آخِرُ الْأُمَمِ وَأَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ أَيْنَ الْأُمَّةُ أُمِّيَّةٌ وَبَيْنَهَا
فَتَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ (رواه ابن ماجہ کذا فی الکند ۳۳ ج ۶)

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم
سب آخری امت ہیں اور قیامت میں سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا، پکارا جائے گا
کہ کہاں ہے امتِ امیہ اور اس کے نبی؟ اس لئے ہم ایک حیثیت سے سب اول
ہی ہیں اور سب آخر ہی (روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے، کذا فی الکتر، ۵)

حدیث نمبر ۶۲ | عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ مَرْفُوعًا تَكْمِلُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ سَبْعُونَ أُمَّةً نَحْنُ آخِرُهَا وَخَيْرُهَا (رواه الترمذی ابن حنبلہ
والدارمی کذا فی الکند ۳۳ ج ۶) وقال هذا حديث حسن كذا
فی مشکوٰۃ ۵۸۳)

ترجمہ :- حضرت بہز بن حکیمؓ اپنے باپ حکیمؓ سے اور وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے
ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز ستر امتیں کا میل
ہوں گی۔ ہم اُن سب سے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے (روایت کیا اس کو ترمذی ابن حنبلہ
اور دارمی نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے) ۵

حدیث نمبر ۶۳ | عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَنْدَةَ قَالَ السَّيِّئُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْتُمْ تَمَيِّزُونَ سَبْعِينَ أُمَّةً وَأَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللَّهِ،
(رواه احمد فی مسندہ والترمذی وابن ماجہ والحاکم فی
المستدرک، کتر، ۲۳ ج ۶)

ترجمہ :- حضرت معاویہ بن جندہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
تم ستر امتیں پوری کرتے ہو جن میں سے تم سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک زیادہ محترم
ہو (روایت کیا اس کو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے اور احمد نے مسند میں اور حاکم
نے مستدرک میں کذا فی الکتر، ص ۲۳۰ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۶۴ | عَنْ حَذِيفَةَ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مَيْمُونٍ أَنَّ الشُّبُهَةَ إِلَّا الرُّؤْيَا
الْمُتَالِحَةَ (رواه النسائی، کتر، ۳۳ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت حذیفہؓ فر فرغاد روایت کرتے ہیں کہ نبوت میں سے اچھے خواب کے سوائے کوئی چیز دو باقی نہیں رہا۔

حدیث نمبر ۳۹ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَيْنَ كَتَيْبَةٍ وَخَاتَمِ النَّبُوتَةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (رواه الترمذی فی شمسائلہ، ص ۵۲)

ترجمہ ۱۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان ٹھہر نبوت ہے اور آپ خاتم النبیین ہیں، (رواه الترمذی)۔

مسند امام احمد بن حنبلؒ کی احادیث

یہ حدیث کی دستند اور معتبر کتاب ہے کہ جس کی شہرت تعریف سے بے نیاز ہے سات لاکھ پچاس احادیث کے ذخیرہ میں سے صرف تیس ہزار احادیث کا انتخاب کر کے امام احمد بن حنبلؒ نے یہ کتاب تیار کی ہے اور جب پورے محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس میں کوئی حدیث حسن لغیرہ سے کم نہیں، اس لئے اس کی احادیث معتبر و مستند ہیں۔

حدیث نمبر ۴۶ | عَنْ عِزِّ بْنِ مَسْرُورٍ عَنْ الشَّيْخِ مَعْلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُتَّجِدِلٌ فِي طَيْبَتِهِ (رواه فی شرح السنۃ واحمد فی مسند کذا فی مشکوٰۃ والکنز ص ۳۳ ج ۶) وفی لفظ لہذا الحدیث عند ابن سعد إني فی أم الكتاب خاتم النبیین الحدیث کذا فی الکتر۔

ترجمہ ۱۔ حضرت عریض بن مسرورؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ فرمایا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت لکھا ہوا تھا جبکہ آدم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے مسند میں روایت کیا ہے، (کذا فی مشکوٰۃ) نیز یہ حدیث کثر الحال میں بھی بحوالہ ابن سعد روایت کی گئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں ام الکتاب میں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا (کذا فی الکتر صفحہ ۱۱۲ جلد ۶)۔

حدیث نمبر ۴۹۰ | عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَيُقُولُ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا كَالْمُودِيعِ فَقَالَ أَنَا الشَّيْءُ الْأَقْبَى ثَلَاثًا وَلَا شَيْءَ بَعْدِي إِلَى قَوْلِهِ فَأَسْمِعُوا أَوْ اطِيعُوا مَا دُمْتُ فِيكُمْ فَإِنَا ذَهَبَ بِي فَعَلَيْكُمْ بِكَيْتَابِ اللَّهِ تَعَالَى آخِزُوا حِلَالَهُ وَخَرِّمُوا حَرَامَهُ (رواه أحمد في مسنده وكنز في تفسير ابن كثير ص ۸۶۹۱ ج ۴ م ۴۹۰)

نے فرمایا ہے کہ تمہارے اندر نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یعنی جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں زندہ رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ نبوت کو اٹھائے گا، اس کے بعد قوت کے زور پر بادشاہت ہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوگا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا پھر خلافت طریقہ نبوت پر ہوگی، اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے۔ (امام احمد نے مسند میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے (المشکوۃ) اس حدیث میں سب سے آخر میں جس خلافت کا ذکر ہے اس سے وہ خلافت مراد ہے جو قریب قیامت حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں ہوگی۔

فائدہ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے بعد نبوت کی کوئی قسم باقی نہیں رہے گی، بلکہ مرگ ملک و حیرت یا خلافت باقی ہے گی جس سے مرزا صاحب کی تعریف کردہ نبوت کے اقسام ظلیہ، بروزیہ وغیرہ کا بھی قلع قمع ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۳۹ | عَنْ حَدِّیْقَةٍ ذَمِیْلٍ حَدَّثَ بَابِ الثُّعْنَانِ الَّذِیْ کُوِّرَ مَرْدُوعًا

(رواہ احمد فی مسندہ والبیہقی کذا فی المشکوۃ)

ترجمہ۔ حضرت ذمیلہ سے اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے جو حضرت نعمان بن بشیر

کا روایت سے اس سے پہلے روایت میں بیان ہوا ہے (روایت کیا اس کو احمد نے)

حدیث نمبر ۴۰ | عَنْ حَدِّیْقَةٍ ذَمِیْلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ذَهَبَتِ النَّبُوءَةُ فَلَا بُنُوَّاءَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشَّرَاتُ، قِيلَ مَا

الْمُبَشَّرَاتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الرَّؤْيَا الْعَالِيَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ

أَوْ تُرَى لَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْخَطِيبُ كَذَا فِي الْكَفَى

ترجمہ۔ حضرت ذمیلہ بن اسید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

نبوت ختم ہو گئی میرے بعد نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہا عرض

کیا گیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ ارشاد ہوا کہ اچھے خواب جو انسان خود دیکھتا

ہے یا اس کے واسطے کوئی اور دیکھے (اس کو احمد نے مسند میں اور خطیب نے کفای

نے روایت کیا ہے (کذا فی الکفر) اس روایت کا مفصل تحقیق گذر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۴۱ | عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّكَ

لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رداء احمد وابوبکر لمطیری فی جزئہ ۱۵۳ ج ۱ کنز الکنز)
ترجمہ :- حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون
مگر دراتفاق ہے کہ ہارون نبی ہیں تم نہیں کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔
اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور خطیب مطیری نے جزء میں روایت کیا ہے
(ازکثر ۱۵۳ ج ۱) اس روایت کی توضیح بھی پہلے گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۵۲ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ مَا اخْتَرْتُكَ إِلَّا لِنَفْسِي وَ
أَنْتَ مَعِيَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي
(رداء احمد وابن عساکر من الکنز)

ترجمہ :- حضرت زید بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اے علی! قسم ہے اس ذات قدوس کی جس نے مجھے دین حق کے ساتھ بھیجا ہے
میں نے تمہیں اپنے ہی لئے پسند کیا ہے، اور تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون
مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (اس کو امام احمد نے مسند میں اور ابن عساکر
نے روایت کیا ہے) (ازکثر) ؟

حدیث نمبر ۵۳ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي حَدِيثِ الشَّعَاةِ
فَيَا قَوْمَ عِيسَى قَيِّمُوا لَنَا أَسْفَعَكُمْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا يَقْضِي بَيْنَنَا يَقُولُ
إِنِّي لَسْتُ هُنَا كَمَا بِي أَخَذْتُ وَأَتَى الْفَتَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ
لَكِنْ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ مَسَاعِي وَعَايَ قَدْ حُتِمَ عَلَيْهِ أَكَانَ يُؤْمَلُ
أَتَى مَا فِي الْوَعَاءِ حَتَّى يُفْقَ الْخَاتَمُ قَيِّمُوا لَنَا قَيِّمُوا لَنَا مَحْتَدًا
مَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَضَرَ الْيَوْمَ وَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَا نَبِيَّ
النَّاسُ قَيِّمُوا لَنَا أَسْفَعَكُمْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يَقْضِي بَيْنَنَا قَوْلًا أَنَا
لَكُمْ أَنَا لَهَا إِنْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَتُخْرَجُ الْآخِرُونَ
وَالْأَوَّلُونَ وَالْأَوَّلُ مَنْ يُحَاسِبُ وَتُفَرِّجُ لَنَا الْأُمَمُ عَلَى طَرَفَتَيْنَا

وَقَوْلُ الْأَمَمِ كَادَتْ هَذِهِ الْأُمَّةُ أَنْ تَكُونَ أَسْيَاءَ مُكَلَّمَا الْحَدِيثِ
 رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالدُّرُودُ الطَّيَالِسِيُّ فِي مُسْنَدِهِ ۳۵۴ ، رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُو يَعْلَى
 فِي الْغَاظِ فَقَوْلُ (رَبِّ عِيسَى) أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 خَاتَمُ النَّبِيِّينَ قَدْ حَقَّقَ الْيَوْمَ .

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ سے قیامت اور شفاعت کے متعلق ایک طویل حدیث روایت
 کرتے ہیں جس کے آخر میں ہے کہ تمام لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس جائیں گے اور
 کہیں گے کہ اے روح اللہ آپ ہی ہماری شفاعت فرمائیں کہ ہمارا حساب ہو جائے
 وہ فرمائیں گے کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا ، کیونکہ دنیا میں میری اور میری والدہ کی
 پرستش کی گئی ہے ، لیکن کیا تم جانتے ہو کہ اگر کسی برتن کو بند کر کے اس پر مہر
 لگا دی جائے تو کیا اس برتن کی چیز کو اس وقت تک لے سکے ہیں جب تک کہ
 اس کی مہر نہ توڑی جائے ؟ لوگ کہیں گے کہ ایسا تو نہیں ہو سکتا ، مہر عیسیٰؑ
 فرمائیں گے کہ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جو انبیاء کے خاتمہ پر مہر لے کر آئے ہیں) آج
 موجود ہیں اور ان کی انگلی اور پھلی لغزشیں سب معاف کر دی گئی ہیں ، تم ان کے
 پاس جاؤ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگ پیسٹر میرے پاس آئیں گے اور
 کہیں گے کہ یا محمد آپ ہی ہماری شفاعت فرمائیے تاکہ ہمارا حساب ہو جائے ۔
 میں کہوں گا کہ ہاں یہ کام میں ہی کروں گا ، اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ ہم سب آخر میں اور سب سے پہلے ، اور وہ امت جس کا حساب سب سے پہلے
 ہو گا اور تمام امتیں ہمارے لئے تعظیماً راستہ چھوڑ دیں گی ، اور سب امتیں
 کہیں گی کہ یہ امت تو قریب ہے کہ سب ہی انبیاء میں شمار ہوں (الی آخر الحدیث) :-

اس طویل حدیث کو ابوداؤد الطیالسیؒ نے اپنی مسند صفحہ ۳۵۴ میں روایت کیا
 ہے ، اور امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور ابویعلیٰؒ نے بھی روایت کیا ہے اور
 ان کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں
 اور آج یہاں موجود ہیں الخ ۔

حدیث نمبر ۵۳ | عَنْ بُرَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ جَمِيعًا إِنَّ كَادَتْ لِتَسْبِقَنِي (اخرجه ابن جریر)

بحوالہ مسند احمد، کنانی تفسیر ابن کثیر ص ۵۶ ج ۶ طبع قدیم ۳۸۰ ہجری
ترجمہ ۱۔ ” حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور قیامت
دونوں ساتھ بھیجے گئے ہیں وہ تو قریب تھی کہ مجھ سے بھی آگے جائے۔“

اس حدیث میں مبالغہ کے ساتھ قرب قیامت کو بیان فرمایا گیا ہے، اور حدیث
نمبر ۱ کے تحت آپ نے معلوم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے
ساتھ ہونے سے یہ مراد ہے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔
حدیث نمبر ۵ | عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ مَرْفُوعًا لَا نُبُوءَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ التَّوْبَا
الصَّالِحَةُ (اخرجه سعيد بن منصور واحمد في مسندهما وابن مردويه

من الكنز، ص ۳۳ ج ۸)

ترجمہ ۱۔ ” حضرت ابو الطفیلؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ میرے
بعد نبوت باقی نہیں رہے گی مگر مبشرات، یعنی اچھے خواب باقی رہیں گے (روایت کیا

اس کو سعید بن منصور اور امام احمد بن حنبل اور ابن مردويه نے (کنز العمال ص ۳۳ ج ۸)۔
حدیث نمبر ۵ | عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَا يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النَّبُوءَةِ شَيْءٌ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ
التَّوْبَا الصَّالِحَةُ (اخرجه احمد والخطيب، من الكنز ص ۳۳ ج ۸)

ترجمہ ۱۔ ” حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد
نبوت میں سے کوئی جزو سوائے مبشرات یعنی اچھے خوابوں کے باقی نہیں رہے گا (روایت
کیا اس کو امام احمد بن حنبلؓ اور خطیبؒ نے (کنز العمال ص ۳۳ ج ۸)۔“

باقی مستند کتب کی احادیث

اس حصہ میں وہ احادیث ہدیہ ناظرین کی جائیں گی جو معتبر ائمہ حدیث نے
اپنی مستند کتابوں میں درج فرمائی ہیں، مگر محدثین نے ان کے متعلق خاص طور پر
کوئی حکم تجویز نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۵ | عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ أَنَا قَائِدُ الْمُؤْمِلِينَ وَلَا فُخْرَ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا

فَخَرَّوَانَا أَذَلَّ شَافِعٍ وَمُشَقِّعٍ وَلَا فَخْرَ۔ (رواہ الدارمی وابن عساکر کذا فی مشکوٰۃ والکنز ص ۱۰۹)۔

ترجمہ ۱۔ "حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمام رسولوں کا پیشوا ہوں اور کوئی فخر نہیں اور میں خاتم النبیینؐ کو اور کوئی فخر نہیں، اور میں قیامت کے روز پہلا شفاعت کرنے والا اور دعوت قبول الشفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں، روایت کیا اس کو دارمی نے اور ابن عساکر نے (کذا فی مشکوٰۃ والکنز، ص ۱۰۹)۔

اور خصائص کبریٰ صفحہ ۲۲۴ جلد ۲ میں اسی حدیث کو تاریخ بخاری اور معجم اوسطا لبرانی اور سیبویٰ اور ابونعیم کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۵۸ عَنْ تَيْمِيزِ الْكَذِبِ فِي حَدِيثِ طَوِيلٍ فِي سَوَالِ الْقَبْرِ
فَيَقُولُ (اِی المیت) اَلَا سَلَامٌ وِیْنِیْ وَ مَحَمَّدٌ نَبِیِّیْ وَ هُوَ خَاتَمُ
النَّبِیِّیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَهُ مَدَدْتُ (رواہ ابن ابی الدنیا والبوعلی کذا فی الدر المنثور للسيوطی ص ۱۲۵)۔

ترجمہ ۱۔ "حضرت تميم دارمیؒ ایک طویل حدیث کے ذیل میں سوال قبر کے بارے میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (شکوہ غیر کے جواب میں) مسلمان کہے گا کہ میرا دین اسلام ہے، اور میرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور وہ خاتم النبیینؐ ہیں، شکوہ غیر یہ شکر کہیں گے کہ تو نے یہ کہا۔ روایت کیا اس کو ابن ابی الدنیا اور ابوعلی نے (منقول از در منثور صفحہ ۱۲۵ جلد ۲)۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسئلہ ختم نبوت ایمان کا اس قدر اہم جزو ہے کہ قبر کے متعلق سوال و جواب میں بھی اس کی شہادت دی جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۵۹ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آدَمَ أَخْبَرَهُ بِنَبِيِّهِ فَجَعَلَ يَبْرِي فَمَسَّئِلَ
بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ فَرَأَى نُورًا سَاطِعًا فِي أَمْقَلِهِمْ قَالَ يَا رَبِّ
مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا ابْنُكَ أَحْمَدُ هُوَ الْأَوَّلُ هُوَ الْآخِرُ وَهُوَ سَائِمٌ
وَأَوَّلُ مُشَقِّعٍ (رواہ ابن عساکر کذا فی الکنز)

ترجمہ ۱۰۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو اپنی اولاد پر مطلع فرمایا، آدمؑ ان میں دیکھ رہے تھے کہ بعض بعض پر نفیلت رکھتے ہیں، پس ان سبکے نیچے کی جانب میں ایک نور دیکھا، تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار یہ کون ہے؟ ارشاد ہوا کہ آپ کے بیٹے احمد ہیں، وہی سبک پہلے نبی ہیں اور وہی سبک آخری ہیں، اور قیامت دن سبک پہلے شفاعت کرنے والے اور مقبول الشفاعت ہوں گے روایت کیا اس کو ابن عساکر نے (از کثر)

حدیث نمبر ۶۰ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ آدَمُ بِالْمَنْدِي وَاسْتَوْحَشَ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَتَادَى بِإِذْنِ اللَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ مَرَّتَيْنِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَرَّتَيْنِ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ مَرَّتَيْنِ قَالَ آدَمُ لِحَبْرِي لِمَنْ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخِي وَلَدِي مِنَ الْأَنْبِيَاءِ رَسُوهُ ابْنُ عَسَاكَرٍ كَذَنِي الْكُتُبُ
ترجمہ ۱۱۔ حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمؑ بندہ خدا میں نازل ہوئے (مگر تنہا کی وجہ سے) ان کو وحشت ہوئی تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے، اور اذان پڑھی، اللہ اکبر اللہ اکبر دو مرتبہ، اشہدان لا الہ الا اللہ دو مرتبہ، اشہدان محمد رسول اللہ دو مرتبہ۔ آدمؑ نے جبریل امینؑ سے دریافت کیا کہ محمدؐ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ انبیاء میں سے آپ کے سبکے آخری بیٹے ہیں روایت کیا اس کو ابن عساکر نے (اکثر الحال، ص ۱۱۳ جلد ۶)؟

اور خصائص کبریٰ جلد ۱ میں اسی حدیث کو بحوالہ علیہ الوعیم بھی نقل کیا ہے۔
حدیث نمبر ۶۱ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خُطْبَتِهِ يَوْمَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَبْقَى بَعْدِي وَلَا أُمَّةٌ بَعْدَكُمْ فَاغْبُدُوا رَبَّكُمْ وَاسْكُتُوا خُسُكُكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَادُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طِبَّةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ وَأَطِيعُوا أَوْلَاةَ أُمُورِكُمْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ رَبَّكُمْ كَذَنِي مُنْتَخَبُ الْكُتُبِ عَلَى هَامِشِ مَنْدَلِ حَمْدِ

ترجمہ ۱۔ حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جوارح کے غلبہ میں فرمایا اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت خبیثہ! اپنے رب کی عبادت کرتے رہو، اور پانچ نمازیں پڑھتے رہو اور رمضان کے روزے رکھتے رہو، اور اپنے احوال کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو اور اپنے خلفاء اور حکام کی اطاعت کرتے رہو تو تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے (مختب کثر علی حاشیہ مسند امام احمد، ص ۳۹۱ ج ۲) ۵

فائدہ ۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہیں ہو سکتا، نہ تشریفی نہ غیر تشریفی، اور مرزا صاحب کا ایسا ذکر وہ بروزی بلی، لغوی جزلی وغیرہ۔ کیونکہ اگر کسی قسم کا کوئی نبی بعد میں آنے والا ہوتا تو ضروری تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اطاعت امت کے لئے اولی الامر کی اطاعت سے زیادہ ضروری قرار دے کر اس کی تاکید کو مقدم فرماتے، حالانکہ حدیث میں صرف اولی الامر کی اطاعت کے حکم پر ہی کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۶۲ | عَنْ نَعِيمِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يُزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ (رواه الطبرانی)

ترجمہ ۱۔ حضرت نعیم بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تین تہاں نہ پیدا ہوں، جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہو کہ میں نبی ہوں (طبرانی) ۵

حدیث نمبر ۶۳ | عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو اللَّيْثِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يُزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواه ابن ابی شیبہ)

۵ حضرت عبید اللہ بن عمروؓ لیسائی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے تین کذاب نہ پیدا ہو چکیں، جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں نبی ہوں (روایت فرمایا ابن ابی شیبہ نے) ۵

حدیث نمبر ۶۴ | عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ أَكْثَرُ النَّاسِ فِي أُمْرِ مَسِينَةِ الْكَذَّابِ

قَبْلَ أَنْ يَقُولَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فِي شَأْنِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي قَدْ أَكْثَرْتُكُمْ فِي شَأْنِهِ فَإِنَّهُ كَذَّابٌ تَيْنٌ ثَلَاثِينَ يَخْرُجُونَ قَبْلَ الدَّجَالِ (رواه الطحاوی فی مسند الامام ترمذیہ)

ترجمہ ۱۔ " حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میلہ کذاب کے بارے میں جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا تھا اس وقت تک لوگوں میں چہ بیگوئیاں ہو رہی تھیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا اور بعد حمد و صلوٰۃ کے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص جس کے بارے میں تم رائے زنی کر رہے ہو وہ تین تین کذابوں میں سے ایک کذاب ہے جو دجال اکبر سے پہلے نکلیں گے (دیکھو شکل الانامطادی ص ۱۰۴ ج ۴) :

حدیث نمبر ۶۵ | عَنْ مَخَالِبِ بْنِ نُوفَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي (رواه السیہقی فی کتاب التذییا)

ترجمہ ۱۔ " حضرت فحاک بن نوفلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی (طبرانی اور بیہقی نے روایت فرمایا ہے) :

حدیث نمبر ۶۶ | عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ قَرَّبَنِي رَبِّي اللَّهُ تَعَالَى حَتَّى كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ كَقَابِ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَ يَا حَبِيبِي يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَبِّ قَالَ هَلْ غَمٌّ إِنْ جَعَلْتُكَ أَخِيَرُ النَّبِيِّينَ قُلْتُ لَا يَا رَبِّ قَالَ حَبِيبِي هَلْ غَمٌّ أُمِّتِكَ إِنْ جَعَلْتَهُمْ أَخِيَرُ الْأُمَمِ قُلْتُ لَا يَا رَبِّ قَالَ أَبْلَغَ عَنِّي السَّلَامَ وَ أَخِيَرُهُمْ إِيَّيْ جَعَلْتَهُمْ أَخِيَرُ الْأُمَمِ (رواه الخطيب والذہبی) (کنزانی الکفر ص ۶۷)

ترجمہ ۱۔ " حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب اسری میں جب مجھے آسمان پر لے گئے تو مجھے میرے رب اللہ تعالیٰ نے اتنا قریب فرمایا کہ قاب قوسین (دوکانوں کی مقدار) کا فاصلہ درمیان میں رہ گیا یا اس سے بھی کم ہو

اور آواز دی اے میرے محبوب اے محمد! میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں، اے میرے پروردگار۔ پھر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں یہ ناگوار ہے کہ میں نے تمہیں آخر النبیین کو یا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں یہ ناگوار ہے کہ ہم نے تمہاری امت کو آخر الامم بنادیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں اے میرے رب، ایسا نہیں، پھر فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام پہنچا دو اور کہہ دو کہ میں نے تمہیں آخر الامم کر دیا (روایت کیا اس کو خلیب اودلمی نے) (کنزانی المکرّم ۱۲ ج ۲)۔

حدیث نمبر ۶۷ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ عَنْهُ الشَّيْخُ مَلِكٌ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْ أَنْوَاجِ آلِهِمْ قَالُوا كُنْتُمْ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ (رواہ ابن ابی حاتم وابن مردودہ والبیہقی وابن ماجہ والترمذی) (کنز العمال ۱۱ ج ۶)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں باعتبار اصل خلقت کے سب سے پہلے نبی ہوں اور باعتبار بعثت کے سب سے آخری (روایت کیا اس کو ابن ابی حاتم نے، ابن مردودہ اور البیہقی نے دلائل النبوة ملا میں نیز ابن کثیر نے ابن شیبہ اور ابن جریر ابن سعد نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے) (دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۸۹ جلد ۸، اور درمنثور ۵ جلد ۱۰، اور کنز العمال ۱۱ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۶۸ | عَنْ قَتَادَةَ كُنْتُمْ أَوَّلَ النَّاسِ فِي الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ (رواہ ابن سعد مرسلًا وکنزانی المکرّم ۱۲ ج ۶ ورواہ ابن ابی شیبہ مسندًا) (کنز العمال ۱۱ ج ۶)۔

ترجمہ: حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں باعتبار اصل خلقت کے سب انسانوں سے پہلے ہوں اور باعتبار بعثت کے سب انبیاء سے آخری (روایت کیا اس کو ابن سعد نے مرسلًا اور ابن ابی شیبہ نے مسندًا) (دیکھو درمنثور ۱۱ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۶۹ | عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ أَخْصَمْتُ بِالشُّبُوهِ وَلَا نُبُوءَ بَعْدِي وَتُحَقِّقُهُ بِسَمْعٍ لَا يُعَاوِجُكَ فِيهَا أَحَدٌ أَنْتَ أَوْ لَهْمُ إِيَّانَا (رواه ابو نعیم فی الحلیۃ، (کذا فی الکترۃ ص ۶۷) ترجمہ :- حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! میں نبوت میں تمہارے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہوں، مگر میرے بعد نبوت نہیں ہو سکتی، اور تم سب چیزوں میں مقابلہ کئے جاؤ گے جن میں کوئی تم سے بڑھ نہ سکے گا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم ان میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہو (روایت کیا اس کو ابو نعیم نے علیہ السلام، (کنز العمال، صفحہ ۵۶ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۷۰ | وَ عَنْ أَنَسٍ رَفَعَهُ أَنَّ الرِّسَالَةَ وَالشُّبُوهَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا بَنِي بَعْدِي وَلَا رَسُولٌ وَلَكِنْ بَقِيَتْ الْمُبَشَّرَاتُ قَالُوا وَمَا الْمُبَشَّرَاتُ قَالَ رُؤْيَا الْمُتَمَلِّئِينَ جُزْءًا مِنْ أَجْزَاءِ الشُّبُوهِ اخْرَجَهُ ابُو بَعْلَى (الفتح ص ۱۳ ج ۱۲) ترجمہ :- حضرت انس فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی اور میرے بعد نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے نہ رسول، لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں، صحابہ نے عرض کیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے خواب جو کہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہیں (روایت کیا اس کو ابو بعلی نے) دیکھو فتح الباری، صفحہ ۲۳۲ جلد ۱۲)۔

فائدہ :- اس حدیث کی مفصل تحقیق تو پہلے گزر چکی ہے، اور جو مطلب اس جگہ عرض کیا گیا ہے اُس کے متعلق یہ حدیث بہت صاف دلیل ہے، اس میں خود تصریح ہے کہ نبوت موجود نہیں بلکہ اس کا ایک جز موجود ہے۔

حدیث نمبر ۷۱ | عَنْ سَهْلِ بْنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهَجْرَةِ فَلَكَتَبَ إِلَيْهِ يَا عَمُّ أَيْمُنُ مَا تَنَافَأَتْ بِهِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ خَلَعَهُ بِكَ الْهَجْرَةَ كَمَا خَلَعْتُمَنِي النَّبِيُّ (رواه الطبرانی وابو نعیم وابو بعلی وابن عساکر وابن المنجار) (من الکتاب) ترجمہ :- حضرت سہل بن الساعدی فرماتے ہیں کہ حضرت عباس نے مسلمان ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ اے عمو! اپنی جگہ

شہرے رہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہجرت ختم کر دی جس طرح کہ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے (روایت کیا اس کو طبرانی، ابونعیم، ابویعلیٰ، ابن عساکر و ابن نجار نے اکثر اہل مسیح مکہ کے بعد چونکہ مکہ خود دار الاسلام ہو گیا تھا اس لئے وہاں ہجرت کرنے کی اجازت نہیں دی۔

حدیث نمبر ۷۱ | عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَفْتُكَ أَنْ تَكُونَ خَلِيفَتِي قُلْتُ أَتَخْلُفُ عَنكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَلَا تَرَى أَنِّي كُنْتُ مِنْهُ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا بَيْنَ بَعْدِي (رواه الطبرانی فی الاوسط)

ترجمہ ۱۔ "حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس لئے جسے پیچھے چھوڑا ہے کہ تم مکان پر میرے قائم مقام رہو، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں آپ سے ملحد و دھوکوں کا؟ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے ایسے جو میرے جیسے ہارونؑ، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اس لئے تم ہارون کی طرح نبی نہیں) (روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط میں) ؟

حدیث نمبر ۷۲ | وَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطِيبِ (كَذَلِكَ كُنَّا نَالِ مَا جَاءَ) "حضرت عمرؓ نے بھی بعینہ اسی مضمون کی حدیث روایت فرمائی جس کو خلیفہ نے نقل فرمایا ہے (دیکھو کتر العمال، صفحہ ۱۵۴، جلد ۱) ؟

حدیث نمبر ۷۳ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ عِنْدَ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَبِيرِ (كَذَلِكَ كُنَّا نَالِ مَا جَاءَ) "حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی بعینہ اسی مضمون مرفوعاً مروی ہے جس کی طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے (دیکھو کتر، صفحہ ۱۵۴، جلد ۱) ؟

حدیث نمبر ۷۴ | عَنْ حَبِشَةَ بِنْتِ جَدَادَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا بَيْنَ بَعْدِي (رواه ابونعیم) (كَذَلِكَ كُنَّا نَالِ مَا جَاءَ)

ترجمہ ۲۔ "اسی مضمون کی حدیث حضرت حبشہ بنت جنادہؓ نے بھی بیان فرمائی ہے جس کو ابونعیم نے روایت کیا ہے (كَذَلِكَ كُنَّا نَالِ مَا جَاءَ) ؟

حدیث نمبر ۷۵ | عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ حَارُوتٍ مِّنْ مُّؤْمِنِي إِلَّا أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي بَعْدِي
(رواہ الطبرانی)

ترجمہ ۱۔ "حضرت اسامہ بنت عمیسؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؓ! تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے ہاروتؑ موسیٰؑ کے ساتھ۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (طبرانی)

حدیث نمبر ۷۷۱ | عَنْ مَا لِيْقَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ
كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَّكَانَ عُتْرَبِ بْنِ الْخَطَّابِ (رواہ الخلیب)

ترجمہ ۱۔ "حضرت مالکؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عتراب بن الخطابؓ ہوتے (روایت کیا اس کو خطیب نے)۔
اس حدیث کی تحقیق گندھکی ہے اور مطلب ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ میں اگرچہ کمالات نبوت سے حصہ دامن ہو رہے ہیں، مگر چونکہ آپؐ کے بعد دروازہ نبوت بند ہے، اس لئے عہدہ نبوت ان کو نہیں دیا گیا۔

حدیث نمبر ۷۷۲ | عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ (رواہ

الدیلمی وابن النجار والبخاری) (من الککثر)

ترجمہ ۱۔ "حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم ہے (روایت کیا اس کو دیلمی، بخاری، ابن نجاشی، (از کثر العمال)۔

حدیث کا مطلب صاف ہے کہ میرے بعد نہ کوئی اور نبی پیدا ہوگا اور نہ کوئی اور مسجد نبی کی تیار ہوگی۔

حدیث نمبر ۷۷۳ | عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مُرَّةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَا رَسُولُ مَنْ أَدْرَيْتُ حَيَاتًا وَمَنْ يُوَلِّدُ بَعْدِي (رواہ ابن

سعد) (من الککثر، ص ۱۰۱، ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت حسن مرسلاروایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو میں زندگی میں پالوں اور اس شخص کا بھی جو میرے

بعد پیدا ہوگا۔ (روایت کیا اس کو ابن سعد نے) (دیکھو کتر العمال ملا ج ۶ ص ۱۶۰)
 خاصائص کبریٰ، صفحہ ۱۸۸ جلد ۱۰

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت تک جو انسان پیدا ہوگا اس کے نبی صرت
 آپ ہی ہیں اور کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر ۸۷ | عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةٌ بَعْدِي كَمَا عَبْدُ وَارِثُكُمْ وَأَقِيمُوا حُكْمَكُمْ
 وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَطِيعُوا أَرْلَاءَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ
 (رواہ الطبرانی والبیہقی) (من الکلی)

ترجمہ ۱۰۰ حضرت ابو ثعلبہ فرماتے ہیں رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد
 کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔ پس تم اپنے پروردگار کی
 عبادت کرتے رہو اور پانچوں نمازیں (ٹھیک وقت پر موافق شرط) پڑھتے رہو،
 اور ماہ رمضان کے روزے رکھتے رہو اور اپنے مسلمان حکام کی اطاعت کرتے رہو تو
 تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو گے (روایت کیا اس کے طبرانی اور بیہقی نے) (کتر العمال)

حدیث نمبر ۸۱ | عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَمْ يُبْعَثْ نَبِيٌّ قَطُّ إِلَّا كَانَتْ فِي أُمَّتِهِ مَنْ يُحَدِّثُ فَإِنْ
 بَيَّنَّ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ لَعَنُوهُ (رواہ ابن عساکر) (من الکلی)

ترجمہ ۱۰۱ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
 مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں بھیجا گیا، جس کی امت میں کوئی محدث نہ ہو، اگر ان میں سے
 کوئی میری امت میں بھی ہے تو وہ عمر میں (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) اور
 کتر، ۱۰ اور خاصائص کبریٰ ج ۱۲ ص ۲۱۱ میں اسی حدیث کو بحوالہ طبرانی نقل کیا ہے۔

پہلے گزر چکا ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے لئے آپ نے صاف محدث کا درجہ بیان
 فرمایا ہے، حالانکہ دوسری احادیث میں یہ بھی موجود ہے کہ اس امت میں کوئی نبی
 ہوتا تو وہ عمرؓ ہی ہوتا، تو جب باایں ہمہ حضرت عمرؓ کے لئے درجہ نبوت حاصل
 نہیں ہے، تو صاف ثابت ہوا کہ آپ کے بعد کسی کے لئے یہ درجہ ملنے والا نہیں ہو۔

حدیث نمبر ۸۲ | عَنْ عِيسَى بْنِ أَبِي مَالٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا عَقِيلُ وَاللَّهِ لَا حَيْثُ لِحَمَلَتَيْنِ لِقَاءَ ابْنِكَ وَلِحُبِّ ابْنِ طَالِبٍ
إِيَّاكَ وَأَمَّا أَنْتَ يَا جَعْفَرُ فَخُلُقُكَ يُشَبِّهُ خُلُقِي وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ
فَأَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي رِثَا بَنِي مَكْرُومٍ

ترجمہ :- حضرت عقیل بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی ! تم مجھ سے اُس درجہ میں ہو جس میں موسیٰ سے ہارون تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (ابن عساکر، ازکثر اعمال)؛

حدیث نمبر ۸۲ | عَنْ أَبِي الْفَضْلِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْتَ لِي عِنْدَ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ عَشْرُ أَلْفَ مَحَمَّدٍ، أَحْمَدُ وَأَبُو الْقَاسِمِ
وَالْقَاسِمُ وَالْخَاسِمُ وَالْمُتَأَمِّمُ وَالْعَاقِبُ وَالْعَاشِيرُ وَبِشْ وَطْهٌ .
(رواہ ابن عساکر و ابن عدی فی الکامل، (من الکثر ص ۱۱۶ ج ۶)۔

ترجمہ :- حضرت ابو الفضلؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پردرد و گناہ کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ محمد، احمد، ابو القاسم، قاسم، خاتم، ماحی، عاقب، حاشر، یس، طہ (برطانیہ ابن عساکر و ابن عدی، ازکثر، صفحہ ۱۱۶، جلد ۶)؛

حدیث نمبر ۸۳ | عَنْ جَابِرِ بْنِ سُرْقُوْعَا أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَالْعَاشِيرُ الَّذِي
أُخْبِرَ النَّاسَ عَلَى تَدْقِي (من الکثر ص ۶ بروایہ طبرانی)

ترجمہ :- حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد ہوں، احمد، اور حاشر کہ میرے زمانہ میں لوگوں کا حشر ہوگا (طبرانی، ازکثر، صفحہ ۱۱۶ ج ۶)؛ پہلے گزر چکا ہے کہ اس حدیث کا حامل آپؐ کا آخر النبیین ہونا ہے۔

حدیث نمبر ۸۵ | عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلُهُ (رواہ سعید بن منصور فی سننہ من الکثر ص ۶ ج ۶)
ترجمہ :- حضرت حذیفہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث سعید بن منصور نے اپنے سنن میں روایت فرمائی ہے (دیکھو کتر اعمال صفحہ ۱۱۶ جلد ۶) اور ضحاکؒ میں بحوالہ ترمذی وغیرہ ہے؛

حدیث نمبر ۸۶ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا مُحَمَّدٌ وَالْعَاشِيرُ وَالْمُقْتَلَى وَالْخَاسِمُ وَرِثَا الْخَلِيبِ
(ابن عساکر، من الکثر، ص ۱۱۶ ج ۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں احمد ہوں اور محمد ہوں اور حاشیوں اور متقی اور خاتم (روایت کیا اس کو خطیب اور ابن عساکر نے) (کنز العمال، صفحہ ۱۱۶ جلد ۲)۔
ان سب احادیث میں جو اسماء گرامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں ان میں کئی ایسے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ اس سے پہلے تفصیل گذر چکا ہے۔

حدیث نمبر ۸۷ | عَنْ أَبِي سَالِطٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ بَدَأَ هَذَا الْأَمْرَ نُبُوَّةً وَرَحْمَةً وَكَأَيُّهَا خِلَافَةٌ وَرَحْمَةً وَكَأَيُّهَا مَلَكًا عَصُومًا وَكَأَيُّهَا عُتُوًّا وَجَبْرِيَّةً وَفَسَادًا فِي الْأُمَّةِ (رواه الطبرانی في الكبير، كذا في الكنتز، ص ۲۹ ج ۶)

ترجمہ: "حضرت ابومالک اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو نبوت اور رحمت بنا کر شروع کیا اور پھر (کچھ دنوں کے بعد) خلافت اور رحمت ہونے والی ہے، اور پھر (کچھ دنوں کے بعد) ملک عصوص (یعنی مفر سلطنت) ہونے والی ہے اور پھر تکبر اور جبر اور امت میں فساد ہونے والا ہے۔ (روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں) (دیکھو کنز العمال ص ۲۹ ج ۶)۔"

حدیث نمبر ۸۸ | عَنْ مُعَاذِ بْنِ مَرْفُوعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رواه ابوداؤد الطيالسی والبیہقی فی السنن) (من الکنتز، ص ۲۹ ج ۶)

ترجمہ: "حضرت معاذ بن مرثعؓ بھی اسی مضمون کی حدیث ابوداؤد طیالسی نے اور بیہقی نے سنن میں روایت کی ہے (کنز العمال، صفحہ ۲۹، جلد ۲)۔"

حدیث نمبر ۸۹ | عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ مَرْفُوعًا لَمْ يَبْقَ بَعْدِي مِنْ الْمُبَشِّرَاتِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ أَذْثَرُ لِي لَهُ (رواه البيهقي في الشعب) (من الکنتز، ص ۳۳ ج ۸)

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد مبشرات میں سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں رہا (یعنی سلسلہ وحی منقطع ہو گیا) (ادب مبشرات میں سے مرث خواب کی صورت رہ گئی)۔"

حدیث نمبر ۹۰ | عَنْ عِصْمَةَ بِنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ
كَانَ بَدَلِي نَبِيًّا لَكَانَ عَمْرُو بْنُ الْخَطَّابِ (رواه الطبرانی، من الکبیر ۱۳۳)

ترجمہ:۔ حضرت عیسمہ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتے (روایت کیا اس حدیث کو طبرانی
نے) (راکز العمال صفحہ ۱۴۶ ج ۶) *

اور پہلے احادیث میں گند چکاپے کہ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نہیں ہیں، لہذا معلوم ہوا کہ آپ
کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۹۱ | عَنْ مَعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي الْفِتَنِ مَتَا سَخَّيْتُ الشُّبُوهَ نَعَارَتْ مُلْكًا عَصُومًا
رَحِمَ اللَّهُ مَنْ أَخَذَهَا بِالْحَقِّ خُرُوجٍ مِنْهَا كَمَا دَخَلَهَا (رواه الطبرانی
فی الکبیر، (کذا فی الکبیر، ص ۶۳۹ ج ۶)

ترجمہ:۔ حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتن کو بیان کرتے ہوئے
ایک طویل حدیث میں فرمایا کہ نبوت منقطع ہو گئی اور اب ملک مضموض ہو گیا اللہ
اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جو اس ملک کو حق کے موافق لے، اور اس سے اسی طرح
پاک و صاف نکل جائے جس طرح داخل ہوا تھا (روایت کیا اس کو طبرانی نے
معجم کبیر میں، (کتر صفحہ ۳۹ جلد ۶) *

حدیث نمبر ۹۲ | عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
ذَا تَبَيَّنَ يَوْمٌ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهَرَهُ إِلَى الْكَلْبَةِ نَحْنُ نَكِيلُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
سَبْعِينَ أُمَّةً نَحْنُ آخِرُهَا وَخَيْرُهَا (رواه ابن جریر فی تفسیر قوله
كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ (الآیة)، (کذا فی الدرر، ص ۶۳ ج ۶)

ترجمہ:۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
ایک روز کعبہ سے کمر مبارک لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے اس وقت فرمایا کہ ہم سترائیں
پوری کریں گے جن میں ہم سب سے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے، اس کو ابن جریر نے
آیت كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کی تفسیر میں نقل فرمایا ہے (دیکھو در مشور، صفحہ ۶۴ جلد ۶) *

حدیث نمبر ۹۳ | عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَزْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ سَبْعُونَ

اُمّۃٌ نَحْنُ اٰخِرُهَا وَخَيْرُهَا رَوَاهُ الْمَادِرِیُّ (کنزانی الکترۃ ص ۶۳)
ترجمہ: حضرت محمد بن حزمؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ستر امتیں پوری ہو جائیں گی جن میں ہم سب آخر اور سب سے بہتر ہوں گے، روایت کیا اس کو مادر دی نے۔ (ازکثر، ص ۲۳۲ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۱۹۲ | عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سُرَّةَ وَدَعَيْنَ الشَّيْبِيِّ مَوْلَى اَبِيهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ اُمَّتِي كَمَثَلِ يَتِيْمَةٍ قَامَ عَلَيْهَا صَاحِبُهَا فَاحْتَدَمَ زَوَاجُهَا وَهَيَا مَسَاكِنُهَا وَخَلَقَ سَفْعَهَا فَاَطْعَمَ عَامًا فَوْجًا وَعَامًا فَوْجًا فَلَعَلَّ اٰخِرُهَا طَعْمًا اَنْ يَكُوْنُ اَجْوَدَ هُمًا قِيْتُوْنَا اَوْ اَلْوَلَعُمَا شُرَاخَا وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لِيَجِدَنَّ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فِي اُمَّتِي خُلَفَاءَ مِنْ خَوَارِجِهِ رَوَاهُ ابُو نَعِيْمٍ (کنزانی الکترۃ ص ۲۳۵ جلد ۶)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن سُرَّةؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی باغ والا اپنے باغ کا پورا حتیٰ او کہ سادہ اس کی گولیں گہری اور اس کی شیشیں درست اور اس کے درختوں کی شاخیں بریکھے پہلے ایک سال اس کے پھل ایک فوج کو کھلائے اور دوسرے سال دوسری فوج کو (اسی طرح ہر سال ایک فوج کو کھلاتا ہے) تو شاید وہ فوج جو آخر میں کھائے گی، اُس کے پھل عود ہوں گے، اور اُن کے خوشے لائے ہوں گے۔ اُس ذات قدوس کی قسم جس نے دین حق کے ساتھ مجھے بھیجا ہے کہ میں (جب نردل نہ رائیں گے تو میری امت میں اپنے حوارین کے قائم مقام لوگ پائیں گے) روایت کیا اس کو ابو نعیم نے، (ازکثر العمال صفحہ ۲۲۵ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۱۹۵ | عَنْ اَبِي قَتَادَةَ رَسُوْلًا اِنْشَأَ بَعْثُ خَاتِمًا وَ خَاتِمًا اَعْطِيَتْ جَوَامِیْعَ الْكَلِمَةِ وَ كُوْنَتْ يَحْكُمُ رَسُوْلًا اَلْبَيْهَقِي فِي الشَّعْبِ (کنزانی الکترۃ ص ۶۳)

ترجمہ: حضرت ابو قتادہؒ رسلاً روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہرا یا ہے میں فاتح اور خاتم بن کر بھیجا گیا ہوں (یعنی اصل خلقت میں سب سے پہلے اور بعثت نبوت میں سب سے آخر) اور

مجھے جانشینِ عظیم اور نواحِ عظیم دیئے گئے ہیں۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الیمان

میں (از کتر العمال، صفحہ ۱۰۶ جلد ۶) ۴

حدیث نمبر ۹۶ | عَنْ عَمْرِو بْنِ قَلْبِشٍ مَرْثُوْعًا إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَدْرَكَ بِي فِي الْأَجَلِ

الْمَرْجُوِّ وَاخْتَارَنِي اخْتِيَارًا فَتَخَوُّنُ الْأَخْيَرُونَ وَتَخَوُّنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ (رواہ الدارمی، من الکتر، ص ۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت عمرو بن قلیش رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک امرِ مستقر کے لئے چنا لیا ہے، اور مجھے انتخاب

فرمایا ہے، پس ہم قیامت کے روزِ آخرین ہوں گے اور ہم ہی سابقین ہوں گے

روایت کیا اس کو دارمی نے (کتر، صفحہ ۱۱۰ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۹۷ | عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا

خَلَقَ اللَّهُ الْعَرَشَ كَتَبَ عَلَيْهِ مِنْ نُورِ طُولِ الْقَلَمِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ

وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَبِهِ أُخِذَ وَبِهِ أُعْطِيَ

وَأَمَّتُهُ أَفْضَلُ الْأُمَمِ وَأَفْضَلُهَا أَبُو بَكْرٍ (رواہ الرازی، من الکتر، ص ۱۳۸ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب

اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو اس پر نور سے یہ کلمہ لکھا، قلم کا طول اتنا تھا جتنا

مغرب سے مشرق کا فاصلہ، البتہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں

انہی کی وجہ سے اطاعت نہ کرنے پر مواخذہ کروں گا اور انہی کی وجہ سے اطاعت

کرنے پر عطا کروں گا، ان کی امت تمام امتوں پر افضل ہے اور پھر ساری امت

میں ابو بکرؓ افضل ہیں، روایت کیا اس کو رازی نے (کتر، ص ۱۳۸ ج ۶) ۶

حدیث کی تصریح سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ تمام امتِ محمدیہ سے افضل

ترین مسند ہیں، حالانکہ وہ نبی نہیں ہیں، جس سے صاف ثابت ہوا کہ اس امت

لے خصائصِ کبریٰ صفحہ ۱۹۳ جلد ۲ میں ابن شہاب سے نقل کیا ہے کہ جو امح اعظم سے مراد یہ ہے کہ پہلے

انبیاء کی وحی میں جو بہت سے امر لکھے جاتے تھے وہ آپ کے لئے ایک یا دو امر میں جمع کر دیئے گئے، انہی

اور نواحِ کلم سے مراد وہ کلمات ہیں جو کسی مستقل علم کا باب کھول دیتے ہیں ۷ نہ

میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا، ورنہ لازم آئے گا کہ غیر نبی (ابوبکرؓ) نبی سے بڑھ جائے، حالانکہ یہ ناممکن ہے۔

حدیث نمبر ۹۸ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا وَحْيَ إِلَّا الْقُرْآنُ رَكْنُ ابْنِ الْمُعْتَصِرِ مِنْ مُشْكِلِ الْأَنْبَاءِ (ص ۴۵۲)

ترجمہ :- " حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کے سوا کوئی وحی نہیں (دیکھو معتمر من مشکل الآثار، صفحہ ۴۵۲) "

مراد یہ ہے کہ قرآن کے بعد اور کوئی جدید آسمانی کتاب نہیں آ سکتی۔

حدیث نمبر ۹۹ | عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِي مِنْ دُرِّي عَشْرٌ أَسْمَاءُ قَالَ أَبُو الطُّفَيْلِ حَفِظْتُ مِنْهَا ثَمَانِيَةَ مُحَمَّدٌ وَآحَمَدُ وَأَبُو الْقَاسِمِ وَالْقَاتِمُ وَالْخَاتِمُ وَالْعَاقِبُ وَالْخَاشِئُ وَالْمُتَّحِجُ (رواه ابونعیم فی الدلائل ص ۱۲)

ترجمہ :- " حضرت ابوالطفیلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے پروردگار کے نزدیک میرے دس نام ہیں (ابوالطفیل کہتے ہیں) کہ مجھ ان میں سے آٹھ یاد رہ گئے وہ یہ ہیں :- محمد، احمد، ابوالقاسم، فاتح، خاتم، عاقب، متحج، ماحی (دیکھو دلائل النبوة، ابونعیم، صفحہ ۱۲) "

حدیث نمبر ۱۰۰ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي السُّبُورَةُ وَلَكُمْ الْخِلَافَةُ (رواه ابن عساکر) (من الکفر ص ۶۱۸)

ترجمہ :- " حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے لئے نبوت ہے اور تمہارے لئے خلافت، روایت کیا اس کو ابن عساکر نے، (از کتراعمال ص ۶۱۸) "

حدیث کی تقسیم سے معلوم ہوا کہ اس امت میں بجائے نبوت کے محض خلافت ہی نبوت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

حدیث نمبر ۱۰۱ | عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّيِّبِينَ يَا عَمَّ فَإِنَّكَ خَاتِمُ الْمُنَاجِرِينَ فِي الْعِجْزَةِ كَمَا أَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ فِي النَّبُوتَةِ (كذا فی الکفر، ص ۶۱۸)

ترجمہ ۱۔ ابن شہابؒ مسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ اے چچا آپ مٹھن رہیں (اور مکہ سے ہجرت نہ کریں) اس لئے کہ آپ ہجرت میں خاتم المہاجرین ہیں جیسے میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں۔ روایت کیا اس کو رویانی اور ابن عساکر نے (کنزانی الکتر، ص ۶۱۷)۔

حدیث نمبر ۱۰۲ | عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ (رواه الطبرانی وابن عدی فی الکامل) (من الکتر، ص ۱۳۷)۔

ترجمہ ۱۔ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر انبیاء کے سوا تمام انسانوں سے بہتر ہیں، روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابن عدی نے کامل میں (ازکتر، صفحہ ۱۳۷)۔

حدیث نمبر ۱۰۳ | عَنْ عِكْرَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعًا أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدِي إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ (رواه ابن عدی والطبرانی فی الکبیر والخطیب فی المبتقی والمفتقر والدلیلی) (من الکتر، ص ۱۳۸)۔

ترجمہ ۱۔ حضرت عکرمہ بن الاکوعؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابوبکرؓ سوائے نبی کے میرے بعد سب انسانوں سے افضل ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن عدی نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں، اور خطیب نے متفق و متفرق میں اور دہلی نے (کنز، ص ۱۳۸)۔

حدیث نمبر ۱۰۴ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقُلْتُ مَنْ يَهْجُو مَعِيَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ نَبِيٌّ أَمْرٌ أَمَّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ وَهُوَ أَفْضَلُ أَمَّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ (رواه الدلیلی من الکتر، ص ۱۳۸)۔

ترجمہ ۱۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو میں نے دریافت کیا کہ میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ فرمایا ابوبکرؓ، اور وہی آپ کے بعد آپ کی امت کے خلیفہ ہوں گے اور وہ آپ کے بعد ساری امت سے افضل ہیں (کنز، ص ۱۳۸)۔

حدیث نمبر ۱۰۵ | عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ أَتَمَنَّى أَمَامَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا غُرُبَتْ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ

أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ (رواه ابن النجار ورجل) (من الکثرۃ ج ۶)

ترجمہ :- "حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اے ابو الدرداءؓ! کیا تم اس شخص سے آگے چلتے ہو جو تم سے دنیا و آخرت میں

افضل ہے۔ یاد رکھو کہ نبیین اور مرسلین کے بعد پورے دوسری سنی زمانہ میں

ابو بکرؓ سے افضل کوئی نہیں ہوا (کتر، ص ۱۳۰ ج ۶)

حدیث نمبر ۱۰۶ | عَنْ عَلِيٍّ مَرْثُوعًا قَالَ خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَ

عُمَرُ (رواه ابن عساکر - من الکثرۃ ص ۱۳۳ ج ۶)

ترجمہ :- "حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس

امت کے نبی کے بعد ساری امت سے افضل ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں (روایت کیا

اس کو ابن عساکر نے) (کتر، ص ۱۳۳ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۱۰۷ | عَنِ النَّبِيِّ مَرْثُوعًا خَيْرُ أُمَّتِي بَعْدِي أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ -

(رواه ابن عساکر - من الکثرۃ ص ۱۳۳ ج ۶)

ترجمہ :- "حضرت زبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے

بعد میری امت میں سب سے بہتر ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں (ابن عساکر) (کتر، ص ۱۳۳ ج ۶) ۶

ان تمام احادیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ تمام امت محمدیہ میں افضل

السان ہیں، اور باقی ہمہ جب کے وہ نبی نہیں تو معلوم ہوا کہ اس امت میں کوئی نبی نہیں

ہو سکتا ورنہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا لازم آئے گا۔

حدیث نمبر ۱۰۸ | عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فَقَالَ لَا تَغْرَابُنِي

لَا أَمْنٌ بِكَ (يَعْنِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتَّى يُوْثِقَ

بِكَ هَذَا الْقَسْبُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَنَا

يَا صَبُّ فَقَالَ الْقَسْبُ بِلِسَانِ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ يَفْهَمُهُ الْقَوْمُ جَمِيعًا

لَبَّيْكَ وَسَعْدُ بِكَ يَا رَسُولَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ مَنْ تَعْبُدُ فَقَالَ

الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ وَفِي الْأَرْضِ سُلْطَانُهُ وَفِي الْبَحْرِ سَيِّدُهُ
 وَفِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ وَفِي النَّارِ عَذَابُهُ قَالَ فَمَنْ أَنَا قَالَ أَنْتَ رَسُولُ
 رَبِّ الْعَالَمِينَ وَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ الْحَدِيثُ أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي
 الْأَوْسَطِ وَالصَّغِيرِ وَابْنُ عَدَى وَالْحَاكِمُ فِي الْمَعْجَزَاتِ وَالْبَيْهَقِيُّ
 وَابْنُ نَعِيمٍ وَابْنُ عَسَاكَرٍ وَلَيْسَ فِي إِسْنَادِهِ مَنْ يَنْظُرُ فِي حَالِهِ سِوَى
 مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْوَلِيدِ الْبَصْرِيِّ السُّعْلِيِّ شَيْخِ الطَّبْرَانِيِّ وَابْنُ عَدَى وَ
 قَالَ السُّيُوطِيُّ فِي الْخَصَائِصِ ثَلَاثُ أَحَادِيثَ عَنْ طَرِيقِ أَخْرِيسَ فِيهِ
 مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْوَلِيدِ أَخْرَجَهُ ابْنُ نَعِيمٍ .

ترجمہ :- حضرت عمر فاروقؓ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں مروی ہو کہ ایک گاؤں والے
 کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو اس نے ایک گواہ آپ کے
 سامنے چھوڑ دی، اور کہا، میں جب تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گواہ آپ
 پر ایمان نہ لائے۔ آپ نے گواہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ بتلا میں کون ہوں؟
 گواہ نے نہایت بلیغ عربی زبان میں جس کو ساری مجلس سمجھتی تھی، کہا اے
 سعدیک یا رسول رب العالمین، یعنی اے رب العالمین کے سچے رسول میں
 حاضر ہوں، اور آپ کی اطاعت کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو کس کی عبادت
 کرتا ہے؟ گواہ نے جواب دیا کہ اس ذات مقدس کی کہ آسمان میں اس کا عرش عظیم
 ہے اور زمین پر اس کا قبضہ و سلطنت ہے اور دریا میں اس کا بنایا ہوا ستہ و اورد
 جنت میں اس کی رحمت ہو اور دوزخ میں اس کا عذاب ہو۔ آپ نے فرمایا میں کون
 ہوں؟ گواہ نے جواب دیا کہ آپ پروردگار عالم کے سچے رسول ہیں اور انبیاء
 کے ختم کرنے والے ہیں۔

اس حدیث کو طبرانی نے معجم الاوسط اور معجم صغیر میں اور ابن عدی اور حاکم نے
 معجزات میں اور بیہقی، ابن عساکر نے ردایت کیا ہے (دیکھو خلاصہ کبریٰ
 للسیوطی صفحہ ۶۵ جلد ۲) شیخ حلال الدین سیوطی اس حدیث کو نقل کرنے کے
 بعد فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کی ثقاہت میں کلام
 کیا جائے، سوائے محمد بن علی بن الولید کے جو کہ طبرانی اور ابن عدی کے استاد ہیں

لیکن اس روایت کے لئے ایک اور طریقہ سند بھی ہے جس میں محمد بن علی بن الولید نہیں ہیں، ابو نعیم نے اسی اسناد کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے ؟
الحاصل حدیث کے قابل وثوق ہونے میں کوئی تاثر نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۱۰۹ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ كَذَا فِي الْخِصَامِ الْكَبْرَى (۶)
ترجمہ ۱۔ " حضرت عائشہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث یہی نے روایت کی ہے (دیکھو
خصائص کبیر صفحہ ۶۵ جلد ۲) "۔

حدیث نمبر ۱۱۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلَهُ أَخْرَجَهُ النَّبِيُّ (من الخصائص الکبری)
ترجمہ ۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے بعینہ اسی مضمون کی حدیث یہی نے روایت کی ہے (از خصائص کبری)
حدیث نمبر ۱۱۲ وَمِثْلَهُ عَنْ عَلِيٍّ أَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ كَذَا فِي الْخِصَامِ (۷)

ترجمہ ۱۔ " اسی طرح بعینہ مضمون کی حدیث حضرت علیؓ سے ابن عساکر نے روایت فرمائی ہے ؟
افسوس مجمل کے وحشی جانور آپ کے آخر التبعین ہونے پر ایمان لاتے ہیں
مگر اسلام کے مدعی قادیانیوں کے کانوں پر جوں بھی نہیں رہتی ۔

گفتہ میں شرط آدمیت نیست ؟ مرغ تسبیح خوان و تو خاموش
حدیث نمبر ۱۱۳ عَنْ أَبِي زَيْدٍ الْجُبَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
تَأْوِيلِ رُؤْيَا رَدِّ الْحَدِيثِ طَوَّلًا، وَبَعْضُ الْفَاضِلِ هَكَذَا أَوَّامًا
الْثَّاقَةُ الَّتِي رَأَيْتُهَا وَرَأَيْتُنِي أَبْعَثُهَا فِي السَّاعَةِ عَلَيْنَا نَقُومُ لِأَنْبِي
بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي . رواه السبعمي في دلائل النبوة هكذا

عند ابن كثير في التفسير، ص ۳۶۹ ج ۹ طبع قدیم مع بغوی
ترجمہ ۱۔ " حضرت ابو زید جہنیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا ایک
طویل خواب بیان کیا۔ آپ نے اُس کی مفصل تعبیر بیان فرمائی، اس کے آخری
جملے مسئلہ زیر بحث کے لئے روشن دلیل ہیں وہ یہ ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ
تم نے جو خواب میں اونٹنی کو دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس کو چلا رہا ہوں تو اس سے
مراد قیامت ہے جو ہماری امت پر قائم ہوگی، کیونکہ نہ میرے بعد کوئی نبی ہے،
اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔ روایت کیا اس کو یہی نے دلائل نبوت
میں (از تفسیر ابن کثیر، ج ۹، ص ۳۶۹ طبع قدیم مع بغوی) "۔

حدیث نمبر ۱۱۳ | فی حدیث طویل فی باب الاسماء عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً

قَالَ يَا جِبْرِيلُ مِنْ هَذَا مَعَكَ قَالَ هَذَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ خَاتِمُ
النَّبِيِّينَ (اے ان قال)، فَقَالَ لَهُ رَبُّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ اخَذْتُكَ
حَبِيبًا وَهُوَ مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَةِ مُحَمَّدٌ حَبِيبُ الرَّحْمَنِ وَارْسَلْتُكَ
لِلنَّاسِ كَافَّةً وَجَعَلْتُ اُمَّتَكَ هُمْ الْاَوَّلُونَ وَهُمْ الْاٰخِرُونَ وَ
جَعَلْتُ اُمَّتَكَ لَا تَجُوزُ لَهُمْ خُطْبَةٌ حَتَّى يَشْهَدُوا اِنَّكَ عَبْدِي وَ
رَسُولِي وَجَعَلْتُكَ اَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلْقًا وَاٰخِرَهُمْ بَعَثًا وَاَعْطَيْتُكَ
مُسَبِّحَاتِ الْمَلَائِكَةِ وَلَمْ اَعْطِهَا نَبِيًّا قَبْلَكَ وَاَعْطَيْتُكَ خَوَاتِمَ
سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ كَثْرِ تَحْتِ الْعَرْشِ لَمْ اَعْطِهَا قَبْلَكَ وَجَعَلْتُكَ
نَاقِيًا وَخَاتِمًا الْحَدِيثِ رواه البزار (کنزانی مجمع الزوائد ۱/۲۷۲)

ترجمہ: ” حضرت ابو ہریرہؓ نے شبِ اسری کے واقعہ کو مفصل ایک طویل حدیث میں بیان کیا ہے جس کے چند جملے حسبِ ضرورت درج کئے جاتے ہیں۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے جبریل سے کہا کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء میں سے آخر محمدؐ ہیں (اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھے ارشاد ہوا کہ میں تمہیں اپنا محبوب بنایا ہے اور توریت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ محمد اللہ کے محبوب ہیں) اللہ ہم نے تمہیں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے، اور آپؐ کی امت کو اولین و آخرین بنایا، اور میں نے آپؐ کی امت کو اس طرح رکھا کہ ان کے لئے کوئی خطبہ جائز نہیں جب تک کہ وہ خالص دل سے گواہی نہ دیں کہ آپ میرے بندے اللہ میرے رسول ہیں، اور میں نے آپؐ کو باعتبار اصل خلقت کے سب سے اول اور باعتبار بعثت کے سب سے آخر بنایا ہے اور آپؐ کو سب سے مثنیٰ (سورۃ فاتحہ) دی ہو جو آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی، اور آپؐ کو آخر سورۃ بقرہ کی آیتیں دی ہیں اس خزانہ سے جو عرش کے نیچے ہے اور جو آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا

۱۔ اس حدیث میں چھ جگہ مکتفہ الفاظ سے ختم نبوت کے مسئلہ کو روشن کیا گیا ہے ۳ منہ

اور آپ کو فاتح اور خاتم بنایا (الاحسن للحدیث) (مجمع الزوائد، از صفحہ ۲۴)

۲۹ صفحہ ۲۹ بحوالہ بزار ۴

اور خصائص کبریٰ، صفحہ ۱۷۱ میں اس حدیث کو بحوالہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردودہ اور ابویعلیٰ اور سیوطی نے بھی نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أَمَرَ ابْنُ مَرْثَدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِخْرَاجِ هَاجِرٍ حُجِّلَ عَلَى الْبُرَاقِ فَكَانَ لَا يَسْتَوِيَانِ عَلَى سَهْلَةٍ إِلَّا قَالَ أَنْزِلْ هَهُنَا يَا جَبْرِيلُ فَيَقُولُ لَا حَتَّى أَتَى مَنَّةً فَقَالَ جَبْرِيلُ أَنْزِلْ يَا ابْنُ مَرْثَدٍ قَالَ حَيْثُ لَاقَيْتُ وَلَا زُرِعٌ قَالَ لَعَنَ هَهُنَا يَخْرُجُ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ مِنْ خَدِيدَةِ ابْنِكَ الَّذِي تَسْتَمُ بِهِ الْكَلْبَةُ الْعَلْيَا (كذا في الخصائص الكبرى ۱)

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو حضرت ہاجرہ کے لیجانے کا حکم دیا گیا تو آپ کو بُراق پر سوار کیا گیا، پس جب براق کسی عمدہ شیر یا درم زمین پر لیکر گذرتا تھا تو ابراہیمؑ فرماتے تھے کہ جبریلؑ یہاں اتر جاؤ مگر جبریلؑ انکار کرتے تھے یہاں تک کہ مکہ کی سرزمین پر گذر ہوا تو جبریلؑ ان میں ٹھہر گئے اور فرمایا کہ اے ابراہیمؑ یہاں اتر جاؤ۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ عجیب بات ہے یہاں اتارتے ہو جہاں نہ کوئی گیتی کا سامان ہے نہ دودھ کا۔ جبریلؑ نے جواب دیا کہ ہاں اسی جگہ آپ کے صاحبزادے کی ذریت سے نبی اُتی پیدا ہوں گے جن کے ذریعہ کلمہ علیا تمام (کمل) ہوگا (خصائص کبریٰ ۱) :-

حدیث نمبر ۱۱۳ | عَنْ سَلْمَانَ فِي حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ يَا تَوْفَّكَ مَحْتَدًا أَيْقُوْكَوْنَ يَا نَبِيَّ اللهِ أَنْتَ الَّذِي فَتَحَ اللهُ بِكَ رَحْمَةً وَغُلَّيْتَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَأَخَّرَ - رواه ابن أبي شيبة (كذا في فتح الباری، ص ۳۷۸ ج ۱)

ترجمہ :- حضرت سلمان فارسیؓ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز تمام مخلوق جمع ہو کر آئیں گی اور کہیں گی کہ اے اللہ کے نبی آپ ہی وہ ہیں کہ اللہ نے آپؐ کو نبوت کو شروع فرمایا اور آپؐ ہی پر ختم کیا، اور آپؐ کی سب اگلی پچھلی لغزشیں معاف کیں (آپؐ ہی ہماری سفارش کیجئے) روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہؒ نے (از فتح الباری، ص ۳۷۸ ج ۱) :-

حدیث نمبر ۱۱۶ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ تَزَلَّ مُوسَى فَاَتَّبَعَهُمْ وَتَرَكَهُمْ وَنِيَّ لَصَلَّيْتُكُمْ اَنَا حَقْلُكُمْ

مِنَ النَّبِيِّينَ وَاَنْتُمْ حَقْلٌ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ . رواه البيهقي في الشعب (۳۹، ۴۰)

ترجمہ ۱۔ "حضرت عبداللہ بن الحارث راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

تم میں خود موسیٰ علیہ السلام بھی آجادیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرو تو البتہ تم

گمراہ ہو جاؤ۔ انبیاء میں سے تمہارا حصہ صرف میں ہی ہوں، اور امتوں میں سے میرا

حصہ صرف تم ہی ہو۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں (ص ۳۹، ۴۰)۔

اسی مضمون کی ایک حدیث بحوالہ مسند احمد نمبر ۴۸ میں گزر چکی ہے، جس میں آپ نے

انحصار کے ساتھ اس امت کے لئے صرف اپنی ذات اقدس کو نبی قرار دیا ہے، اور اس

امت کے لئے اپنے سوا کسی اور کے نبی ہونے سے انکار فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۱۷ | عَنْ أَبِي الدُّدَايِثِ مِثْلُهُ عَنِ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَبِيرِ (۱۰۷۳ جلد ۱)

ترجمہ ۲۔ حضرت ابو الدرداء سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث طبرانی نے روایت فرمائی ہے

حدیث نمبر ۱۱۸ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا

مُوسَى لَمَّا نَزَلْتُ عَلَيْهِ التَّوْرَةَ وَقَدْ رَأَى فَوَجَدَ فِيهَا ذِكْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ

فَقَالَ يَا رَبِّ إِنِّي أَجِدُ فِي الْأَلْوَابِ أُمَّةَ هُمْ الْأَخِرُونَ التَّائِبُونَ

فَاَجْعَلْهُمْ أُمَّتِي (الحديث)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ جب

تورات نازل ہوئی اور انہوں نے اس کو پڑھا تو اس میں اس امت کا ذکر پایا، اہا

وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں الواح تورات

میں ایک ایسی امت پاتا ہوں جو دنیا میں، سب آخری امت ہے اور (قیامت

میں) سب پہلے ہیں، ان کو میری امت بنائے (دلائل نبوت، ابونعیم ص ۱۱۴)۔

حدیث نمبر ۱۱۹ | أَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ مِنْ طَرِيقِ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَيْنَ يَدَيَّ

أَدَمَ مَكْتُوبٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ (انضمام کبھی پی)

ترجمہ ۱۔ ابن عساکر نے بطریق ابوالزبیر حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم کے

دونوں شانوں کے درمیان لکھا ہوا تھا "محمد رسول اللہ خاتم النبیین"۔

حدیث نمبر ۱۲۰ | عَنْ أَنَسٍ (فی حدیث طویل)، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مُوسَى دَعَا اللَّهَ تَعَالَى اجْعَلْنِي نَبِيَّ ذَلِكَ الْأُمَّةِ (یعنی) نَبِيَّهَا مِنْهَا قَالَ اجْعَلْنِي مِنْ أُمَّةٍ ذَلِكَ الشَّيْءُ قَالَ اسْتَقْدَمْتُ وَاسْتَأْخَرْتُ وَلَكِنْ مَا جِئْتُ بِبَيِّنَاتٍ فَدَارَ جَلَالُ (رواه ابو نعیم فی الحلیۃ کذا فی الخصائص ص ۱۲۱) ترجمہ ۱۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ مجھے اس امت (یعنی امت محمدیہ) کا نبی بنائے تو ارشاد ہوا کہ اس امت کا نبی خود انہیں میں سے ہوگا (آپ نہیں ہو سکتے) پھر موسیٰ نے عرض کیا کہ مجھے اس نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت بنالیا جائے تو ارشاد ہوا کہ آپ ان سے پہلے آئے ہیں اور وہ بعد میں تشریف لائیں گے (اس لئے امت بھی نہیں ہو سکتے) البتہ دار جلال میں ہم آپ دونوں کو جمع کر دیں گے (ابو نعیم فی الحلیۃ کذا فی الخصائص، ص ۱۲۱ ج ۱) ۲

اس حدیث میں ایک تو یہ ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ جیسا اولوالعزم پیغمبر بھی جب اس امت کا نبی نہیں بن سکتا، تو پھر اور کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی نبوت کا درجہ کیسے پاسکتا ہے۔ دوسرے اس حدیث میں لفظ نبیہا زیادہ قابل غور ہے کیونکہ اس کو بصیغہ واحد اکر کے بتلادیا گیا ہے کہ اس امت کے لئے صرف ایک نبی ہوگا ورنہ اقتضائے مقام یہ تھا کہ بصیغہ جمع انبیاء و ہا منها فرمایا جاتا۔

حدیث نمبر ۱۲۱ | عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا رَسُولُ الرَّحْمَةِ أَنَا رَسُولُ الْمَلِكِ وَالْمَلِكِ وَالْمَلِكِ بِأَلْفِ عَشْرٍ وَلَمْ أُبْعَثْ بِالزَّوْجِ (اخرجه ابن سعد، کذا فی الخصائص ص ۱۲۱) ترجمہ ۱۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں محمد بن احمد ہوں اور رسول رحمت ہوں اور جہاد کا رسول ہوں اور سب آخری رسول ہوں جس کے بعد حشر و قیامت ہوگی، مجھے جہاد کے لئے بھیجا گیا ہر ذراعت کے لئے نہیں۔ حدیث نمبر ۱۲۲ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فِي قِصَّةِ الْمَعْرَاجِ فِي حَدِيثِ طَوِيلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَا بَنِي إِدْنِكَ لَا تَزِيغَنَّكَ اللَّيْلَةُ وَإِنَّ أُمَّتَكَ أَخِرَ الْأُمَمِ وَأَضْعَفُهَا
فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ حَاجَتَكَ كُلَّهَا وَرَجُلَهَا فِي أُمَّتِكَ فَأَفْعَلْ،
اخرجه ابن عساکر في جزئه و ابو نعیم و ابن عساکر من طریق ابن ابی عیینہ
عن ابن مسعود (خصائص، ص ۱۶۲، ۱۶۱)

ترجمہ :- "حضرت عبداللہ بن مسعود واقعہ معراج بیان فرماتے ہوئے ایک طویل حدیث
کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ شب
معراج میں مجھ سے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ آپ آج کی رات اپنے پروردگار سے
ملنے والے ہیں، اور آپ کی امت آخری امت ہے، اور سب زیادہ ضعیف ہے،
اس لئے اگر آپ کچھ کر سکتے ہیں تو اپنی امت کے لئے سہولت کے بارے میں کوشش
کیجئے، ابن عساکر، ابو نعیم، ابن عساکر،

حدیث نمبر ۱۲۳ | عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ نَبِيٌّ
إِلَّا كَانَ فِي أُمَّتِهِ مُعَلِّمٌ أَوْ مُعَلِّمَانِ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَيَكُونُ
عَمْرَيْنِ الْخَطَّابِ (اخرجه الطبرانی في الاوسط، خصائص، ص ۱۶۲، ۱۶۱)
ترجمہ :- "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کی
امت میں ایک یا دو معلم (محدث) ہوا کرتے تھے، اگر میری امت میں ان میں سے
کوئی ہو سکتا ہے تو وہ عمر بن خطابؓ ہیں (طبرانی)،

اس مضمون کی متعدد احادیث باختلاف الفاظ پہلے گزر چکی ہیں، اس حدیث میں
بھی بجائے محدث کے معلم کا لفظ رکھا ہے، مگر مضمون واحد ہے، تقریب مضمون اور ختم
نبوت کا ثبوت مفصل ملاحظہ فرما چکے ہیں

حدیث نمبر ۱۲۴ | اخرجہ ابن عساکر عن سلمان في حديث طويل قال قال جبريل
لنبي صلى الله عليه وسلم إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ إِنْ كُنْتُ أَصْطَلَيْتُ أَوْ مُمْ
فَقَدْ خَمَمْتُ بِكَ الْأَنْبِيَاءَ وَمَا خَلَقْتُ خُلُقًا أَكْرَمَ مِنْكَ عَلَى .
(خصائص، ص ۱۶۳، ۱۶۲)

ترجمہ :- "ابن عساکر نے حضرت سلمانؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت کیا جو کہ جبریلؑ
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ اگر تم نے آدم کو

صفی اللہ ہونے کا متمتع امتیازی دیا ہے تو آپ پر تمام انبیاء کو ختم کر کے آپ کی شان امتیاز سب کے بڑھادی ہے، اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ عزیز ہو۔

حدیث نمبر ۱۲ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ أَيَّدَنِي بِأَرْبَعَةٍ وَذَلَّلَهُ اثْنَتَيْنِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَاثْنَتَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ آدَمُ وَنُوحٌ وَخَصَّ بِهِ الْبَرَاءَ وَالْعِلَّادِي (کذا فی الخصائص، ص ۳۰۰، ۲۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں کے ذریعہ میری تائید فرمائی جن میں سے دو آسمان والوں میں سے ہیں یعنی جبریلؑ اور میکائیلؑ اور دو زمین والوں میں سے یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ (بزار، طبرانی، از خصائص کبریٰ، جلد ثانی ص ۲۰۰)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں، لیکن با ایں ہمہ تبصر حیات نبویہ و اجماع امت وہ دونوں انبیاء میں داخل نہیں، حالانکہ انبیاء سابقین کے وزیر نبی ہوتے تھے جیسا کہ خود قرآن میں موجود ہے وَجَعَلْنَا أَخَاهُ هَارُونَ ذَرِيَّةَ (الآیہ)۔ اور ہم نے موسیٰ کے بھائی ہارون کو اُن کا وزیر بنا دیا۔ اور دوسری جگہ حضرت موسیٰ کی دعا اس طرح نقل کی گئی ہے۔

وَجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي | یعنی اے اللہ میرے لئے میرے اہل بیت سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے۔

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزراء انبیاء و رسل نہیں (حالانکہ انبیاء سابقین کے وزیر نبی ہوتے تھے)، تو صاف ظاہر ہو گیا کہ اس امت میں سوائے آپ کے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۱۲۶ أَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ فِي كِتَابِ السَّنَةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ اخْتَلَا أَصْحَابِي عَلَى خَيْرِ الْعَالَمِينَ يَسُورِي الثَّقَيْنَيْنِ وَالْمُسْلِكَيْنِ وَاخْتَارَ مِنْ أَصْحَابِي أَرْبَعَةً أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُمَانُ وَعَلِيٌّ نَجَعْلَهُمْ خَيْرَ أَصْحَابِي وَفِي أَصْحَابِي كُلِّهِمْ خَيْرٌ

(خصائص کبریٰ، صفحہ ۲۰۳ جلد ۲)

ترجمہ ۱۔ "ابن حشر نے کتاب السنۃ میں حضرت جابرؓ سے روایت کیلئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو انبیاء و مرسلین کے علاوہ تمام اہل عالم میں پسند فرمایا، اور میرے صحابہؓ میں سے چار کو پسند فرمایا یعنی ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، اودان چاروں کو تمام صحابہ میں بہترین قرار دیا اور میرے سب صحابہ میں خیر اور جلالی غالب ہے (خصائص کبریٰ)۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام امت سے افضل ہیں اور باہیں ہمہ جیب وہ بھی نبی نہیں تو اور کوئی کیسے نبی ہو سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۷ | عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فِي حَدِيث طویل) بَلْ يَا يَهُودِي أَنْتُمْ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ وَالْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ الْيَوْمَ الْيَوْمَ - أخرجه ابن راهويه في مسنده وابن أبي شيبة في المصنف (خصائص، ص ۲۰۹، ۲۱۰)

ترجمہ ۱۔ "ایک طویل حدیث کے ذیل میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے یہودی تم دنیا میں ہم سب سے پہلے ہو، اور ہم دنیا میں سب سے آخر میں اور قیامت میں سب سے آگے ہوں گے (مسند ابن راہویہ مصنف ابن ابی شیبہ)۔"

حدیث نمبر ۱۲۸ | أخرجه أبو نعيم في حديث طویل عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّهُ سَأَلَهُ مَا هَاتَا عَائِلَتَا مِلِكِ الرُّومِ عَلَى الشَّامِ هَلْ كَانَ رَسُولُكُمْ أَخْبَرَكُمْ أَنَّهُ يَأْتِي بَعْدَهُ رَسُولٌ قَالَ لَا وَلَكِنْ أَخْبَرْتَهُ لَا يَأْتِي بَعْدَهُ وَأَخْبَرْتَهُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ قَدْ بَشَّرَ بِهِ قَوْمَهُ قَالَ الرُّومِيُّ وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ (خصائص ص ۲۱۰ جلد ۲)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابو عبیدہ بن الجراح جب یرموک پہنچے تو لشکرِ روم کے سردار نے ایک قاصد بھیجا، قاصد نے کہا کہ ملکِ شام کے گورنار مان کی طرف سے آیا ہوں، انہوں نے کہا ہے کہ آپ ہمارے پاس اپنی جماعت میں سے ایک عقلمند کو بھیج دیجئے تاکہ ہم ان سے مکالمہ کریں، حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس کام کیلئے منتخب فرمایا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ تشریف لے گئے۔ دورانِ محفّت گو میں ماہان نے

دریافت کیا کہ کیا تمہارے رسول نے تمہیں یہ خبر بھی دی ہے کہ ان کے بعد کوئی اور رسول آئے گا، حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ یہ خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور یہ خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ نے میرے وجود کی اپنی امت کو پہلے ہی سے بشارت دی تھی، ماہانِ رومی نے یہ سن کر کہا کہ ماں میں بھی اس پر گواہ ہوں (ابونعیم) :-

حدیث نمبر ۱۲۹ | عَنْ أَنَسٍ (فی حدیث طویل) مَرْفُوعًا إِلَى اللَّهِ الَّذِي رَسَلَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَكَأَنَّهُ لِلنَّاسِ (الی قولہ) وَجَعَلَ أُمَّتِي هُمُ الْآخِرُونَ وَهُمْ الْأَوَّلُونَ قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى جَعَلْتَ أُمَّتَكَ هُمُ الْآخِرُونَ وَهُمْ الْأَوَّلُونَ (الی قولہ) جَعَلْتَ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلْقًا وَآخِرَهُمْ بَعَثَ (الی قولہ) وَجَعَلْتَ نَبِيَّ حَارًّا وَخَاتِمًا (اخرجه ابونعیم) (خصائص کبریٰ ص ۱۹۹) ترجمہ :- حضرت انسؓ ایک طویل الذیل حدیث میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محمد ہے اُس ذاتِ قدوس کے لئے جس نے مجھے تمام اہلِ عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور میری امت کو سب سے آخری اور سب سے پہلا بنایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری امت کو آخری امت اور اول بنایا، اور ہم نے باعتبار خلقت کے آپ کو سب سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخری بنایا اور ہم نے آپ کو فاتح اور خاتم بنایا :-

حدیث نمبر ۱۳۰ | عَنْ ابْنِ عَسْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِّي أَمَّا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبُوَّةَ وَلَا وِلَايَةَ (خصائص ص ۲۴۹ ج ۲ بحوالہ طبرانی)

ترجمہ :- حضرت ابنِ عسرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم محمد سے اس مرتبہ پہ ہو جاؤ جس پر حضرت موسیٰ سے ہارونؓ تھے، مگر ہارون کی طرح تم کو نبوت اور ولایت نہیں مل سکتی (طبرانی) :-

حدیث نمبر ۱۳۱ | أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي عَمْرٍاءَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يُونُسَ عَنْ أَبِي جَبَلَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فِي مَنَازِلِ بَطْشِ مَنْ ذَهَبَ نَسْجُ بَطْنِي فَأَخْرَجَ حُسُوَّةً فِي جَوْفِي نَعَلْتَهَا شَمَّ ذَرَّ عَلَيْهِ ذُرُؤًا شَمَّ قُلُوبًا رَمَا

قال: رَأَيْتُ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ الْمُتَّقَى وَالْحَاشِشَ (خاص ۱۲۵ ج ۱)
ترجمہ ۱۔ " حضرت یونس بن میسرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
میرے پاس ایک فرشتہ ایک سونے کا طباق لایا، پھر میرے پیٹ کو چاک کر کے
اس میں سے ایک لوتھر نکالا پھر اس کو دھویا، اور اس پر کوئی چیز چھڑکی،
پھر کہا کہ آپ محمد ہیں اللہ کے رسول جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جن کے
بعد ہی حشر و نشر ہو جائے گا (ابونعیم)؛

حدیث نمبر ۱۳۲ | اخراج الدارمی وابن عساکر عن ابن عثیم قال جبریل
أَتَانِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَنِي بَطْنُهُ ثُمَّ قَالَ جِبْرِيلُ
قَلْبُ دَكِيجٍ فِيهِ أَذُنَانِ سَمِيعَتَانِ وَعَيْنَانِ بَصِيرَتَانِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ
اللَّهِ الْمُتَّقَى الْحَاشِشُ (خاص ۱۲۵ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ " دارمی اور ابن عساکر نے ابن عثیم سے روایت کیا ہے کہ جبریلؑ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کا پیٹ چاک کیا، اور پھر
کہا کہ قلب دکیج کرنے والا ہے، کان سننے والے ہیں، اور آنکھیں دیکھنے
والی ہیں یہ محمد ہیں اللہ کے رسول جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور جن کے بعد
ہی قیامت قائم ہو جائے گی (ابن خصاص، صفحہ ۲۵ جلد ۱)؛

حدیث نمبر ۱۳۲ | عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ خَارِجَةَ مِنْ سَرَاةِ
الْأَنْصَارِ نَبِيًّا مَوْثِقًا فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذْ خَرَفْتُوَنِي فَأَعْلَمْتُ بِهِ الْأَنْصَارُ فَأَتَوْهُ فَاحْتَمَلُوهُ إِلَى
بَيْتِهِ وَسَجَّوْهُ كَسَاءً وَبُرْدَيْنِ وَفِي الْبَيْتِ نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ
يَتَكَلَّمْنَ عَلَيْهِ وَرِجَالٌ مِنْ رِجَالِهِمْ تَمُكُّ عَلَى حَالِهِ حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ
الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ إِذَا سَمِعُوا صَوْتًا قَائِلٍ يَقُولُ أَعْمِئُوا أَنْصَارُ
فَنَظَرُوا فَإِذَا الصَّوْتُ مِنْ تَحْتِ الثَّيَابِ تَحَصَّرُوا عَنْ وَجْهِهِ وَ
صَدَرَهُ فَإِذَا الْعَائِلُ يَقُولُ عَلَى لِسَانِهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ النَّبِيُّ
الْأَوَّلِيُّ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ كَانَتْ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ
الْأَوَّلِ صَدَقَ صَدَقَ .

ایک حیرت انگیز واقعہ

ترجمہ ۱۔ ”نہمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ زید بن خارجه انصار کے سرداروں میں سے تھے، ایک روز وہ مدینہ طیبہ کے کسی راستہ میں چل رہے تھے کہ یکایک زمین پر گرے اور فوراً وفات ہو گئی، انصار کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو رٹاں جا کر اٹھایا اور گھر لائے اور چاروں طرف سے ڈھانپ دیا، گھر میں کچھ انصاری عورتیں تھیں جو ان کی وفات پر گریہ و زاری میں مبتلا تھیں، اور کچھ مرد جمع تھے، اسی طرح پر جب مغرب و عشاء کا درمیانی وقت آیا تو اچانک ایک آواز سنی کہ ”چپ رہو چپ رہو“ لوگ متحیر ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ آواز اسی چادر کے نیچے سے آرہی ہے جس میں میت ہے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے اُن کا منہ کھول دیا، اس وقت دیکھا گیا کہ زید بن خارجه کی زبان سے یہ آواز نکل رہی ہو کہ محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لانی بعدہ الخ“ یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور نبی امتی ہیں، جو انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا یہی مضمون کتاب اول یعنی توریت و انجیل وغیرہ میں موجود ہے، سچ کہا سچ کہا“

حدیث نمبر ۱۳۲ | رَوَى أَبُو يُونُسَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ قَلَاثُونَ كَذَّابًا دَجَالًا مِنْهُمْ الْمُسَيِّمَةُ وَالْعُغْصَى وَالْمُخْتَارُ أَكْذَابِي

فتح الباری من طبع الهند، ص ۳۴۳، پ ۱۱۴

ترجمہ ۱۔ ”ابو یونس نے باسناد حسن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک تیس جھوٹے دجال نہ نکل آ دیں، جن میں سے سیلہ، عغسی، اور مختار ہیں۔“

حدیث نمبر ۱۳۵ | عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي خُطْبَةِ ابِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَجَمَعَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى بِمَحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَهُمُ الْأُمَّةَ الْبَاقِيَةَ الْفَوْسِقِي رَكَتَا الْعَمَالِ ۱۳۵ ج ۳

ترجمہ ۱۔ ”جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض عرب مرتد ہو گئے

اور حضرت صدیق اکبرؓ نے اُن پر جہاد کا ارادہ کر کے صحابہ سے مشورہ طلب کیا اور ان سب اپنی قلبی تعداد اور ضعف کی وجہ سے جہاد کو مناسب نہ سمجھا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ منبر پر چڑھے، اور ایک نہایت شجاعانہ طویل الذیل خطبہ دیا (جس کے ابتدائی کلمات یہ ہیں) کہ خلافتِ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور آپ کے ذریعہ تمام متفرق اور مختلف لوگوں کا سر جوڑ دیا، اور اُن کو تاقیامت باقی رہنے والی درمیانہ چال کی امت بنا دیا (تا آخر حدیث)، آپ کی امت تاقیامت جب ہی آپ کی امت رہ سکتی ہے جب کوئی دوسرا نبی نہ آئے گا :

حدیث نمبر ۱۳۶ | وفی حدیث النبی عند السیہقی فی الدلائل فی حدیث الامام بنیما ہو یسیئر اذ لقیہ خلق اللہ فسلموا علیہ فقالوا السلام علیک یا اَوَّلَ السلام علیک یا اَخِرَ السلام علیک یا حاشیش رزقال شرع صحابہ ص ۶۳۰) وفی آخرہ قال جبریل دَامَا الَّذِینَ سَلَمُوا عَلَیْکَ فَاَبْرَہِیْمُ وَمُوسٰی وَعیسیٰ .

ترجمہ :- " یہی ہے حضرت انسؓ سے واقعہ معراج میں ایک حدیث روایت کئے ہوئے نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کی سیر فرما رہے تھے تو آپ کا ایک جماعت پر گزر ہوا، جنہوں نے آپ کو دیکھ کر اس طرح پر سلام کیا، السلام علیک یا اَوَّلَ، السلام علیک یا اَخِرَ، السلام علیک یا حاشیش۔ اور اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ جبریلؑ نے بعد میں آپ سے کہا کہ جن لوگوں نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ تھے ۔

اس میں آپ کے آخر اور حاشیش ہونے اور آپ پر نبوت ختم ہونے کا اعلان ہے۔
حدیث نمبر ۱۳۷ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ عَنْهُمَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ عَنْهُمَا بِمَنْزِلَةِ هَاضِمٍ مِّنْ مُّوسَى (رواہ ابن الجوزی)

ترجمہ :- " حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کا مرتبہ میرے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ حضرت ہارونؑ کا تھا۔ (ابن جوزی) "

اس حدیث میں شیخین کا مرتبہ مقام ہارونی کو قرار دیا گیا ہے، مگر با اس ہمدونہی نہیں تھے

اور آپ نے اُن کے نبی نہ ہونے کے متعلق بار بار اعلان فرمایا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ اگر اس امت میں کوئی نبی ہو سکتا تو یہ دونوں بزرگ جو مقام ہارون میں تھے ضرور یہ عہدہ پاتے۔

حدیث نمبر ۱۳۸ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ خَيْرُ أَهْلِ السَّمَوَاتِ الْأُولَى

وَحَيْرٌ مَنْ بَقِيَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواہ الدیلمی) (کنز ص ۱۳۲ ج ۶)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ابو بکرؓ

عمرؓ تمام آسمانی اور زمینی مخلوقات سے بہتر ہیں، اور ان تمام لوگوں سے بھی بہتر

ہیں کہ قیامت تک جن کا پیدا ہونا باقی اور مقدور ہے :-

اس حدیث نے نہایت وضاحت سے ہمارے مقصد کو صاف کر دیا ہے کہ شیخینِ تاقیات

تمام آنے والی نسلوں سے افضل ہیں جن کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آئندہ کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا تاکہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا لازم نہ آئے۔ اور اسی ضمنوں کی دو حدیثیں پہلے بھی گذر چکی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۹ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا أُتِيتُ بِكَفَّةٍ مِيزَانٍ فَوَضَعْتُ فِيهَا وَ

وَجِئْتُ بِأُمِّي وَوَضَعْتُ فِي الْكَفَّةِ الْأُخْرَى فَزَجَحَتْ بِأُمِّي ثُمَّ رُفِعَتْ

فَجِئْتُ بِأَبِي بَكْرٍ فَوَضَعْتُ فِي كَفَّةِ الْمِيزَانِ فَزَجَحَ بِأُمِّي ثُمَّ رُفِعَ أَبُو بَكْرٍ وَ

جِئْتُ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَوَضَعْتُ فِي كَفَّةِ الْمِيزَانِ فَزَجَحَ بِأُمِّي ثُمَّ رُفِعَ

الْمِيزَانُ إِلَى السَّمَاءِ وَأَنَا أَنْظُرُ (رواہ ابو نعیم فی فضائل الصحابة) (کنز ص ۱۳۳ ج ۶)

” حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (خواب میں)

میرے سامنے ایک ترازو لائی گئی اور مجھے اس کے پہلے میں رکھ دیا گیا اور پھر میری

تمام امت کو جمع کر کے دوسرے پہلے میں رکھ دیا گیا، تو میں وزن میں ساری امت

بڑھ گیا اس کے بعد مجھے دایاں سے اٹھا دیا اور ابو بکرؓ کو رکھ دیا تو وہ بھی ساری امت

سے بڑھ گئے، اس کے بعد ابو بکرؓ کو اس میں سے اٹھالیا گیا اور عمرؓ کو اس میں رکھ دیا

گیا وہ بھی ساری امت سے بڑھ گئے۔ اس کے بعد وہ ترازو آسمان پر اٹھالی گئی،

جس کو میں سامنے دیکھ رہا تھا (ابو نعیم) :-

حدیث نمبر ۱۴۰ | عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مِثْلُهُ (بتغیر ما) عند الطبرانی فی الکبیر (تراجم ص ۱۴۰ ج ۶)

ترجمہ :- اسی ضمنوں کی حدیث حضرت معاذ بن جبلؓ سے بھی طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کی ہے :-

حدیث نمبر ۱۴۱ | عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُولُوا

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِسَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ
النَّبِيِّينَ . أخرجه الديلمی مرفوعاً قال الحافظ ابن حجر العسقلانی المعروف
أنه موقوف عليه كذا رواه ابن ماجه (الکنز ص ۱۲۵ ج ۱)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
(بوقت ورود) تم یہ کہا کرو کہ اے اللہ تو اپنی رحمتیں اور برکات رسولوں کے سردار
اور متقیوں کے امام اور انبیاء کے ختم کرنے والے رسول (محمد) پر نازل فرما
اس کو دیلمی نے مرفوعاً روایت کیا ہے، مگر حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس
حدیث کے متعلق مشہور یہ ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر موقوف ہے،
چنانچہ ابن ماجہ نے اس کو موقوفاً ہی روایت کیا ہے :-

حدیث نمبر ۱۲۲ | عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ زَوْفَلٍ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي الرَّؤْيَا مَرْفُوعًا
قَالَ ذُنَيْبًا سَبْعَةُ الْأَلْبِ سَنَةً وَأَمَّا فِي آخِرِهَا أَلْفَا (القولها وَأَمَّا النَّبِيُّ
الَّذِي رَأَيْتَ مَا ذَرَأْتَنِي أَسْمِعُهَا نَبِيَّ السَّاعَةِ عَلَيْنَا نَقُومُ لِأَنْبِيَاءِ تَبْدِي
وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي (رواه الطبرانی في الكبير والبيهقي) (الکنز ص ۲۵ ج ۸)

ترجمہ :- حضرت ضحاک بن زوفلؒ نے طویل حدیث طویل حدیث کے
ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی کل
عمر سات ہزار سال ہے اور میں اس کے آخری ہزار میں مبعوث ہوا ہوں (اس کے
بعد ضحاک کے خواب کی تعبیر دیتے ہوئے فرمایا کہ) تم نے جو اونٹنی دیکھی اور یہ دیکھا
کہ میں اس کے پیچھے ہوں تو سمجھ لو کہ وہ قیامت ہے، جو ہم پر قائم ہوگی، نہ میرے
بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہوگی (طبرانی، بیہقی) :-

حدیث نمبر ۱۲۲ | عَنْ عَلِيٍّ فِي صَيْغِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمِ

النَّبِيِّينَ وَإِسَامِ الْمُرْسَلِينَ ، الحديث (رواه عياض في الشفاء)

ترجمہ :- حضرت علیؓ سے درود شریف کے سینے جو روایت کئے گئے ہیں ان میں اللہ صلی
علی محمد خاتم النبیین و امام المرسلین بھی آیا ہے (قاضی عیاض نے اپنی کتاب
شفاء میں اس کو نقل کیا) :-

وہ احادیث جن کی سلسلہ ختم نبوت بطور استنباط سمجھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۴ | عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا أَنَّهَا سَتَكُونُ فِشْنَةٌ قِيلَ مَا لَمْ يَخْرُجْ عَنْهَا قَالَ كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ نَبَأٌ مِنْ قَبْلِكُمْ وَخَبَرٌ مِنْ بَعْدِكُمْ وَحُكْمٌ مَا بَيْنَكُمَا هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْمَزَلِ مِنْ تَرْكِهِ مِنْ جَبَابٍ قَصَصَهُ اللَّهُ وَمِنْ أَتَى الْهُدَى مِنْ غَيْرِهِ أَضَلَّهُ اللَّهُ. (رواه احمد والترمذی) (کنز، ص ۱۳۴)

ترجمہ :- ”حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غفریب ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ پھر اس سے بچنے کی کیا سبیل ہو؟ آپؑ نے فرمایا کہ خدا کی کتاب (قرآن) جس میں تم سے پہلے لوگوں کے واقعات اور آئندہ آنے والوں کی خبریں اور تمہارے نزاعات کے فیصلے موجود ہیں، وہ فیصلہ کن کتاب ہے، چٹھا نہیں، جو ظالم اس کو چھوٹے گا اللہ اس کو ہلاک کرے گا، اور جو اس کے سوا (کسی منسوخ شدہ آسمانی کتاب سے) ہدایت و معونہ ملے گا اس کو اللہ گمراہ کر دے گا (امام احمد، ترمذی)۔“

حدیث نمبر ۱۳۵ | عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ مِثْلَهُ وَلَفْظُهُ مِمَّنْ اسْتَمْسَكَ بِهِ وَآخَذَ كَانَ عَلَى الْهُدَى وَمَنْ أَخْطَا فَخَلَّ الْحَدِيثُ (رواه احمد في مسند) (ابن حبان، من الكنز، ص ۱۳۵)

ترجمہ :- ”حضرت زید بن ارقمؓ سے بھی یہی مضمون مروی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ جس شخص نے اس کی (یعنی قرآن کی) پیروی کی وہ ہدایت پہنچے اور جس نے اسے چھوڑا وہ گمراہ ہو گیا۔“

حدیث نمبر ۱۳۶ | عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ مَرْفُوعًا إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ كِتَابَ اللَّهِ هُوَ حَبْلُ اللَّهِ مِمَّنْ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ (رواه ابن ابی شیبہ وابن حبان فی صحیحہ) (کنز، ص ۱۳۶)

ترجمہ :- ”حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا اندر اللہ کی کتاب (قرآن) چھوڑتا ہوں وہ اللہ کی رسی ہے جس سے پکڑ لیا اور اس کا اتباع کیا اس نے ہدایت پائی، اور جس نے چھوڑ دیا گمراہ ہو گیا (ابن ابی شیبہ، صحیح ابن حبان)۔“

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مسرآن کریم کے بعد نہ کوئی اور آسمانی کتاب نازل ہوگی اور نہ کوئی شریعت جدید آئے گی، نہ مسرآن کا کوئی حرف منسوخ ہوگا۔ یہ صرف نبوتِ قشریعیہ کے انقطاع کی دلیلیں ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۷ | عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ نَزَّلَ اللَّهُ كِتَابَهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ وَأَخْلَ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ فَمَا أَتَى فِي كِتَابِهِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ فَعَوَّ حَلَالٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَا حَرَّمَ فِي كِتَابِهِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ فَعَوَّ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالْمُسْلِمُ وَالنَّجَشِيُّ فِي الْأَمَانَةِ (کنز، ص ۵۰، ۱۳۷)

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو!

اللہ نے اپنی کتاب اپنے نبی کی زبان پر نازل فرمائی، اور اپنے حلال کو حلال اور

حرام کو حرام بیان فرمادیا ہے، پس جو اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے نبی کی زبان پر حلال

کر دیا ہے وہ قیامت تک حلال ہے، اور جو حرام کر دیا ہے وہ قیامت تک حرام ہے؟

حدیث نمبر ۱۳۸ | عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ بِرَأْسِ هَذَا الدِّينِ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عَصَابَةٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (کنز، ص ۵۰، ۱۳۸)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ دین اپنی

دین محمدیؐ ہمیشہ قائم رہے گا، اور اس کے باقی رکھنے کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت

ہمیشہ جہاد کرتی رہے گی، جب تک کہ قیامت قائم ہو (صحیح مسلم)

حدیث نمبر ۱۳۹ | عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ مُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الْبَخَارِيِّ دَسْلَم (کنز، ص ۲۳۱، جلد ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت مغیرہؓ سے اسی مضمون کی حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے؟

حدیث نمبر ۱۴۰ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلُهُ عِنْدَ ابْنِ مَاجَه (کنز، ص ۲۳۱، جلد ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے اسی مضمون کی حدیث سنن ابن ماجہ میں موجود ہے؟

حدیث نمبر ۱۴۱ | عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعْبَةَ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرَكِ (کنز، ص ۲۳۱، جلد ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت عمروؓ سے اسی مضمون کی حدیث مستدرک حاکم میں ہے؟

حدیث نمبر ۱۴۲ | عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عِنْدَ أَحْمَدَ فِي مُسْنَدِ الْبُخَارِيِّ وَاسْلَم (کنز، ص ۲۳۲، جلد ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت معاذؓ سے بھی مضمون بخاری و مسلم و مسند احمد میں مروی ہے؟

حدیث نمبر ۱۵۲ | عَنْ ثَوْبَانَ مِثْلَهُ عِنْدَ مُسْلِمٍ وَالْقَوْمِ بْنِ أَبِي مَاجَهٍ (کنز ص ۶۲۲۲)

ترجمہ ۱۔ حضرت ثوبان سے بھی اسی معنی کی حدیث کو مسلم و ترمذی، ابن ماجہ میں روایت کیا ہے؟

حدیث نمبر ۱۵۳ | عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مِثْلَهُ وَفِيهِ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ عَلَى

ذَلِكَ عِنْدَ مُسْلِمٍ (کنز ص ۶۲۲۲)

ترجمہ ۱۔ حضرت عقبہ بن عامر سے بھی اسی مضمون کی حدیث صحیح مسلم میں مروی ہے؟

حدیث نمبر ۱۵۴ | وَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مِثْلَهُ وَفِيهِ حَتَّى يُقَاتِلُوا أَخِيَهُمُ الدَّجَالَ،

اُخْرِجَهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَأَبُو دَاوُدَ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ (ص ۶۲۲۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت عمران بن حصین سے بھی یہی مضمون امام احمد و حاکم و ابوداؤد نے

روایت کیا اور اس کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ یہاں تک کہ اس امت کا آخری طائفہ

دجال سے مقابلہ کرے گا؟

حدیث نمبر ۱۵۶ | وَ عَنْ قُتَيْبَةَ بْنِ أَيَّاسٍ مِثْلَهُ عِنْدَ ابْنِ جَبَانَ فِي صَحِيحِهِ وَأَحْمَدُ التِّرْمِذِيُّ

(کنز ص ۶۲۲۲)

ترجمہ ۱۔ حضرت قوتیب بن ایاس سے بھی یہی مضمون صحیح ابن حبان اور مسند احمد جامع ترمذی و ترمذی میں

حدیث نمبر ۱۵۷ | عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نَقِيلٍ مِثْلَهُ عِنْدَ لَطِيفِ بْنِ الْكَلْبِيِّ وَابْنِ سَعْدٍ (ص ۶۲۲۳)

ترجمہ ۱۔ سلمہ بن نقیل سے بھی مضمون لطیف بن ابی اسحاق و ابن سعد نے بھی روایت کیا ہے؟

حدیث نمبر ۱۵۸ | وَ عَنْ أَنَسٍ مِثْلَهُ عِنْدَ ابْنِ جَبَانَ فِي صَحِيحِهِ (کنز ص ۶۲۲۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت انس سے صحیح ابن حبان میں بھی مروی ہے؟

حدیث نمبر ۱۵۹ | وَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ مِثْلَهُ عِنْدَ عَبْدِ بْنِ حَمِيدٍ .

ترجمہ ۱۔ نیز زید بن ارقم سے بھی مضمون مروی ہے (مسند عبد بن حمید)؟

حدیث نمبر ۱۶۰ | وَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ مِثْلَهُ اُخْرِجَهُ ابُو النُّصَيْرِ السَّجَوِيُّ فِي

الْاِبَانَةِ وَالْمَعْرُوفِيُّ فِي ذِمِّ الْكَلَامِ (کنز ص ۶۲۲۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص سے بھی مضمون ابوالنصر سجوی نے ابانۃ میں اور معروفی

نے ذم الکلام میں روایت کیا ہے؟

یہ کُل کی کُل تعدادِ احادیث اعلان کر رہی ہے کہ اُمّتِ محمدیہ آپ کی امت ہو کر قیامت

تک باقی رہے گی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا،

ورنہ پھر تو لوگ اس نبی کی امت کہلا دیں گے جیسے انبیاء سابقین کی امتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد آپ کی امت کہلاتی ہیں نہ کہ گذشتہ انبیاء کی۔
 حدیث نمبر ۱۶۱ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا أُعْطِيتُ حَسَّالَهُ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي وَلَا أَقْلُهُ نَحْرًا بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَأَنَّهُ الْأَحْمَرُ وَالْأَسْوَدُ وَكَانَ النَّبِيُّ قَبْلِي يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ (رواہ احمد فی مسندہ والحکیم - من الکتر، ص ۶۱۰۹)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، اور یہ میں فورے نہیں کھتا، ان پانچ چیزوں میں، ایک یہ کہ میں تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، جس کا عرب عجم سب برابر ہیں اور مجھ سے پہلے انبیاء صرف اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوتے تھے (مسند احمد و حکیم ترمذی)۔"

حدیث نمبر ۱۶۲ | عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا أُعْطِيتُ حَسَّالَهُ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي أُرْسِلْتُ إِلَى الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَسْوَدِ وَالْأَحْمَرِ (الحديث) رواه العسكري في الامثال (کتر، ص ۶۱۰۹)
 ترجمہ ۲۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، ایک یہ کہ مجھے بلا امتیاز کالے گویے (عرب و عجم کے) تمام عالم کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے (عسکری فی الامثال)۔"

حدیث نمبر ۱۶۳ | وَبِشَلُّهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ - رواه طه وحك والدارمي (من الکتر، ص ۶۱۰۹)
 ترجمہ ۳۔ اسی مضمون کی حدیث ابو ذرؓ سے مسند احمد و مستدرک حاکم وغیر میں بھی موجود ہے (کتر، ص ۶۱۰۹)
 حدیث نمبر ۱۶۴ | وَبِشَلُّهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثُومٍ (کتر، ص ۶۱۰۹)
 ترجمہ ۴۔ اسی مضمون کی ایک حدیث حکیم ترمذی اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مرثومؓ سے روایت کی ہے؟
 حدیث نمبر ۱۶۵ | وَبِشَلُّهُ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ - أخرجه احمد في مسنده والطبرانی في الكبير - (من الکتر، ص ۶۱۰۹)

ترجمہ ۵۔ "حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے امام احمدؒ نے مسند میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے۔"

حدیث نمبر ۱۶۶ | عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ أُعْطِيتُ الْبَيْتَةَ حَسَّالَهُ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي أَمَا أَرَأَيْتُمْ فَاُرْسِلْتُ

إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ كَأَنَّهُ عَامَّةٌ وَكَانَ مِنْ قَبْلِي إِنَّمَا يُرْسَلُ إِلَى قَوْمِهِ . رواه احمد
فی مسنده والحدیث (من الکنز، ص ۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت عمرو بن شعبہؓ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کی رات مجھے ایسی پانچ چیزیں دی گئی جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ان میں سے پہلی یہ ہے کہ میں تمام عالم کی طرف نبی ہو کر آیا ہوں اور مجھ سے پہلے انبیاء صرف اپنی اپنی قوموں کی طرف پیغمبر ہو کر آتے تھے ۛ

حدیث نمبر ۱۶ | أَمَّا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ نَعْنِدَ الطَّبْرَانِي فِي الْكَبِيرِ وَآخِرِ التِّرْمِذِي
بِقِصَّةٍ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيحٌ (من الکنز، ص ۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ " حضرت ابو امامہؓ سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث روایت کی گئی ہے جس کو طبرانی نے روایت کیا ہے، اور ترمذی نے اس کے ایک حصہ کو روایت کر کے کہل ہے کہ یہ حسن صحیح ہے (کنز العمال، ص ۱۱۰ ج ۶) ۛ

حدیث نمبر ۱۶ | عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَأَنَّهُ (الحدیث)

ترجمہ ۱۔ " حضرت خالد بن معدانؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام عالم والوں کی طرف بھیجا گیا ہوں ۛ

یہ احادیث میں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے لئے نبی ہیں، آپ کی نبوت کے بعد قیامت تک جتنے انسان پیدا ہوئے یا ہوں گے سب آپ کی امت میں نبی نہیں۔ کیونکہ عموم بعثت میں دونوں قسم کے عموم داخل ہیں، یعنی عموم اقوام عالم اور عموم زمان یعنی اپنے زمانہ میں بھی آپ کی نبوت تمام اقوام دنیا کے لئے ثابت تھی اور باعتبار زمانہ کے آپ کے بعد کی آنے والی نسلوں کو بھی شامل ہے جیسا کہ گذشتہ احادیث میں حضرت حسنؓ کی حدیث میں تصریح گزر چکا ہے، کہ آپ نے فرمایا ہے کہ: أَنَا رَسُولُ مَنْ أَدْرِكُهُ حَيًّا وَمَنْ يُوَلِّدُ بَعْدِي (یعنی میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو میں اپنی زندگی میں پا لوں اور اس شخص کا بھی جو میرے بعد قیامت تک پیدا ہوگا)۔

بہر حال آپ کی نبوت تمام اقوام عالم کے لئے اور قیامت تک ہر زمانہ کو شامل ہے اور قیامت تک آپ کی نبوت کا سلسلہ باقی ہے، جب یہ ظاہر ہے تو آپ کی نبوت کے

ہوتے ہوئے کوئی بنی نہیں ہو سکتا، ورنہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوت کی توہین ہوگی، اور احادیث ذیل بھی اسی مضمون کی تائید کرتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۶۹ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْقِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَهُدًى لِلْمُؤْمِنِينَ (رواه احمد في مسنده والطبرانی في الكبير) ترجمہ ۱۔ "حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اہل عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مومنین کے لئے ہدایت۔ (مسند احمد و معجم کبیر طبرانی)۔"

حدیث نمبر ۱۷۰ | عَنْ مِثْرَبْنٍ مَخْزُومَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَبْقِي رَحْمَةً لِلنَّاسِ كَافَّةً. (رواه الطبرانی في الكبير (کنز، ص ۱۱۱ ج ۶) ترجمہ ۱۔ حضرت مسور بن مخزومہ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انسانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۷۱ | وَمِثْلُهُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ مَسْرُوقٍ وَابْنِ نَعِيمٍ وَابْنِ النَجَّارِ ترجمہ ۱۔ "حضرت انسؓ سے بھی یہی مضمون ایک روایت حسن بن سفیان اور ابن منذر اور ابونعیم اور ابن النجار میں مروی ہے (خصائص کبریٰ، ص ۱۶ جلد ۱)۔"

حدیث نمبر ۱۷۲ | عَنْ عُمَرَ بْنِ رُوَيْمٍ مَرْفُوعًا حَدِيثُ أَبِي أُوَيْسٍ أَوْ لَهَا وَآخِوَهَا أَوْ لَهَا فِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ وَآخِوَهَا فِيهِمْ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ وَذَيْنِ ذَلِكَ فَهُمْ أَعْوَجُ لِكُنُوزِ مِسْكُكُمْ وَكُسْتُمْ مِنْهُمْ. (رواه ابونعیم فی الحلیۃ مرسلاً من الکنز، ص ۱۳۲ ج ۶) ترجمہ ۱۔ "حضرت عروہ بن رویم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کا بہترین طبقہ اس کا سبک پہلا اور سبک آخری طبقہ ہے، کیونکہ سبک پہلے میری امت کا رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، اور آخری طبقہ میں حضرت عیسیٰؑ ہیں اور اس کے درمیان ٹھہرے راستہ والے ہیں، ان میں وہ ہیں اللہ تم ان میں سے (علیہ السلام)۔"

حدیث نمبر ۱۷۳ | عَنْ زَيْدِ بْنِ عُسَيْرٍ الْعَدَنِيِّ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ ثُمَّ قَالَ رُبِعِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيَّ الْآلَاءُ كَافَّةً (إِلَى أَنْ قَالَ) فَتَنْ أَجَابَنِي ذَلِكَ الْجَنَّةُ مُرَلًّا وَتَوَابًا وَمِنْ عَصَانِي كَأَنْتَ لَهُ النَّارُ وَمُتَلَبًّا (الحديث، من الکنز)

ترجمہ ۱۔ "حضرت زمل بن عمرو رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمام مخلوق کی طرف اللہ کا رسول ہوں اور پھر فرمایا کہ جس نے میری دعوت قبول کی اس کے لئے جنت میں جہانی ہے، اور جس نے نافرمانی کی اس کے لئے جہنم ٹھکانا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۷۱ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا أَنَّ اللَّهَ أَيَّدَ فِي يَأْزَبَعَةَ وَرِثَةِ اثْنَيْنِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَاثْنَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ (خَطْبَا طَرَانِي الْبَرَاءِ) ترجمہ ۱۔ "حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار ذریعوں کے ساتھ میری تائید فرمائی دو آسمان والوں میں سے یعنی جبریل و میکائیل اور دو زمین والوں میں سے یعنی ابوبکر و عمرؓ (طبرانی و بزار)۔"

اس سے بھی ثابت ہوا کہ تمام اقوام عالم قیامت تک آپ ہی کی امت ہوگی حتیٰ کہ نزول عیسیٰ کے بعد بھی سب لوگ آپ ہی کی امت ہوں گے، کیونکہ حضرت عیسیٰ باوجود عہدہ نبوت پر باقی رہنے کے اس امت کے لئے نبی ہو کر نہ آئیں گے، بلکہ جس طرح پہلے نبی اسرائیل کے نبی تھے اُسی عہدہ نبوت پر ہوں گے۔

حدیث نمبر ۱۷۲ | عَنْ ابْنِ الدُّوَاءِ مَرْفُوعًا رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ فِي حَوْلِ الْعَرْشِ فَمِنْهَا خُصَاءٌ مَكْتُوبٌ فِيهَا يَعْلَمُ نُورُ أَيْمَنِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَوَاهُ ابْنُ جَبَانَ فِي الضَّعْفَاءِ وَالِدِ الدَّارِقُطِيِّ فِي الْأَفْرَادِ (کنز ص ۱۳۸ ج ۶) ترجمہ ۱۔ حضرت ابوالدرداءؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ اسیری میں نے عرشِ مبارک کے حوالے میں سے ایک خیمہ دیکھا جس میں نور کے قلم سے لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیقؓ (ابن جبان، دارقطنی)۔"

حدیث نمبر ۱۷۳ | عَنْ عَلِيٍّ مِثْلُهُ فِي أَخِيهِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عُمَرُ الْفَارُوقِ وَعُمَانُ ذُو النُّوَرَيْنِ، أَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكَرٍ (کنز فی الخصائص)

ترجمہ ۱۔ "حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ابن عساکر نے روایت کی ہے، اور اس کے آخر میں ہے ابوبکر صدیقؓ، عمر الفاروقؓ، عثمان ذوالنورینؓ۔"

حدیث نمبر ۱۷۴ | عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي غُرَجَ إِلَى السَّمَاءِ مَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ إِلَّا وَجَدْتُ اسْمِي مَكْتُوبٌ فِيهَا وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ

خَلْقٍ۔ اخرجہ ابو یعلیٰ والطبرانی فی الادسط وابن عساکر وابن عوفۃ فی جزئہ ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شب امرئی میں نے ہر آسمان سے گزرتے ہوئے دہان اپنا نام اور اس کے پیچھے ابو بکر الصدیقؓ لکھا ہوا پایا (روایت کیا اس کو ابو یعلیٰ، طبرانی نے اوسما میں، ابن عساکر نے ابن عوف نے حبر میں) (کذا فی الخصائص) ۲

ان احادیث سے تبصریح ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت کے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اور جب وہ نبی نہیں ہیں تو اور کیسے نبی ہو سکتا ہے، ورنہ غیر کا نبی سے افضل ہونا لازم آئے گا۔

ناورہ | ابن عساکر اور ابن نجار نے اپنی تاریخ میں ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے کہ ابوالحسن علی بن عبد اللہ الباشمی الرقی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ہندوستان کے بعض شہروں میں گیا، میں نے اس کے ایک گاؤں میں سیاہ گلاب دیکھا جس پر گلاب کا پھول کھلتا تھا، اس کی خوشبو نہایت عمدہ اور رنگ سیاہ ہوتا تھا، جس پر سفیدی سے لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیقؓ عمر الفاروقؓ۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی اور یہ خیال کیا کہ مصنوعی ہے کسی نے لکھ دیا ہو گا۔ مگر جب میں نے اس کے دوسرے غنچے کو جو ابھی کھلا نہیں تھا توڑ کر دیکھا تو اس کے اندر بھی یہی لکھا ہوا پھول نکلا، اور میں نے دیکھا کہ اس کے شہر کے لوگ سب پتھروں کو پوجتے تھے، کوئی اللہ کو جانتا بھی نہ تھا (کذا فی الخصائص الکبریٰ للسیوطی، ص ۸ ج ۱)

حدیث نمبر ۱۷۱ | عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم انی تزکرت فیکم ما ان اتخذتم بہ لکن تفضلوا لکتاب اللہ وبعثت فی اهل بیتی رواہ ت (کذا فی اللکتر ص ۳۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ دی ہیں جن کو اگر تم نے مضبوطی سے پکڑ لیا تو تم ہرگز کبھی گمراہ نہ ہو گے، اور وہ اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت ہیں (ذکر)

و جامع ترمذی شریف) ۲

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد تمام انسانوں کی نجات کے لئے قرآن کریم اور اہل بیتؓ و صحابہؓ کے اتباع کو مدار ہدایت قرار دیا ہے، جو اس کی دلیل ہے

کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔ درندہ ضروری تھا کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپس نبی کا ذکر فرماتے جو بعد میں ہونے والا ہے۔

اس مضمون کی احادیث ذخیرہ حدیث میں بے شمار ہیں جن میں سے بعض ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۷۹ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مِثْلَهُ وَلَفْظُهُ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ خَلِيفَتَيْنِ كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مَعَهُمَا وَذَوَيْنِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَعِثْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي وَإِنَّمَا لَنْ يَنْفَقَ مَا حَتَّى يَرِدَ عَلَيَّ الْخَوْصَ۔ رواه احمد في مسنده والطبرانی في الكبير (کنز ص ۱۳۴ ج ۱)

ترجمہ :- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے اندر اپنے دو قائم مقام چھوڑتا ہوں، ایک اللہ کی کتاب جو زمین و آسمان کے درمیان خدائی سلسلہ ہے اور دوسرے میری عزت اہل بیت، اور یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے (مسند احمد ج ۱)

حدیث نمبر ۱۸۰ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَوْسٍ مِثْلَهُ عِنْدَ التِّرْمِذِيِّ (کذا فی الکتر)

ترجمہ :- حضرت زید بن اوسؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ترمذی نے روایت کی ہو (کنز العمال) :-

حدیث نمبر ۱۸۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلَهُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَابْنِ بَكْرٍ الشَّافِعِيُّ (مسند الکتر)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث مستدرک حاکم میں موجود ہے :-

حدیث نمبر ۱۸۲ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ سَارِيَةَ مَرْفُوعًا أَوْصِيَكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالنَّيِّمِ وَالطَّاعَةِ

وَلَوْ أَمَرْتُكُمْ مَعْبِدَةً حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ ثُمَّ كُونُوا بِهَا رِعَاضًا عَلَيْهَا

بِالتَّوَّاجِدِ وَإِنَّا كُمْ وَمُحَمَّدٌ قَامَتْ الْأُمُورُ فَإِنْ كُنْ كُلُّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٍ وَكُلُّ بَدْعٍ

ضَلَالَةٌ۔ رواه احمد في المسند وابوداود والترمذی وابن ماجه والحاكم

في المستدرک (کنز ص ۱۳۴ ج ۲)

ترجمہ :- حضرت عمران بن ساریہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو

کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو، اگرچہ ایک

جہشی غلام تمہارا امیر بن جائے، اس لئے کہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا

وہ بہت اختلافات دیکھے گا، پس تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کے

اتباع کو لازم سمجھو، اور اس کو مضبوطی کے ساتھ دانتوں میں پکڑ لو، تم نئی باتوں سے بچو، کیونکہ (دین میں) ہر نئی بات بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے (ابوداؤد و ترمذی)

ابن ماجہ، مسند امام احمد، حاکم (از کتر العمال، ص ۴۳، ج ۴)

حدیث نمبر ۱۸۲ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا إِلَى تَزَكُّتٍ فِيكُمْ مَا لِي اِنَّمَا عَمَّ مَتَمُّ بِهِ فَلَنْ تَهْلُوا
أَبَلًا كِتَابَ اللَّهِ وَسُوءَ نَبِيِّكُمْ - سَوَاءُ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرِكِ (من التزكيات ۳)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے اندر دایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے اُن کو لازم پکڑا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے،

ایک اللہ کی کتاب، اور دوسرے نبی کی سنت (الحديث) (مستدرک) :-

حدیث نمبر ۱۸۴ | وَمِثْلُهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ الْبَارِزِيِّ وَابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَاحْمَدَ وَابْنَ

سعد و ابی یعلیٰ (کنز، ص ۱۴۷ ج ۲)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت ابوسعیدؓ سے بھی یہی مضمون مروی ہے (امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ)۔“

حدیث نمبر ۱۸۵ | وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ أَحْمَدَ فِي مُسْنَدِهِ وَالطَّبْرَانِي فِي الْكَبِيرِ وَ

سعید بن منصور فی ستنہ (کنز، ص ۱۴۷ ج ۲)

ترجمہ ار۔ حضرت زید بن ثابتؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث امام احمد اور طبرانی اور سعید

بن منصور نے روایت فرمائی ہے (کنز، ص ۱۴۷ ج ۱)

حدیث نمبر ۱۸۶ | عَنْ جَابِرٍ مِثْلَهُ عَنِ ابْنِ الرِّشْبَةِ وَالْخَطِيبِ (کتر، ص ۱۳۸ ج ۱)

ترجمہ :- حضرت جابرؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ابن ابی شیبہ اور خطیب نے روایت کی ہے :

حدیث نمبر ۱۸۷ عَنْ مَعَاذٍ مِثْلُهُ عِنْدَ الدَّيْلِيِّ (کنز ۱۳۸ ج ۱)

ترجمہ: حضرت معاذؓ بھی یہی مضمون دہلی نے روایت کیا ہے :

ان سب احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے جو دستور العمل تجویز فرمایا ہے اس میں کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ بعد میں کوئی نبی مبعوث ہو گا جو تمہاری ہدایت کا کفیل ہو گا۔

عن سعد بن قنوع عارضت ما لله رثا ومحمد رسولاً بالاسلام دنا

رواه ابن التني في عمل اليوم والليلة .

ترجمہ: میں عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ پر اور نبوت کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور دین کے لئے

۱۸۹ | من طریق سعید بن خنیس عن شیخین من أهل الشام مرفوعاً عن محمد بن یحییٰ

أَنْ تَتَّقُوا اللَّهَ وَتَكُنْ مِمَّنْ يَتَّقُونَ خَلْقَاءِ الْعَادِيَةِ الْمُهْلِكَةِ فَعَمَّوْا عَلَيْهِمَا بِالْآثَامِ

وَابْتَغِ الْفَلَاحَ فِي حَقِّهِ نَاسِئُوا وَأَطِيعُوا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (كتاب الصلوة، ج ١، ص ٥٣)

ترجمہ: "جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو،

اور میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کا اتباع کرو، اور اس کو دانتوں سے

مقبوط پکڑ لو، اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام حاکم بنا دیا جائے، اس کی بھی اطاعت کر دے۔

روایت کیا اس کو بغوی نے (کتر، ص ۵۴ ج ۱)

عن أبي بكر بن مرفوعاً عن أَمَانَ سُلْطَانِ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ أَهَانَهُ اللَّهُ

وَمَنْ أَكْرَمُ سُلْطَانِ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ أَكْرَمَهُ اللَّهُ. طبرانی (کثر) ص ۵۵ ج ۱.

ترجمہ :- ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کے حاکم کی امانت کرے گا اللہ

تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا، اور جو اس کی عزت کرے گا اللہ اس کو عزت دے گا :

حدیث نمبر ۱۹ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلُهُ عِنْدَ السَّجَرِيِّ ۔

ترجمہ ۱۔ حضرت ابن عباسؓ سے یہی مضمون سنخری نے بھی روایت کیا ہے و

حدیث نمبر ۱۹۲ | عَنْ حُذَيْفَةَ فَمِثْلُهُ عِنْدَ الدَّيْلَمِيِّ (کتر، ص ۱۷۵۵)

ترجمہ ۱۔ حضرت حذیفہؓ سے بھی یہی مضمون دہلی نے روایت کیا ہے :

حدثنا نعيم بن حسان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعتكفوا

مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَرَضِيَ عَنْهُ رِجَالُهُ أَقْبَلُوا حِلَّالَهُ وَحَرَّمُوا حَرَامَهُ وَاقْتَدُوا بِهِ وَلَا تَكْفُرُوا بِشَيْءٍ مِنْهُ وَمَا

ثُمَّ أَنزَلْنَاهُ عَلَىٰ آلِهِ سَبْعًا مِّنْ أُولَٰئِكَ ۖ وَنُفِثَ فِي السَّمَاءِ ثَلَاثُونَ نَجْمًا كَالْفُلِيِّمِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِكُونَ ۚ

وَأَمَّا مَا تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَالْأَنْجِيلَ وَالزُّبُرَ وَمَا أُوتِيَ الشَّيْبُونُ مِنْ رَبِّهِمْ . رواه

الطبراني في الكبير والحاكم في المستدرک (من الکتر، ص ۴۹ جلد ۱)

ترجمہ :- حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن رسول کے

۴۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اختلاف و اختباء کے موقعوں پر اہل علم کی تقلید کرنی چاہئے اور یہ تقلید صحیح

نبیوں کی اطاعت ہی، نہ کہ شرک فی النبوة جیسا کہ ہمارے زمانہ کے بعض جہلاء کا خیال ہے، ۴۴ منہ

اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو، اور اس کی اقتدار کرو، اور اس کے کسی حرف کا انکار نہ کرو، اور اس کی جو آیت تم پر مشتبہ ہو جائے اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف اور میرے بعد اہل علم کی طرف رجوع کرو، تاکہ وہ تمہیں صحیح تفسیر بتلائیں، اور تورات و انجیل و زبور اور تمام ان کتابوں یا صحف پر ایمان لاؤ جو پہلے انبیاء پر نازل ہوئی ہیں (مسند رک حاکم، معجم کبیر للطبرانی) ۴۰

حدیث نمبر ۱۹۳ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يَبْعَثَ لَهُ فِيهِ الْأُمَّةَ عَلَى كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجِدُّ لَهَا وَيَنْهَا. رواه أبو داود والحاكم والبيهقي في المعرفة (۳۳۸) ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے ایک مجدد بھیجے گا جو اس کے دین کو درست کرے گا، اور جو کچھ اس میں رخنہ واقع کر دے گا، میں اُن کا انسداد کرے گا (کنز العمال ۱۶۳۳)۔

حدیث نمبر ۱۹۵ | عَنْ تَيْمِ بْنِ الدَّارِيِّ مَرْفُوعًا إِلَى النَّبِيِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلَا قِيَمَةَ الْمُسْلِمِينَ وَعَاقِبَتِهِمْ (رواه مسلم) ترجمہ ۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دین خیر خواہی کرنے کا نام ہے، ہم نے عرض کیا کہ کس کی خیر خواہی؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی کتابوں اور مسلمانوں کے اماموں اور عام مسلمانوں کی؟

حدیث نمبر ۱۹۶ | عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوعًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلَا قِيَمَةَ الْمُسْلِمِينَ وَعَاقِبَتِهِمْ (رواه مسلم) ترجمہ ۱۔ حضرت حذیفہؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُن دو شخصوں کا اتباع کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے، یعنی ابو بکرؓ و عمرؓ۔ روایت کیا اس حدیث کو

ترمذی اور ابن ماجہ نے احمد نے اپنی سند میں (کنز، ص ۱۴۲، ۶۷)۔

حدیث نمبر ۱۹۷ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ أُمَّةٍ عَظَامَةٌ إِلَّا مِنْ أَحَبِّ آبَائِكُمْ وَعُمَرَاءُ عُمَانٍ وَعَلِيٌّ. رواه الرافعي (کنز، ص ۱۶۱، ۶۷)۔

ترجمہ ۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز ساری امتیں پیاسی آئیں گی مگر جو شخص کہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کی محبت رکھتا ہو گا وہ پیاسا نہ ہو گا۔

روایت کیا اس کو امام رافعی نے (کنز، ص ۱۶۱، ۶۷)۔

حدیث نمبر ۱۹ | عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا اَنَّكَ ذَا لَدَيْنِ بْنِ اَصْحَابِي ابْنِ كُبَيْشٍ وَعُمَرُ، اِهْتَدَى ذَا يَهْدِي عَمَّارٌ وَتَشْكُو بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُودٍ . رواه الترمذی اکثر

صفحہ ۱۳۲ جلد ۶۔

ترجمہ ۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی اطاعت کرو جو میرے صحابہ میں سے میرے بعد ہوں گے، یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ، اور عمارؓ کی سی عادت اختیار کرو، اور عبداللہ بن مسعودؓ کے بعد کسی سے نہ کرو گے۔

حدیث نمبر ۱۹ | عَنْ حَدِّثٍ يَقْتَضِي مِثْلَهُ عِنْدَ الرَّضَائِي (کنز، ص ۱۳۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت حذیفہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث روایاتی نے نقل کی ہے ؟

حدیث نمبر ۲۰ | وَعَنْ اَكْبَرٍ يَشْكُو (کنز، ص ۱۳۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ سے بھی یہی مضمون ابن عدی نے روایت کیا ہے ؟

حدیث نمبر ۲۱ | عَنْ جَابِرٍ مِثْلَهُ عِنْدَ الطَّبْرَانِي فِي الْاَوْسَطِ (کنز، ص ۱۳۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابرؓ سے بھی یہی مضمون مرفوعاً مروی ہے (دیکھو معجم اوسط طبرانی) ؟

حدیث نمبر ۲۲ | عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ يَشْكُو (کنز، ص ۱۳۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی حدیث مروی ہے ؟

حدیث نمبر ۲۳ | عَنْ ابْنِ الدُّنْدَاكِ مِثْلَهُ (کنز، ص ۱۳۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابوالدرداءؓ سے بھی یہی مضمون منقول ہے ؟

حدیث نمبر ۲۴ | عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ خَوَافًا

وَحَوَافِيَّ التَّزْبِيْهُ . اخبره البخاری ومسلم والترمذی (الرياض المنفعة للطبرانی ج ۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کے لئے ایک

مخلص و مددگار ہوتا ہے اور میرے مخلص و مددگار زبیرؓ ہیں (بخاری، مسلم، ترمذی) ؟

حدیث نمبر ۲۵ | عَنْ اَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنٌ هَذِهِ الْاُمَّةِ

اَبُو عُبَيْدٍ وَابْنُ الْحَوَّارِ . رواه البخاری ومسلم (الرياض النفع ج ۳ ص ۳۰۸ جلد ۲)

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک امت کا

ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کے امین ابو عبیدہ بن الجراحؓ ہیں (بخاری و مسلم) ؟

حدیث نمبر ۲۶ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ وَسَنَامٌ هَذِهِ الْاُمَّةِ عَنِي

الْقَبَاسُ وَيُكَلِّ شَيْءٌ مَسْبُطٌ وَسَبْطُ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ (کنز، ص ۱۶۳، ۱۶۴)
ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر حج کا ایک اعلیٰ حق یہ ہے اور اس امت کا اعلیٰ حق میرے چچا عباس ہیں اور ہر شے کے لئے ایک شجرہ (درخت) ہے کثیر الاغصان (زیادہ ٹہنیوں والا یعنی پھیلا ہوا) اور اس امت کے شجرہ حسن اور حسین ہیں۔

یہ بشارت ہر ان دونوں صاحبزادوں کے کثیر الاولاد ہونے کی قیامت تک، واللہ اعلم، منجیدین ہے السبط ایضا الشجرۃ لها اغصان کثیرۃ واصلها واحد۔ صفحہ ۳۲۶ مطبوعہ بیروت۔
حدیث نمبر ۲۰۷ | عَنْ أَبِي عُمَرَ مَرْثُوعًا خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ۔ خطابی (کنز، ص ۱۶۳، ۱۶۴)
ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس امت کے بہترین فرد عبداللہ بن عباس ہیں (کنز، ص ۱۶۳، ۱۶۴)۔

حدیث نمبر ۲۰۸ | عَنْ جَابِرِ مَرْثُوعًا أَعْلَمُهَا (أَيِ الْأُمَّةِ) بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بَنِي جَبَلٍ (کنز، ص ۱۶۳، ۱۶۴)

ترجمہ: حلال اور حرام کو سب سے زیادہ جانتے والے معاذ بن جبل ہیں (کنز، ص ۱۶۳، ۱۶۴)۔
حدیث نمبر ۲۰۹ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ أَوْ يَبْعُونَ رَجُلًا مِمَّنْ آمَنَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْقِي بِهِمُ الْغَيْثَ وَيَنْصَحُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ۔ رواه احمد (مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۵)
ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابدال ملک شام میں ہوں گے اور وہ چالیس آدمی ہیں جب ان میں سے کوئی مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ دوسرا پیدا کر دیتا ہے، ان کی برکت سے قحط دفع ہوگا اور دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی (مسند احمد)۔

حدیث نمبر ۲۱۰ | عَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُم مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسُ (أَيْ قَوْلُهُ) نَسَنَ لِقِيَةِ مِنْكُمُ فَلَيْسَ تَسْتَفِيرُكُمْ۔ رواه مسلم (مشکوٰۃ ص ۵۷۵)
ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص تمہارے پاس یمن سے آئیں گے جن کا نام اویس ہوگا، تم میں سے جو شخص ان سے ملے اپنے لئے استغفار کر لے، (کیونکہ وہ مستجاب الدعوات ہوں گے) روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے (مشکوٰۃ، ص ۵۷۴، ۵۷۵)۔

احادیث مذکورۃ الصدک ختم نبوت کا ثبوت

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نجات و شفقت جو امت مرحومہ کے ساتھ ہو وہ محتاج بیان نہیں، اور پھر یہی مسلم ہے کہ زمانہ ماضی مستقبل کے جتنے علوم و حالات آپ کو عطا کئے گئے ہیں وہ نہ کسی نبی کو حاصل ہیں اور نہ کسی فرشتہ کو۔

ان دونوں باتوں کے سمجھنے کے بعد یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ آپ نے اپنی امت کے لئے دین کے راستہ کو ایسا ہموار اور صاف بنا کر چھوڑا کہ جس میں دلالت برابر ہواس پر چلنے والے کو ٹھوکر لگنے یا راستہ بھولنے کا اندیشہ نہ ہے اس میں جتنے خطرات ایسے ہالکے مواقع ہونگے وہ سب آپ نے ان کو بتلادیتے ہونگے، نیز اس راستے کے ایسے نشانے ان تلاء ہونگے کہ جو تمام راستہ ان کی رہی کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ہم حدیث نبوی کے دفتر پر نظر ڈالتے ہیں تو ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ نے ان امور میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا، آپ کے بعد جتنے آدمی قابل اقتدار رہنمائی پیدا ہونے والے تھے آپ نے اکثر کے نام لے لے کر بتلادیا، اور امت کو ان کی پیروی کی ہدایت فرمائی، جن میں سے ”متے نمونہ از خروائے“ چند احادیث اور مذکور کی گئی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی شفقت اور مربیانہ تعلیم اور پھر احادیث مذکورہ بالا کو دیکھتے ہوئے ایک مسلمان بلکہ ایک منصف مزاج انسان یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی (اگرچہ وہ بقول مرزا ظلی یا بروزی رنگ میں بھی) اس عالم میں پیدا نہیں ہو سکتا، ورنہ لازمی تھا کہ آپ ان سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس نبی کا ذکر فرماتے، کیونکہ ان سب کا اتباع امت کی نجات کا مدار نہیں، اور نبی خواہ کسی قسم کا ہو جب کسی امت میں بھیجا جائے تو اس کی پیروی اس امت کے لئے مدار نجات ہو جاتی ہے، بغیر اس کی پیروی کے ان کے سامنے عمل حبط سمجھے جاتے ہیں۔

مگر عجیب تماشہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو خلفائے راشدین کے اقتدار کا حکم فرماتے ہیں، ائمہ دین اور امرار کی اطاعت کی تعلیم دیتے ہیں، بلکہ ایک حبشی غلام کی بھی (جب کہ وہ امیر بن جائے) اطاعت امت پر واجب قرار دیتے ہیں، مواقع اشتباہ و اختلاف میں اہل علم و اجتہاد کی تقلید کی تاکید کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی اقتدار کی دعوت دیتے ہیں، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور عبید بن الحبحار رضی اللہ عنہ

معاذ بن جبلؓ، عبد اللہ بن عباسؓ وغیرہ صحابہ کرام کے نام لے لیا کہ انہیں واجب التکرم اور قابل اقتدار فرماتے ہیں، اویسؓ مثنیٰ کے آنے کی خبر اور ان سے استغفار کرانے کی تسلیم دیتے ہیں، مجتہدین امت کا ہر صدی پرانا، ابدال کا ملک شام میں پیدا ہونا، اور ان کا مستجاب الدعوات ہونا وغیرہ وغیرہ مفصل بیان فرماتے ہیں۔

لیکن ایک حدیث میں بھی یہ بیان نہیں فرماتے کہ ہم سے بعد فلاں نبی پیدا ہوگا ہم سے پہلے لانا اور اس کی اطاعت کرنا، حالانکہ ایک رؤف رحیم نبی کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ آنے والے نبی کے مفصل حالات اپنی امت کو خوب واقف کرا دے، اس کا نام، مقام، پیدائش، تاریخ، علیہ والدین کا نام وغیرہ بتلا دے، تاکہ ان کو آنے والے نبی کی پہچان میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔

اگر پہلو میں دل اور دل میں ایمان یا انصاف کا کوئی ذرہ بھی ہے تو تمام احادیث سابقہ کو چھوڑ کر صرف یہی احادیث ایک انسان کو اس پر مجبور کرنے کے لئے کافی ہیں کہ آپؐ کے بعد تا قیامت کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

یہ دو سو گز احادیث نبویہ ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کا قطعی اعلان فرما کر ہر قسم کی تاویل اور تخصیص کا

راستہ بند کر دیا ہے!

جس کے آنکھیں ہوں دیکھ اور جس کے کان ہوں سنئے۔ ان فی ذلک لعبرة لمن کان
لہ قلب او النبی الموعود وهو شہید وصلوات اللہ البر الرحیم والملائکۃ المقربین
والنبیین والمشهداء والصدیقین والصالحین، وما سمیع لك من شیء یا رب
العالمین علی سیدنا محمد بن عبد اللہ سید المرسلین وامام المتقین و
خاتم النبیین رسول رب العالمین الشاہد البشیر الداعی الیک باذنک
المنیر علیہ السلام

(رواہ عیاض فی الشفاء عن علیؓ)

ختم النبوة — حصہ دوم
تمام شد

ختم النبوة

في الأثر

حصّة سوم

حصہ سوم

ختم النبوة في الآثار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى — أما بعد :-
 پہلے دو حصوں میں ایک سو آیات قرآنیہ اور دوسو سے زائد احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا
 الصلوٰۃ والسلام اس دعویٰ کی شہادت میں ناظرین کے سامنے آچکی ہیں کہ ہمارے آقائے نامدار
 خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی نہیں، اور کسی قسم کا نبی تشریفی
 یا غیر تشریفی طور پر آپ کے بعد پیدا نہیں ہو سکتا، بلکہ ہر مدعی نبوت کذاب و دجال ہے۔
 اب اس تیسرے حصہ میں یہ دکھلایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ملت اسلامیہ کے ان ضروریات
 میں سے ہے کہ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج پونے چودہ سو برس
 تک تمام امت امتیہ کا قطعی اجماع و اتفاق رہا ہے جس نے کسی مسلمان گھرانے میں پرورش پائی
 ہو وہ کبھی اس مسئلہ میں شبہ یا تاویل کے درپے نہیں ہو سکتا۔

علمائے ربانیتین کے تمام طبقات محدثین، مفسرین، فقہاء، متکلمین، صوفیاء کی غیر محدود
 تصانیف ہمارے اس دعوے کی ناقابل انکار شہادتوں سے لبریز ہیں جن کو اگر ہم باستیعاب
 نقل کرنے کا ارادہ کریں تو نہ صرف یہ رسالہ ایک عظیم الشان دفتر بن جائے گا، بلکہ یقین ہے
 کہ ہم لکھتے لکھتے تھک جائیں گے اور ان ائمہ سلف اور علمائے امت کے اقوال و تصریحات
 ختم نہ ہوں گی۔ اس لئے بالا اختصار اقول اجماع امت اور بالخصوص اجماع صحابہ کرام نقلیں
 پیش کر کے اہل اجماع میں سے بعض حضرات کے اقوال بطور نمونہ بدیہ ناظرین کئے جاتے
 ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

ایک ضروری گزارش

مرزا جی اور ان کی امت چوتھے ختم نبوت کے تمام دلائل و براہین کو یہ سمجھ کر ٹھکرا دیتے ہیں کہ ان سے نبوت تشریفی کا اختتام مراد ہے، غیر تشریفی نبوت اس میں داخل نہیں۔ اس لئے ہم نے اس سے پہلے دونوں حصوں میں اکثر آیات و احادیث کے ذیل میں اس پر تنبیہ کی ہے، کہ مسترآن و حدیث نے سینکڑوں مواقع میں صراحتاً اور اشارۃً ختم نبوت کو بیان کیا ہے، لیکن کسی ایک جگہ بھی تشریفی و غیر تشریفی کی تقسیم نہیں سنوائی، بلکہ بہت جگہ صراحتاً اس کی نفی کر دی گئی۔ اسی بنا پر ہمیں اس حقہ میں بھی ناظرین کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہر بات اور ہر عنوان میں اس کا لحاظ رکھیں کہ ساری امت اسلامیہ میں سے کسی ایک نے بھی کہیں تفصیل کی ہے کہ ختم نبوت سے مراد صرف تشریفی نبوت کا اختتام ہے، اور جب یہ نہیں تو پھر مرزا اور مرزائیوں سے پوچھیں کہ کیا وہ اپنی اس طبع زاد تحقیق پر کوئی حجت اسلامی دلائل میں سے پیش کر سکتے ہیں؟

اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت

خداے تعالیٰ کی ہزاروں ہزار درود اس ذات مقدس پر جس کے طفیل میں ہم جیسے سراپا گناہ اور سراسر خطا و قصور بھی خیر الامم، امت و سطر، امت مرحومہ، شہدائے خلق کے القاب گرامی کے ساتھ پجائے جاتے ہیں۔

کہ دار و زیر گردوں میرا ماننے کہ من دوام

وہ بے شمار خداوندی انعام و اکرام جو ہمارے آقاے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہم پر مبذول ہوئے ہیں، اجماع امت بھی ان میں سے ایک امتیازی فضیلت ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اس امت کے علمائے مجتہدین اگر کسی مسئلہ میں ایک حکم پر اتفاق کر لیں تو یہ حکم بھی ایسا ہی واجب الاتباع اور واجب التعمیل ہوتا ہے جیسے قرآن و حدیث کے صریح احکام۔ جس کی حقیقت و دوسرے عنوان سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نبوت ختم کر دی گئی تو آپ کے بعد کوئی ہستی معصوم باقی نہیں رہی جس کے

حکم کو غلطی سے پاک اور ٹھیک حکم خداوندی کا ترجمان کہا جاسکے، اس لئے رحمت خداوندی نے امت محمدیہ کے مجموعہ کو ایک نبی معصوم کا درجہ دے دیا، کہ ساری امت جس چیز کے اچھے یا بُرے ہونے پر متفق ہو جائے وہ علامت اس کی ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا امت کے مجموعہ نے سمجھا ہے۔

اسی بات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

لَنْ تَجِيَّعَ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ ۖ
یعنی میری امت کا مجموعہ کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتا ۛ

اسی لئے اصول کی کتابوں میں اس کے حجت ہونے اور اس کے شرائط و لوازم پر مفصل بحث کی جاتی ہے، اور احکام شرعیہ کی جہتوں میں تشرآن و حدیث کے بعد تیسرے نمبر پر اجماع کو رکھا جاتا ہے، اور درحقیقت اجماع کا شرعی جہتوں میں داخل ہونا اور اس امت کے لئے مخصوص ہونا خود بھی ہمارے زیر بحث مسئلہ ختم نبوت کی روشن دلیل ہے، جیسا کہ صاحب توضیح لکھتے ہیں۔

وَمَا أَتَقُّ عَلَيْهِ الْمُجْتَمِعُونَ
مِنْ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي عَظْمِي عَلَى أَمْرٍ قَدْ بَدَأَ مِنْ
خَوَاصِّ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
فَإِنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا دُوِيَ بَعْدَهُ
وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَلَيْسَ لَكُمْ
أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ فَلَا شَيْءَ
أَنْ الْأَحْكَامَ الَّتِي تُبَيِّنُ بِحُجُجِ
الْوَحْيِ بِالنَّبِيَّةِ إِلَى الْخَوَاصِّ
الْوَاقِعَةِ قَلِيلَةً غَايَةً الْوَلَاةِ فَلَوْ
لَمْ تُعْلَمْ أَحْكَامُ تِلْكَ الْخَوَاصِّ
مِنْ الْوَحْيِ الصَّرِيحِ وَبَقِيَّتِ

ۛ اور وہ حکم جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
امت کے مجتہدین کا کسی زمانہ میں اتفاق
ہو جائے اس کا واجب تعمیل ہونا اس امت
کی خصوصیات میں سے ہے، کیونکہ آپ
خاتم النبیین ہیں، اور آپ کے بعد کسی
پر وحی نہیں آئے گی، اور دوسرے اشارہ
خداوندی ہے کہ ہم نے تمہارا دین کامل
کر دیا ہے، اور اس میں سے کسی شے تک نہیں کہ
جو احکام صریح وحی سے ثابت ہوئے
ہیں وہ بہ نسبت روزمرہ کے پیش آنوالے
واقعات کے نہایت قلیل ہیں، پس جب
ان واقعات کے احکام وحی صریح سے
معلوم نہ ہوئے (اب اگر اجماع و قیاس کو

أَحْكَامُهَا مُهْمَكَةٌ لَا يَكُونُ الدِّينُ
كَامِلًا فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ لِلْمُجْتَمِعِ
وَلَايَةٌ اسْتِنْبَاطُ أَحْكَامِهَا مِنْ
النُّوَحِيِّ (توضیح مصری، ص ۲۹ ج ۱)

حجت نہ بنایا جائے، اور شریعت میں ان
داعیات کے متعلق احکام نہ ہوں تو دین
کامل نہیں رہتا اس لئے ضروری ہو کہ امت
کے مجتہدین کی آئی ان احکام کے استنباط کا طریقہ نکالے۔

الفرض جس طرح قرآن و حدیث سے احکام شرعیہ ثابت ہوئے ہیں اسی طرح تصریح
نصوص قرآن و حدیث اور باتفاق علمائے امت اجماع سے قطعی احکام ثابت ہوتے ہیں۔
البتہ اس میں چند درجات ہیں، جن میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ قطعی
اجماع صحابہؓ ہے، جس کے متعلق علمائے اصول کا اتفاق ہے، کہ اگر کسی مسئلہ پر تمام
صحابہ کی رائیں بالصریح جمع ہو جائیں تو وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات۔
اور اگر یہ صورت ہو کہ بعض نے اپنی رائے بیان فرمائی اور باقی صحابہؓ نے اس کی تردید
نہ کی بلکہ سکوت اختیار کیا، تو یہ بھی اجماع صحابہؓ میں داخل ہے، اور اس سے جو حکم ثابت ہو
وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسے احادیث متواترہ کے احکام قطعی ہوتے ہیں۔

بلکہ اگر غور سے کام لیا جائے تو تمام ادا کہ شرعیہ میں سب سے زیادہ فیصلہ کن دلیل ہے،
اور بعض حیثیات سے تمام صحیح شرعیہ پر مقدم ہے، کیونکہ قرآن و سنت کے مفہوم و معنی
متعین کرنے میں رائیں مختلف ہو سکتی ہیں، اجماع میں اس کی بھی گنجائش نہیں۔ چنانچہ
حافظ حدیث علامہ ابن تیمیہ تحریر فرماتے ہیں:-

وَاجْتِمَاعُهُمْ حُجَّةٌ قَاطِعَةٌ يَتَجَبُّ
إِتِّبَاعُهَا بَلْ هِيَ أَدْلَى الْحُجَجِ وَ
هِيَ مُقَدَّمَةٌ عَلَى غَيْرِهَا وَلَيْسَ هَذَا
مَوْضِعٌ تَقْرِيرِ ذَلِكَ فَإِنَّ هَذَا
الْأَمْلَ مُقَرَّرٌ فِي مَوْضِعِهِ وَلَكِنَّ
فِيهِ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ وَالْبَيْنِ سَائِرِ
الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ هُمْ الْمُؤْمِنُونَ
خِلَافَتِ الْإِمَامِ

اور اجماع صحابہؓ حجت قطعہ ہے اس کا
اتباع فرض ہے بلکہ وہ تمام شرعی مجتہدوں سے
زیادہ مؤکد اور سب سے مقدم ہے، یہ موقع
اس بحث کے پھیلانے کا نہیں، کیونکہ اپنے
موقع (یعنی کتب اصول) میں یہ بات
باتفاق اہل علم ثابت ہو چکی ہے، اور اس
میں تمام فقہاء اور تمام مسلمانوں میں
جو واقعی مسلمان ہیں کسی کا بھی خلاف
نہیں ہے

اس کے بعد ہم اپنے اصلی مقصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور نہایت قوی اور صحیح روایات سے دکھلائے ہیں کہ

صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجتماع مسئلہ ختم نبوت پر اور اس کے منکر کے مرتکب و اوجب القتل ہونے پر ہوا ہے

مسئلہ کذاب کا دعویٰ نبوت | اسلامی تاریخ میں یہ بات درجہ تو اتار کر پہنچ چکی ہے کہ مسلمان کذاب اور صحابہ کرام کا اس پر جہاد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دعوائے نبوت کیا، اور بڑی جماعت اس کی پیروی ہو گئی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلا ہم جہاد جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں کیا ہے وہ اسی کی جماعت پر تھا، جہور صحابہ جہا جریں و انصاریں اس کو محض دعوائے نبوت کی وجہ سے اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی بنا پر کافر سمجھا، اور باجماع صحابہ و تابعین اُن کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور یہی اسلام میں سب سے پہلا اجتماع تھا، حالانکہ مسلمان کذاب بھی مرزا صاحب کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا بلکہ یحییٰ مرزا صاحب کی طرح آپ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا، یہاں تک کہ اُس کی اذان میں برابر اَشْهَدُ اَنْكَ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ پکارا جاتا تھا، اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا، تاریخ طبری میں ہے:-

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اذان دیتا تھا اور اذان میں یہ گواہی دیتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن عبد اللہ ابن نوا حہ ادا قاست کہنے والا حمید ابن عمیر تھا، اور جب حمیر شہادت پر پہنچتا تھا تو مسلمان با آواز بلند کہتا تھا کہ حمیر نے صاف بات کہی، اور صحرا اس کی تصدیق کرتا تھا۔“

وَكَا نَ يُؤَذِّنُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَشْهَدُ فِي الْاَذَانِ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ وَكَانَ الَّذِي يُؤَذِّنُ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ النَّوَاحَةِ وَكَانَ الَّذِي يُقِيمُهُ لَهُ حُمَيْرُ بْنُ عُمَيْرٍ وَيَشْهَدُ لَهُ وَكَانَ مُسَيِّمُهُ اِذَا اَذَّنَ حُمَيْرٌ مِّنْ

(تاریخ طبری، صفحہ ۲۴۴ جلد ۲)

الشَّهَادَةُ قَالُ صَرَّحَ حُجَيْرٌ فَتَرَدُّ فِي
صَلُوتٍ وَيُبَالِغُ التَّصَدِّيقُ نَفْسَهُ اَللهُ

(تاریخ طبری ص ۲۴۴ ج ۲)

الغرض نبوت و قرآن پر ایمان اور نماز روزہ سب ہی کچھ تھا، مگر ختم نبوت کے برہمنی مسئلہ کے انکار اور دعوائے نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کا فرسجھا گیا اور حضرت صدیقؓ نے صحابہ کرام، مہاجرین و انصار اور تابعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کی امارت میں سیلہ کے ساتھ جہاد کے لئے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔

جہاد صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ کیا اور کسی نے نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں، کلمہ گو ہیں، قرآن پڑھتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اُن کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے۔ حضرت فاروقؓ رضی اللہ عنہ کا ابتداء خلاف کرنا اور بعد تحقیق حق کے صدیق اکبرؓ کے ساتھ موافقت کرنا جو روایات میں منقول ہے وہ بھی اس واقعہ میں نہیں تھا، بلکہ مانعین زکوٰۃ پر جہاد کرنے کے معاملہ میں تھا۔

بعض لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا، صدیق اکبرؓ نے اُن پر جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت فاروقؓ نے وقت کی نزاکت اور مسلمانوں کی قلت و ضعف کا اندیشہ کر کے ابتداء اُن کی رائے سے خلاف ظاہر فرمایا تھا، لیکن حضرت صدیقؓ کے ساتھ تھوڑے سے مکالمہ کے بعد ان کی رائے بھی موافق ہو گئی۔

الغرض حضرت فاروقؓ کا ابتداء خلاف کرنا بھی سیلہ کے واقعہ میں ثابت نہیں جیسا کہ بعض غیر محقق لوگوں نے سمجھا ہے۔

الحال بلاخوف بلا تکریر آسمان نبوت کے تائید اور حزنِ نسب کا ایک جم غفیر یمامہ کی طرف بڑھا، اس کی پوری تعداد تو اس وقت نظر سے نہیں گذری مگر تاریخ طبری میں حضرت صدیق اکبرؓ کا ایک فرمان خالد بن ولیدؓ

لہ حضرت خالدؓ جب سیلہ کذاب کو قتل کر کے اہل یمامہ پر فتح حاصل کر چکے تو سیلہ کے ساتھیوں میں ایک شخص جہامہ نامی کی لڑکی سے شادی کر لی، حضرت صدیق اکبرؓ کو خبر پہنچی تو ایک عتاب نامان کے پاس جیسا، جس کے الفاظ یہ تھے: اِنَّكَ فَارِغٌ تَتَكَلَّمُ النِّسَاءَ يَفْنَاءُ بَيْنَكَ دُمُ الْاَلْبِ وَيَبَاغْتَنِي رَجُلِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يُجَفِّفْ بَعْدُ (تاریخ طبری، ص ۲۵۴ ج ۲)

کے نام درج ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو صحابہ و تابعین اس جہاد میں شہید ہوئے ان کی تعداد بارہ سو ہے۔ نیز اسی تاریخ میں ہے کہ مسلمانوں کی جماعت جو اس وقت مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکلی تھی اس کی تعداد چالیس ہزار مسلح جوان تھی، جن میں سے اٹھائیس ہزار کے قریب ہلاک ہوئے اور خود مسلمان بھی اسی فہرست میں داخل ہوا، باقی ماندہ لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے، حضرت خالدؓ کو بہت مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے، اور پھر صلح کر لی گئی۔

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہؓ کی کتنی بڑی جماعت اس میدان میں آئی تھی جنہوں نے ایک مسئلہ ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے نہ دقت کی نزاکت کا خیال کیا اور نہ مسلمانوں کی بے سروسامانی کا، اور نہ اس جماعت کے اذان و نماز اور تلاوت و اقرار نبوت اور تمام اسلامی احکام کے ادا کرنے کا، بلکہ اتنی بڑی عظیم الشان جماعت پر جہاد کرنے کے لئے باجماع و اتفاق اٹھ کھڑے ہوئے۔

نتیجہ

① اس واقعہ میں بغیر اس کے کہ مسئلہ کے دعویٰ پر دلائل اور معجزات طلب کئے جائیں اور اس کے حالات کا جائزہ لیا جائے، تمام صحابہؓ کے اس کو کذاب سمجھنا اور جہاد کیلئے آمادہ ہو جانے سے صاف معلوم ہوا کہ تمام صحابہؓ کرام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی شخص کا دعویٰ نبوت کرنا خواہ وہ کسی تاویل اور کسی پیرایہ سے ہو یا جمل صحابہ موجب کفر و ارتداد ہے۔

② اس سے یہ بھی بلا تکلف معلوم ہوا کہ مرزا صاحب اور مرزائیوں نے جو اپنے دعویٰ نبوت میں نبوت غیر تشریحی یا غیر مستقل، یا ظلی یا برہنی یا لغوی یا جزوی وغیرہ بے معنی الفاظ کی آڑ لی ہے، اور مسئلہ ختم نبوت کی تحریف کر کے ایک لفظ بے معنی بنا دیا ہے، اور چاہا ہے کہ مسلمانوں کی آنکھوں اور عقلوں پر پردہ ڈال دیں، ان کا یہ کسیدہ اور یہ تحریف انہیں کفر سے نہیں بچا سکتی، جیسا کہ باجماع صحابہؓ، مسلمانوں اور اس کی جماعت کی تاویلات اس معاملہ میں نہیں سنی تھیں، بلکہ مطلق دعویٰ نبوت کو کفر سمجھا گیا۔

③ یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص تمام اسلامی فرائض و احکام کو بصدق دل تسلیم کرے

اور سب پر بطیب خاطر اور اخلاص کے ساتھ عمل کرے، لیکن احکام شرعیہ میں سے صرف ایک حکم کا (بشرطیکہ اس کا شرعی حکم ہونا قطعی اور یقینی ہو) انکار کر دے تو ایسا ہی کفر و ارتداد ہے جیسے تمام شریعت کا انکار کرنا، جیسا کہ مسیلہ اور اس کی جماعت کو باوجود رسولی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے اور نماز روزہ وغیرہ ادا کرنے کے کافر ہی سمجھا گیا۔

آج مرزائیوں کو اپنی اس کوشش پر ناز ہے جس کا نام انھوں نے تبلیغ اسلام رکھا ہے، لیکن مسیلہ کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ اگر یہ تبلیغ واقعی اور صحیح اسلام کی تبلیغ بھی تھی تب بھی اُن کے عقائد کفریہ کے ہوتے ہوئے ان کے ہاتھ میں سوائے خسران کے کچھ نہ تھا۔

(۳) یہ بھی واضح ہو گیا کہ کسی شخص کے اتباع اور پیروؤں کی کثرت اس کی حقانیت کی دلیل نہیں ہو سکتی، ورنہ مسیلہ کذاب کے متبعین کی کثرت اور شوکت و قوت بدرجہ اولیٰ اس کی حقانیت کی دلیل ہوتی، کیونکہ چالیس ہزار جوانوں کا لشکر جزار اس کا پتہ دیتا ہے کہ اُن کے پیچھے اور کتنے مرد و عورت اور بوڑھے بچے اس کی جماعت کے ساتھ وابستہ ہوں گے۔ عجب ہے کہ آج مرزا صاحب کو اپنی ایک مٹھی مہجر جماعت پر فخر ہی نہیں، بلکہ اس کو اپنی حقانیت کی ایک بڑی دلیل قرار دیتے ہیں، حالانکہ مرزائیوں کی تعداد آج تک بھی مسیلہ کے متبعین کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رکھتی۔

(۵) صحابہ کرامؓ کے اس طرز عمل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امت محمدیہ میں سے جو فرقہ کسی دُمدلی نبوت کی پیروی اختیار کر لے، وہ اسلام اور مسلمانوں سے اتنا بعید ہے کہ اسلام کے صریح مخالفین یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے مقابلہ کے وقت بھی اُن کو مسلمانوں کے ساتھ نہیں ملا یا جاسکتا، جب کہ اسلام اپنے ذاتی ضعف بے سرو سامانی کے ساتھ تمام بیرونی و اندرونی دشمنوں کے ترغہ میں ہو۔

کیونکہ جس وقت مسیلہ پر جہاد کیا جاتا ہے، یہ وہ وقت ہے کہ اسلام سخت بچاؤ کی دُمدلی نبوت کی حالت میں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی، اُدھر بیرونی دشمن یہود و نصاریٰ اور مشرکین جو ہر وقت موقع کے منتظر رہتے تھے، اس وقت مسلمانوں کو گل جانے کے خواب دیکھنے لگے۔ اُدھر خود مسلمانوں کے بہت سے قبائل اطرافِ مدینہ میں مرتد ہو کر اُن کے ساتھ مل گئے۔ ایک طرف یہاں میں مسیلہ کے فتنہ نے ایک طوفان کی صورت اختیار کر لی، اور ہر طرف باہمی اختلافات کی بنیاد پڑ گئی۔ اسلام کے ذمہ دار

ارکان سخت تشویش میں ہیں۔ اس وقت اگر نئی روشنی کی لمبھانہ سیاست سے شور مچایا جاتا تو بلاشبہ اس کو فرض بتلاتے کہ مسیلہ کذاب اور اس کی جماعت کو جو ایک درجہ میں مسلمانوں کے ساتھ شامل ہے اور اکثر اسلامی احکام و عقائد کو تسلیم کرتی ہے، اس کو اپنے ساتھ ملا کر دوسرے مخالفین کا مقابلہ کیا جائے۔ لیکن وہاں سیاست الہیہ کی حکومت تھی، حضرت صدیق اکبرؓ اور چہودر صحابہؓ نے ان میں سے کسی بات کی بھی پروا نہ نہیں کی، بلکہ سب پہلا جہاد انہی مرتدین پر کیا گیا، کیونکہ وہ اس راز کو خوب سمجھ ہوئے تھے کہ مسلمانوں کی عزت و ذلت اور فتح و شکست اُن کی مردم شماری کی کثرت کے قبضہ میں نہیں ہے، بلکہ اللہ رب العزت کے قبضہ میں ہے جس نے بدر میں ایک بے مرد سامان قلیل و ضعیف جماعت کو ہزاروں جوانوں کے با سامان لشکر پر فتح دی، اور وادی حنین میں باوجود کثرت تعداد اور ہر قسم کی قوت و طاقت کے شکست دے دی، وہ جانتے تھے کہ مسلمان اگر مسلمان ہوں تو تھوڑے سے بہت ہیں ورنہ بہت بھی کچھ نہیں۔

الغرض اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ کسی سیاسی مصلحت کی بنا پر مسلمان کے مفہوم کو اتنا عام کر دینا کہ اس میں بہت سے کافر بھی داخل ہو جائیں اور اس طرح سے بیرونی مخالفین کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کثرت اور اتفاق دکھانا سب سلف سیاست شرعیہ کے خلاف بھی ہے، اور بے فائدہ بھی۔

دوسرے مدعیان نبوت اور سلف | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیش یگونی کے مطابق امت میں مابین کان کے ساتھ ہٹاؤ | بہت سے کذاب لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، مگر صحابہ و تابعین اور ان کے بعد تمام خلفائے اسلام اور پھر عام اہل اسلام نے ہمیشہ ہر قرن اور ہر شہر میں اُن کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو ایک مرتد کے ساتھ ہونا چاہئے۔

چنانچہ جب اسود عسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نبوت کا دعویٰ کیا تو آپ کے حکم سے صحابہ کرام کے ہاتھوں قتل کر دیا گیا۔ اس طرح زمانہ خلفاء میں بھی جب کسی نے یہ دعویٰ کیا فوراً تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا، جن کے کچھ مختصر واقعات حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں نقل فرمائے ہیں۔ (فتح الباری ص ۳۵۵ ۳۶۲)

امام بیہقیؒ کتاب المحاسن والمساوی میں نقل فرماتے ہیں کہ طلحہ نامی ایک شخص نے صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں نبوت کا دعویٰ کیا، حضرت صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کو اس کے قتل کیلئے

بیجا، مگر وہ شام کی طرف ہجرت کیا، ہاتھ نہ آسکا، اور صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد پھر خود بخود مسلمان ہو گیا۔ (کتاب المحاسن والمساوی، ص ۱۶۶۴)

خلیفہ عبدالملک بن مروانؓ کے عہد خلافت میں حادث نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ نے علماء وقت کے (جو صحابہ و تابعین تھے) متفقہ فتویٰ سے اس کو قتل کیا، اور شولی پر چڑھایا۔ قاضی عیاضؒ شفاء میں اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں:-

وَقَتْلُ ذَلِكَ غَيْرُ دَاحِيٍّ بَيْنَ الْخُلَفَاءِ
وَالْمَلُوكِ يَا شَبَّاهِهِمْ وَأَجْمَعَ عُلَمَاءُ
وَقَتْلِهِمْ عَلَى صَوَابٍ فَعَلِهِمْ وَالْمُخَالِفُ
فِي ذَلِكَ مِنْ كُفْرِهِمْ كَافِرٌ .

”ادبیت سے خلفاء و سلاطین نے ان جیسے مدعیان نبوت کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے، اور اس ماننے کے علماء نے اُن کے اس فعل کے درخت ہونے پر اجماع کیا ہے اور جو شخص ایسے مدعیان نبوت کی تکفیر میں خلاف کرے وہ خود کافر ہے۔“

(شفاء، قاضی عیاضؒ)

خلیفہ ہارون الرشیدؓ کے عہد خلافت میں بھی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور کہا کہ میں نوح علیہ السلام ہوں، کیونکہ عمر نوحؑ کے ایک ہزار پورے ہونے میں پچاس سال کی کمی باقی رہی تھی جس کے پورا کرنے کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، اور کہا کہ تشران عزیز میں بھی اس کی تصدیق موجود ہے ”أَلْفَ مَسْنَةِ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا“ یعنی نوح علیہ السلام دنیا میں پچاس کم ایک ہزار سال زندہ رہے۔ ہارون الرشیدؓ نے علماء کے فتویٰ سے حکم اتراد اس کی گردن مار دی، اور پھر عبرت کے لئے شولی پر لٹکا دیا۔ (کتاب المحاسن والمساوی للسیہی، ص ۱۶۶۴)

ہمارے مرزا جی کے دعوے تو اس سے کہیں بڑھ کر ہیں، وہ آدم بھی ہیں، اور شیث بھی، نوح بھی ہیں، موسیٰ بھی، عیسیٰ بھی ہوئے، داؤد بھی ہوئے، غرض سارے انبیاء کرام ہونے کا دعویٰ کیا (مرزا صاحب حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۷) میں فرماتے ہیں:- میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحق ہوں، میں اسمعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں منظر اتم ہوں، یعنی ظلی طور پر میں محمدؐ اور احمد ہوں۔

اور اس پر مزید یہ کہ اکثر انبیاءؑ کی توہین بھی کی، مگر ان کی قسمت بابرکت سے مسلمانوں کا احساس یہاں تک باطل ہو گیا کہ ان کی ایک جماعت ان کی کفریات ہی کو اسلام سمجھنے اور کہنے کے لئے تیار ہو گئی، اور بڑی خوش قسمتی ان کی یہ ہے کہ اُن کا وجود باوجود انگریزی

سلطنت کے سایہ میں ظہور پذیر ہوا، اور پھر ان کے قدم کی برکت سے رہی ہی اسلامی سلطنتیں مٹی مٹ گئیں، اور اب میدان صاف ہو گیا، کوئی پوچھے والا نہ رہا۔

الغرض سیلہ کذاب اور اس کے امثال کے یہ واقعات اور صحابہ کرام کا دعوائے نبوت معلوم کر کے بغیر مطالبہ معجزات کے ان کو کذاب و دجال اور مرتد قرار دینا اور قتل کرنا اور کسی ایک صحابی یا تابعی سے اس کے خلاف آواز بلند نہ ہونا اس بات پر صریح اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہو سکتا، اور جو ایسا دعویٰ کرے وہ اللہ اس کے تمام متبعین مرتد ہیں۔ (نعوذ باللہ منہ)

قاضی عیاضؒ اپنی کتاب شفاء میں اسی اجماع کی تصریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں:-
”اس لئے کہ آپؐ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپؐ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے، اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل یا تفسیر کے مراد ہے، پس اُن لوگوں کے کفر میں کی شبہ نہیں جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی و راجحی حقیقہ ہے۔“

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحْبَبَ إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَ أَخْبَرَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَ اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى حَمْلِ هَذَا الْكَلَامِ عَلَى ظَاهِرِهِ وَأَنَّهُ مَعْنَوُهُ الْمُرَادُ بِهِ دُونَ تَأْوِيلٍ وَلَا تَحْمِيلٍ فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَلَا بِلَا عِلَالٍ لِكُلِّهَا قَطْعًا إجماعاً واضحاً شافِعياً (شفاء قاضی عیاض)

ص ۳۶۲، مطبوعہ ہند

اور علامہ سید محمود آلوسیؒ مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی میں اسی اجماع کو الفاظ

ذیل میں نقل فرماتے ہیں:-

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جس پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں، اور احادیث نبویہ اس کو بوضاحت بیان کرتی ہیں اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے، پس اس کے خلاف کلامی کفری اگر تو بہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے؟“

وَكُونَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمَ النَّبِيِّينَ مِمَّا قَطَعَتْ بِهِ الْكُتُبُ وَصَدَّ عَنْهُ الشُّكُّ وَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ فَيَكْفُرُ مَنْ عَمِيَ خِلَافُهُ وَيُقْتَلُ إِنْ أَصَرَّ.

(روح المعانی، ص ۶۵۷ ج ۷)

اور اسی مضمون کو علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے:-
 وَمِنْ اَعْتَقَلَّ وَحْيًا بَعْدَ مُعْتَقَلٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرُوا بِاجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .
 اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی
 دینی کا عقیدہ ہوں باجماع مسلمان کفر ہے؟

اور ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:-
 وَدَعَا الشُّبُهَاتُ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرًا بِالْاجْتِمَاعِ (شرح فقہ اکبر ص ۳)
 اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت
 کا دعویٰ باجماع کفر ہے؟

حضرات صحابہ تابعین کی شہادتیں ختم نبوت پر

اگرچہ اجماع صحابہ کی مذکورہ بالا نقل کے بعد ضرورت نہیں کہ صحابہ اور ائمہ سلف کے
 فرادے فردی شخص احوال نقل کئے جائیں، لیکن تائید کے طور پر چند آثار صحابہ و تابعین
 لکھ کر ان حضرات صحابہ کے اسرار گرامی پیش کئے جاتے ہیں، جن سے ختم نبوت کی تصریحات
 کسی حدیث میں منقول ہیں:-

حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک طویل کلام کے ذیل میں واقعہ ردت کے وقت
 ارشاد فرمایا ہے:-

قَدْ اُنْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّينُ لَا يَتَقَيُّمُ
 وَاقَاتِي . رواه النسائي بعد النظر معاً
 اب دہی منقطع ہو چکی اور دین ابھی تمام ہو چکا،
 کیا سیری زندگی ہی میں اس کا نقصان شروع
 ہو جائے گا؟

فی الصحیحین (الریاض المنضۃ ص ۹۸ ج ۱)
 و تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۹۴

نیز حضرت صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرمایا:-

الْيَوْمَ فَقَدْ نَالَ الْوَحْيُ دَمِي وَعِنْدَ اللهِ عَزَّ
 حَبْلُ الْكَلَامِ . رواه ابو اسنبل الهمدی
 آج ہم وحی کو اور خدا کی جانب سے کلام کو
 گم کر چکے ہیں؟

فی دلائل التوحید (کنز العمال ص ۵۰ ج ۱۳)

حضرت فاروق اعظمؓ - مسیح بخاری ص ۳۶۰ ج ۱ میں اسی مضمون کا کلام حضرت

صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ دونوں حضرات سے منقول ہے۔

اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو

ایک روز حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ چلو آؤ ہمیں کی زیارت کرائیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کی زیارت کے لئے تشریف لیجا یا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ہم تینوں دہاں گئے، آؤ ہمیں ہمیں دیکھ کر روئے لگیں، ان دونوں حضرات نے فرمایا، دیکھو آؤ ہمیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک آپ کے واسطے مفید ہے، انھوں نے کہا کہ :-

قَدْ عَلِمْتُ إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ يُؤْتِيهِ اللَّهُ
مَلَكًا اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ أَكْبَرُ عَلَى خَيْرِ
السَّمَاءِ قَدْ أَفْطَمَ عَنَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ آپ کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک ہے لیکن میں اس پر رتی ہوں کہ آسمانی خبریں ہم سے منقطع ہو گئیں (کنز الدقائق، ص ۳۳۸)

دونوں حضرات بھی یسکر اُن کے ساتھ روئے لگے۔

اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرط غم سے اول تو حضرت عمرؓ آپ کی وفات ہی انکار کرتے رہے، پھر جب حضرت صدیقؓ نے سمجھایا تو قلق واضطراب میں ایک طویل کلام کے ذیل میں فرمایا :-

يَا بَنِي آدَمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَلَغَ
مِنْ فَضِيلَتِكَ عِنْدَنَا أَنْ بَعَثْتَ آخِرَ
الْأَنْبِيَاءِ وَذَكَرَكَ فِي أَوَّلِهِمْ فَقَالَ تَعَالَى
إِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ
ذَمٌّ لَوْجٍ (مواہب، ص ۳۶۶ ج ۲)

یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قرباں ہوں
آپ کی فضیلت اللہ کے نزدیک اس درجہ کو پہنچی
ہوئی ہے کہ آپ کو سب انبیاء کے بعد سچا اور آپ
کا ذکر سب پہلے فرمایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
کہ جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا اور آپ سے
اور نوح (علیہ السلام) سے :-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں
يَبْنَ كَيْفِيَّةِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَهُوَ خَاتَمُ
النَّبِيِّينَ (رداء الترمذی فی الشمائل ص ۱۸)

آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ہزرت
ہے اور آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں :-
حضرت علیؓ کے اس کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت
مبارک پر مہر نبوت ہونا یہ آپ کے آخر الانبیاء ہونے کی علامت ہے۔

صاحب مجمع البحار اور شمائل ترمذی کے شارحین ملا علی قاریؒ اور شیخ عبدالرؤف
منادجی وغیرہ علماء نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد حضرت سلامہ کندیؓ تابعی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے لئے الفاظ ذیل ہیں سکھلایا کرتے تھے :-

”اے اللہ زمینوں کے سمجھانے والے اور آسمانوں کے پیدا کرنے والے اپنی پاک رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں اور جہربانی و شفقت ہمارے آقا محمدؐ پر فرما جو تیرے بندے اور رسول ہیں بندہ و دروازوں کے کھولنے والے اور ہر قسم کی نبوت و رسالت کو ختم کرنے والے یہ

اَللّٰهُمَّ دَاخِی الْمُدْحَوَاتِ وَبَارِئُ الْمُبْتَکَاتِ
اجْعَلْ شَرَّ اَئِفَّ صَلَوَاتِكَ وَنَوَاصِیْ بَرَکَاتِكَ
وَرَاۤفَۃً رَّحْمَتِكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُوْلِكَ الْفَاتِحِ لِمَا اُغْلِقُ وَالْخَاتِمِ
لِمَا سَبَقَ اِه
(شفار قاضی عیاض)

یہ طویل عبارت درود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عام کتب و طائف و حزب الاغظم وغیرہ میں بھی منقول ہے۔

نیز قاضی عیاضؒ نے شفار میں حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ دَمَلَا یُکَلِّهٖ یُفَسِّلُوْنَ عَلٰی الشَّیْءِ تِلَاوَت فرمائی، اور پھر الفاظ ذیل میں درود پڑھا :-

اللہ تعالیٰ حرمِ کریم کی رحمتیں اور مقرب فرشتوں کی اور صدیقین و شہداء و صالحین کی جب تک کہ اے رب العالمین تیرے لئے کوئی شے تسبیح کرتی رہے حضرت محمد بن عبد اللہ پر نازل ہوں، جو کہ خاتم النبیین ہیں ۛ

صَلَوَاتُ اللّٰهِ اَلْبَرَّ الرَّحِیْمِ وَالْمَلَاۤئِکَۃُ
الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ
الشُّہَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ مَا سَبَّحَ لَكَ
مِنْ شَیْءٍ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدٍ
بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اِه

(شرح شفاء، قاضی عیاض، ص ۵۰۳-۵۰۴)

اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے ابن ماجہ اور بیہقی نے الفاظ ذیل روایت

لہ ابن حبان نے سلامہ کندیؓ کو ثقات تابعین میں شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ حضرت علیؓ سے احادیث روایت کرتے ہیں، اور درمنثور میں لکھا ہے کہ اس سند سے تو روایت ضعیف ہے، لیکن یہ دوسری کئی سندوں سے مروی ہے جن کے رجال صحیح بخاری کے رجال ہیں، مگر وہ مرسل ہیں، (شرح شفاء عیاض للنفحانی، ص ۵۲۲ ج ۲)۔

کئے ہیں۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَواتِكَ وَبَرَکاتِكَ وَرَحْمَتَكَ
عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَامَامِ الْمُتَّقِينَ وَ
خَاتَمِ النَّبِيِّينَ اھ (شرح شفاء ۳۷۵)

اور محدث دہلوی نے اس کو مرفوعاً بھی روایت کیا ہے، لیکن حافظ ابن عساکر کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ موقوف ہے۔

حضرت ابن ابی اوفیؓ نے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیمؓ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، اور پھر فرمایا۔

لَوْ قَدْ رَأَى أَنْ يَكُونَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ لَعَاشَ
إِبْرَاهِيمُ (صحیح بخاری)

حضرت انسؓ سے سہمی نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیمؓ کی عمر بوقت وفات کیا تھی؟ آپ نے فرمایا کہ:-

مَا مَلَاحَظُهُ وَلَوْ بَقِيَ لَكَانَ نَبِيًّا
فَلَيْنَ لَمْ يَبْقَ لِأَنَّ نَبِيَّكُمْ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ
وَتَلْخِصُ التَّارِخَ الْكَلْبَرِيَّ لابن عساکر ۲۹۳

حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اہل جنت کے نزدیک عبدالکریم ہے، اور اہل دوزخ کے نزدیک عبدالجبار، اور صفحہ آسمانی میں عاقب اور زبور میں فاروق، کذا فی شرح الشائل للمناوی۔

اور حقہ دوم کی احادیث میں گزر چکا ہے کہ عاقب کے معنی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ہیں کہ اس کے بعد کوئی اور نبی پیدا نہ ہو۔

حضرت وہب بن منبہؓ جو کتب سابقہ کے مشہور عالم ہیں فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ایک طویل کلام میں ارشاد فرمایا ہے:-

اِخْتُمَ بِعِمِّ الْخَيْرِ الَّذِي بَدَأْتُ بِاَدْلِهِ | میں انہی پر وہ خیر ختم کروں گا جس سے
تفسیر اکثر، ص ۸۶، سوا اُخْطَب، بلع قدیم ہو گیا | میں نے اول شہود کیا ہے :-

حضرت ابو جعفر محمد بن علیؑ سے سیوطیؒ نے خصائص کبیری، ص ۲ ج ۱

میں نقل کیا ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمَّا اَخَذَ مِنْ بَنِي اٰدَمَ | اللہ تعالیٰ نے جب (عالم امثال میں) بنی آدم
مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتًا يَعْلَمُ وَاَشْهَدَهُمْ | کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان کو
عَلَى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ كَانِ مُحَمَّدٌ | اس بات پر گواہ بنایا کہ - اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ یعنی کیا
مَلٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اَوَّلَ مَنْ | میں ہی تمہارا رب نہیں ہوں، تو جس نے سب سے
قَالَ بَلٰی وَلَیْلَکَ صَارَ يَتَقَدَّمُ | پہلے - بلی - کہا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے
الْاَنْبِیَاءَ وَهُوَ اَخِرُ مَنْ بُعِثَ . | انبیاء میں وہ سب سے پہلے اور بعثت میں سب سے
(خصائص، ص ۲ ج ۱) | آخر ہوئے ؟

حضرات صحابہ و تابعین کے آثار و اقوال کو اگر مع عبارات جمع کیا جائے تو یقیناً
رسالہ ایک دفتر بن جائے گا، اور پھر بھی استیعاب متغذیہ، اس لئے بغرض اختصار
ان صحابہ کرام کے اسماء گرامی نقل کر دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے جن سے تصریح ختم نبوت کے قطعی ثبوت پر
تقریریں منقول ہیں، یا انہوں نے ختم نبوت کی احادیث مرفوعہ روایت کی ہیں جو مع حوالہ
کتب حدیث اور تصریح اسماء صحابہ اس رسالہ کے حصہ دوم میں گزر چکی ہیں کیونکہ جو صحابی
کسی مسئلہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتا ہے ظاہر یہی
ہے کہ اس مسئلہ میں اس کا وہی اعتقاد و مذہب ہوگا جو اس حدیث میں مذکور ہے۔

ان صحابہ کرام کے اسماء گرامی | حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت فاروق عظیمؓ، حضرت علیؓ، حضرت
جو ختم نبوت کے ثبوت میں ہیں | عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت
انسؓ، حضرت حسنؓ، حضرت عباسؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سلمانؓ، حضرت مغیرہؓ،
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت ابوہریرہؓ،
حضرت جابر بن عبد اللہؓ، حضرت جابر بن سمرؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابوالدرداءؓ،
حضرت حذیفہؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ،
حضرت عقیل بن ابی طالبؓ، حضرت معاویہ بن جندہؓ، حضرت بہز بن حکیمؓ، حضرت حمر بن ملہؓ

حضرت بزیڈ، حضرت زید بن ابی اوفی، حضرت عوف بن مالک، حضرت نافع، حضرت مالک بن حویرث، حضرت سفینہ مولیٰ حضرت ام سلمہ، حضرت ابوالطفیل، حضرت نعیم ابن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابو عازم، حضرت ابومالک اشجری، حضرت ام کرز، حضرت زید بن حارثہ، حضرت عبداللہ بن ثابت، حضرت ابوقحافہ، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت ابن غنم، حضرت یونس بن میسرہ، حضرت ابوبکر، حضرت سعید بن جبیر، حضرت سعد، حضرت زید بن ثابت، حضرت عباس ابن ساریہ، حضرت زید بن ارقم، حضرت مسعود بن مخزوم، حضرت عروہ بن زید، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت تمیم داری، حضرت محمد بن حزم، حضرت سہل بن سعد السعدی، حضرت ابو زمل جنبی، حضرت خالد بن معدان، حضرت عمرو بن شعیب، حضرت مسلم بن نفیل، حضرت قرۃ بن ایاس، حضرت عمران بن حصین، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت ثوبان، حضرت ضحاک بن نوفل، حضرت مجاہد، حضرت مالک، حضرت اسماء بنت عیسیٰ، حضرت حبشہ بن جنادہ، حضرت عبداللہ بن حارث، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت عمر بن قیس، حضرت عبدالرحمن بن سمرہ، حضرت عتمة بن مالک، حضرت ابوقبیلہ، حضرت ابولوی اشجری، حضرت عبداللہ بن شعود۔

یہ اسی حضرات میرے مقدمہ کے گواہوں کی پہلی قسط ہیں، جو مزاجی کی نبوت کے گواہ کنہیالال وغیرہ نہیں بلکہ آفتاب نبوت کی شعاعیں، ہدایت کے ستارے، علوم نبوت کے وارث، ثقاہت و دیانت کے مجتہد، علم و عمل میں سادے عالم کے مسلم استاد، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت کے افراد ہیں۔

اُولَٰئِكَ اَبَآئِیْ فَاَجِثْنِیْ بِسَلَامٍ ؕ اِذَا جَمَعْتُنَا بِغَلَامٍ اَلْجَامِیْؕ

یہ میرے مقتدار ہیں پس (اگر دعویٰ ہے) اے غلام احمد مجلس میں ان کی مثال پیش کر

اس فرشتہ صفت جماعت پر اگر میں فخر کروں تو سچا ہے۔

دلے دارم خواہر خانہ عشق است خویش

کہہ دارو زہر گردوں مسیر سامنے کہن دارم

یہ صحابہ کی جماعت ہے۔ ہم تو بحمد اللہ تعالیٰ ان کے اقتدار کو ذریعہ نجات اور سرمان نبوی مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِہِ کی تعمیل سمجھتے ہیں، اگر یہ حق پر ہیں تو ہم بھی اس

متبع ہیں، اور اگر حق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے اُسوۂ حسنہ کے سوا کسی اور چیز کا نام ہے تو ہم شرح صدر سے کہتے ہیں کہ میں ایسے مرزائی حق کی ضرورت نہیں ۛ

وَرَشَادِيْ اِنْ يَّكُنْ فِيْ سَلَوٰتِيْ ذَكَرْتُ لَسْتُ اَذْهِيْ بِالْوَشَادِ

ۛ اور اگر میری ہدایت اسی میں منحصر سمجھی جائے کہ میں آپ کی محبت سے علیحدہ ہو جاؤں

تو مجھے اپنے حال پر چھوڑ دوں ایسی ہدایت نہیں چاہتا ۛ

اس کے بعد ہم اپنے دعوے کی شہادت میں اساطین امت، ائمہ اسلام اور علماء سلف کو پیش کرتے ہیں، لیکن یہ ایک ایسا دویا ہے ناپید اکنار ہے کہ اُن کی شہادتیں سننے اور سننے کے لئے عمرِ نوح (علیہ السلام) چاہئے، اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ بغیر تحقیق و تفتیش اور اتقراء اور تفتیح کے جن اکابر علماء کے اقوال اس باب میں سامنے آئے ہیں ان کو ہرئے ناظرین کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات اس قدر وسیع ہے کہ پھر بھی تطویل کا اندیشہ ہے، اس لئے بغرض اختصار چند حضرات علماء اور ان کی تعانیف کی عبارتیں نقل کر نیسے بجائے صرف اُن کے اسماء گرامی کی تصریح اور حوالہ کتاب پر اکتفا کیا جاتا ہے، البتہ کہیں کہیں کوئی خاص عبارت بھی لکھ دی گئی ہے، اور اس بیان کو بغرض سہولت طبقاتِ اہل علم پر تقسیم کیا جاتا ہے، مثلاً طبقات المحدثین، طبقات المفسرین، طبقات الفقہاء وغیرہ۔

ضروری اطلاع طبقات علماء کے تحریر کرنے میں یہ مشکل پیش نظر ہے کہ بعض بلکہ اکثر علماء سلف جس پایہ کے محدث ہیں اُسی رتبہ کے مفسر اور فقیہ بھی ہیں اب اُن کے اسماء گرامی کو کس طبقہ میں لیا جائے، نیز یہ کہ تقدیم و تاخیر میں اُن کے مراتب و درجات کا لحاظ بھی دشوار ہے۔ لیکن چونکہ اصل مقصد سے اس بات کا کوئی تعلق نہیں، اس لئے اس بات میں ہم نے تحقیق و تفتیح کو چھوڑ کر زیادہ توسیع سے کام لیا ہے، اور سرسری طور پر اپنے نزدیک جس طبقہ میں جس عالم کی شہرت معلوم ہوئی اسی طبقہ میں اُن کا نام درج کر دیا، اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

اس باب میں سب سے پہلے اُن حضرات محدثین کے اسماء گرامی پیش کرتے ہیں جنہوں نے ختم نبوت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں اور اختلاف رائے یا تاویل و تخصیص کو اس میں ظاہر نہیں فرمایا، بلکہ اس کو بعینہ اپنی ظاہری مراد میں تسلیم کیا ہے۔ اور چونکہ وہ تمام احادیث مع حوالہ صفحات کتاب اور تصریح اسمائے محدثین اسی رسالہ کے حصہ دوم میں گزر چکے ہیں، اس لئے اب کمرہ حوالہ صفحات یا نقل عبادات بالکل زائد سمجھ کر صرف اُن حضرات محدثین کے اسماء گرامی شمار کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے جن سے ہم نے روایات حدیث لی ہیں۔

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری، امام المحدثین امام مسلم، نسائی، ابوداؤد، مسنن، ترمذی، ابن ماجہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل، طحاوی، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، طبرانی، ابن کثیر، ابوالنعیم، ابن حبیب، ابن عساکر، حکیم ترمذی، حاکم، ابن سعد، ابن کثیر، ابن جریر، ضیاء، ابویعلیٰ، محسن السنہ، بیہقی، دارمی، خطیب، شعبہ بن منصور، ابن ابی الدنیا، قلیبی، ابن ابی حاتم، ابن النجار، برز، ابوسعید باوردی، ابن عدی، رافعی، ابن عساکر، ابن راہویہ، ابن جوزی، قاضی عیاض، عبد بن حمید، ابونصر، ابن کثیر، ابن منذر، دارقطنی، ابن ابی عمیر، نسائی، ردیانی، طبرانی فی الریاض النضر، خطابی، حافظ ابن حجر، در شرح بخاری، علامہ عینی در شرح بخاری، قسطلانی در شرح بخاری، نووی در شرح مسلم، صاحب سراج الالواح در شرح مسلم، سندھی در حاشیہ نسائی، شائع ترمذی، شعبی۔

یہ ان محدثین کے اسماء گرامی میں جنہوں نے ختم نبوت کی احادیث مرفوعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائیں، اور بغیر کسی تاویل و تفصیص کے قبول کی ہیں، اس کے بعد اس مقدس جماعت کے چند خصوصی کلمات بھی بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں، جن میں ان حضرات نے مسئلہ ختم نبوت پر روشنی ڈالی ہے۔

امام الحدیث قاضی عیاضؒ کی مفصل عبارت صحابہؓ نے ملاحظہ فرمائی ہے جس

میں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت کا اختتام قرآن و حدیث کی ثابت کرنے کے بعد یہ دعویٰ کیا ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ یہ آیات و احادیث بالکل اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہیں، ان میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص نہیں چل سکتی۔

شیخ الاسلام ابو زرعہ عراقیؒ خاتم نبوت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:-

وَالْإِشَارَةُ بِهِ إِلَى أَنَّهُ خَاتَمُ
الْأَنْبِيَاءِ (کنزانی شرح الشامل)

”مہم نبوت سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ
انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔“

اسی طرح محدث عبد الرؤف منادیؒ اپنی شرح شامل میں فرماتے ہیں:-

وَأَمَّا قَوْلُهُ إِلَى النَّبِيِّ لِأَنَّهُ آيَةُ
تَمَامِهَا إِذَا الشَّيْءُ يُخْتَمُ بَعْدَ

”مہم نبوت کی اضافت نبوت کی طرف اس لئے
ہے کہ وہ اختتام نبوت کی علامت ہے، کیونکہ ہر

کسی شے پر جب ہی ہوتا ہے جب وہ ختم ہو چکا ہے۔“

اور حافظ حدیث علامہ ابن کثیرؒ کی طویل اور مفصل عبارت آیت خاتم النبیین کی شرح کرتے ہوئے اسی رسالہ کے پہلے حصہ میں لکھی جا چکی ہے، جس میں آپ نے نہ فقط مسئلہ زیر بحث پر ایک فیصلہ کن تقریر فرمائی ہے، بلکہ ساتھ ہی یہ بھی بتلایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب و دجال ہے، خواہ کتنے ہی خرقہ عادت اور کرامات عجایب دکھلائے (تفسیر ابن کثیر، ص ۸۹ ج ۱، طبع قدیم ح بغوی)

علامہ زرقانیؒ کی عبارت بھی پہلے حصہ میں اسی جگہ گزر چکی ہے، جس میں فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔

علامہ مستطبیؒ نے فرمایا ہے:-

لَإِنَّ نَبِيَّكَ الْخَاتَمُ الَّذِي مَلَكَ اللَّهُ عَلَيْهِ
وَمَلَكَ الْعَقْلُ الْوَحْيُ (روایب لہجہ)

”اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے۔“

اور تیسری صدی کے مجدد امام طحاویؒ نے اپنے رسالہ ”معتقدہ طحاویہ“ میں

تفسیر فرمایا ہے:-

وَكُلُّ دَعْوَى بَعْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٌّ
ذَهَوِيٌّ وَهُوَ الْمَبْعُوثُ إِلَى الْجَنَّةِ وَ
كَافَّةُ الْوَرَى (عقیدہ، ص ۱۲)

”ادھر دعویٰ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد بغاوت الہیہ مگر ایسی ہے، اور آپ ہی تمام
مخلوق جن و انس کے لئے رسول ہیں۔“

حافظ ابن قیمؒ نے اپنے رسالہ "الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان" میں کئی جگہ (ص ۶ و ۱۲۳ و ۵۶ وغیرہ) اسی مضمون کی تصریح فرمائی ہے جن میں سے ایک عبارت یہ ہے۔

"سب انبیاء علیہم السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے، بالخصوص ہمارے نبی محمدؐ اللہ جو اپنی نبوت میں کسی اور کے محتاج نہیں ہیں اور اسی لئے آپؐ کی شریعت نہ کسی نبی سابق کی محتاج اور نہ آئندہ آنے والے کی، بخلاف آپؐ کے علاوہ دوسرے انبیاء کے، اس لئے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنی شریعت کے اکثر حصہ میں تورات کا حوالہ دیا، اور شریعت تورات کی تکمیل کرنے کے لئے خود حضرت مسیحؑ تشریف لائے اور اسی لئے نصاریٰ ماس شریعت کے محتاج تھے، جو حضرت مسیحؑ سے پہلے ظہور میں آچکی تھیں، مثل تورات و زبور و انجیل جو میں نبوتوں کے۔ اور ہم سے پہلی امتیں محمدؐ کی بھی محتاج تھیں بخلاف امت محمدؐ کی صاحبہا اسلام کے کہ نہ وہ کسی نبی کی محتاج ہے اور نہ کسی اللہ کی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے فضائل اور علوم اور اعمال و اخلاق اس قدر جمع کر دیئے ہیں جو تمام انبیاء سابقین میں متفرد طور پر موجود تھے۔"

(الفرقان، ص ۵۶)

وَالْأَنبِيَاءُ كُلُّهُمْ يَأْتِيهِمُ الْوَحْيُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى لَا سَبِيحًا مَحْدُودًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فِي نُبُوَّتِهِ مُحْتَاجًا إِلَى غَيْرِهِ فَلَمْ يَحْتَاجْ شَيْئًا يَمْتَنِعُ لَا إِلَى نَبِيٍّ سَابِقٍ وَلَا إِلَى كَرَجِيٍّ يَخْلَافُ غَيْرِهِ فَإِنَّ الْمَسِيحَ أَحَالَهُمْ فِي أَكْثَرِ الشَّرِيعَةِ عَلَى التَّوْرَةِ وَشَرَحَهُ التَّوْرَةَ جَاءَ الْمَسِيحُ يَكْمِلُهَا وَلِهَذَا كَانَ النَّصَارَى مُحْتَاجِينَ إِلَى الشُّبُوحِ الْمُتَقَدِّمَةِ عَلَى الْمَسِيحِ كَالْتَّوْرَةِ وَالتَّزْوِيرِ وَمَسَامِ الْأَزْكَبِ وَالْعَشِيرِينَ نُبُوَّةً وَكَانَ الْأُمَمُ قَبْلَنَا مُحْتَاجِينَ إِلَى الْمُحَوِّثِينَ بِخِلَافِ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَغْنَاهُمْ بِهِ فَلَمْ يَحْتَاجُوا مَعَهُ لَا إِلَى نَبِيٍّ وَلَا إِلَى مُحَوِّثٍ بَلْ جَمَعَ لَهُ مِنَ الْفَضَائِلِ وَالْمَعَارِفِ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ مَا فَتَتْهُ فِي غَيْرِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ

یزعلامہ موصوت نے اپنی کتاب زاد المعاد میں بھی اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔ اور محدث قسطلانیؒ شارح بخاری نے اپنی کتاب مواہب لدنیہ میں مسئلہ ختم نبوت کو متعدد مقامات میں تفصیلاً و اجمالاً ذکر فرمایا ہے، جس کی بعض عبارات اس رسالہ کے حصہ اول میں آیت خاتم النبیین کے ماتحت گذر چکی ہیں، اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کرے تو یہ دعا پڑھنا چاہئے۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ | "اے رسولوں کے سردار اور انبیاء

وَحَاثِمَ النَّبِيِّينَ (رواہب، ص ۹، ۱۲۵۰) | ختم کرنے والے آپ پر سلام :
نیز امام الحدیث ابو نعیم نے اپنی مسند صفحہ ۳ میں اور حافظہ حدیث علامہ ابن تیمیہؒ
نے ”جواب صحیح لمن بدل دین المسیح“ میں اور حضرت شاہ ولی اللہ نے اعتقاد الصحیح وغیرہ میں
اس مضمون کی تصریح فرمائی ہے۔

علامہ خفاجی شفاء قاضی عیاض کی شرح میں فرماتے ہیں :-

فَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ وَلَا رَسُولَ يُرْسَلُ بَعْدَهُ | اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
وَلَا فِي عَهْدِهِ . | کوئی نبی نہ رسول اور نہ آپ کے عہد مبارک میں :-

نیز علامہ موصوف شرح شفاء میں تحریر فرماتے ہیں :-

وَكَذَلِكَ قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ فِي مَنْ تَنَبَّأَ
وَزَعَمَ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ وَقَالَ سَحُونٌ
وَقَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ فِيمَنْ تَنَبَّأَ أَنَّهُ
كَالرَّسُولِ سَوَاءٌ كَانَ دَعَا ذَلِكَ إِلَى مَتَابَعَةٍ
نُبُوَّتِهِ سِرًّا كَانَ أَوْ جَهْلًا كَسَيْلَمَةَ
لَعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ أَصَبُّ بْنُ الْفَرَجِ
مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ نَبِيٌّ يُوحَى إِلَيْهِ كَالرَّسُولِ
فِي أَحْكَامِهِ لِأَنَّهُ قَدْ كَفَرَ بِكَتَابِ اللَّهِ
لِأَنَّهُ كَذَّبَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
قَوْلِهِ أَنَّهُ حَاثِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا نَبِيَّ
بَعْدَهُ مَعَ النَّبِيِّينَ عَلَى اللَّهِ .

” اور ایسے ہی ابن قاسم نے اس شخص کے متعلق کہا کہ
جو دعویٰ نبوت کرے اور کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، اور یہ
سحون کا بیان ہے۔ اور ابن قاسم مدعی نبوت کے
بابے میں فرماتے ہیں کہ وہ مثل مرتد کے ہے، برابر ہے کہ
وہ لوگوں کو اپنی نبوت کے اتباع کی دعوت دے اور اپنے
پھر یہ دعویٰ خفیہ ہو یا علانیہ، جیسے سئلہ کذاب لعلہ
تعالیٰ۔ اور اصبح بن الفرخ فرماتے ہیں کہ جو شخص
یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے وہ احکام
میں مثل مرتد کے ہے، اس لئے کہ وہ قرآن کا منکر ہو گیا
اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قول میں جھٹلایا
کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی

نہیں اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر افتراء بھی باندھا کہ اس نے مجھے نبی بنایا ہے :-

اس کے بعد اس کے کفر و ارتداد کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

لِأَنَّهُ مُكَذِّبٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي قَوْلِهِ الَّذِي نَقَلَهُ عَنْهُ الثِّقَاتُ لَا نَبِيَّ
بَعْدِي أَمْ لَا يَتَّبِعُ أَحَدٌ بَعْدَ مُبَوِّتِي .

” اس لئے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب
کرنے والا ہے اس قول میں، جس کو ثقات نے
نقل فرمایا ہے، کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا
یعنی کسی کو میرے بعد جدید نبوت نہ دی جائے گی :-

(خفاجی شرح شفاء، ص ۳۳۰ ج ۴)

اور ابن حبانؒ فرماتے ہیں :-

مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ السُّبُوءَةَ مُكْتَسَبَةٌ
لَا تَنْقُطُ أَوْ إِلَى أَنَّ الْوَلِيَّ أَفْعَلُ مِنْ لِثَمِي
نَعُوْزٍ يُدِيْقُ يَجِبُ نَسْلُهُ .

نہر قانی، ص ۱۸۸ ج ۶

اور شفاء قاضی عیاضؒ میں ہے :-

وَقَدْ قَتَلَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ
الْحَارِثَ الْمُتَنَبِّئِيَّ وَصَلَبَهُ وَقَعَلَ ذَلِكَ
غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْخُلَفَاءِ وَالْمُلُوكِ بِأَشْبَاهِهِمْ
وَأَجَبَتْ عَلَمَاءُ وَقِيَمٌ عَلَى مَوَاقِفِهِمْ
وَالْمُخَالَفُ فِي ذَلِكَ مِنْ كُفْرِهِمْ كَافِرٌ .

لاز الکفار ص ۴۳

اور شرح شفاء میں ہے :-

وَكَذَلِكَ كُفْرٌ مِمَّنْ ادَّعَى نُبُوَّةَ أَحَدٍ مَعَ
نَسَبَاتِهِ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ فِي زُيْنِهِ
كَمِثْلِهِ الْكَذَّابِ وَالْأَسْوَدِ الْعَسِيٍّ أَوْ
ادَّعَى نُبُوَّةَ أَحَدٍ بَعْدَهُ فَإِنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ
يَعْنِي النَّبِيَّ الْوَحِيدَ فَهَذَا الْكُذْبُ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَالْعِبَسِيَّةِ . (شرح شفاء)

اور ص ۳۰ ج ۱۳ میں ہے :-

وَهَاتَانِ الْمُسْئَلَتَانِ مِنْ جُمْلَةِ مَا لَمْ يَأْتِ
بِهِمْ بِشَيْءٍ مِنَ السُّبُوءَةِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي أَخْبَرَ تَعَالَى أَنَّهُ
خَاتِمُ النَّبِيِّينَ .

” اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبوت کسب کر کے
مائل کی جاسکتی ہے اور وہ قطع نہیں ہوئی، یا یہ
عقیدہ رکھے کہ ولی نبی سے افضل ہے تو یہ شخص
زندیق ہے اس کا قتل کرنا واجب ہے ؟“

” اور غنیہ عبد الملک بن مروانؒ نے حادثہ مدنی
نبوت کو قتل کیا اور رسول پر چڑھایا اور ایسا ہی عالم
بہت سے خلفاء اور بادشاہوں نے اہل جیسے عیاضؒ
کے ساتھ کیا ہے اور اس زمانہ کے علماء نے اس پر
اتفاق کیا ہے کہ ان کا یہ فعل صریح و بدست تھا اور جو
ان کے کافر کہنے کا مخالف ہے وہ خود کافر ہے ؟“

” اور ایسے ہی ہم اس شخص کو بھی کافر کہتے ہیں جو ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نبوت کا دعویٰ
کرے یعنی آپ کے زائد مبارک میں دعویٰ کرے
جیسے مسلمانہ اور اسود عسی نے کیا، یا آپ کے بعد کسی
اس نے کہ آپ خاتم النبیین ہیں، تبصریح قرآن و
حدیث، پس دعویٰ نبوت اللہ اور اس کے رسول
کی تکذیب ہے مثل یہاں یوں کے ؟“

” اور یہ دونوں مسئلے بھی منجملہ ان کے ہیں جن کی وجہ
ان کو کافر کہا گیا ہے بوجہ جائزہ رکھنے نبوت کے بعد
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کے متعلق حق
تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آخری پیغمبر ہیں ؟“

محدثین کی اس عظیم الشان جماعت کے اقوال و تصریحات آپ نے ملاحظہ فرمائیں کیا کسی ایک نے بھی ختم نبوت میں یہ شاخ نکالی ہے کہ صرف تشریحی نبوت کا اختتام ہوا ہے، غیر تشریحی یا ظلی یا بروزی قیامت تک جاری رہے گی؟
 اچھا اگر محدثین سے بھی یہ فروگزاشت ہو گئی تو آگے آئیے، ہم اب باب تفسیر سے اس عقود کا حل طلب کریں جن کی تہمت مساعی کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کی مراد کو سہل اور صاف طریق سے امت کے سامنے پیش کر دیں۔

طبقات المفسرین

حضرات مفسرین کے اقوال مسئلہ زیر بحث کے متعلق بیشتر اسی رسالہ کے پہلے حصہ میں آیا ختم نبوت کے ماتحت گنچے میں، لہذا اب ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں، بلکہ صرف ان حضرات کے اسماء گرامی شمار کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے۔

امام التفسیر والحدیث حافظ ابو جعفر طبریؒ، امام راغب اصفہانیؒ، حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ، علامہ محضیؒ صاحب کشفات، شید محمود آلوسیؒ مفتی بغداد صاحب روح المعانی، علامہ نسفیؒ صاحب مدارک، علامہ بغویؒ صاحب معالم التنزیل، خازن، امام رازیؒ صاحب تفسیر کبیر، قاضی بیضاویؒ، علامہ جلال الدین سیوطیؒ صاحب جلالین و درمنثور، ابو حنیفہؒ صاحب بزم محیط، علامہ شربینیؒ صاحب سراج المنیر، صاحب عمل حاشیہ جلالین، شیخ محمد بن ابی عمرؒ علامہ شیخ محمد نوویؒ صاحب مراجع البیہ، حضرت قاضی شہداء اللہ پانی پتیؒ صاحب تفسیر منظری، علامہ شیخ اسماعیل حقیؒ صاحب روح البیان، شیخ معین الدینؒ صاحب جامع البیان، حضرت شاہ عبدالقادرؒ صاحب موضع القرآن، ابو محمد روز بہان شیرازیؒ صاحب غرر البیان، علامہ ثعالبیؒ صاحب جوامع حسان، شیخ کمال الدین حسین ہرویؒ، فوارح البیہ، علامہ ابوسعودؒ، علامہ احمد معروف بلاء جیون صاحب تفسیر احمدی، تفسیر توابہب لدنیہ۔

ان حضرات کے اقوال اور تصریحات عموماً آیت خاتم النبیین کے تحت مذکور ہیں جن میں بعض کے اقوال اس رسالہ میں درج کئے گئے ہیں اور بعض جدید ہیں، لیکن کسی ایک نے بھی کہیں یہ نہ لکھا کہ ختم نبوت سے فقط تشریحی نبوت کا اختتام مراد ہے، کوئی ظلی یا بروزی نبوت کی قسم اب بھی باقی ہے۔ اس لئے ہم اور آگے بڑھ کر فقہ اہل امت سے اس کا

استفسار کرتے ہیں، کیونکہ یہ جماعت بال کی کمال نکالنے اور مسئلہ کے ہر پہلو اور ہر قید و شرط کو بوضاحت بیان کرنے میں مشغول ہے۔

حضرات فقہاء

ما حیل الا شباه والنظار کتاب السیر والردۃ میں لکھتے ہیں :-

اِذَا لَمْ يَخْبُرْ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخِرُ الْاَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ لِاَنَّهُ مِنْ الصُّمُورِ ذِيَاتِ - (اشباہ ص ۳۹۶)

”اور جب کوئی شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سے آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اس لئے کہ آپ کا آخری نبی ہونا ضروری کیا میں سے ہے۔“

اور علامہ ابن نجیم بحر الرائق شرح کتر الدقائق میں تحریر فرماتے ہیں :-

وَيَكْفُرُ بِقَوْلِهِ اِنْ كَانَ مَا قَالِ الْاَنْبِيَاءُ حَقًّا اَوْ مِثْلًا وَاَقْبَلُ قَوْلِهِ اَنَا رَسُولُ اللهِ - (بحر ص ۱۳۰ ج ۱۵)

”اگر کوئی کلمہ شک کے ساتھ یہ کہے کہ اگر انبیاء کا فرمان صحیح اور سچ ہو تو تو کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔“

اور قاضی عالمگیری ص ۲۶۳ ج ۲ میں ہے :-

اِذَا لَمْ يَخْبُرْ بِذَلِكَ الرَّجُلُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخِرُ الْاَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ وَلَوْ قَالَ اَنَا رَسُولُ اللهِ اَوْ قَالَ بِالْفَارِسِ مَنْ يَغْتَبِرُ يَبْدُو لَهُ مَنْ يَبْسُطُ يَبْسُطُ

”جب کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اور اگر کہے کہ میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں تب بھی کافر ہو جاتا ہے۔“

علامہ ابن حجر مکی شافعی اپنے قاضی میں تحریر فرماتے ہیں :-

مَنْ اَعْتَقَدَ وَخَيًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرَ بِاجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ

”جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی وحی کا اعتقاد رکھے باجماع مسلمان کافر ہو گیا۔“

اور مکمل اعلیٰ قاضی شریعہ شامل میں مہر نبوت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

لے ضروریات دین ۱۰ احکام میں من کا وجود مذہب اسلام میں درجہ تواتر کو پہنچ چکا ہو، خواہ یہ حکم فرض ہو یا واجب، مسنون ہو یا مباح ۱۲

”مہر نبوت کی نسبت نبوت کی طرف اس لئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے محل نبوت پر ہر رنگ چکی ہو سکا کہ اس کے بعد کوئی اس میں داخل نہ ہوگا“

وَاِذَا ضَافَتْهُ اِلَى الشُّبُوَّةِ لَاِنَّهُ خَتَمَ بِهٖ نَبِیُّ الشُّبُوَّةِ حَتّٰی لَا یَدْخُلُ بَعْدُ اَحَدٌ ۔

یز علامہ موصوف شرح فقہ اکبر، ص ۲۰۲ میں فرماتے ہیں :-

”اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باجماع کفر ہے“

وَدَّعٰوٰی الشُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ ۔

عجب ہے کہ مرزا قاسم علی قاری پر یہ تہمت باندھتی ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہیں، بلکہ غیر تشریعی نبوت کے بعد میں جاری رہنے کو جائز سمجھتے ہیں حالانکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ کس صفائی کے ساتھ اس جگہ مطلقاً دعویٰ نبوت کو کفر فرما رہے تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔ اور علامہ سید محمود مفتی بغداد کی مفصل عبارت پہلے گذر چکی ہے جس کے چند

جملے یہ ہیں :-

”اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں اور جن کو احادیث نبویہ نے نہایت صحت سے بیان کر دیا ہے اور جن پر امت نے اجماع کیا ہے اس لئے اس کے خلاف کا مری کافر سمجھا جائے گا اور اگر امر از کرے گا تو قتل کر دیا جائے گا“

وَكُوْنُهُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ خَاتِمَ النَّبِیِّیْنَ مِمَّا نَطَقَتْ بِہِ الْکُتُبُ وَصَدَّقَتْ بِہِ الشُّعْءُ وَاجْمَعَتْ عَلَیْہِ الْاُمَّةُ فَلَیْكَفُ بِدَّعٰیْ خِلَافِہِ رَفِیْقُلْ اِنْ اَصَرَ ۔

(رد المحتار، ص ۶۵ ج ۱)

اور شیخ سلیمان سجری شرح منہاج میں ایک نظم میں تحریر فرماتے ہیں :-

حَتْمٌ عَلَى كُلِّ ذِي التَّكْلِيفِ مَعْرِفَةُ ۖ الْأَنْبِيَاءِ عَلَى التَّفْصِيلِ قَدْ عَلِمُوا ۖ
”ہر مکلف مسلمان پر واجب کہ ان انبیاء کرام کو پہچانے جن کے اسمائے گرامی قرآن میں تفصیل مذکور ہیں“
فِي نَيْلِكَ حُجَّتُنَا مِنْهُمْ ثَمَانِيَةٌ ۖ مِنْ بَعْدِ عَشْرِ رَبِّیْ سَبْعَةٌ وَهُمْ ۖ
”انہیں ہماری حجت بھکیں انبیاء علیہم السلام میں جن میں سے سات کے اسمائے گرامی ہیں“
اِدْرِیْسُ وَهُودٌ شُعَيْبٌ صَالِحٌ وَكَذَا ۖ ذُو الْكِفْلِ اٰدَمُ بِالْخُتَارِ قَدْ حُجِّمُوا ۖ
حضرت ادريس، ہود، اور شعیب اور صالح اور ذوالکفل، آدم جو محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم پر حتم کر دیئے گئے ہیں“

اور فصول عمادی میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے :-

وَكَذَٰلِكَ الْوُتَّانُ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ أَذَقَالَ
بِالْفَارِسِيَّةِ مَنْ يَمِينُ يَمِينُ يَمِينُ
مَنْ يَمِينُ يَمِينُ وَلَوْ أَنَّهُ جِئْتُ قَالِ هَذِهِ
الْمُقَالَةُ طَلَبَ عَمْرُو مِنْهُ الْمُعْجَزَةَ
فَقِيلَ يَكْفُرُ الطَّالِبُ وَالْمُتَأَخِّرُونَ مِنْ
الْمُتَأَخِّرِينَ قَالُوا إِنْ كَانَ عَمْرُو الطَّالِبِ
تَعْمُزُهُ وَإِنِّصَاحُهُ لَا يَكْفُرُ .

(فصول، ۱۳۰)

اور ایسے ہی اگر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا خدا کی زبان میں کہے من پیغامبرم اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام لے جاتا ہوں تو کافر ہو جائے گا، اور جب اس نے یہ بات کہی اور کسی شخص نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی کافر ہو جائے گا، لیکن متاخرین نے فرمایا ہے کہ اگر طالب معجزہ کی نیت طلب معجزہ سے محض اس کی رسوائی اور اظہار عجز ہو تو کافر نہ ہوگا :-

اور خلاصۃ الفتاویٰ میں امام عبدالرشید بخاری فرماتے ہیں :-

وَلَوْ أَدْعَى رَجُلٌ الشُّبُهَةَ وَطَلَبَ رَجُلٌ
الْمُعْجَزَةَ قَالِ بَعْضُهُمْ يَكْفُرُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ
إِنْ كَانَ عَمْرُو مِنْهُ إِظْهَارَ عِجْزِهِ وَإِنِّصَاحُهُ
لَا يَكْفُرُ .

اور اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض فقہاء کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی مطلقاً کافر ہو جائے گا اور بعض نے تفصیل فرمائی کہ اگر اس نے اظہار عجز و رسوائی کے لئے معجزہ طلب کیا تھا تو یہ کافر نہ ہوگا :-

اور تحفہ شرح منہاج میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے :-

أَوَّلُ ذَبِّ رَسُولٍ أَوْ نَبِيٍّ أَوْ نَقَصَةٍ يَأْتِي
مَنْقُصٍ كَانَ مَقْعًا بِأَسْمِهِ مُرِيدًا تَحْقِيقًا
أَوْ جَوْرًا نُبُوَّةَ أَحَدٍ بَعْدَ وَجُودِ نَبِيِّنَا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا عَلَيْهِ السَّلَامُ
مُسَيِّقًا قَبْلَ فَلَا يَبْرُدُ .

(ازہ الکفار ص ۴۲)

یا کسی رسول یا نبی کی تکذیب کرے یا کسی قسم کی تنقیص کرے جیسے اس کے نام کو تصغیر کے ساتھ بنیت تحقیر ذکر کرے یا کسی کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جائز رکھے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ پہلے نبی ہو چکے ہیں اس لئے ان کے نزول سے اعتراف نہیں ہو سکتا :-

گذشتہ عبارات فصول عمادی اور خلاصۃ الفتاویٰ جو فقرہ کی متفق علیہ اور مستند کتابیں ہیں ان میں جس طرح یہ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کا فرد مرتد اور واجب القتل ہے، اسی طرح یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ جو شخص اس دعوے کو محتمل الصقہ سمجھ کر

اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا احتمال باقی نہیں، بلکہ جس وقت دعوائے نبوت کا لفظ کسی کی زبان پر آئے تو فوراً بغیر امتحان مدعی اور طلب دلیل وغیرہ کے یقین کرنا چاہئے کہ وہ کذاب ہو، اس کے دعوے میں صدق کا احتمال نکالنا درحقیقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے میں کذب کا احتمال پیدا کرنا اور سینکڑوں احادیث نبویہ کو جھٹلانا ہے، والعیاذ باللہ۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ارباب فتویٰ نے بھی مطلقاً نبوت کے اختتام کا اعلان فرمایا جس میں تشریعی وغیر تشریعی سب داخل ہیں، اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہر مدعی نبوت اور ہر مدعی وحی کو کافر، کاذب، و جہال قرار دیا، خواہ تشریعی نبوت کا مدعی ہو یا غیر تشریعی کا، اس لئے اب ہم اس مسئلہ کو حضرات متکلمین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، جن کے یہاں لفظ لفظ پر بحث و تحقیق کے بازار گرم ہوتے ہیں، کہ شاید وہ یہیں پتہ دیں کہ غیر تشریعی نبوت کا اختتام نہیں ہوا ہے۔

حضرات متکلمین

امام احمدیث والصلام حافظ ابن حزم اندلسی نے ملل و نخل میں اس مسئلہ کو متعدد مواقع میں روشن فرمایا ہے، ایک جگہ فرماتے ہیں:-

”پہلے تمام امور کا اقرار واجب ہے اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہوگئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا وجود باطل ہے اور ہرگز نہیں ہو سکتا۔“

فَوَجَبَ الْإِقْبَالُ بِهَذِهِ الْجُمْلَةِ وَصَحَّ أَنَّ وُجُودَ النَّبِيِّ بَعْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَاطِلٌ لَا يَكُونُ الْبَيِّنَةُ (ملل، ص ۷۷، ج ۱)

اور ملل صفحہ ۲۳۹ جلد ۲ میں فرماتے ہیں:-

”اور ایسے ہی جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی ہے تو کوئی شخص اس کے کافر ہونے میں اختلاف نہیں کر سکتا، کیونکہ ان سب امور پر صحیح اور قطعی حجت قائم ہو چکی ہے“

وَكَذَا لَيْفَ مَنْ قَالَ رَأَى قَوْلَهُ، أَوْ أَنَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا غَيْرَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ لَا يَخْلِفُ اثْنَانِ فِي تَكْفِيرِهِ لِيَصْحَبَهُ يَوْمَ الْحُجَّةِ بِكُلِّ هَذَا۔

ادریبی مضمون ملل صفحہ ۱۹۸ جلد ۲، اور صفحہ ۱۱۳ جلد ۲، و صفحہ ۸۰ جلد ۲، وغیرہ میں تحریر فرمایا ہے۔

نیز اس کتاب میں ایک جگہ فرماتے ہیں :-

لَكَيْفَ يَسْتَجِيزُ مُسْلِمًا اَنْ يَثْبِتَ بَعْدَهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيًّا فِي الْاَرْضِ .
”ہمیں کوئی مسلمان اس کو کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زمین میں اور کوئی نبی
ثابت کرے ؟“

(ملل و نحل)

اور مولا علی قاریؒ کی عبارت شرح فقہ اکبر ابھی آپ نے ملاحظہ فرمائی جس میں مطلقاً
دعوائے نبوت کو کفر و شراب دیا ہے ۔

اور امام نجم الدین عمر نسفیؒ اپنے عقائد میں تحریر فرماتے ہیں :-

وَأَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ آدَمُ وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .
”یعنی انبیاء میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور
سب سے آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ؟“

اور علامہ تقی زانیؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں :-

وَقَدْ دَلَّ كَلَامُهُ وَكَلَامُ اللَّهِ الْمُنَزَّلُ عَلَيْهِ
أَنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّهُ مَبْعُوثٌ إِلَى
كَافَّةِ النَّاسِ بَلْ إِلَى الْجِنِّ وَالْإِنْسِ
ثَبَّتَ أَنَّهُ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ .
”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور اللہ تعالیٰ کا کلام
جو آپ پر نازل ہوا ، اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ
انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور یہ کہ آپ تمام
انسانوں بلکہ تمام جن و انس کی طرف مبعوث
ہوئے ، اس سے ثابت ہوا کہ آپ آخری رسول ہیں ؟“

(شرح عقائد نسفی)

اور یہی مضمون علم عقائد و کلام وغیرہ کی کتب مندرجہ ذیل میں بھی بمثل و مفصل موجود ہے،
جن کے فقط نام شمار کئے جاتے ہیں :-

المعتقد المتقدم، ص ۲۰۹ . الاتقان للسيوطی، ص ۱۲۸ ج ۲ . مسائل ابی ہمام
مجموعۃ العقائد للیافعی، ص ۱۵ . عقیدۃ العوام للشیخ احمد الزرقانی، ص ۱۲ . شرح عقیدۃ العوام
از علامہ نووی، مسائل ابی الولیث . قطر الخیث للنووی، ص ۱۵۰ .

حضرت شاہ عبد العزیزؒ میزان العقائد میں تحریر فرماتے ہیں :-

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولٌ
وْخَاتِمُهُمْ .
”محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اور انبیا
کے ختم کرنے والے ہیں ؟“

اور علم عقائد کی معروف و معتمد کتاب جو ہر التوحید میں ہے :-

وَحُفَّ خَيْرُ الْخَلْقِ اَنْ تَدْنَمَا ۚ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَبَّنَا وَغَمَمَا

”ہمارے پروردگار نے خیر الخلاق یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصیت دی کہ انبیاء کو آپ پر ختم کر دیا، اور آپ کی بعثت تمام جن دانس کے لئے عام کر دی؟
اور شیخ امام عبد السلام بن ابراہیم مالکی المذہب اس کتاب کی شرح ”اتحاف المرید“ میں تحریر فرماتے ہیں:-

أَمَّا خَتْمُ رَبَّنَا بِنُبُوَّتِهِ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ
قَالَ تَعَالَى وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَتَلَمَّ مِنْهُ
خَتْمُ الْمُرْسَلِينَ أَيْضًا لِأَنَّ خَتْمَ الْأَعْمَى
خَتْمٌ لِلْأَخْفَى مِنْ غَيْرِ عَكْسٍ فَلَا تَسْبَدُ أُنْبُوءُهُ
وَلَا تَشْرِيْعُهُ بَعْدَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ (اتحاف المرید، ص ۱۱۶)

”یعنی ہمارے پروردگار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام انبیاء کو ختم فرمادیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ اور ختم نبوت ختم رسالت بھی لازم تھا ہے کیونکہ نبوت عام ہے اور عام کا ختم خاص کا اختتام بھی ہے مگر اس کا عکس نہیں ہوتا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت شروع ہوگی اور نہ شریعت؟

اس میں لا متبدل انبوت کے لفظ سے اس شبہ کا بھی ازالہ کر دیا کہ آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی سمجھا جاسکتا تھا، اس لئے بتلادیا کہ ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی نبوت آپ کے بعد شروع نہ ہوگی، اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پہلے شروع ہو چکی ہے۔
اور شیخ عبد الغنی نابلسی شرح کفایۃ العوام صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں:-

أَوَّلُهُمْ آدَمُ ثُمَّ الْأَخِيرُهُمْ يُحْيَى
نَبِيُّ بَعْدَهُ نَبِيٌّ وَلَا رَسُولَ أَصْلًا مُحَمَّدٌ
بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ النَّبِيُّ الْبَاقِي
عَلَى رِسَالَتِهِ وَإِنْ مَاتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِلَى آخِرِ الزَّمَانِ وَانْقِطَاعِ الدُّنْيَا.

”سب سے پہلے رسول آدم علیہ السلام، پھر ان میں سے آخری نبی اس طرح کہ ان کے بعد مطلقاً کوئی نبی نہ رہے رسول، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، اور آپ ہی ایسے نبی ہیں کہ آپ کی نبوت رسالت دنیا میں آپ کی وفات کے بعد بھی آخر زمانہ اور فناء دنیا تک باقی ہیں“

وہ لوگ جو تشریف اور غیر تشریفی کی شاخیں نکال کر ہر عبارت کی تخریف کیا کرتے ہیں انہیں کھول کر ان عبارتوں کو پڑھیں کہ کس طرح ان حضرات نے ان کے کرو تخریف کا راستہ بند کر دیا ہے کیونکہ ان دونوں عبارتوں میں نہایت وضاحت کے ساتھ تشریفی اور غیر تشریفی ہر قسم کی نبوت کے اختتام کی تصریح کرتے ہوئے اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ

آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت نہ دیا جائے گا کسی قدیم نبی کا اپنی نبوت پر رہنمایا پھر دنیا میں آنا ختم نبوت کے کسی طرح معارض نہیں، اس لئے مسئلہ نزول مسیح کو ختم نبوت کا معارض سمجھنا غلط مرزائی فہم و فراست کا اظہار ہے۔

اور شیخ ابوشکور سالی تمہید میں تحریر فرماتے ہیں:-

”روافض کہتے ہیں کہ عالم نبی سے کہیں خالی نہیں ہے گا، اور ان کا یہ خیال کفر ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”وَقَاتِمُ النَّبِيِّينَ“ اور جو شخص ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہو جائے گا، اور جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا، کیونکہ قرآن مجید کی نص قطعی میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا، اس لئے یہ اعتقاد رکھنا فرض ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں کسی کو شرکت حاصل نہیں، بخلاف عقیدہ روافض کے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نبوت تھے، اور ان کا یہ عقیدہ کفر ہے۔“

وَقَالَتِ الْزُّرَّافِضُ أَنَّ الْعَالَمَ لَا يَكُونُ خَالِيًا مِنَ النَّبِيِّ قَطُّ وَهَذَا الْكُفْرُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ ”وَقَاتِمُ النَّبِيِّينَ“ وَمَنْ ادَّعَى النَّبُوَّةَ فِي زَمَانِنَا فَإِنَّهُ يُصَيِّرُ كَافِرًا وَمَنْ طَلَبَ مِنْهُ الْمُعْجَزَاتِ فَإِنَّهُ يُصَيِّرُ كَافِرًا لِأَنَّهُ لَا شَيْءَ فِي النَّبِيِّ فَيَجِبُ الْإِعْتِقَادُ بِأَنَّهُ لَا نَبِيَّ لَكَ وَلَا أَحَدٍ فِي النَّبُوَّةِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخِلَافِ مَا قَالَتِ الزُّرَّافِضُ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ شَرِيكًا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّبُوَّةِ وَهَذَا مِنْهُمْ كُفْرٌ

اور شرح عقیدہ سفارینی میں ہے:-

”اور جو شخص یہ سمجھے کہ نبوت کو شیش اور سی سے حاصل ہو سکتی ہے، وہ زندیق ہے، اس کا قتل کرنا واجب ہے، اس لئے کہ اس کا یہ عقیدہ تو اس کو متفق ہے کہ سلسلہ نبوت کبھی ختم نہ ہو، اور یہ بھی قرآن و احادیث متواترہ کے خلاف ہے، جن میں علیہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بیان کیا گیا ہے (اس کے بعد فرماتے ہیں) اور یہ سلسلہ اسی طرح ممتد ہوتا ہوا چلا آیا، یہاں تک کہ نبی خاتم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔“

وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهَا مَكْتَسِبَةٌ فَمَوْذُونٌ يَجِبُ قَتْلُهُ لِأَنَّهُ يُفْقِئُ كَلَامَهُ وَاعْتِقَادَهُ أَنَّ لَا تَقْطِعُ وَهُوَ مُخَالَفٌ لِلنَّصِ الْقَرِئِنِ وَالْأَحَادِيثِ الْمَتَوَاتِرَةِ بِأَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ (الی قولہ) وَكَانَ ذَلِكَ مُمْتَدًّا آمِنَ عَهْدِ الْأَبِ الْأَوَّلِ الصَّقِيِّ أَدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِلَى أَنْ يُعَيِّتَ الْخَاتَمَ الَّذِي الْحَبِيبُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (شرح عقائد سفارینی ص ۲۵۷)

ادحجۃ الاسلام امام غزالیؒ اپنی کتاب اقتصاد میں مسئلہ زیر بحث کو اس طرح صاف بیان فرماتے ہیں کہ کسی مخالف کو لب کھولنے کی گنجائش نہیں رہتی۔

”یشک امت نے اس لفظ یعنی خاتم النبیین اور لائق بعدی سے اور قرآن احوال سے بجا ع یہی سمجھا ہے کہ آپ کے بعد اب دیگر نہ کوئی نبی ہوگا“ اور نہ کوئی رسول، اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے نہ تخصیص۔“

إِنَّ الْأُمَّةَ قَعَمَتْ بِالْإِجْتِمَاعِ مِنْ هَذَا
الْفَلْظِ وَمِنْ قَرَأَتْ أَمْوَإِلَهُ أَنَّهُ فُهِمَ
عَدَمُ نَبِيِّ بَعْدَهُ أَبَدًا وَعَدَمُ رَسُولٍ لِرَسُولِ اللَّهِ
أَبَدًا وَإِنَّهُ لَكَيْسٌ فِيهِ تَأْوِيلٌ وَلَا تَخْصِيصُ
(الاقتصاد، طبع مصر ص ۱۳۸)

”اقتصاد“ کے اس معنی میں اس عبارت سے پہلے امام غزالیؒ نے ان تمام تاویلات کو اقسام ہدیان میں شمار فرمایا ہے جو محمد بن نے لفظ ”خاتم النبیین“ یا ”لائق بعدی“ کے متعلق لکھی ہیں۔

ارباب عقائد و کلام کے یہ تمام اقوال و تصریحات ہمارے سامنے ہیں، اور ہماری نظر پر ان میں بھی اسی مقصد کو ڈھونڈ رہے ہیں کہ کیا اس کی طرف کوئی اشارہ کرتا ہے کہ اسلامی نصوص میں ختم نبوت سے فقط تشرعی نبوت کا اختتام مراد ہے، غیر تشرعی ہمیشہ کے لئے باقی ہے۔ لیکن اہل کلام کے کلام میں بھی ہیں اس تفصیل و تقسیم کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا جو قادیانی مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے۔ اس کے بعد ہم بحثہ شناس صوفیائے کرام کے اقوال ہدیہ ناظرین کر کے یہی سوال پیش کرتے ہیں کہ کیا ختم نبوت میں کوئی تشرعی یا غیر تشرعی کی تفصیل ہے یا مطلقاً ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔

۱۔ ختم نبوت کے سابقہ ایڈیشن میں اقتصاد کے حوالے سے جو عبارت لکھی گئی تھی وہ درحقیقت اقتصاد کے مضمون کا خلاصہ تھا، جو حجۃ الاسلام حضرت سیدی مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کلام اللہ میں بڑا با اثر نقل فرمایا ہے۔ اُس وقت احقر کے سامنے اصل کتاب اقتصاد نہیں تھی، انکار المحدثین میں درج شدہ خلاصہ عبارت کو اصل عبارت سمجھ کر وہی خلاصہ عبارت ختم نبوت میں نقل کر دیا گیا، بعد میں جب اصل کتاب اقتصاد سامنے آئی تو اب اس کتاب کی اصل عبارت لکھ دی گئی ہے، مگر کوئی اہل علم اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ پہلے جو خلاصہ مضمون انکار المحدثین سے نقل کیا گیا تھا وہ بالکل اصل کتاب کی عبارت کے مطابق ہے ۱۲ محمد شفیع

صوفیائے کرامؒ

عارف باللہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقائد نامہ میں تحریر فرماتے ہیں :-
 خاتم الانبیاء والرسول است ؛ دیگران بھی جنسِ زواو چو کل است
 دہ پئے اور رسول دیگر نیست ؛ بعد ازاں ہیچ کس ہمیں نیست
 چوں در آخضر زماں بقول رسول ؛ کند از آسمان مسیح نزول
 پیرو دین و شرع او باشد ؛ تابع اصل و منزع او باشد
 دین ہمہ شرع و دین او داند ؛ ہمہ کس را بدین او خواند
 شرح تعرف جس کے متعلق صاحب کشف الظنون لولا التعریف لما
 عرف التصوف فرماتے ہیں (یعنی اگر کتاب تعرف نہ ہوتی تو لوگ تصوف کو نہ سمجھتے)
 اس میں مسئلہ زیر بحث کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

”اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
 ختم فرمایا، جیسا کہ ارشاد ہے وَلَکِنْ رَّسُولَ اللَّهِ
 وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ، جب خاتم کو بیعت ہوا تو
 معنی پیغمبروں کی مہر اور ان کے ختم کرنے والے اور اگر
 بالکسر پڑھو تو معنی مہر کرنے والے اور آخر کر نیوالے
 ہوں گے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
 علی کریم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے وہ نسبت
 رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی، مگر ہارون
 نبی تھے اور موسیٰ بعد کو نبی نہیں ہو سکتا
 اس لئے تم نبی نہیں، نیز فرمایا کہ میں عاقب
 ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا“

اللہ تعالیٰ ختم کر دے پیغمبران را علیہم السلام
 بحمد علیہ السلام چنانکہ خدا نے فرمایا کہ
 وَلَکِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ
 چوں خاتم نصب خوانی مہر پیغمبران باشد و
 آخر پیغمبران چوں خاتم بکسر خوانی مہر کنندہ
 باشد و آخر کنندہ و نیز پیغمبر سلام اللہ علیہ علی
 را کریم اللہ وجہہ گفت اَنْتَ مِنِّیْ بِسْمِ نَزَلِیْ
 هَارُونَ مِنْ مُوسٰی اِلَّا اَنْہٗ لَا نَبِیَّ
 بَعْدِیْ نِزَلِیْ گفتم وَاَنَا الْعَاقِبُ لَا نَبِیَّ
 بَعْدِیْ اِنْھ

(شرح تعرف، ص ۱۱۴)

اور مولانا نظامیؒ گنجوی مخزن الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں :-

کنت نبیاً کہ علم پیش بُرد
 ختم نبوت بحمد سپرد

اور حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر غنیۃ العالین میں تحریر فرماتے ہیں:-

إِدْعَتْ أَيْضًا أَنَّ عَلِيًّا نَبِيٌّ (الی قولہ)
لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَالْمَلَائِكَةُ وَمَا يُرْخَلُفُهُ
إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَقُلْتُ وَأَبَادَ خَضْرَاءُ أَتَهُمُ
وَلَا يَجْعَلُ مِنْهُمْ فِي الْأَرْضِ ذَرِيَّةً إِنَّمَا
بِالْعَوَانِي عَلَيْهِمْ وَمَرَدُّ أَعْلَى الْكَفْرِ
وَتَرَكُوا الْإِسْلَامَ وَفَارَقُوا الْإِيمَانَ
وَجَحَدُوا الْإِلَهَ وَالرُّسُلَ وَالْتَّوَكُّلَ
فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ ذَهَبَ إِلَى هَذِهِ
الْمَقَالَةِ (غنیہ، منقول از کفار المومنین ص ۷۷)

”روافض نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علیؑ نبی
ہیں، لعنت کہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور
تمام مخلوق اُن پر قیامت تک اور برباد کہے اُن
کی کشتیوں کو، اور نہ جوڑے ان میں سے کوئی گھر
بیسے والا، اس لئے کہ انہوں نے اپنے غلوں میں بالغہ
سے کام لیا، اور کفر میں جم گئے، اور اسلام و
ایمان کو چھڑا دیا، اور اللہ تعالیٰ اور انبیاء اور قرآن
کا انکار کیا پس ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ
شخص سے جس نے یہ قول اختیار کیا؟“

اور علامہ عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی شرح فرمادیں غالی روافض کی تکفیر

کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

فَسَادَ مَنْ هَبَهُمْ غَنِيٌّ عَنِ الْبَيَانِ بِتَهَادٍ
الْعَيَانِ كَيْفَ وَهُوَ يُؤَدِّى إِلَى تَجْوِيزِ
نَبِيِّيٍّ مَعَ نَسَبِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَبَعْدَهُ وَذَلِكَ يُسْتَلْزَمُ تَكْذِيبُ
النَّبِيِّ إِنْ قَدْ نَقَصَ عَلَى أَنَّهُ خَاتِمُ
النَّبِيِّينَ وَآخِرُ الْمُرْسَلِينَ فِي الشُّعْ
أَنَا الْعَاقِبَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَاجْتَمَعَتْ
الْأَمَّةُ عَلَى إِبْقَاءِ هَذَا الْكَلَامِ عَلَى
ظَاهِرِهِ وَهَذَا إِحْدَى الْمَسَائِلِ الْمُشْهُورَةِ
الَّتِي لَمْ تَنْبَهِهَا الْعُلَافَةُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى

”اُن کے مذہب کا فساد محتاج بیان نہیں بلکہ
مشاہد ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ اس سے یہ لازم آتا
ہے کہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باوجود
بھی کوئی نبی پیدا ہو، اور اس سے قرآن کی تکذیب
لازم آتی ہے، اس لئے کہ اس کی تصریح کر دی گئی ہو
کہ آپ خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہیں، اور
حدیث میں ہے کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی
نبی نہیں، اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے
ظاہر پر بغیر کسی تاویل و تخصیص کے رکھا جائے، اور
یہ بھی انہی مسائل میں سے ہے جن کی وجہ سے ہم نے
فلاسفہ ماعنہ کی تکفیر کی ہے“

(راز کفار، ص ۴۲)

یہ سلوک و تصوف کے جلیل القدر ائمہ اُن روافض کو کافر قرار دیتے ہیں جو حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کو نبی مانتے ہیں، حالانکہ خود روافض بھی اُن کے لئے مستقل اور تشریحی نبوت

ثابت نہیں کرتے، معلوم ہوا کہ مطلقاً کسی قسم کی نبوت کسی شخص کے لئے تسلیم کرنا تشرک و حدیث کو جھٹلانا اور کفر مرتج ہے۔

اور عارف باللہ شیخ عمار الدین اموی قدس سرہ جو اکابر اولیاء میں سے ہیں، اپنی کتاب ”حیات القلوب فی کیفیۃ الوصول الی المہبوب“ میں مستقل طور پر طائفہ مصوفیہ کے عقائد کو جمع فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”جو تھی فصل عقائد موفیاء کے بیان میں ہے جن پر ان کا اجماع ہو چکا ہے، اور ان مذاہب کے بیان میں جو انھوں نے فری احکام میں اختیار کئے ہیں، یعنی ان کا عقیدہ تو وہی ہے جو امام اہل سنت شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور ان کے اصحاب کا ہے، من ادلہ الی آخرہ۔“

أَفْضَلُ التَّرَائِمِ فِي شَرَحِ عَقِيدَتِهِمْ
الَّتِي أَجْمَعُوا عَلَيْهَا وَمَا أَخَذُوا مِنْ
الْمَذَاهِبِ فِي فُرُوعِ الْأَحْكَامِ أَمَّا
عَقِيدَتُهُمْ فَعَقِيدَةُ شَيْخِ الشُّعْبَةِ
أَبِي الْحَسَنِ الْأَشْعَرِيِّ وَأَمَّا مَحَابِبُهُمْ
فَأَتَّخَذُوهَا إِلَى خَاتِمَتِهَا (حیات القلوب
بمباحثیۃ قوت القلوب، ص ۲۲۲)

اس اجمالی بیان کے بعد پھر ان کے عقائد کو مفصلاً نقل فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-
”اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل ہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت کو ختم فرما دیا ہے۔“

وَأَنَّ مُحَمَّدًا أَفْضَلُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنَّ
اللَّهَ تَعَالَى خَتَمَ بِهِ النَّبُوَّةَ.
(حیات القلوب مذکور ص ۱۲۵)

اور شیخ عارف باللہ تقی الدین عبد الملکؒ اپنی کتاب ”ترہۃ الناطقین“ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص شمار کرتے ہوئے مستقل طور پر ختم نبوت کو افضل ترین خصائص میں شمار کرتے ہیں، اور احادیث ختم نبوت کا ایک کافی حصہ نقل فرماتے ہیں، جو اس رسالہ کے دوسرے حصہ میں درج ہو چکی ہیں (ترہۃ الناطقین، ص ۱۵۱)۔

اور عارف باللہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ ”فتوحات“ میں تحریر فرماتے ہیں:-
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں بتلایا ہے کہ (سچا) خواب اجزاء نبوت میں سے ایک جزو ہے، تو لوگوں کے واسطے نبوت میں سے یہ جزو رویا وغیرہ کا باقی رہ گیا ہے، لیکن اس کا باوجود

فَاخْتَبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّ الرُّؤْيَا جُزْءٌ مِنَ أَجْزَاءِ النَّبُوَّةِ
فَقَدْ بَقِيَ لِلنَّاسِ فِي النَّبُوَّةِ هَذَا لَا
غَيْرُهُ وَمَعَ هَذَا لَا يُطْلَقُ اسْمُ النَّبُوَّةِ

ذَٰلَا الشَّيْءِ إِلَّا عَلَى الْمَشْرِعِ خَاصَّةً
فَحَاجَرَهُ هَٰذَا الْأِسْمُ لِخُصُوصِهِ وَصِفِ
مُعَيَّنِينَ فِي النَّبُوتَةِ .

(فتوحات، ص ۲۷۳۹۵)

یہی نبوت کا لفظ اور نبی کا نام بجز صاحبِ شریعت
کے اور کسی پر بولا نہیں جاسکتا تو نبوت پر ایک
خاص وصف معین ہونے کی وجہ سے اس نام
(نبی) کی بندش کر دی گئی ؟

اور اسی کتاب میں دوسری جگہ ارشاد ہے :-

لَمَنْ يُؤْمِنِ إِلَيْهِ فِي الْمُبَشِّرَاتِ دَهِي
جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ النَّبُوتَةِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ
صَاحِبُ الْمُبَشِّرَةِ نَبِيًّا فَتَقْطَعُ لِعُيُومِ
رَحْمَةِ اللَّهِ فَمَا أَطْلَقَ النَّبُوتُ إِلَّا لِمَنْ
أَنْصَفَ بِالْمَجْهُوعِ ذَٰلِكَ الشَّيْءُ
تِلْكَ النَّبُوتَةُ الَّتِي حُجِّرَتْ عَلَيْنَا وَ
أَقْطَعَتْ سِلَاقَ مِثْلِهَا الشَّرِيعِ
بِالْوَحْيِ الْمَلَكِيِّ فِي الشَّرِيعِ وَذَٰلِكَ لَا
يَكُونُ إِلَّا لِنَبِيِّ خَاصَّةً .

(فتوحات، ص ۲۷۵۶۸)

شیخ نے ان دونوں عبارتوں میں ٹھیک اسی عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے، جو چہود امت
اور تمام طائفہ صوفیائے کرام کی زبانی آپ من چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد نبوت کا عہدہ جلیلہ کسی کو عطا نہیں ہو سکتا، بلکہ جس چیز کا نام عرفِ شرع میں نبوت
ہے وہ بالکلیہ منقطع ہو چکی ہے، البتہ کمالاتِ نبوت آپ کی امت کے افراد میں نسبت
اہم سابقہ کے بھی زیادہ موجود ہیں، اس کا انکار نہ علماءِ ظاہر کرتے ہیں، نہ صوفیائے کرام
چنانچہ ہم حصہ اول میں اس کی تصریح بعض آثار و احادیث سے بھی نقل کر آئے ہیں۔

نیز ان عبارتوں سے شیخ کے اس کلام کی مراد بھی حل ہو گئی، جو فتوحات کے بعض دیگر
مقامات میں درج ہے کہ ”نبوت بغیر تشریح کے باقی ہے“ کیونکہ اس کلام کو ان عبارتوں
کے ساتھ جوڑ دینے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نے کمالاتِ نبوت اور مبشرات اور
ولایت کو نبوتِ غیر تشریحی فرمایا ہے، جو ان کی اپنی خاص اصطلاح ہے۔

اور ان عبارتوں میں یہ صاف اعلان کر دیا کہ جو نبوت بغیر تشریح ہو وہ نبوت نہیں کہلاتی، بلکہ نبوت کا اطلاق اسی وقت درست ہوتا ہے کہ جب تمام اجزاء نبوت جن میں تشریح بھی داخل ہے، مکمل موجود ہوں، اس لئے اس عبارت کا حاصل تقریباً یہی ہوا جو ایک حدیث کا مضمون ہے، جس میں ارشاد ہے کہ ”سچا خواب اجزاء نبوت میں سے ہے“ مگر کسی کے نزدیک اس کو نبوت نہیں کہتے۔

اسی طرح شیخ کے کلام میں جب ایک طرف یہ تصریح موجود ہے کہ تشریح اجزاء نبوت میں سے ہے اور دوسری طرف یہ فرماتے ہیں کہ نبوت بغیر تشریح باقی ہے، تو اس کا حاصل سوا اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ نبوت باقی نہیں، بلکہ بعض اجزاء نبوت باقی ہیں، جن کو نہ شرعاً نبوت کہا جاسکتا ہے نہ عرفاً، اور نہ خود شیخ اکبر کی اصطلاح میں، کیونکہ وہ خود فرما چکے ہیں کہ جب تک حشر تشریحی ساتھ نہ ہو اس وقت تک نبوت کا اطلاق جائز نہیں۔

یہاں سے مرانیوں کے اُس قریب کی بھی قلعی کھل گئی جو انہوں نے شیخ اکبر کے کلام کی آڑ لے کر مسلمانوں میں پھیلا یا ہے کہ شیخ اکبر غیر تشریحی نبوت کی بقا کے قائل ہیں، کیونکہ آپ ابھی خود شیخ کی زبانی معلوم کر چکے ہیں کہ غیر تشریحی نبوت، نبوت نہیں بلکہ بعض اجزاء نبوت ہیں۔

الغرض جس کی بقا کے وہ قائل ہیں وہ نبوت نہیں، اور جو نبوت ہے اس کی بقا کے قائل نہیں، اور یہی تمام امت کا اجماعی عقیدہ ہے، اور اسی پر ایمان واجب ہے۔ اور اگر بالفرض شیخ کی مراد ہماری سمجھ میں نہ آتی تب بھی نصوص قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ اور جمہور امت کے متفقہ عقیدہ کو شیخ اکبر کی کسی موہم عبارت پر شیخ کی جلالت قدس سلم ہونے کے باوجود متاثر نہیں کیا جاسکتا۔

اور شیخ عبد الغنی نابلسی شرح فصوص الحکم میں شیخ اکبر کی ایک عبارت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

وَقَدْ انْقَطَعَتِ النَّبُوءَةُ وَالرِّسَالَةُ
بِنَبُوءَةِ نَبِيِّنَا وَرَسُولِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَيْثُ لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ
”اور تعین نبوت و رسالت ہمارے رسول
نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ختم ہو چکی
اس طرح پر کہ کوئی ایسا شخص نہیں باقی رہا جو

يُثَبِّتُ بِذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ -

(شرح مفصّل، ص ۸۱)

قیامت تک اس وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہو سکے؟

اور امام العارفین حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ مکتوبات میں فرماتے ہیں: ”چونکہ یہ فرقہ مبتدعہ (ردائق) اہل قبلہ ہے اس لئے ان کی کفیریت اس وقت پرہیز نہ کیا جانا چاہئے جب تک کہ ضروریات دینیہ اور متواتر احکام شرعیہ کا انکار و رد ثابت نہ ہو جائے

چوں اس فرقہ مبتدعہ اہل قبلہ اندر تکفیر انہما جرات نہاید نمود تا زمانیکہ انکار ضروریات دینیہ نہ نمایند و رد متواتر احکام شرعیہ نکنند، و قبول ما علم بحیث من الدین بالضرورة نکنند۔

(مکتوبات امام بابائیؒ ص ۳۳ و ۳۴)

جس میں تصریح ہے کہ جو مسئلہ اسلام میں متواتر اور ضروری الثبوت ہو اس کا انکار کفر ہے، اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ مسئلہ زیر بحث (ختم نبوت) اعلیٰ درجہ کا و اتر لئے ہوئے ہے، اس لئے اس کا انکار حضرت مجددؒ کے نزدیک بھی کفر ہو گا۔ اور اس مضمون کو شیخ اکبرؒ نے فتوحات صفحہ ۲۵۷ جلد ۲ میں بیان کر کے اتنا اور اضافہ کیا ہے۔

”التَّائِيلُ الْفَاسِدُ كَالْكُفْرِ“ (کفر و بیعت میں تاویل فاسد کرنا بھی مثل کفر کے ہے) یہ عارفین صوفیاء کے مقالات ہیں، جن میں سے چند بطور نمونہ ہدیہ ناظرین ہوئے، ان میں بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جمہور امت کی طرح یہ بلند پرواز جماعت بھی ہر قسم کی نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھتی ہے اور اسی عقیدہ کو حسرت و ایمان بتاتی ہے۔ علماء امت کے ہر طبقہ اور ہر جماعت میں سے چند اراکان و عمائد کی شہادتیں آپ کے سامنے آچکی ہیں، جن میں بغیر کسی تاویل و تخصیص اور بلا تقسیم و تفصیل کے جس چیز کا نام عرب شریعت میں نبوت ہے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مختص مانا گیا ہے۔

اس کے بعد ہم انبیاء سابقین اور ائمہ ماضیہ سے اسی دعوے کی شہادتیں پیش کرتے ہیں جس کے آئینہ ہودیکھے اور جس کے کان ہو سنے، ”وَمَنْ لَّمْ يُجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَلَكَ مِنَ النُّورِ“

کتابِ قدیمہ تورات و انجیل

میں

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

مسئلہ ختم نبوت پر انبیاء سابقین اور انکی امتوں کی شہادتیں

آخر میں ہم ناظرین کے سامنے کتابِ قدیمہ کے چند اوراق کھولتے ہیں جن میں مسئلہ زیر بحث پر کافی روشنی ڈال کر یہ جتلا دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت کا اختتام آپ کی ایک ایسی خصوصی فضیلت ہے کہ جماعتِ انبیاء میں سے آپ کے لئے طعنے امتیاز ہے، اور امتیاز بھی وہ کہ آپ کی تشریف آوری سے بہت پہلے دنیا میں اس کا اعلان کر دیا گیا تھا۔

لیکن موجودہ تورات و انجیل چونکہ اپنے پرستاروں کے دستِ ظلم سے مسخ و فسخ اور حذف و ازدیاد کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں، اور ہم دیکھتے ہیں کہ آئے دن اُن کے بدلنے کے لئے کدیشن بیٹھتے ہیں، اس لئے ہم نے اس باب میں بھی اپنے علماء و سلف اور صحابہ و تابعین کی نقلوں پر اعتماد کیا ہے جو مستند کتبِ حدیث سے اخذ کی گئی ہیں، جس کو ہم اگر اقوالِ محدثین میں داخل کرنا چاہیں تو بلا تکلف کر سکتے ہیں۔ پھر جب ہم نے اس میدان میں قدم رکھا تو ابوابِ سابقہ کی طرح یہ بھی ایک ناپید آکنار دریا نکلا، جس کے چند موتی حدیثِ ناظرین کے جاتے ہیں، اور باقی کو بخوفِ تطویل حذف کیا جاتا ہے، وہی ہذا :-

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم

امام التفسیر ابن جریر طبریؒ آیہ کریمہ وَ أَخَذَ الْأَلْوَابِ کے تحت الواحِ تورات

کا ذکر کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں :-

” حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میں اوارح قنات میں ایک ایسی اُمت دیکھتا ہوں جو پیدائش میں سب آخری ہمارے دُخولِ جنت میں سب مقدم، اے میرے رب! ان کو میری اُمت بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہے۔“

قَالَ مُوسَىٰ يَا رَبِّ اِنِّیْ اَجِدُ فِی الْاَوَاحِ اُمَّةٌ هُمْ الْاٰخِرُونَ فِی الْخَلْقِ السَّابِقُونَ فِیْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ رَبِّ اجْعَلْنِیْمْ اُمَّتِیْ قَالَ یٰلَئِکَ اُمَّةٌ مَّخْتَبًا مَّلَیَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَمَ۔

محدث ابو نعیم نے بھی دلائل النبوة صفحہ ۱۳ میں یہ روایت مفصل نقل کی ہے، نیز ابو نعیم نے حضرت حسان سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں :-

” میں آخر شب میں ایک ٹیلہ پر تھا کہ یکا یک ایک بلند آواز سنی، جس سے زیادہ بلند اور رسا آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی، دیکھا گیا تو وہ ایک یہودی تھا جو مدینہ طیبہ کے ایک ٹیلہ پر ایک شعل لے ہوئے ہے، اس کو دیکھ کر لوگ جمع ہو گئے، اور کہا گیا ہوا کیوں چلاتے ہو؟ حضرت حسان کا بیان ہے کہ میں نے اس کو یہ کلمات کہتے ہوئے سنا :-

” یہ ستارہ احمد طلع ہو چکا، یہ ستارہ ہمیشہ نبوت کے ساتھ طلع ہوتا ہے، اور انبیاء میں سے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کوئی باقی نہیں رہا جو مبعوث نہ ہوا ہو؟“

هٰذَا الْكَوْکَبُ اَحْمَدٌ قَدْ طَلَعَ هٰذَا الْكَوْکَبُ لَا یَطْلُعُ اِلَّا بِالنَّبُوَّةِ وَلَمْ یَبْقَ مِنْ الْاَنْبِیَاءِ اِلَّا اَحْمَدُ۔

(دلائل النبوة، ص ۱۷)

اور حضرت خویصہ بن مسعود فرماتے ہیں :-

” یہود ہمارے ساتھ بہتے تھے، اور وہ (آنحضرت صلی اللہ وسلم کی بعثت سے پہلے ایک ایسے نبی کے پیدا ہونے کا ذکر کیا کرتے تھے جو مکہ میں مبعوث ہوں گے، اودان کا نام احمد ہوگا، اور انبیاء میں سے ان کے سوا کسی کی بعثت باقی نہیں رہی، اور یہ سب

ہماری کتابوں میں موجود ہے۔“ (رواہ ابو نعیم فی الدلائل، ص ۱۷)

اور حضرت ابوسعید خدری کا بیان ہے کہ میں نے ابو مالک ابن سنان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں ایک روز قبیلہ بنی عبدالاشہل میں گیا تھا، وہاں یوشع یہودی سے سنا کہ وہ کہتا تھا :-

’ ایک نبی کے پیدا ہونے کا زمانہ قریب آگیا ہے، جن کو اس حد کہا جاتا ہے، جو حرم میں پیدا ہوں گے، اور پھر کہا کہ یہ بات تنہا یوشع نہیں کہتا بلکہ شرب (مدینہ) کے تمام یہودی بھی کہہ رہے ہیں۔‘

ابو مالک بن سنان کہتے ہیں کہ میں یہاں سے فارغ ہو کر بنی قریظہ میں پہنچا، تو ایک جماعت دیکھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہی تھی، زمیر ابن باطلانے کہا کہ وہ ’ کوکب احمد طلوع ہو چکا ہے‘ اور یہ ستارہ جب ہی طلوع ہوتا ہے جب کوئی نبی پیدا ہوتا ہے، اور انبیاء میں سے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کسی کی پیدائش باقی نہیں رہی، اور یہ (مدینہ) اُن کی ہجرت گاہ ہے۔ (رواہ ابو نعیم فی الدلائل، ص ۱۸) اور حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ میرے والد تورات اور اس کلام پاک کے سب سے زیادہ عالم تھے، جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا، اور وہ جو کچھ جانتے تھے مجھ سے کچھ نہ چھپاتے تھے، جب اُن کی وفات قریب آئی تو مجھے بلایا اور کہا:

’ بیٹا! تم جانتے ہو کہ جو کچھ علم مجھے حاصل تھا میں نے تم سے کچھ نہیں چھپایا، مگر وہی ابھی تک میں نے تم پر ظاہر نہیں کئے تھے، جن میں ایک نبی کا ذکر ہے، جن کی بعثت کا زمانہ قریب آگیا ہے، میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ تمہیں پہلے سے اس پر مطلع کر دوں، کیونکہ خطرہ تھا کہ کوئی کذاب اُٹھے اور تم اسی کو نبی موعود سمجھ کر اطاعت شروع کر دو، ان دونوں درقوں کو میں نے اس طاق میں جس کو تم دیکھ رہے ہو گارے سے بند کر دیا۔ کعب احبار نے (اس کا طویل دلچسپ قصہ لکھنے کے بعد) فرمایا کہ پھر میں نے یہ دو درق اس طاق سے نکالے تو ان میں یہ کلمات بھی لکھے تھے۔‘

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَاتِمُ النَّبِيِّیْنَ بَعْدَ رِءَاہِ الْوَعْدِ الْوَعْدِ شَرِیْفِ
’ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور سب انبیاء کے ختم کردہ گئے ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔‘

حضرت شعیب علیہ السلام

اور حضرت وہب بن منبہ نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف وحی سرائی، جس میں طویل کلام کے ضمن میں یہ کلمات

بھی مذکور ہیں۔

إِلَىٰ بَاعِثٍ نَّبِيًّا أَمِينًا أَفْتَحُ بِهِ إِذَا شِئْنَا وَكَلَّوْنَا غُلْفًا وَأَعْيَيْنَا عَمِيَّتًا مَوْلَدًا بِمَلَكَةٍ وَمَهَا جَرَّةٌ بِطَيْبَةِ وَ مَلَكُهُ بِالشَّامِ (القولہ) وَأَجْعَلَ أُمَّتَهُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ (القولہ) أَحْسَنُ يَكْتَابُهُمُ الْكُتُبَ وَبَشِّرِ بِهِمُ الشَّرَائِعَ وَبَدِّلْ فِيهِمُ الْأَدْيَانَ، الحدیث (مشاء ابو نعیم فی الدلائل ص ۱۱۴ ج ۳)

”میں ایک نبی اُتھی بھیجیے مالاہوں جس کے ذریعہ میں بہت سے کانوں اور بند دلوں اور لڑھی آنکھوں کو کھول دوں گا، ان کی جگہ پر پیدائش مگر اور ہجرت کا مدتیہ اور اقتدار شام میں ہو گا، (اس کے بعد فرمایا) اور ان کی امت کو بہترین امت بناؤں گا، ان کی کتاب پر آسانی کتابیں اور ان کی شریعت پر تمام شریعتیں اور ان کے دین پر تمام ادیان ختم کر دوں گا“

حضرت دانیال علیہ السلام

اور حضرت کعب احبار نقل فرماتے ہیں کہ ارضِ بابل سے بنی اسرائیل کی خلافت کا سبب نجت نصر کا ایک طویل خواب ہوا ہے، جس میں اس نے ایک عظیم الشان بُت دیکھا تھا، جس کا سر آسمان میں اور پاؤں زمین میں ہیں، اس کے اوپر کا حصہ سونے کا اور درمیانی چاندی کا اور نیچے کا حصہ تانبے کا اور دونوں پنڈلیاں لوہے کی اور پاؤں مٹی کے ہیں، اچانک آسمان سے ایک تھرا آیا جو اس کے سر کی چوٹی پر پڑا جس سے اس کا ریزہ ریزہ ہو کر چاندی سونا لوہا تانبہ سب ایک ہو گیا، پھر دیکھا کہ یہ آسمانی تھمر بڑھ رہا ہے، یہاں تک کہ بُت تھمتھتے اس نے تمام زمین کو گھیر لیا، اور سوائے آسمان اور اس تھمر کے کچھ نظر نہیں آتا، جس کی تعبیر اس زمانہ کے نبی حضرت دانیال علیہ السلام نے مفصل بیان فرمائی، جس کے چند کلمات یہ ہیں:

”وہ تھمر جو بُت کے سر پر بیٹھا گیا وہ اللہ کا دین ہے، جو اس امت کے سر پر آخر زمانہ میں آئے گا

جائے گا، اور اللہ تعالیٰ ایک نبی اُتھی جو ب سے بھیجے گا، جس کے ذریعہ سے تمام اہم ادیان کو

زیرِ دبر کر دیا جائے گا، جس طرح اس تھمر نے بُت کو زیرِ دبر کر دیا (اور اہل ابونعیم صفحہ ۱۴)

اور یہی روایت سیوطی نے خصائص صفحہ ۲۴ جلد ۱ میں بھی مفصل نقل فرمائی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کی شہادت

اور اُس کا قابل دید واقعہ؛

حضرت مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور ابن مالکؓ بادشاہ روم مقوقس کے یہاں پہنچے۔ مقوقس نے ہم سے پوچھا کہ تم یہاں تک کیسے پہنچے؟ مصلی اللہ علیہ وسلم، اور ان کے اصحاب تو درمیان میں تھے، انھوں نے تمہیں روکا نہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم دریائے کنارے کنارے چلے آئے، یہیں بھی یہی خوف دامن گیر تھا۔

پھر اس نے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہیں جس دین کی دعوت دی تم نے اس کے متعلق کیا معاملہ کیا؟ ہم نے کہا کہ ہم میں سے کسی نے بھلن کی دعوت قبول نہیں کی۔ اس نے پوچھا کہہ دو؟ ہم نے کہا وہ ایک نیا دین لے کر آئے ہیں، جس پر ہمارے باپ دادا عامل نہیں، اور نہ بادشاہ (یعنی آپ) اور ہم اسی طریقہ پر ہیں جس پر ہمارے آباء و اجداد گزار گئے ہیں۔

پھر مقوقس نے کہا کہ اچھا اُن کی قوم (قریش) نے اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ہم نے کہا کہ تو عمر لوگ اُن کے متبع ہو گئے، اور جو لوگ مخالفت تھے انھوں نے مختلف مواقع میں کئی مرتبہ مقابلہ کیا کبھی میدان اُن کے ہاتھ رہا اور کبھی اس نے فتح پائی۔

پھر مقوقس نے کہا کہ کیا تم مجھے سچ بتا سکتے ہو کہ وہ لوگوں کو کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ اُن کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں، جس کا کوئی شریک نہیں، اور ان تمام معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباء و اجداد پوجا کرتے تھے، اور نماز و زکوٰۃ کی تعلیم کرتے ہیں۔

مقوقس نے پوچھا، نماز اور زکوٰۃ کیا چیز ہیں؟ کیا اُن کے لئے کوئی وقت اور کوئی عدد معین ہے؟ ہم نے کہا ہاں، وہ دن رات میں پانچ نمازیں پڑھتے ہیں، جن کے لئے خاص خاص نام بھی ہیں، اور وہ بیٹیں مشقال سونے میں سے چالیسواں حصہ ادا کرتے ہیں، اسی طرح سے مفصل زکوٰۃ کے احکام سنائے۔

اس نے پوچھا کہ پھر وہ یہ مالی زکوٰۃ لے کر کہاں خرچ کرتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ وہ فقراء میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ اور وہ صلہ رحمی اور ایثار و عہد کا حکم کرتے ہیں۔ اور یہ کہ سود لینا،

زنا کرنا، شراب پینا حرام ہے۔ اور جو جانور اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا جائے اس میں سے نہیں کھاتے۔

مقوقس نے کہا بیشک وہ نبی ہیں، جو تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، اور اگر وہ قبط اور روم کے پاس تشریف لاتے تو آپ کا اتباع کرتے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اس کا امر فرمایا ہے۔ اور تم نے جو کچھ حالات اوصاف اُن کے بیان کئے ہیں یہ سب وہی اوصاف ہیں جن پر انبیاء سابقین مبعوث ہوئے ہیں اور قریب ہے کہ انجام اُن کے ہاتھ ہوگا، یہاں تک کہ ایک مقتبس اُن سے جھگڑنے والا نہ رہے گا۔ اور ان کا دین ہر اس حرکت غالب آجائے گا جہاں تک لڑنا اور گھوڑے چالنے ہیں، اور جہاں تک انسانوں کی آبادی ہے، اور قریب ہے کہ ان کی قوم اُن سے نیروں کے ساتھ مدافعت کرے گی۔

ہم نے کہا کہ اگر تمام انسان بھی اُن کے دین میں داخل ہو جائیں تب بھی ہم داخل نہ ہوں گے۔ یہ سنکر مقوقس نے (نفرت سے) سر پٹایا، اور کہا کہ تم یہود و لعب میں ہو۔ پھر مقوقس نے پوچھا کہ اُن کا نسب کیسا ہے؟ ہم نے کہا کہ وہ نسب میں اشرف ہیں۔ اس نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء اسی طرح اپنی قوم میں شریف نسب سے بھیجے جاتے ہیں۔

پھر پوچھا کہ اُن کے سچ بولنے کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا کہ اپنی سچائی کی وجہ سے تمام عرب میں امین کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ سنکر کہنے لگا کہ تم اپنے معاملہ میں پھر سے غور کرو، کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ تم سے سچ بولے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے۔

پھر کہا گئی کہ لوگوں نے آپ کا اتباع کیا؟ ہم نے کہا، نو عمر لوگوں نے۔ مقوقس نے کہا کہ وہ اور حضرت مسیح علیہ السلام تمام انبیاء سابقین کی طرح ہیں۔

پھر پوچھا کہ شریب کے یہود نے اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس لئے کہ وہ اہل تورات ہیں۔ ہم نے بیان کیا کہ انھوں نے مخالفت کی، تو اس نے اُن کا مقابلہ کیا، بعض کو قتل کیا، اور بعض کو قید، اور وہ سب منتشر ہو گئے۔

یہ سنکر کہنے لگا کہ وہ حاسد ہیں، حسد کی وجہ سے مخالفت کی، ورنہ وہ بھی اُن کے

حال کو ایسا ہی جانتے ہیں جیسا کہ ہم جانتے ہیں۔

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم اُن کے پاس سے اُٹھے، اور ایک ایسی بات سُکر اُٹھے جس نے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منقاد و مطیع بنادیا تھا، اور ہم نے آپس میں کہا کہ عجب بادشاہ باوجود بُعد تعلقات کے اُن کی تصدیق کرتے ہیں اور اُن سے ڈرتے ہیں، اور ہم اُن کے رشتہ دار اور پڑوسی ہونے کے باوجود اُن کے دین میں داخل نہیں ہوتے، حالانکہ وہ ہمیں دعوت دینے کے لئے ہمارے گھروں میں تشریف لائے۔

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اسکندریہ میں مقیم رہا، اور کوئی کنیسہ (گر جا) نہیں چھوڑا جس میں جا کر انھوں نے وہاں کے قبلی اور رومی پادریوں سے دنیا نہ کیا ہو کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیا کیا صفات اپنی کتابوں میں پاتے ہو۔

کنیسہ الی غنی میں ایک بڑا مشہور پادری تھا جس کو متبرک سمجھ کر لوگ اپنے مریضوں کو دعار پڑھوانے کے لئے اس کے پاس لاتے تھے، اور میں دیکھتا تھا کہ وہ پانچ نمازیں نہایت خشوع و خضوع سے پڑھتا تھا، میں نے اس سے دریافت کیا کہ:-

”مجھے بتلاؤ کہ کیا انبیاء میں سے کوئی نبی باقی میں اس نے کہا ہاں، اور وہی آخر الانبیاء رہی، اُن کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی اور نبی نہیں، وہ نبی میں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہیں اُن کے اتباع کا حکم فرمایا ہے، وہ نبی اُمّی عربی ہیں، ان کا نام احمد ہے، نہ دراز قدمیں نہ پست قدم بلکہ درمیانہ، ان کی آنکھوں میں سرخی ہے (اس کے بعد اور بہت کچھ بیان کئے)؟“

أَخْبَرَنِي هَلْ بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
قَالَ نَعَمْ وَهُوَ أَخِيرُ الْأَنْبِيَاءِ لَيْسَ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَيْسَى بْنِ مَرْيَمَ أَحَدٌ
وَهُوَ نَبِيٌّ قَدْ أَمَرَنَا عَيْسَى بِاتِّبَاعِهِ
وَهُوَ الشَّيْءُ الْأَيْمَنُ الْعَرَبِيُّ اسْمُهُ
أَحْمَدُ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ
فِي عَيْنَيْهِ حُمْرٌ الْحَدِيثُ رَوَاهُ
ابُو نَعِيمٍ فِي الدَّلَالَةِ (ص ۲۰، ۲۱)

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے کلام کو خصوصاً اور دوسرے پادریوں کے کلمات عموماً یاد رکھے، اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ سنا یا اور شرف باسلام ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔
ہمیں اس جگہ اس تمام واقعہ سے صرف وہ سطوریں مقصود تھیں جو عربی عبارت

میں نقل کی گئی ہیں، جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا کُلّی اختتام بتلایا گیا ہے، لیکن ناظرین کی دلچسپی کے لئے پورا واقعہ نقل کر دیا، جو فائدہ سے خالی نہیں۔

اور بلال بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ تجارت کے لئے ملک شام میں طرت چلا، جب میں شام کے گرد و نواح میں پہنچا تو اہل کتاب میں سے ایک شخص ملا جس نے پوچھا کہ کیا تمہارے یہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا، ہاں۔ اس نے پوچھا کہ تم اُن کی صورت پہچانتے ہو؟ میں نے اقرار کیا۔ یہ سنکر وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ میں اس کے گھر پہنچا، تو اندر داخل ہوتے ہی ٹھیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر نظر پڑی، ایک آدمی آپؐ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہے، میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ شخص جو آپؐ کی پشت کی جانب کھڑا ہے کون ہے؟ اس نے جواب دیا:-

”ہاں بات ہے کہ اس سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کے بعد کوئی اور نبی ہو سواسے اس کے کہ اُن کے بعد کوئی نبی نہیں، اور یہ شخص جو پیچھے کھڑے ہیں ان کے خلیفہ ہیں۔“

إِنَّهُ لَمَعْنُ نَبِيٍّ إِلَّا كَأَن بَعْدَهُ نَبِيٌّ
إِلَّا هَذَا فَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَهَذَا
الْخَلِيفَةُ بَعْدَهُ. (رواہ الطبرانی
کذا فی الکتر، ص ۲۸۱ ج ۶)

بلال بن حارثؓ کہتے ہیں کہ اب جو میں نے غور کیا تو پیچھے والی تصویر ٹھیک ابو بکر صدیقؓ ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ صحیفہ ابراہیم علیہ السلام میں لکھا ہوا ہے:-

”آپؑ کی اولاد میں قبائل در قبائل ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ نبی اُمتی آجائیں، جو غام الا نبیاء ہوں گے۔“

إِنَّهُ كَأَنَّ مِنْ دَوْلَاتٍ تُعُودُ دُشُوعُ
حَتَّى يَأْتِيَ الشَّيْءُ الْأَخْيَرُ الَّذِي يَكُونُ
خَاتِمَ الْأَنْبِيَاءِ (خاصہ کبر للسیوطی ص ۱۱۷)

اور ابن جریرؒ اپنی تفسیر میں ابو العالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا رکی:-

”یعنی اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول رُسُلًا بَعَثْ فِيهِمْ رُسُلًا تَهْتِمُ إِلَيْهِ قَدْ اسْتَجِيبَ لَكَ وَهُوَ كَأَنَّ فِي آخِرِ الزَّمَانِ

دعا قبول گئی اور وہ رسول آخری زمانہ بنے والے ہیں۔“

اور امام بیہقیؒ برایتِ عمر بن الحکم نقل فرماتے ہیں کہ میرے آباء و اجداد سے ایک ورق محفوظ چلا آتا تھا، جو جاہلیت میں نسل بعد نسل وراثت میں منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ دین اسلام ظاہر ہوا، پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوئے تو لوگ یہ ورق آپ کی خدمت میں لائے، پڑھوایا گیا تو اس میں یہ عبارت لکھی تھی:-

بِسْمِ اللَّهِ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ هَذَا الَّذِي كُتِبَ لِأُمَّةٍ تَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ
يَسْبُلُونَ أَهْلَهُ أَفْعَمُ وَيَأْتِي زُرُوقٌ عَلَى أَوْسَاطِهِمْ وَيَخُوضُونَ الْبَحَارَ
إِلَى أَعْلَانِهِمْ فِيهِمْ مَلَكٌ لَوْ كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ مَا أَهْلَكُوا بِالطُّوفَانِ
وَفِي عَادٍ مَا أَهْلَكُوا بِالسَّرِيجِ وَفِي ثَمُودَ مَا أَهْلَكُوا بِالصَّبْحَةِ .

(خصائص کبریٰ، ص ۱۶ ج ۱)

ترجمہ:- اللہ کے نام پر شروع ہے، اور اسی کا قول حق ہے۔ یہ ذکر ہے اس امت کا جو آخر زمانہ میں آئے گی، جن کے لباس کے اطراف چھوٹے ہوئے ہوں گے اور اپنی کمرؤں پر تہبند باندھیں گے اور دشمنوں کے مقابلہ کے لئے دریاؤں میں گھس پڑیں گے۔ ان میں ایسی نماز ہوگی کہ اگر قوم نوحؑ میں یہ نماز ہوتی تو وہ طوفان میں ہلاک نہ ہوتے، اور اگر قوم عاد میں ہوتی تو وہ ہوا کے طوفان سے ہلاک نہ ہوتے، اور اگر قوم ثمود میں ہوتی تو وہ ہولناک آواز سے ہلاک نہ کئے جاتے۔

جب یہ ورق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا گیا تو اس کے مضمون کو سن کر آپ خوش ہوئے۔

اور زید ابن عمرو بن نفیلؒ جو علماء اہل کتاب میں سے تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وفات پا گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و صفات بیان کیا کرتے تھے، ایک دفعہ فرمایا:-

إِنِّي بَلَّغْتُ الْبِلَادَ كُلَّهَا أَطْلُبُ وَفِي إِبْرَاهِيمَ دَكُلُ أَسْأَلُ مِنْ
الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسِ يَقُولُ هَذَا الَّذِينَ وَرَأَوْكَ وَتَقُولُونَ
مِثْلَ مَا نَعَتْهُ لَكَ وَكُذِّبَتْ نَبِيُّ غَيْرُكَ (خصائص کبریٰ، ص ۲۵ ج ۱)

” میں دین ابراہیم کی طلب میں تمام شہروں میں پہنچا، اور یہود و نصاریٰ اور مجوس میں جس کسی سے پوچھتا تھا یہی جواب دیتا تھا کہ یہ دین تم سے آگے آنے والا ہے اور

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی اوصاف بیان کرتے تھے جو میں نے تم سے بیان کئے

میں، اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا۔“

اور محدث ابو نعیم حضرت سعد بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہیں کہ یہودی قریظہ

دینی نصیر کے پادری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کیا کرتے تھے، جب کوکب احمد طلوع ہوا تو سب نے متفقہ طور پر کہا:-

إِنَّهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَإِسْمُهُ أَحْمَدُ (خصائص، ص ۲۷۷)

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آپ کا نام احمد ہے۔“

نیز ابو نعیم زیاد بن لبید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ مدینہ کے ایک ٹیلہ پر تھے اچانک یہ آواز سنی:-

يَا أَهْلَ يَثْرِبَ قَدْ ذَهَبَتْ وَاللَّهِ نَبِيٌّ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَذَا أَنْجُمٌ

قَدْ طَلَعَ بِمَوْلَى أَحْمَدَ وَهُوَ نَبِيٌّ أَخِيرُ الْأَنْبِيَاءِ مُعَاجِزُهُ إِلَى

يَثْرِبَ (خصائص، ص ۲۷۷)

”اے اہل یثرب! خدا کی قسم بنی اسرائیل کی نبوت جاتی رہی، یہ ستارہ احمد

صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے ساتھ طلوع ہوا ہے، اور وہ آخر الانبیاء میں،

اور ان کی ہجرت کی جگہ یثرب ہے۔“

امام بیہقیؒ اور طبرانیؒ ابو نعیمؒ اور خضر الکطیؒ خلیفہ بن عبدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں

نے ایک دن محمد بن عری بن ربیعہ سے پوچھا کہ زائدہؓ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام

محمد کیسے رکھ دیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو بات تم نے مجھ سے دریافت کی ہے میں نے

خود اپنے والد سے دریافت کی تھی، انہوں نے اس کا یہ واقعہ سنایا کہ:-

”قبیلہ بنی تمیم کے ہم چار آدمی شام کے سفر کے لئے نکلے، جن میں ایک میں تھا،

اور دوسرے سفیان بن مجاشع بن آدم، اور تیسرے یزید بن عمر بن ربیعہ، اور چوتھے

اسامہ بن مالک بن خندف۔ جب ہم ملک شام پہنچے تو ایک تالاب پر آئے،

جس کے کنارہ پر درخت کھڑے تھے۔ ہمیں دیکھ کر ایک پادری ہمارے پاس آیا اور

پوچھا تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا کہ قبیلہ مضر کی ایک جماعت ہے اس

نے کہا:-

إِنَّمَا أَنْتُمْ سَوْتٌ يُبْعَثُ مِنْكُمْ وَشَيْئًا نَبِيٌّ فَسَارِعُوا إِلَى اللَّهِ وَخَذُوا بِحِظِّكُمْ مِنْهُ تَرْشُدُوا فَإِنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ .

” تمہارے قبیلہ میں سے غنقریب ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں تم ان کی طرف جلد پہنچو ، اور اپنا حق دین ان سے لے لو تم ہدایت پاؤ گے ، کیونکہ وہ آخری نبی ہیں ؟

ہم نے پوچھا کہ ان کا کیا نام ہے ؟ انہوں نے محمد بتلایا . جب ہم وہاں سے واپس آئے تو اتفاقاً ہم چاروں کے چار لڑکے پیدا ہوئے . ہم میں سے ہر ایک نے اپنے لڑکے کا نام اس طبع پر محمد رکھ دیا کہ شاید یہ وہی نبی ہو جائیں ؟
(خصائص کبریٰ ، ص ۲۳ ج ۱)

حضرت یعقوب علیہ السلام

ابن سعدؒ محدث کعب قرظی سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوبؑ پر یہ وحی نازل فرمائی :-

” میں آپ کی ذریت میں بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا یہاں تک کہ حرم مالے نبی مبعوث ہوگا جن کی امت ہیکل بیت المقدس کو بنائے گی اور وہ خاتم الانبیاء ہوں گے اور ان کا نام احمد ہوگا“

إِنِّي أَبْعَثُ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ مُلْكًا وَأَنْبِيَاءَ
حَتَّى أَبْعَثَ الْبَنِيَّ الْخَرَمِيُّ الَّذِي تَبْنِي
أُمُّهُ هَيْكَلَ بَيْتِ الْمُعَدَّاسِ وَهُوَ خَاتِمُ
الْأَنْبِيَاءِ وَأُمُّهُ أَحْمَدُ (خصائص، پیڑ)

مسئلہ زیر بحث پر تمام شرعی جہتیں اور ان کے متعلقات کا فی طور پریش کرنے کے بعد ان آزاد خیال لوگوں کی ضیانتِ طبع کے لئے کچھ سامانِ عقلی حکمتوں کا بھی پیش کر کے حجت تمام کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ، جن کے یہاں آزادی کے معنی ہی دین و مذہب سے بیزاری ہے جنہیں قرآن و حدیث سے شفاء نہیں ہوتی ، اگرچہ ایسے حضرات سے کیا توقع ہے کہ وہ ہماری عرضداشت پر بھی کان لگائیں لیکن

حجت تمام کرتے ہیں آج آسمان سے ہم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم تمام نبوت کی عقلی دلیلیں

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قرآن حکیم کا ناطق فیصلہ، احادیث نبویہ کی تصریحات، اجماع صحابہ اور پھر سینکڑوں علماء و سلف کے اقوال ناظرین کے سامنے آچکے ہیں۔ اور یہی تین اصول ہیں جن سے عقیدہ کے مسائل ثابت ہو سکتے ہیں۔ چوتھے درجہ میں قیاس بھی شرعی حجت ہے۔ لیکن اول تو باب عقائد میں قیاس محض حجت نہیں سمجھا جاتا، دوسرے قیاس فقہی معتبر ہونے کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ جس حکم کو قیاس سے ثابت کیا جاتا ہے وہ قرآن و حدیث میں مذکور نہ ہو، اور نہ صحابہ کا اجماع اس پر ہوا ہو، بلکہ یہ تینوں حجتیں جس حکم سے خاموش ہوں، صرف وہی قیاس سے ثابت کیا جاتا ہے، اس لئے قیاس فقہی اس مسئلہ میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ منصوصات اور منقولات کی عقلی حکمتیں ہر وقت بیان کی جاسکتی ہیں۔

اگرچہ قرآن و حدیث اور آثار صحابہ و سلف کے اتنے بڑے ذخیرے کے سامنے آجانے کے بعد ایک سلیم الطبع سچا مسلمان تو یہی کہے گا کہ

شد از حقائق عرفاں دلم حسنہ زہ راز : گرات فلسفیاں کے بنیم فلس خرم
پراست گوش من از لہجہ ملک چو سراج : کجا مشوش خاطر شود نہ ہتی خرم
اور حقیقت یہی ہے کہ کسی مسئلہ کی حقیقت اگر منکشف ہو سکتی ہے اور کسی حقیقت میں اگر شفاء صدر ہو سکتی ہے تو اس کا راستہ نور نبوت اور وحی الہی کے سوا نہیں، پائے استدلال نے کبھی اس میدان کو طے نہیں کیا، جن لوگوں نے محض اپنی عقل کو کافی سمجھ کر تحقیق کے میدان میں قدم رکھا ہے، عمر بھر ناکامی اور نامرادی کے ساتھ حیران پریشان پھرنے کے بعد انہیں بھی وہی کہنا پڑا ہے جو دانائے روم نے فرمایا تھا

آرمودم عقل دور اندیش را
بعد ازیں دیوانہ سادم خویش را

الغرض سترآن و حدیث، اجماع اور آثار صحابہ پیش کرنے کے بعد کسی مسلمان کے لئے حاجت نہیں کہ عقلی حکمتیں پیش کرنے کا انتظار کرے، بلکہ اس کے نزدیک ساری عقلی حکمتیں اور عقلیں اس ایک حکمت پر قربان ہیں کہ جب ایک ذات مقدس کو آفتاب سے زیادہ روشن علامات کے ذریعہ خدا کا رسول تسلیم کر لیا، تو پھر جزئی حکم میں اس سے حکمت یا علت پوچھنا عقل اور حکمت کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ ایسی کامل اور مکمل عقل کا متبع ہے جس کے سامنے ساری دنیا کی عقلیں ہیچ ہیں، جس کے نشاط میں وہ کہہ اٹھتا ہے **ع**

افلاطون کا شکے می دید یونانے کہ من دارم

اس کا سینہ ایک ایسی حکمت سے معمور ہے جس کے سامنے ساری حکمتیں گرد ہیں۔

دلے دارم جو اہر خاند عشق است تجویش

کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

الحاصل ضرورت نہ تھی کہ شرعی محبتوں کو پیش کرنے کے بعد ہم اس میدان میں قدم رکھتے، لیکن دودھ سے اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اول تو یہ کہ عقل کو جب عقل کے ساتھ مطابق کر کے دکھلایا جاتا ہے تو یہ حکم دل میں اتر جاتا ہے، اور اس پر عمل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ دوسرے یہ کہ مرزائیوں کی ابلہ فریب تحریفات نے جیسا کہ سترآن و حدیث پر اپنا جال پھیلانا چاہا ہے، ایسے ہی یہ بھی ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ عقل کے خلاف ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کو گھٹانے والا ہے۔

چشم براندیش کہ برکتہ باد

عیب نماید ہنرش در نظر

اس لئے ضرورت ہوئی کہ ان کا یہ طلسم توڑ کر عقلی طور بھی یہ دکھلایا جائے کہ ختم نبوت عین مقضائے عقل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ امتیازی فضیلت ہے جو آپ کی شان کو تمام انبیاء و رسل سے بڑھادیتی ہے۔

مرزائیوں نے اس باب میں بزدل خطابت جو کچھ مسلمانوں کے قلوب میں ڈالنے کی کوشش کی ہے اُس کا خلاصہ دو یا تین باتیں ہیں۔

اول یہ کہ نبوت ایک رحمت ہے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم نبوت قرار

دیا جائے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ رحمۃ للعالمین کے آتے ہی دنیا سے رحمت منقطع ہوگئی۔ یہ اچھی برکت ہوئی کہ رحمت کا خاتمہ ہو گیا، اور قیامت تک اس کا دروازہ بند ہو گیا، اور یہ صریح توہین ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

دوم یہ کہ قدیم سے عادۃ اللہ اس پر جاری ہے کہ جب دنیا میں گمراہی غالب آئی لوگ صراط مستقیم سے ہٹنے لگے تو اپنی رحمت کاملہ سے کوئی نبی مبعوث فرما دیا۔

آج بھی جب کہ دنیا پر ظلم و جور کی حکومت ہے، کفر و ضلالت کی گھٹائیں عالم چھا گئی ہیں نبوت کی ضرورت پیدا ہوگئی، اور خداوند عالم کی رحمت میں کمی نہیں اس لئے عادۃ اللہ کے مطابق ضرور کوئی نبی مبعوث ہونا چاہئے۔

سوم انبیاء سابقین میں سے جو ادا العزم انبیاء گزرے ہیں، ان کے ماتحت بہت سے انبیاء انہی کی شریعت کی نشر و اشاعت کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں جس سے ان کی عظمت شان ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ ایک بادشاہ کے ماتحت جس قدر خود مختار سلطنتیں اور ریاستیں، رجاوٹے ہوتے ہیں اسی قدر اس بادشاہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے اور شاہ کے بجائے اس کو شہنشاہ کہا جاتا ہے، اس فطری قاعدہ کا مقتضار بھی یہ ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بجائے انقطاع نبوت کے انبیاء سے ماتحت کی اس قدر کثرت ہو جو انبیاء سابقین سے بھی بڑھ جائے۔

یہ چند کلمات ہیں جن کو دلفریب صورت سے مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان اور فضیلت مطلقہ کے حامی ہیں، اور ختم نبوت کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔

ان سب باتوں کا اجمالی اور مختصر جواب تو یہ ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ (جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں) ہم نے خود تصنیف نہیں کیا، بلکہ اس عظیم الشان رسول کے بھیجے والے نے اور خود رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو کچھ ہمیں بتلایا ہے ہم نے تسلیم و انقیاد کو اپنا سر منہ سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔

بارگشتہ ام دبا دگر منگویم کہ من گم شدہ اس رہ بخودی یوم
در پس آئینہ طوطی مستقیم داشتہ اند و آنچه است و ازل گفت ہمائی گویم
تو اگر بالعصر من عقیدہ ختم نبوت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بڑی غلط

ظاہر نہیں ہوتی، تو کس کو حق پہنچتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول پر زبردستی کر کے اس عظمت سے زائد کوئی عظمت آپ کے لئے ثابت کرے جو خداوند عالم نے آپ کو عنایت فرمائی ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ جس کو خدائے قدوس نے عقل و فہم کا کوئی حصہ عنایت فرمایا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ ختم نبوت ایک ایسی فضیلت اور انتہائی عظمت ہے کہ ایک نبی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عظمت نہیں ہو سکتی، جس کی تفصیل مرزا یوں کے بیانات مذکورہ کی ترتیب پر ذیل میں عرض کی جاتی ہے :

امرا اقل کے متعلق گزارش ہے کہ نبوت کا رحمت ہونا تو مسلم ہے اور یہ بھی تسلیم کہ آپ اس رحمت کے خاتم ہیں۔ لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ دنیا اب رحمت سے خالی رہ جائے گی، اور رحمتہ للعالمین کا وجود دنیا کے لئے (معاذ اللہ) رحمت بن جائے گا، صرف مرزائی فہم اور مرزائیت کی برکات میں سے ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر رحمت کے مختلف چھوٹے چھوٹے درجہ بند کر کے ایک اثنا بڑا پھاٹک کھول دیا جائے جس سے سارے عالم کی تربیت اور پرورش ہو سکے تو کیا اس کو رحمت کہا جائے گا؟ یا انتہائی درجہ کی عظیم الشان رحمت، اور کیا یہ دنیا سے رحمت کا انقطاع سمجھا جائے گا یا ساری دنیا کا رحمت سے لبریز ہو جانا؟

اگر چھوٹی چھوٹی گولوں اور نالیوں کو بند کر کے ایک عظیم الشان نہر، یا معمولی وقتی اور مقامی نالیوں کو بند کر کے ایک عالمگیر جھڑی لگا دی جائے تو اس کو دنیا کے لئے خشک سالی کہا جائے گا یا حیات دائم کا پیغام؟

نمائے ہوئے بے شمار چراغوں کو اٹھا کر اگر اثنا بڑا برقی گیس قائم کر دیا جائے، جس کی روشنی تمام چراغوں کے مجموعہ سے کہیں زائد ہو تو ان چراغوں کا ختم ہونا اندھیرا کا باعث ہوگا یا پہلے سے زیادہ روشنی کا، یا ان گنت ستارے غائب ہو کر آفتاب عالم تاب سامنے آجائے تو یہ ظلمت کا سبب ہوگا یا پہلے سے کہیں زائد نور کا، نَسَا لَیْغُولُ اِلَیَّ الْقَوْمُ لَا یُکَادُوْنَ یَنْقُضُوْنَ حَدِیثًا۔

ابتداءً عالم سے رحمت نبوت جزوی صورت سے محدود زمانہ اور محدود مکان کے لئے دنیا میں آتی رہی، ایک خطہ میں موسیٰ خدا کی رحمت بن کر خلق اللہ کی تربیت کرتے ہیں تو دوسرے

میں شعیب علیہ السلام اسی خدمت کو انجام دیتے ہیں۔ ایک ملک میں اگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی صورت میں رحمتِ خداوندی جلوہ گر ہوتی ہے تو دوسرے میں لوط اسی رحمت کا پیکر بن کر آتے ہیں۔ اسی طرح زمانہ کے اعتبار سے ایک زمانہ میں آدم ہیں تو دوسرے میں نوح۔ ایک قرن میں ابراہیم احکام الہی کی تبلیغ کرتے ہیں تو دوسرے میں موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے یہ خدمت سپرد ہوتی ہے۔

آخر میں یہ عنایاتِ الہیہ اور رحمتِ حق کا اقتضاء ہوتا ہے کہ اب وہ عالمگیر رحمت دنیا میں بھیج دی جائے جو تمام رحمتوں کا سرچشمہ اور تمام انوار و برکات کا حزرانہ ہے۔

وَلَيْسَ عَلَى اللَّهِ بِمُسْتَشْكِرٍ أَنْ يَجْعَلَ الْعَالَمَ فِي وَاحِدٍ
یہ عالمگیر رحمت نبی الانبیاء سید الاولین والآخرین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ میں ظاہر ہوئی، جو تمام انبیاء و رسل کے کمالات کی جامع اور اس کی مصداق ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچہ خواہاں ہمہ دارند تو تنہا داری

انبیاء سابقین اپنی اپنی حد میں سب شیع ہدایت تھے، لیکن جب یہ ماہتاب روشن ہو گیا تو سب کی روشنی اس کی روشنی میں مغلوب ہو گئی، اور اب سارے عالم کی تنویر کے لئے تنہا یہی کافی ہو گیا ہے

گوشع بیچے بیش کز رخ امتشب

کاشائے مارا ہمہ بہتاب گرفت مست

یہاں کہئے کہ انبیاء سابقین نجوم ہدایت تھے جو اپنی اپنی حد اور اپنے اپنے درجہ کے مطابق عالم سے قلمتِ کفر مٹانے میں مصروف تھے، ایک وہ وقت آیا کہ ان حضراتِ خاتم الانبیاء کی صبح صادق نمودار ہوئی، اور پھر آفتابِ نبوت جلوہ آرا ہو گیا، تو وہ ستارے سب اپنی اپنی جگہ پر اسی آب و تاب کے ساتھ ہونے کے باوجود آفتاب کی روشنی میں ظاہر

نہ نبی کی عظمتِ شان اور سچائی ثابت کرنے کے لئے جو واقعات بطور فرقہ عادت رونما ہوئے ان میں جو عطائے نبوت سے پہلے ظاہر ہوں ان کو اراص کہتے ہیں، اور جو بعد عطائے نبوت کے صادر ہوں ان کا نام معجزہ ہے۔

نہیں ہو سکتے، اور اب سارے عالم کی نظریں صرف اسی کرۂ نور کو دیکھتی ہیں اور اسی کی ضیاء گسٹری پر عالم کے ظلمت و نور کا مدار ٹھہر گیا ہے

رات محفل میں ہر ایک مہ پارہ گرم لات تھا

مجدد نور شید جب نکلا تو مطلع صاف تھا

اب کوئی مرزائی ہی ہوگا تو ان شمعوں یا ستاروں کے غائب ہونے پر ماتم کرے گا اور یہ سمجھے گا کہ مائے اب دنیا نور سے خالی رہ جائے گی۔ ایک بصیر انسان تو اس عالمگیر روشنی کو اپنا فخر سمجھ کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے سوا کوئی کام نہیں کر سکتا۔

مرزائیوں سے میرا سوال

اس کے بعد میں خود مرزائیوں سے دریافت کرتا ہوں جس طرح آپ کی مروجہ نبوت غیر تشریعی ایک رحمت ہے، اسی طرح تشریعی نبوت اور شریعت مستقلہ اور کتب سماوی کا نزول وحی ملکی وغیرہ کو غالباً آپ بھی رحمت نہ کہہ سکیں گے، بلکہ چار دنا چار رحمت ہی کہنا پڑے گا، اور ساتھ ہی آپ کو اقرار ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد تشریعی نبوت اور شریعت جدیدہ کتب سماویہ کے نزول کا انقطاع بالکلیہ ہو چکا ہے، تو کیا جو الزام آپ ہم پر لگاتے تھے وہی آپ پر نہیں لوٹ آیا کہ حضرت رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے (معاذ اللہ) انقطاع رحمت کا سبب ہو گئے۔ اگر رحمت شریعت کے انقطاع سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اور رحمتہ للعالمین ہونے میں فرق نہیں آتا تو غیر تشریعی نبوت کے انقطاع سے بھی نہیں آسکتا۔ الغرض نبوت تشریعی کی رحمت و برکت کا انقطاع جو آپ کو بھی مسلم ہے جو آپ اس کا جواب دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے اپنی مروجہ غیر تشریعی نبوت کے لئے بھی خیال فرمائیں اور بس۔

امردوم کے متعلق مختصراً یہ گزارش ہے کہ بیشک ابتداء عالم سے سنت اللہ یوں ہی جاری رہی ہے کہ کفر و ضلالت عالم کا احاطہ کر لے، اور حق و باطل کا امتیاز نہ ہے تو خداوند عالم اپنی رحمت کاملہ سے کوئی نئی مبعوث فرمادیتے ہیں۔

لیکن موجودہ زمانہ میں اس میں دو وجہ سے کلام ہے۔ اول تو یہ تسلیم نہیں کہ عالم کو

کفر و ضلالت نے اس طرح گھیر لیا ہو کہ کفر و اسلام میں امتیاز نہ رہے ، طالب ہدایت کو ہدایت کرنے والے موجود نہ ہوں ، کیونکہ یہ بات جس طرح واقعات و مشاہدات کے خلاف ہے ، اسی طرح حضرت خاتمیت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے بھی خلاف ہے جس میں ارشاد ہے :-

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَادَاهُمْ
حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ فَنُفِخَ فِي الصُّورِ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۹) و باری تعالیٰ
" میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر قائم رہے گی جو اپنے مقابل پر غالب رہے گی
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے اور میں صلی علیہ السلام نازل ہوں : "

ادھر واقعات و مشاہدات بتلاتے ہیں کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت باوجود بُعد زمان و مکان کے آج بھی اپنی امت مرحومہ کی تربیت میں اسی طرح مصروف ہے ۔ زمانہ پر شرک و بدعات کی گھٹائیں چھا جانے کے باوجود آفتاب نبوت کی ضیاء گستری نے دن کو رات نہیں ہونے دیا ، اس قدر روشنی باقی ہے کہ بصیر آنکھیں اچھے بُرے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کر سکیں ۔

انبیاء سابقین اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ستاروں اور آفتاب کی سی ہے ، آفتاب پر کتنا ہی ابر محیط ہو جائے ، مگر اس کی غلٹ شکات شعاعیں تمام مواد غلیظ کو پھاٹتی ہوئی عالم میں نور افشانی سے باز نہیں رہتیں ، اور ستاروں پر جب گھٹا چھا جائے تو عالم ان کی روشنی سے محروم ہو جاتا ہے ، ٹھیک اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے بعد جب کفر و ضلالت کا ابر غلیظ عالم پر محیط ہوتا تو کفر و اسلام کا اختیار مٹ جاتا تھا ، اور اسی لئے بعثت نبوت کی احتیاج ہوتی تھی ، اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب وہی ضلالت کی گھٹائیں اٹھیں اور آفاق عالم پر چھا گئیں تو بیشک مذہبی مطلع غبار آلود ہو گیا ، لیکن بہر حال دن ہی رہا اندھیری رات نہیں ہو گئی ۔

الغرض آفتاب نبوت آکا صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیاء گستری عالم میں آج بھی اسی طرح وقف عام ہے ۔ اس آفتاب کی شعاعیں اگر ایک زمانہ تک مشرق و مغرب اور ذی النورین و مرتضیٰ کی صورت میں جلوہ انداز رہیں تو آج بھی علماء و صلحاء امت کی صورت میں اسی خدمت کو انجام دیتی ہیں جس کے لئے عہد قدیم میں انبیاء شریف لاتے تھے ،

یہ صرف خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و فقیلت ہے کہ آپ کی امت کے افراد وہ کام کرتے ہیں جو انبیاء سابقین کیا کرتے تھے، سعید اور خوش نصیب لوگ اس سے آج بھی اسی طرح بہرہ اندوز ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوتے تھے۔

ہست مجلس براں استمرار کہ بود

ہست مطرب براں ترانہ ہنوز

اس لئے اس آفتاب کے ہوتے ہوئے نہ کوئی مشعل روشن ہو سکتی ہے اور نہ اس کی ضرورت اور دوسرے اگر ضرورت بھی تسلیم کر لی جائے اور موجود زمانہ کو عہد قدیم کے زمانہ قریش سے کوئی امتیاز نہ رکھا جائے تو اوّل تو یہ خود سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ اور نبوت شاملہ و عامہ کے منافی ہے۔ اور اس سے بھی قطع نظر کی جائے تو یہ کیا ضروری ہے کہ جب کبھی دنیا میں کفر و ضلالت کی ظلمت عام ہو جائے تو ضروری مبعوث ہو، کیونکہ یہ سنت اللہ اسی وقت تک ہے جب تک کہ اس کو اس عالم کا قیام منظور ہے، اور جب اس عالم کی اجلِ مقدر پوری ہو جائے اور خلاق عالم کو یہی منظور ہو کہ اب اس قوم کا تقسّم کیا جائے، اور قیامت قائم ہو، تو پھر لامحالہ بعثتِ انبیاء کا سلسلہ قطع کرنا ضروری ہوگا، ورنہ قیامت کے آنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہو سکتی۔

کیونکہ ادھر تو احادیث میں یہ تصریح ہے کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب دنیا میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی نہ رہے گا، اور ادھر آپ کے خیال کے مطابق یہ ضروری ہے کہ جب لوگ خدائے تعالیٰ سے غافل ہونے لگیں، تو کوئی نبی مبعوث ہو کر خدا کی یاد دوبارہ تازہ کر دے، تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ ابدالاً بادتک عالم پر کوئی وقت ایسا نہ آئے جس میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے، اور جب ایسا کوئی وقت نہ آئے گا تو حسب تصریحِ احادیث قیامت بھی نہ آئے گی۔

خلاصہ یہ کہ غلبہ کفر و شرک اور فسق و فجور کے وقت انبیاء کے مبعوث فرمانے پر سنت اللہ جاری ہونا مسلم ہے، لیکن یہ اسی وقت تک ہے جب تک بقاءِ عالم مقصود ہو اور جب کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور مبعوث ہونے سے اس عالم کی

پیدائش کا مقصد پورا ہو چکا تو اب قانونِ فطرت کے مطابق یہ دوبار ختم ہو جانا چاہئے اور اس کی یہی صورت ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔

امر سوم کے متعلق یہ عرض ہے کہ کسی نبی کے ماتحت یا اُن کے ساتھ دوسرے انبیاء کا مبعوث ہونا یہ اُن کی عظمتِ شان کو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ وسلم سے نہیں بڑھاتا۔ کیونکہ تصریحاتِ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام پہلے نبی کے کام کی تکمیل اور ان کی امداد کے لئے مبعوث ہوتے تھے، جس سے حضرت خاتمیت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذاتی کمال کی بدولت مستغنی ہیں۔

حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت ہارونؑ کی بعثت کا جو سبب قرآن حکیم نے بیان فرمایا ہے وہ خود اسی مضمون کا شاہد ہے، فرماتے ہیں:-

سَتَشُدُّ عَضُدُكَ بِأَخِيكَ | ہم تمہارے بازو تمہارے بھائی کے ذریعہ مضبوط کر دیں گے

اور خود حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کی نبوت کے لئے جو دعام فرمائی ہے اس میں بھی اپنی بعض کردوریوں کا اعتراف پیش کر کے بطور امداد اُن کو مبعوث کرنے کی درخواست کی ہے:-

وَلَعَلَّكُمْ عَلَى ذَنْبٍ فَأَخَذْتُ أَنِّي تُفْسِدُونَ فَأَرْسِلْ مَعِيَ هَٰؤُلَاءِ
أَخِي أَشَدُّ دُيُومًا أَدْرِئِي .

”اور قوم سرعنوان کامیں نے جرم کیا ہے، اس لئے مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھے قتل کریں اس لئے میرے ساتھ میرے بھائی ہارونؑ کو بھی جوٹ فرما دیجئے تاکہ اُن کے ذریعہ میں اپنی قوت کو مستحکم کر سکوں“

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت، ہمت اور کمالات نبوت کا انتہائی درجہ چونکہ کسی اندیشہ کی اعانت کا محتاج نہ تھا، اس لئے ضرورت نہ ہوئی کہ آپ کے ساتھ یا بعد میں کوئی نبی مبعوث کیا جائے۔

رہا یہ خیال کہ ایک بادشاہ کے ماتحت بہت سی خود مختار سلطنتیں اور ریاستیں ہونا اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ اُدل تو نبوت کو ظاہری سلطنت پر قیاس کرنا محض بے معنی ہے اور یہی اجتہاد ہے تو عجیب نہیں کہ یہ لوگ خداوند عالم کی عظمت اور قدرت کو بھی

اس وقت تک کامل نہ مانیں جب تک کہ اس کے ماتحت اور بہت سے چھوٹے چھوٹے خزانہ ہوں، والعیاذ باللہ العلیٰ العظیم،

اور اگر ملک الملوک کی شہنشاہی کے لئے ماتحت معبودوں کا ہونا ضروری نہیں تو اسی سلطنت الہیہ کے خلیفہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت اور نبی الانبیاء ہونے کے لئے بھی آپ کے ساتھ یا بعد میں اور انبیاء کا ہونا ضروری نہیں۔

اس کے علاوہ اگر ذرا عقل سے کام لیا جائے تو ان خود مختار سلطنتوں کا وجود بادشاہ کے لئے باعثِ عظمت اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ ان کے تمام اختیارات اس بادشاہ دیئے ہوئے اور اسی کے اختیارات میں مدغم ہوں، اور جو ایسا نہیں تو وہ بادشاہ در اقلیمِ گنجد "ایسی ہی صورتوں کے لئے مشہور ہے، اس بادشاہ میں اگر بہت طاقت ہے تو ایسے خود مختار کا وجود کبھی پسند نہیں کر سکتا، جس کے اختیارات خود اس کی غایات پر موقوف نہ ہوں۔

ادھر نبوت ایسی چیز نہیں کہ ایک انسان دوسرے انسان کو عطا کر دے، یا ایک نبی (خواہ وہ نبوت میں کتنا ہی بلند مرتبہ رکھتے ہوں) دوسرے کو نبی بنادیں، بلکہ یہ وہ منصب ہے جو بلا واسطہ خداوند قدوس کی جانب سے فائز ہوتا ہے۔

ایسی حالت میں کسی دوسرے نبی کا ساتھ مبعوث ہونا یا بعد میں ان کے ماتحت مبعوث ہونا پہلے نبی کی زیادہ عظمت کو ثابت نہیں کرتا۔

اور اگر اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو یہ بھی غلط ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت دوسرے انبیاء نہیں ہیں، کیونکہ تصریحات قرآن و حدیث تمام انبیاء و مرسلین آپ کے ماتحت اور آپ کے ہی جھنڈے کے نیچے ہیں، اور اسی بنا پر آپ کو نبی الانبیاء کہا جاتا ہے۔ ہاں یہ مزید فضیلت ہے کہ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یا بعد میں بطور امداد انبیاء مبعوث ہوتے تھے، اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ اور کمال مستقی عن الامداد کو واضح کرنے کے آپ کے کل ماتحت انبیاء پہلے مبعوث ہو چکے، اور آپ سب کے بعد میں تشریف لائے، فصلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و اصحابہ الف الف صلوات۔

قادیانیوں سے ایک سوال

اس کے بعد ہم مرزا صاحب اور مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر واقعی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اسی پر موقوف تھی کہ آپ کے ماتحت غیر تشریفی طور پر انبیاء مبعوث ہوں تو کیا یہ ضروری نہ تھا کہ جس قدر انبیاء حضرت موسیٰؑ اور دوسرے انبیاء کے ماتحت مبعوث ہوئے ہیں آپ کے ماتحت اُن سب سے زیادہ مبعوث ہوتے، حالانکہ مرزا صاحب اپنی تصانیف میں صاف لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں میرے سوا کوئی نبی نہیں ہوا، تو یہ اچھی عظمت ہوئی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ موسیٰؑ کے ماتحت تو ہارونؑ جیسے جلیل الشان پیغمبر اور اُن کے بعد اُن کے بہت سے امثال مبعوث ہوں اور حضرت خاتمیتؑ کے ماتحت ساڑھے تیرہ سو برس میں صرف ایک نبی پیدا ہوا اور وہ بھی اس شان کے کہ اُن کی علمی، عملی، اخلاقی زندگی انھیں ایک ادنیٰ مسلمان بلکہ ایک باوقار انسان بھی ثابت نہیں کر سکتی، معاذ اللہ یہ صریح توہین ہے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ لَعَنَ اللَّهُ مَنِ ادَّعَاهَا۔

قانونِ فطرت بھی ختم نبوت کا مقتضی ہے

کائناتِ عالم پر سرسری نظر ڈالنے والا دنیا میں دو چیزیں دیکھتا ہے، ایک وحدت دوسری کثرت۔ لیکن جب ذرا تاہل کیا جائے اور نظر کو عمیق کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں بھی وحدت ہی اصل الاصول ہے، جتنی کثرتیں سطحی نظر میں سامنے آتی ہیں وہ بھی کسی وحدت کے سلسلہ میں بندھ کر قائم ہیں۔ اور جو کثرت کسی وحدت پر مشتمل اور وحدت میں منسلک نہیں اس کا شیرازہ وجود منتشر ہو کر قریب ہے کہ عدم میں مشال ہو جائے، اس لئے ایسی کثرت کو موجود کہنا بھی فضول ہو گا۔

مثال کے لئے دیکھئے کہ جب ہم آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہیں تو اس کے محیر العقول طول و عرض میں بے شمار کثرتیں کھینچی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، لیکن جب ان کثرتوں کے سلسلہ میں نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کثرتیں ایک ہی مرکز کے ساتھ وابستہ ہیں، اور ایک ہی محور پر حرکت کر رہی ہیں، اور اگر ان کا سلسلہ اس وحدت پر

منتہی نہ ہوتا تو یہ نظام سادی کسی طرح باقی نہ رہ سکتا تھا۔

آسمان سے نیچے اتر کر موالید ثلاثہ میں بھی فطری قانون نافذ ہے۔ جمادات کے ذرہ ذرہ پر نظر ڈالو تو کس قدر بے شمار کثرتیں سامنے آتی ہیں، لیکن وہ سب بھی اسی طرح ایک وحدت میں منسلک ہیں، اور جب رشتہ السلاک ٹوٹتا ہے تو اس کے لئے موت کا پیام ہوتا ہے۔

نباتات میں بے شمار شاخیں، پتے اور پھل پھول نئے نئے رنگ اور نئی نئی وضع میں کثرت کی شان لئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، لیکن اگر ان کی انتہا ایک جڑ کے ساتھ وابستہ نہ ہو تو فرمائیے کہ اس باغ و بہار کی عمر کتنی رہ سکتی ہے۔

حیوانات میں ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک اور تین سو ساٹھ جوڑوں کی کثرت موجود ہے لیکن اگر یہ سب ایک رشتہ وحدت میں منسلک نہ ہو تو یہی اس کی موت ہے۔ اس کے بعد دنیا میں تمام مشینوں، انجنوں، گاڑیوں، برقی تاروں، اور دائروں کے نلوں، وغیرہ وغیرہ پر نظر ڈالئے تو سب کو اسی قانون فطرت کی جکڑ بندے آباد پائیں گے، اور جب کسی انجن کے کل پُر نہ آس کے رُوح (اسٹیم) سے علیحدہ ہوں، یا گاڑیوں کا باہمی ربط ٹوٹے یا برقی تاروں کا اتصال بجل کے خزانہ کے ساتھ نہ رہے، یا پانی کے نل دائروں کے منقطع ہو جائیں تو ان کا وجود بھی بے کام ہے۔

کائناتِ عالم کی ان مثالوں پر نظر کر کے جو قانون قدرت ذہن نشین ہوتا ہے، نبوت اور رسالت بھی اس سے علیحدہ نہ ہونی چاہئے، بلکہ عالم کی تمام نبوتوں کا سلسلہ بھی کسی ایسی نبوت پر ختم ہونا چاہئے جو سب سے زیادہ اقویٰ و اکمل ہو اور جس کے ذریعہ سے نبوتوں کی کثرت ایک وحدت پر منتہی ہو کر اپنے وجود کو قائم اور مفید بنا سکے، اور مسلم ہو کہ اس سیادت و فضیلت کے حقدار صرف حضرت خاتم الانبیاء ہی ہو سکتے ہیں، جن کی سیادت پر انبیاء سابقین اور ان کی کتب سماوی اور پھر ان کی امتیں خود گواہ ہیں، جن کی تصریحات ابھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اور یہی رمز ہے اس میثاق میں جو تمام انبیاء و رسل سے لیا گیا ہے کہ اگر وہ آپ کا زمانہ پائیں تو آپ پر ایمان لائیں، اور آپ کی مدد کریں، ارشاد ہے:-
لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ضرور آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں:-

اور اس میثاق کی تصدیق اور سیادت کو ثابت کرنے کے لئے خداوند عالم نے دو مرتبہ دنیوی حیات میں آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جمع فرمایا، اور یہ سیادت اس طرح ظاہر فرمائی کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے امام ہوئے، جس کا مفصل واقعہ اسرار و معراج کے تحت میں تمام کتب حدیث میں صحیح و معتبر روایات سے منقول ہے، پھر آخر زمانہ میں انبیاء سابقین میں سے سب سے آخری نبی حضرت عیسیٰ کو آپ کی شریعت کا صریح طور پر متبع بنا کر بھیج دیا، تاکہ اس میثاق پر صاف طور سے عمل ہو جائے۔

اور پھر قیامت میں شفاعت کبریٰ کے ذریعہ تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کی سیادت واضح فرمائی جائے گی۔ الغرض عقل و حکمت اور قانونِ فطرت کا اقتضاء ہے کہ تمام نبوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ختم ہو جائیں۔

قانونِ فطرت کی دوسری نظیر

دنیا کی اکثر چیزوں پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک مقصد کے پورا کرنے کے لئے سینکڑوں اسباب و آلات کام میں آتے ہیں، اور ایک زمانہ دراز امتدادی مقدمات طے کرنے میں صرف ہوتا ہے، سب سے آخر میں اصل مقصود کی صورت نظر آتی ہے۔ مثال کے لئے درختوں کو دیکھئے اور بیج بونے کے وقت تک تمام درمیانی مراحل پر تفصیلی نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ ان تمام کا دشوں کا اصلی مقصود یہ تھا جو آج سامنے آیا ہے۔ اسی طرح تمام کائنات کی پیدائش کا اصلی مقصد اور تمام نبوتوں کا خلاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور قانونِ فطرت کے موافق آخر میں تشریف لائے ہیں۔

اسی مضمون کو سندی شیخی و استاذی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب صدر المدین دارالعلوم دیوبند نے اس بلیغ شعر میں ادا فرمایا ہے

اے ختمِ رسل امتِ توخیر الامم بود / چوں شمرہ کہ آید ہمہ در فصلِ نفیری

تیسری نظیر

اسی طرح شاہی درباروں پر نظر ڈالو کہ ایک مدت پہلے سے اس کا انتظام کرنے کے لئے سینکڑوں بڑے چھوٹے حکام برسرِ کار آتے ہیں، لیکن ان سب کا اصلی مقصد

سلطانِ دربار کے لئے راستہ ہموار کرنا ہوتا ہے، اور اسی لئے جب دربار کا وقت آتا ہے اور بادشاہ تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر مقاصدِ دربار کی تکمیل کرتا ہے تو اس کے بعد اور کسی کا انتظار باقی نہیں رہتا، اور اسی پر دربار ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ زیر بحث میں بھی اسی طرح سلطانِ الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت کا ختم ہو جانا بالکل قانونِ فطرت اور مقتضائے عقل کے موافق ہے۔ اسی قسم کی سیکڑوں نظیریں ذرا تاویل سے ہر شخص بحال کر سکتا ہے۔

ستر آں وحدیث اور اجماعِ امت اور اقوالِ سلف اور ہر عقل و جوہ کا جس قدر ذخیرہ اب تک اس رسالہ میں جمع ہو چکا ہے ایک بصیرت والی آنکھ اور سماعت والے کان کے لئے کفایت سے بہت زائد ہے، اور ازلی بد بخت کا کوئی علاج نہیں۔

ارجوان ینفعنی والمسلمین بہ و

ہو ولی التوفیق وخیر الرفیق فی

کُل مضیق ۛ

مسئلہ زیر بحث

یعنی ختم نبوت پر میرے گواہ

أُولَئِكَ أَشْهَادُ الَّذِينَ يُنْتَفَعُونَ بِمَا يُعْطَوْنَ
إِذَا أَجْتَمَعْتُمْ سَبَّحُوا بِحَمْدِ اللَّهِ الْكَبِيرِ

آخر میں ہم اپنے اُن گواہوں کی فہرست پیش کرتے ہیں جن کی شہادتیں اس رسالہ میں موقع بموقع قلمبند ہو چکی ہیں، تاکہ ناظرین خود مدغم کہ فیصلہ کر سکیں، اور ہر شخص اپنی عاقبت کو پیش نظر رکھ کر کسی ایک جانب کو اختیار کرنے سے پہلے دیکھ لے کہ میں کس گروہ میں داخل ہوتا ہوں، اور کس کو چھوڑتا ہوں۔

خداوند عالم جل ذکرہ و مجید | سب سے پہلے خدائے جل و علا کا کلام پاک ہمارا گواہ ہے (وَكُنْتُ بِاللَّهِ شَهِيدًا) جس نے نہ صرف پہلے آیتوں میں بلکہ پوری تنو آیات میں صراحتہ و اشارہ اس مسئلہ کو بیان فرما کر ہر تادیل و تخصیص کا راستہ بند کر دیا ہے، اور جن میں کسی ایک جگہ اشارہ بلکہ شبہ اور دہم بھی اس معنی کا نہیں ہوتا جو مرزا صاحب اور اُن کے متبعین نے ایجاد کئے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام | یہ برگزیدہ جماعت جس کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار سے کم نہیں۔ جب اُن میں سے کوئی رسول دنیا میں آیا اس نے اپنے فرائض منصبی میں اس کو بھی اہم ترین فرض سمجھا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ پر ہر قسم کی نبوت کے اختتام کا اعلان کر دے، جیسا کہ بحوالہ روح المعانی اخذ میثاق کی تفسیر میں گذر چکا ہے، کہ ازل میں انبیاء علیہم السلام سے جو میثاق لیا گیا تھا، اس میں یہ بھی داخل تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا دنیا میں اعلان فرمادیں۔

اس لئے ہر نبی اور رسول کا فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت رسالت کے اعلان کے ساتھ اس کو بھی بیان کر دیں، کہ آپ ہی خاتم الانبیاء ہیں، اور آپ کے بعد

اور کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

چنانچہ اس مقدس جماعت نے اس کی تکمیل کی، جن میں سے حضرات ذیل کی تصریحات اُن کی آسمانی کتب و صحائف سے ابھی نقل کی جا چکی ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

اس جماعت نے بھی مطلقاً انقطاع رسالت و نبوت کی خبر دی، کوئی اشارہ بھی اس طرف نہ کیا کہ کوئی قسم غیر تشریعی یا ظلی یا بروزی پھر بھی باقی ہے گی۔ اُن کے بعد خود

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم | تشریف لائے تو آپ نے دوسو دس احادیث میں اس مسئلہ کو مختلف

عبارات اور مختلف عنوانات سے مختلف مجالس میں اس طرح بیان فرمایا کہ مسئلہ کا کوئی پہلو یا اس کی کوئی قید و شرط مخفی نہ رہی۔

لیکن ان تمام احادیث کے طویل و فتر میں بھی کہیں نہ بیان کیا گیا کہ اختتام نبوت سے ہماری مراد صرف شریعت جدیدہ کا اختتام ہے، غیر تشریعی یا ظلی بروزی طور پر کوئی قسم نبوت کی ہمارے بعد بھی باقی ہے گی۔ اور پھر یہ ہا نہیں بلکہ بہت سی احادیث میں صراحت ہر قسم کی نبوت کا انقطاع صاف طور پر بیان کر کے تمام اُن تحریفات کی جڑ کاٹ دی جو مرزا صاحب اور اُن کی امت نے ایجاد کی ہیں۔

میرے گواہوں کی چوتھی قسط صحابہ و تابعین کی وہ مقدس صحابہ و تابعین | جماعت ہے جو انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام مخلوقات اولین و آخرین سے افضل ہیں جن میں سے ترانوے حضرات

کی شہادتیں اس رسالہ میں مستلزم ہو چکی ہیں۔ لیکن ہمیں ان کے بیانات میں بھی کوئی لفظ ایسا نظر نہیں پڑتا جس میں تشریعی غیر تشریعی، یا ظلی بروزی، یا لغوی مجازی نبوت کی تفصیل کر کے کسی قسم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی باقی بتلایا گیا ہو بلکہ نہایت وضاحت کے ساتھ صریح اقسام نبوت کے اختتام کا اعلان کر کے مدعی نبوت کے کفر و ارتداد کے حکم پر اجماع کیا گیا ہے۔

حضرات محدثین | ہمارے گواہوں کی پانچویں قسط وہ حضرات محدثین ہیں جنہوں نے احادیث نبویہ کے ایک ایک لفظ نہیں بلکہ ایک ایک ذریعہ

کی تحقیق کے لئے سینکڑوں ہزاروں میل کے سفر قطع کئے ، اور اپنی عمر کے لیل و نہار ان کے الفاظ کی تحقیق اور معانی کی تشریح میں صرف کر کے ایسا نسخہ اور مصنف کر دیا کہ کسی شبہ کی گنجائش نہ رہے ، اس جماعت سے اڑھائی صد ہجرت کی شہادتیں اس مقدمہ میں پیش کی جا چکی ہیں ، لیکن ان میں بھی کسی کی زبان سے نہ نکلا کہ اختتام نبوت سے صرف شریعتِ جدیدہ کا اختتام مراد ہے ، غیر تشریعی یا ظلی بردوزی طور پر نبوت باقی ہے ، بلکہ انھوں نے پہلے حضرات سے زیادہ وضاحت سے ہر قسم کی نبوتِ دوئی کا انقطاع اور ہر مدعی نبوت کے کفر و ارتداد کا حکم دیا ۔

حضرات مفسرین میرے شہداء کی چٹھی قسط حضرات مفسرین ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے ایک ایک حرف بلکہ زبرد زبرد اور حرکت و وقف کی تشریح و تفسیر کے لئے اپنی عمروں کو وقف کر کے آیاتِ فرقانیہ کو اس طرح واضح فرمایا کہ کسی شبہ کا راستہ باقی نہ رہے ، جن میں سے بچیں حضرات کی شہادتیں اسی رسالہ میں گذر چکی ہیں ۔ اس مقدس جماعت نے بھی اس معرکہ کو حل نہ کیا جو مرزاجی اور ان کی امت کا مدعی ہے ، بلکہ (معاذ اللہ) امت کو اس گمراہی اور غلطی میں رہنے دیا جس میں اب تک تمام حضرات سابقین نے چھوڑا تھا ، یعنی کسی نے نہ فرمایا کہ ختم نبوت سے فقط شریعتِ جدیدہ کا اختتام مقصود ہے بعض اقسامِ نبوت اور بھی باقی رہیں گی ۔

حضرات فقہاء مذاہب اربعہ مسئلہ زیر بحث اگرچہ اصولی مسئلہ ہونے کے وجہ سے فقہاء کے فرائض سے ملحد ہے ، لیکن کہیں کہیں ضمنی طور پر کلماتِ کفر اور موجباتِ ارتداد

کو بیان کرتے ہوئے ان حضرات نے بھی اس سے تعرض کیلئے ، جن میں سے مذاہب اربعہ حنفیہ ، شافعیہ ، مالکیہ ، حنابلہ کے دس حضرات کی عبارتیں نقل کی جا چکی ہیں ، جن میں ہر مدعی نبوت اور اس کی تصدیق کرنے والوں کو ہی کافر و مرتد نہیں بتلایا گیا ، بلکہ اس شخص کو بھی باتفاق کافر کہا گیا جو مدعی نبوت کے دعوے میں سچائی کا احتمال بھی پیدا کرے یہ حضرات اگرچہ بال کی کمال نکلتے والے ہیں ، مگر انھوں نے بھی کوئی تفصیل نہ سنائی ، کہ یہ سنگین جرم کفر صرف اس شخص پر عائد ہے جو نبوتِ مستقلہ اور شریعتِ جدیدہ کا مدعی ہو ، یا اس کی تصدیق کرنے والا ہو ، غیر تشریعی یا ظلی بردوزی یا لغوی یا مجازی

طور پر اگر کوئی دعویٰ کرے یا اس کی تصدیق کرے تو وہ اس میں داخل نہیں۔

حضرات متکلمینؒ گواہانِ ختم نبوت کی ساتویں قسط حضرات متکلمین ہیں، جن میں سے سولہ حضرات کے بیانات قلب بند کئے گئے ہیں، ان حضرات

کے یہاں اگرچہ بات بات پر اور حرف حرف پر بحث و مباحثہ کا بازار گرم ہے، ایک عبارت میں جتنے احتمالات عقلی طور پر ہو سکتے ہیں ان کے یہاں تقریباً تا تردید اتمامِ زنجیر آجاتے ہیں، لیکن ان میں بھی کسی کے منہ سے یہ نہیں نکلا کہ ختم نبوت سے صرف شریعتِ جدیدہ و مستقلہ کا اختتام مقصود ہے، غیر تشریعی طور پر نبوت بعد میں بھی ہو سکتی ہے۔

صوفیائے کرامؒ آخر میں ہم وہ گواہ پیش کرتے ہیں جن کے مقالات و حالات مقامِ نبوت کے اظلال ہیں، جن کے علوم و معارف کا میدان صرف ادراقی کتب نہیں، بلکہ الہامِ روحانی اور مکاشفات بھی ان کے مشعلیٰ راہ ہیں جن میں سے دس حضرات کی شہادتیں ابھی درج کی گئی ہیں۔

اس نکتہ رس اور دقیقہ سنچ جماعت نے بھی اُمت کو یہ اطلاع نہ دی کہ اصطلاحِ شریعت اور قرآن و حدیث میں جس کو نبوت کہا جاسکتا ہے اس کی کوئی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی باقی رہے گی، بلکہ علماء ظاہر اہل سنت والجماعت کے عقائد اور بیانات کے مطابق انہوں نے بھی مطلقاً ہر قسم کی نبوت کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھا اور سمجھایا۔

الغرض ابتداء آفرینش سے آج تک انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام اور علماء و علماء کی بے شمار جماعتیں جس چیز کی گواہی دیتی چلی آئیں اور کسی نے اس میں تاویل و تخصیص کی شاخ نہ نکالی بلکہ اپنے اطلاق پر تسلیم کیا، اور کرایا۔ آج اگر کوئی شخص ان سب کے خلاف اس میں تحریف کرنے لگے تو اس کے سوا کیا کہا جاسکے گا

مرحمتِ خدا کا عارف و زاہد کہ نہ گفت

در حیرتم کہ بان فروش از کجا شنید

اور میں تو پھر وہی عرض کروں گا جو پہلے کرچکا ہوں، کہ اگر حق و ہدایت ان حضرات انبیاء و صحابہ و غیر ہم کے راستہ کے سوا کہیں اور ہے تو مجھے ایسے حق کی ضرورت نہیں میں ایسی ہدایت سے معافی چاہتا ہوں

وَرَشَادِيْ اِنْ تَكُنْ فِيْ سَلَوَتِيْ ۚ فَاَعُوْذِيْ لَسْتُ اَرْضٰى بِالرَّشَادِ

”اے میری ہدایت اگر اسی میں مضمر ہے کہ میں ان حضرات سے علیحدہ ہو جاؤں تو تم

مجھے جھوڑو، میں ایسی ہدایت کا خواہاں نہیں۔“

اور نہایت شرح صدر کے ساتھ کہوں گا کہ اگر ان حضرات کا اتباع گمراہی ہے

تو وہ گمراہی ہی میرا مذہب ہے، مجھے اس سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت نہیں،

وَلَنِعْمَ مَا قَالَ الشَّافِعِيُّ ؓ

اِنْ كَانَ رِفْعًا حُبُّ اِلٰى مُحَمَّدٍ ۚ فَلْيَشْمَكِ الثَّقَلَانِ اِنِّيْ رَافِعُ

”اگر اے محمدؐ کی محبت کا نام رافعت ہے تو جن دانس گواہی کہ میں ہی رافعتی ہوں۔“

اگر کسی مجنوں کے نزدیک یہ سارے افضل المخلوق خلاصہ کائنات (معاذ اللہ)

گمراہ میں تو میں تنہا ہدایت پا کر کیا کر دوں گا۔“

وَمَا اَنَا اِلَّا اَمِنْ غَزِيَّةٍ اِنْ غَوَيْتُ ۚ غَوَيْتُ وَاِنْ تَزُوْشُدْ غَزِيَّةٌ اَوْشَدُ

میں قبیلہ غزیہ کا ایک سرد ہوں، اگر غزیہ سب گمراہ ہوئے تو میں بھی گمراہ ہوں اور

اگر وہ ہدایت پر ہیں تو میں بھی ہدایت پر ہوں۔“

قادیا نیوں کی خدمت میں ایک دردمندانہ و مخلصانہ گزارش

سب سے پہلے تو یہ حلفیہ گزارش ہے کہ واللہ باللہ ثم باللہ کہ مجھے مرزا صاحب اور ان کے متبعین سے کوئی بغض یا عناد نہیں، اور جو اوراق اس بحث میں سیاہ کئے ہیں ان کی غرض نہ اپنی حرمت والی کا انہماک ہے، اور نہ ان مغلطات گالیوں کا بدلہ لینا جو مرزا صاحب اور ان کے متبعین نے ہمارے بزرگوں کو اپنی تصانیف میں دی ہیں، کیونکہ ان سب کا جواب تو ہمارے نزدیک یہ ہے۔

وَقُلْ لِّعَلَّامٍ اِنْ شِئْتُمْ سُرَاتِنَا فَلَسْنَا بِشَائِعِيْنَ لِّمُتَشَكِّمٍ

”اور مرزا غلام سے کہہ دو کہ اگر تم نے ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں تو دو، ہم تو گالیاں

دینے والے کو گالیاں دینے والے نہیں۔“

بلکہ اخلاص کے ساتھ آپ حضرات کے سامنے دین انبیاء اور تشرآن و حدیث اور صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف و خلف کے عقائد مسئلہ غتم نبوت کے متعلق پیش کرنا تھا، جس میں ایک حد تک رب القوی والقدر نے ان ضعیف ہاتھوں اور ناکارہ دل و دماغ کو کامیاب فرمایا، والحمد للہ علیٰ ذلک۔

خدا کے لئے سمجھو کہ اگر تم سب کے سب مرزا صاحب نہیں ان سے بھی کسی دلی آدمی کو نبی بلکہ خدا تسلیم کر لو، اور تمام نعوص تشرآن و حدیث اور آثار صحابہ و سلف کو ٹھکرا دو تو ہمارا کیا بیڑہ تباہ ہے اور کروڑوں کاسر دنیا میں اس سے زیادہ شریعت اسلام کی توہین کرنے والے موجود ہیں، ان میں چند ہزار کا اور اضافہ بھی، ہر شخص کو اپنی قبر میں سونا اور اپنے کئے کو بھگتنا ہے، لَقَدْ مَّا كَسَبُوا زَلَلًا مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تَقْسِلُوهَا فَعَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ۔

اں دل میں درد ہوتا ہے جب دیکھتے ہیں کہ اپنے دست و بازو کٹ بیسے ہیں، لوگ غیروں کو اپنا بنانے میں مشغول ہیں، اور مسلمان اپنے بھی غیر ہوتے جاتے ہیں۔
خدا کے لئے اپنی جانوں اور ایمانوں پر رحم کر دو، اور ان اوراق کو تعصب و خود غرضی

سے علحدہ ہو کر دیکھو، اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھو کہ کیا ان بیانات و نصوص اور براہین واضح کے بعد بھی کسی غیر شرعی یا ظلی یا بروزی یا لغوی یا مجازی یا حیزوی یا غیر مستقل نبوت کا وجود اسلامی روایات سے نکلتا ہے، یا ہر اس چیز کا جس کو شریعت و ملت اسلام میں نبوت کہا جاتا ہے، کئی انقطاع آفتاب کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ یہ ہماری گزارش ہے ماننا نہ ماننا آپ کے قبضہ میں ہے۔

وما التوفیق الا من الله وما الهداية الا منه والخروج عوانا ان
الحمد لله رب العالمين، اللهم انا نعوذ بك من مضلات الفتن
ما ظهر منها وما بطن، اللهم اربنا
الحق حقا وارزقنا اتباعه وارزنا الباطل
باطلا، وارزقنا اجتنابه وقد تم بعون الله تعالى سبعمائة
من شوال المكرم ۱۴۲۵ھ ضحوة يوم الاربعاء ۱۰
سبقي خطوطي في الدفاتر برهة
وانملت تحت التراب ربيع

العبد الضعيف
محمد شفيع الدويوبندي
۱۰ شوال ۱۴۲۵ھ

ضمیمہ

۱۔ مسیح موعود کی پہچان ————— ۳۹۱

۲۔ دعاوی مرزا ————— ۳۹۸

مسح موعود کی پہچان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَىٰ فَا سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰ ۝
 اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے آخری دور میں بہ تقاضائے حکمت الہیہ
 دجال اکبر کا خروج مقدر و مقرر تھا جس کے مشرے تمام انبیاء سابقین اپنی اپنی
 امتوں کو ڈراتے آئے تھے۔ اور حسب تصریحات احادیث متواترہ اس کا قتل تمام
 اگلے پچھلے قتلوں سے اشد ہوگا۔ اس کے ساتھ ساحرانہ قوتیں اور خوارقِ عادات
 بے شمار ہوں گے۔

اسی کے ساتھ زمرۂ انبیاء میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص شان اور
 خاتم الام کے ساتھ خاص عنایاتِ حق کے اظہار کے لئے باقتضائے حکمت الہیہ
 یہ بھی مقدر و مقرر تھا کہ قتلہ و دجال سے امت کو بچانے اور دجال کو شکست دینے
 کے لئے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نزول فرمائیں گے
 جو اپنی مخصوص شانِ سچی سے مسیح و دجال کا خاتمہ کریں گے۔

خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات اُمّتِ مروجہ کے آگے
 آلے والے تمام فتن اور واقعات میں سب سے اہم تھے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر
 اپنی امت پر سب سے زیادہ رحیم و شفیع رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان واقعات کی
 تبیین و تعیین میں اور مسیح و دجال اور مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی علامات و نشانات
 بتلانے میں انتہائی تفصیل و توضیح سے کام لیا ہے، سچے زیادہ احادیث ہیں جو
 مختلف اوقات میں صحابہ کے مختلف مجامع میں مختلف عنوانات کے ساتھ بیان کی گئی
 ہیں۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات و علامات اور بوقتِ نزول اُن کی

مکمل کیفیات کا اظہار فرمایا۔

یہ احادیث درجہ تو اتر کر پہنچی ہوئی ہیں۔ اکابر محدثین نے ان کو متواتر قرار دیا ہے اور خبر متواتر ہے جو چیز ثابت ہو اس کا قطعی اور یقینی ہونا تمام اہل عقل و ادراک دین کے نزدیک بالاتفاق مسلم ہے۔

ان تمام احادیث معتبرہ کو احقر نے اپنے عربی رسالہ ”التصريح بما تواتر فی نزول المسیح“ میں جمع کر دیا ہے اور اس میں ہر حدیث پر نمبر ڈال دیئے ہیں اس رسالہ میں صرف حدیث کا نمبر اور کتاب کا حوالہ دینے پر اکتفا کر گیا ہے۔ اور انشاء اللہ کسی وقت ان احادیث کو مع ترجمہ و تشریح طبعی شائع کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں خود قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقی علامات اور نشانیاں بتلائی ہیں کسی کی سہول اور فہم کے متعلق نہیں بتلائیں۔ یہاں تک کہ خود سرور کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن اترا ہے ان کی بھی مادی اور جسمانی علامات و نشانات قرآن نے اس تفصیل سے نہیں بتلائے۔ تمام انبیاء علیہم کے درمیان صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا یہ معاملہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں اس پر مزید و مزید اضافہ بلاشبہ اس لئے تھا کہ آخر زمانہ میں ان کا اس امت میں تشریف لانا مقدر و مقرر تھا۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ ان کی علامات و نشانات امت کو ایسی وضاحت سے بتلا دیئے جائیں کہ پھر کسی کو کسی اشتباہ و التباس کی دلی گنجائش نہ رہے۔ اس رسالہ میں جمع کی ہوئی تمام علامات و نشانات کو دیکھنے کے بعد ہر شخص یہ کہہ اٹھے گا کہ کسی انسان کی تعیین کے لئے اس سے زیادہ نشانات و علامات نہیں بتلائے جاسکتے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام میں سے اس کام کیلئے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتخاب میں شاید یہ حکمت بھی ہو کہ ان کی پیدائش اور خلقت و تربیت تمام بنی نوع انسان سے مجزا ایک خاص معجزانہ طریق پر ہوئی ہے۔ ان کے حالات کسی دوسرے انسان کے ساتھ ملتیں اور مشتبہ ہو ہی نہیں سکتے۔

اب یہ ترجمہ و تشریح کا کام بغدادی و بیرونی محمد رفیع عثمانی سلمہ مدرس دارالعلوم کراچی نے کر دیا ہے جو ”علامات قیامت اور نزول مسیح“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ محمد رفیع ۲۰ صفر ۱۳۸۵ھ

الغرض قرآن و حدیث نے آخر زمانہ میں آنے والے مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی تعمیر و اس میں پیدا ہونے والے ہر التباس و اشتباہ کو رفع کرنے کے لئے اس قدر اہتمام فرمایا کہ اس سے زیادہ اہتمام عادتاً ناممکن ہے تاکہ کوئی جھوٹا مدعی اپنے آپ کو مسیح موعود کہہ کر امت کو گمراہ نہ کر سکے۔

لیکن شاباش ہے قادیانی مرزا غلام احمد کو کہ انہوں نے قرآن و حدیث کے اس تمام اہتمام کے مقابلہ میں اکھاڑا جادایا اور ان میں بیان کی ہوئی تمام چیزوں پر اپنی پھر کر خود مسیح موعود بن بیٹھے۔ اور اس سے زیادہ حیرت ان لوگوں پر ہے جنہوں نے قرآن و حدیث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے کے دعویدار ہوتے ہوئے ان کو مسیح موعود مان لیا۔ لیکن اس امت میں سے کسی شخص کا مسیح موعود بننا بغیر اس کے ممکن نہیں تھا کہ قرآن و حدیث کی قائم کی ہوئی تمام مضبوط و مستحکم بنیادوں کو اکھاڑ کر ایک نیا دین، نئی ملت بنائی جائے۔ اس لئے مرزا صاحب نے :-

① امت کے اجماعی عقیدہ اور قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی۔ اُن کی قبر کشمیر میں ہے۔

② پھر یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئیں گے بلکہ ان کا شبیہ و مثیل آئے گا۔

③ پھر وہ شبیہ و مثیل خود بننے کی کوشش جاری فرمائی۔

④ اور چونکہ حسب تصریح قرآن و حدیث و اجماع امت ہر قسم کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اب کوئی نئی پیدا نہیں ہو سکتا۔ عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے ہی ہیں اُن کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں تھا۔ اگر کوئی ان کا مثیل و شبیہ آئے

عہ قرآن مجید سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کا مکمل ثبوت حضرت الاستاذ العلامة مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ کی کتاب "عقیدۃ الاسلام فی نزول عیسیٰ علیہ السلام" میں اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کی کتاب "کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ" میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے اور اس مسئلے سے متعلق احادیث احقر کے عربی رسالہ "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" میں مذکور ہیں۔ ۱۲ منہ

مسئلہ ختم نبوت اُس کی راہ میں حائل ہوتا ہے اس لئے اس اجماعی مسئلہ کی تحریف کرنا پڑی اور نبوت کی خود ساختہ قسمیں بنا کر بعض اقسام کا سلسلہ جاری قرار دیا۔
 (۵) احسن کار خود نبی و رسول بن گئے۔

(۶) دعوائے نبوت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جو اُن کو نہ مانے وہ کافر قرار دیا جائے اس کے نتیجے میں اپنی ایک شعی جماعت کے سوا اُمت کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔
 (۷) اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی مدعی نبوت کے ماننے والے اور نہ ماننے والے ایک ملت نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ کسی نبی کے ماننے والے بھی مسلمان کہلائیں اور اُس کو جھوٹا سمجھنے والے بھی مسلمان رہیں۔ اس طرح ملتِ اسلامیہ کے ٹکڑے کر کے ایک علیحدہ ملت کی تعمیر کی گئی۔ یہ سارے کفریات اس کے نتیجے میں آئے کہ قرآن و حدیث کی بے شمار تصریحات کے خلاف اپنے آپ کو مسیح موعود مقرر دیا۔

اس لئے احقر نے اس مختصر رسالہ میں آخر زمانہ میں آنے والے مسیح علیہ السلام کی تمام نشانیاں اور علامات بجاۃ قرآن و حدیث جمع کر دی ہیں تاکہ ہر دیکھنے والا ایک نظر میں دیکھ لے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جو علامات بیان کی ہیں قادیانی مرزا صاحب میں اُن میں سے کوئی موجود ہے یا نہیں۔

ہم نے سہولت کے لئے ان حالات و علامات کو ایک جدول کی صورت میں پیش کیا ہے جس کے ایک خانے میں آنے والے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات ذکر کی گئی ہیں۔ دوسرے خانے میں اُن کا حوالہ قرآن یا حدیث سے دیا گیا ہے۔ احادیث کی عبارت طویل تھی اس لئے تمام احادیث کو مع

اس جدول میں صرف حدیث کا نمبر لکھا جائے گا جس کو

اصل حدیث دیکھنا ہو اس نمبر کے حوالہ سے

تیسرے خانے میں مرزا صاحب کے حالات و علامات کا مقابلہ دکھلانا تھا۔ مگر ہیں تو ان علامات میں سے کوئی بھی مرزا صاحب میں نظر نہیں آئی، بلکہ صراحتہً اُس کے مخالف علامات و حالات معلوم ہوئے۔ مخالف حالات اور وہ بھی ذاتی اور گھریلو معاملات سے متعلق اگر بیان کئے جائیں تو دیکھنے والے شاید اُس کو تہذیب کے خلاف سمجھیں۔

اس لئے ہم نے یہ خانہ سب جگہ خالی چھوڑ دیا ہے کہ مرزا صاحب کو
مسیح موعود مانتے والے خدا کو حاضر و ناظر جان کر ایمان داری سے اس
خانہ کو خود پر کریں۔

نشايد الله تعالى اسی کو اُن کے لئے ذریعہ ہدایت بنا دیں۔

وَمَا ذَلِك عَلَى اللَّهِ بَعِزٌ

بند
محمد شفیع عمن الله عنه
مدرس دارالعلوم دیوبند
شعبان ۱۳۴۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسیح موعود کا نام، کنیت اور لقب

| | | |
|---|---------------------------------|--|
| ۱ | آپ کا نام عیسیٰ ہے۔ علیہ السلام | ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ |
| ۲ | آپ کی کنیت عیسیٰ ابن مریم ہے۔ | ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ |
| ۳ | آپ کا لقب، مسیح ہے۔ | إِنَّ اللَّهَ يَشْفَعُ لَكُم بِكَلِمَتِهِ مِنْهُ |
| ۴ | کلمہ اللہ ہے۔ | اِنَّهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ |
| ۵ | روح اللہ ہے۔ | ۔ . . |

مسیح موعود کے خاندان کی پوری تفصیل

| | | |
|----|--|---|
| ۶ | آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مریم ہے۔ | ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ |
| ۷ | آپ کا خیر باپ کے بقدرت خداوندی صرف مال سے پیدا ہوئے۔ | أَنِّي يَكُونُ فِي غَلَامٍ وَلَمْ يَتَسَوَّ |
| ۸ | آپ کے نانا عمران علیہ السلام ہیں۔ | بَشَرًا رَّكْمًا أَفْ تَعْيَبَا |
| ۹ | آپ کی نانی امراۃ عمران (حنتہ) ہیں۔ | مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ النِّبِيَّ |
| ۱۰ | آپ کے ماموں ہارون ہیں | إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ |
| | | يَا أَخِي هَارُونَ |

عہ ہارون سے اس جگہ ہارون نبی علیہ السلام مراد نہیں۔ کیونکہ وہ تو مریم سے بہت پہلے گزر چکے تھے، بلکہ ان کے نام پر حضرت مریمؑ کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا۔ لہذا اداۃ سلم والنساء والترمذی مرفوعاً۔

| | | |
|----|---|---|
| ۱۱ | آپ کی نالی کی یہ تذکرہ اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ بیت المقدس کے لئے وقف کر دیں گی۔ | إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا |
| ۱۲ | پھر حمل سے لڑکی کا پیدا ہونا۔ | فَلَمَّا وَضَعَتْهَا آلِيَةً |
| ۱۳ | پھر ان کا عذر کرنا کہ یہ عورت ہونے کی وجہ سے وقف کے قابل نہیں۔ | إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ |
| ۱۴ | اُس لڑکی کا نام مریم رکھنا۔ | إِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ |

والدہ مسیح موعودؑ حضرت مریمؑ کے بعض حالات

| | | |
|----|---|--|
| ۱۵ | مسیح شیطان سے محفوظ رہنا۔ | إِنِّي أُعِيذُكَ بِهَا |
| ۱۶ | ان کا نشوونما غیر عادی طور پر ایک دن میں سال بھر کے برابر ہونا۔ | وَأَنْبَتَ مَا نَبَاتًا حَسَنًا |
| ۱۷ | مجاہدین بیت المقدس کا مریم کی تربیت میں جمع کرنا اور حضرت زکریا کا فیصل ہونا۔ | إِذْ يَخْتَصِمُونَ |
| ۱۸ | ان کو محراب میں ٹھہرانا اور ان کے پاس غیسی رزق آنا۔ | فَلَمَّا دَخَلْ عَلَيْهَا زَكْرِيَّا |
| ۱۹ | زکریا کا سوال اور مریم کا جواب کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ | الْحَيُّ رَبُّكَ عَلَيْنَا نَرْفَعُ |
| ۲۰ | فرشتوں کا ان سے کلام کرنا۔ | إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لِمَرْيَمُ |
| ۲۱ | ان کا اللہ کے نزدیک مقبول ہونا۔ | إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ |
| ۲۲ | ان کا حیض سے پاک ہونا۔ | وَطَهَّرَكِ |
| ۲۳ | تمام دنیا کی موجود عورتوں سے افضل ہونا۔ | وَأَمَّا طِفْلٌ فَكُنْ لِي آيَةً عَلَيْنَا |

حضرت مسیح (علیہ السلام) کے ابتدائی حالات استقرار حمل وغیرہ

| | | |
|----|---------------------------|-------------------|
| ۲۴ | مریم کا ایک گوشہ میں جانا | إِذَا انْتَبَذَتْ |
|----|---------------------------|-------------------|

| | | |
|----|---|---|
| ۲۵ | اس گوشہ کا شرقی جانب میں ہونا ۔ ان کا پردہ ڈالنا ۔ | مَسْكَاْنَا شَرْقِيًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْنَا زُحْرًا فَقَمَلَتْ لَهَا أَشْرًا سَوِيًّا إِلَىٰ أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ لَا هَبْ لَكَ عَلَامًا ذِكْرًا |
| ۲۶ | ان کے پاس بشکلِ انسان فرشتہ کا آنا ۔ | مَرِيَمَ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ عَيْنٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِي خَيْرُ دِينَا |
| ۲۷ | فرشتہ کا من جانب اللہ ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دینا ۔ | مَرِيَمَ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ مَرِيَمَ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ مَرِيَمَ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ |
| ۲۸ | فرشتہ کا من جانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے ۔ | فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ |
| ۲۹ | فرشتہ کا من جانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے ۔ | فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ |
| ۳۰ | فرشتہ کا من جانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے ۔ | فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ |
| ۳۱ | فرشتہ کا من جانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے ۔ | فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ |
| ۳۲ | فرشتہ کا من جانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے ۔ | فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ |
| ۳۳ | فرشتہ کا من جانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے ۔ | فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ |
| ۳۴ | فرشتہ کا من جانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے ۔ | فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ |
| ۳۵ | فرشتہ کا من جانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے ۔ | فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ |
| ۳۶ | فرشتہ کا من جانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے ۔ | فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ |

آپ کی ولادت کس جگہ اور کس طرح پر ہوئی

| | | |
|----|---|--|
| ۳۳ | مسکن مکان سے دو ایک بارغ کے گوشہ میں ولادت ہوئی ۔ | فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَقَمَلَتْ لَهَا أَشْرًا سَوِيًّا إِلَىٰ أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ لَا هَبْ لَكَ عَلَامًا ذِكْرًا |
| ۳۴ | حضرت مریم ایک کجور کے درخت کے تنہ پر ٹھیک لٹکائے ہوئے تھیں ۔ | مَرِيَمَ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ مَرِيَمَ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ مَرِيَمَ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ |
| ۳۵ | ولادت کے بعد مریم کا بوجہ حیار کے پریشان ہونا اور لوگوں کی تہمت سے ڈرنا ۔ | فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ |
| ۳۶ | درخت کے نیچے سے فرشتہ کا آواز دینا | فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ فَرَسَتْ كَايْنَاهُ مَعْتَنَاهُ |

حضرت مسیح موعود کے خصال

| | |
|----|--|
| ۲۲ | مسیح موعود کا شروں کو بحکم خداوند کرنا |
| ۲۳ | برص کے بیمار کو شفا دینا۔ |
| ۲۴ | مادہ زلادانہ کو بحکم الہی شفا دینا۔ |
| ۲۵ | مٹی کی چسٹریوں میں بحکم الہی |
| | جان ڈالنا۔ |
| ۲۶ | آدمیوں کے کھانے ہوئے کھانے |
| | کو بتا دینا کہ کیا کھایا تھا ؟ |
| ۲۷ | جو چیزیں لوگوں کے گروں میں چھپی ہوئی |
| | رکھی ہیں ان کو بن دیکھے بتا دینا۔ |
| ۲۸ | کفار بنی اسرائیل کا حضرت عیسیٰ |
| | کے قتل کا ادا کرنا اور حفاظت |
| | الہی۔ |

| | | |
|----|---|--|
| ۳۹ | کفار کے نزع کے وقت آپ کے آسمان پر نزو اٹھانا۔ | إِنِّي مُتَوَقِّفٌ ذَوَابْنَعَدَ إِلَکَ |
|----|---|--|

حضرت مسیح موعود کا علیہ

| | | |
|----|---|---|
| ۵۰ | آپ کا دجیہ ہونا۔ | وَجِئْنَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ |
| ۵۱ | آپ کا تد و قامت درمیانہ ہے۔ | حدیث منہ بروایت ابو داؤد و ابن ابی نعیم و احمد بن حنبل و مسلم بن الحجاج |
| ۵۲ | رنگ سفید سُرخِ مائل ہے۔ | • • • |
| ۵۳ | بالوں کی لمبائی دو نوں شانوں تک ہوگی۔ | • • • |
| ۵۴ | بالوں کا رنگ بہت سیاہ چمک دار ہوگا۔ جیسے نہلنے کے بعد بال ہوتے ہیں۔ | • • • |
| ۵۵ | بال گھٹرائے ہوں گے۔ | • • • (بعض روایات میں ہر کہ سیدھے بال ہونگے جیسے کہ حدیث ۵۴ میں ہے) ممکن ہو کہ اختلاص دو وقتوں کے لحاظ سے ہو۔ |
| ۵۶ | معاذ میں آپ کے مشابہ عرواق مسوویں | • • • |
| ۵۷ | آپ کی خدا کا لوبیا اند جو چیزیں لگ پر نہ پکیں۔ | حدیث ۵۷ رواہ الدیلمی |

آخر زمانہ میں آپ کا دوبارہ نزول

| | | |
|----|--|------------------------|
| ۵۸ | قرب قیامت میں پھر آسمان سے اترنا۔ | حدیث منہ لغایت ۵۷ |
| ۵۹ | نزول کے وقت آپ کا لباس؛ دُرُ زرد رنگ کے کسپڑے پہنے ہوئے ہوں گے | حدیث منہ ابوداؤد وغیرہ |

| | | |
|-------------------|----|---------------------------------|
| حدیث ۵۷ ابن عساکر | ۶۰ | آپ کے سر پر ایک لمبی ٹوپی ہوگی۔ |
| حدیث ۶۵ رد مشور | ۶۱ | آپ ایک زندہ پہنیں گے۔ |

بوقت نزول آپ کے بعض حالات

| | | |
|--|----|---|
| حدیث ۵۷ مسلم . ابوداؤد . ترمذی . احمد . | ۶۲ | دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔ |
| حدیث ۵۸ ابن عساکر | ۶۳ | آپ کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا جس سے دجال کو قتل کریں گے۔ |
| حدیث ۵۹ صحیح مسلم | ۶۴ | اُس وقت جس کسی کا سر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی وہ مر جائے گا۔ |
| | ۶۵ | سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔ |

مقام نزول اور وقت نزول کی مکمل تعیین و توضیح

| | | |
|--------------|----|--|
| حدیث ۵۷ مسلم | ۶۶ | آپ کا نزول دمشق میں ہوگا۔ |
| . | ۶۷ | دمشق کی جامع مسجد میں نزول ہوگا۔ |
| . | ۶۸ | جامع مسجد دمشق کے بھی شرقی گوشہ میں نزول ہوگا۔ |
| . | ۶۹ | نماز صبح کے وقت آپ نازل ہوں گے۔ |

بوقت نزول حاضرین کا مجمع اور انکی کیفیت

| | | |
|--------------|----|--|
| حدیث ۵۷ مسلم | ۷۰ | مسلمانوں کی ایک جماعت مع امام مہدیؑ کے مسجد میں موجود ہوگی جو دجال سے لڑنے کے لئے جمع ہوئے ہوں گے۔ |
|--------------|----|--|

| | | |
|----|--|---|
| ۷۱ | ان کی تعداد آٹھ ستوروں اور چار سو محدثیں ہوں گی۔ | حدیث ۶۹ دہلی |
| ۷۲ | ہر وقت نزول عیسیٰ علیہ السلام یہ لوگ نماز کے لئے مصفیٰ درست کرتے پائے ہوں گے۔ | |
| ۷۳ | اس جماعت کے امام اس وقت حضرت مہدی ہوں گے۔ | حدیث ۱۱۱ د ۱۱۲ تا ۱۱۳ |
| ۷۴ | حضرت مہدی عیسیٰ علیہ السلام کو امت کے لئے بلائیں گے اور وہ اچانک ہی آئیں گے | حدیث ۱۱۳ مسلم واحد |
| ۷۵ | جب حضرت مہدی پیچھے پٹنے لگیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انہیں کو امام بنائیں گے۔ | حدیث ۱۱۴ ابودرداء ابن ماجہ ابن حبان ابن خزیمہ |
| ۷۶ | پھر حضرت مہدی نماز پڑھائیں گے۔ | حدیث ۱۱۵ ابولعیم |

بعد نزول آپ کتنے دنوں دنیا میں رہیں گے

| | | |
|----|--|---|
| ۷۷ | آپ چالیس سال دنیا میں قیام فرمائیں گے۔ | حدیث ۱۱۶ ابوداؤد بن ماجہ احمد ابن حبان ابن جریر |
|----|--|---|

بعد نزول آپ کا نکاح اور اولاد

| | | |
|----|---|--|
| ۷۸ | حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں نکاح ہوگا۔ | حدیث ۱۱۷ فتح بخاری و ۱۱۸ |
| ۷۹ | بعد نزول آپ کے اولاد ہوں گے۔ | حدیث ۱۱۹ اکابر الخط المرقزی حدیث ۱۲۰ مذکور |

نزول کے بعد مسیح موعودؑ کے کارنامے

| | | |
|----|---|-----------------------|
| ۸۰ | آپ صلیب پر لٹے ہوئے صلیب پر لٹے ہوئے صلیب پر لٹے ہوئے | حدیث ۱۲۱ بخاری و مسلم |
|----|---|-----------------------|

| | | |
|----|--|--|
| ۸۱ | خزیر کو قتل کریں گے یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے۔ | حدیث عا بخاری و مسلم |
| ۸۲ | آپ نماز سے فارغ ہو کر دروازہ مسجد کھولوائیں گے اور اس کے پیچھے دجال ہوگا | حدیث عا |
| ۸۳ | دجال اور اس کے ساتھیوں سے جہاد کریں گے۔ | • • |
| ۸۴ | دجال کو قتل فرمائیں گے۔ | • • |
| ۸۵ | دجال کا قتل ارضِ فلسطین میں بابُ الد کے پاس واقع ہوگا۔ | • • |
| ۸۶ | اس کے بعد تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی | • • |
| ۸۷ | جو یہودی باقی ہوں گے چُن چُن کر قتل کر دے جائیں گے۔ | • • |
| ۸۸ | کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے سکے گی | • • |
| ۸۹ | یہاں تک کہ درخت اور پتھر لڑائیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چُپا ہوا ہے۔ | • • |
| ۹۰ | اس وقت اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے۔ | حدیث عا، ابوداؤد، احمد، ابن ابی شیبہ، ابن حبان، ابن جریر |
| ۹۱ | اور جہاد موقوف ہو جائے گا۔ کیونکہ کوئی کافر ہی باقی نہ رہے گا۔ | حدیث عا بخاری و مسلم |
| ۹۲ | اور اس لئے حبزیہ کا حکم بھی باقی نہ رہے گا۔ | حدیث عا مسند احمد |
| ۹۳ | مال و زر لوگوں میں اتنا عام کر دیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ | حدیث عا مذکور |
| ۹۴ | حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی امت کریں گے۔ | حدیث عا مسلم، مسند احمد |

| | | |
|----|--|-------------------------|
| ۹۵ | حضرت مسیح مقام نوح الرد جا میں تشریف لے جائیں گے۔ | حدیث ۳۷ مسلم، مسند احمد |
| ۹۶ | حج یا عمر و یا دونوں کریں گے۔ | • • • • |
| ۹۷ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر تشریف لے جائیں گے | • درمنثور |
| ۹۸ | نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سلام کا جواب دیں گے جس کو سب حاضرین سنیں گے۔ | • • • • |

مسیح موعود لوگوں کو کس منہب پر چلائیں گے

| | | |
|----|--|---------------|
| ۹۹ | آپ قرآن و حدیث پر غصہ بھی مل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔ | حدیث ۵۵ اشاعہ |
|----|--|---------------|

مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہری و باطنی برکات

| | | |
|-----|--|--|
| ۱۰۰ | ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات نازل ہوں گے۔ | حدیث ۵۷ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد۔ |
| ۱۰۱ | سب کے دلوں سے بغض و حسد دھو کر نکل جائے گا۔ | حدیث ۵۸ مسلم وغیرہ |
| ۱۰۲ | ایک انار تانہ بڑا ہو گا کہ ایک جماعت کے لئے کافی ہو گا۔ | حدیث ۵۹ مذکور |
| ۱۰۳ | ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کے لئے کافی ہوگی۔ | • • |
| ۱۰۴ | ایک بھدہ دلی بڑی کھیل کپڑے کافی ہو جائیگی۔ | • • |
| ۱۰۵ | ہر ڈنک والے زہریلے جانور کا ڈنک وغیرہ نکال لیا جائے گا۔ | حدیث ۶۰ ابوداؤد، ابن ماجہ |

| | | |
|-----|--|----------------------------|
| ۱۰۶ | یہاں تک کہ ایک لڑکی اگر سانپ کے نہ میں ہاتھ دے گی تو وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔ | حدیث ۱۳۷ ابو داؤد ابن ماجہ |
| ۱۰۷ | ایک لڑکی شیر کو بھگا دے گی اور وہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے گا۔ | " " |
| ۱۰۸ | بیڑیا، بکریوں کے ساتھ ایسا ہے گا جیسے گنا، ریوڑ کی حفاظت کے لئے رہتا ہے۔ | " " |
| ۱۰۹ | ساری زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔ | " " |
| ۱۱۰ | صدقات کا وصول کرنا چھوڑ دیا جائے گا | " " |

یہ برکات کتنی مدت تک رہیں گی ؟

| | |
|--|--|
| ۱۱۱ | یہ برکات سات سال تک رہیں گی۔ حدیث ۱۷۱ مسلم و احمد حاکم |
| لوگوں کے حالات متفرقہ جو مسیح عیسیٰ کے وقت میں ہونگے | |

| | | |
|-----|---|---------------|
| ۱۱۲ | رُومی لشکر مقام احمق یا داؤد میں اترے گا | حدیث ۱۷۲ مسلم |
| ۱۱۳ | اُن نے جہاد کے لئے مدینہ منورہ سے ایک لشکر چلے گا۔ | " " |
| ۱۱۴ | یہ لشکر اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں کا مجمع ہوگا۔ | " " |
| ۱۱۵ | ان کے جہاد میں لوگوں کے تین ٹکڑے ہو جائیں گے۔ | " " |
| ۱۱۶ | ایک تہائی حصہ شکست کھائے گا۔ | " " |
| ۱۱۷ | ایک تہائی شہید ہو جائے گا۔ | " " |

| | | |
|-----|---------------------------|---------------|
| ۱۱۸ | ایک تہائی فتح پاجائیں گے۔ | حدیث ۱۷۷ مسلم |
| ۱۱۹ | قسطنطنیہ فتح کریں گے۔ | • • • |

پہلے خسرو ج دجال کی غلط خبر مشہور ہونا

| | | |
|-----|---|---------------|
| ۱۲۰ | جس وقت وہ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خسرو ج دجال کی غلط خبر مشہور ہو جائے گی۔ | حدیث ۱۷۷ مسلم |
| ۱۲۱ | لیکن جب یہ لوگ ملک شام میں آئیں گے تو دجال نکل آئے گا | • • • |

اس زمانے میں عرب کا حال

| | | |
|-----|---------------------------------|---------------------------|
| ۱۲۲ | عرب اس زمانہ میں بہت کم ہوں گے۔ | حدیث ۱۷۷ ابوداؤد ابن ماجہ |
| | سب کے سب میت المقدس ہیں ہوں گے۔ | • • • |

لوگوں کے بقیہ حالات

| | | |
|-----|---|-----------------------------|
| ۱۲۳ | مسلمان دجال سے بچ کر افیق پہاڑ پر جمع ہو جائیں گے (یہ پہاڑ ملک شام میں ہے۔ | حدیث ۱۷۷ احمد، حاکم، طبرانی |
| ۱۲۴ | اس وقت مسلمان سخت فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں گے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چمڑا کھا جائیں گے۔ | • • • |
| ۱۲۵ | اس وقت اچانک ایک منادی آواز دے گا کہ تمہارا فریاد رس آگیا۔ | • • • |
| ۱۲۶ | لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ تو کس پیٹ بھرے ہوئے کی آواز ہے۔ | • • • |

غزوہ ہندوستان کا ذکر

| | | |
|-----|---|-------------------|
| ۱۲۷ | ایک مسلمانوں کا لشکر ہندوستان پر چلا کرے گا اور اس کے بادشاہوں کو قید کرے گا۔ | حدیث ۳۶ ابو نعیم |
| ۱۲۸ | یہ لشکر اللہ کے نزدیک مقبول و مغفور ہوگا | • • |
| ۱۲۹ | جس وقت یہ لشکر واپس ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام کو ملک شام میں پائے گا۔ | • • |
| ۱۳۰ | بنی عباس اس وقت گادوں میں ہیں گے | حدیث ۳۹ ابن بخاری |
| ۱۳۱ | اور سیاہ کپڑے پہنیں گے۔ | • • |
| ۱۳۲ | اور ان کے متبعین اہل خراسان ہوں گے | • • |
| ۱۳۳ | لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعتماد پر تمام دنیا سے مستفی ہو جائیں گے | • • |

مسیح موعود کے زمانہ کے اہم واقعات

آپ کے نزول سے پہلے دجال کا خروج

| | | |
|-----|----------------------------------|---------------|
| ۱۳۴ | شام عراق کے درمیان دجال نکلے گا۔ | حدیث ۴۵ مذکور |
|-----|----------------------------------|---------------|

دجال کی علامات

| | | |
|-----|--|-------------------|
| ۱۳۵ | اس کی پیشانی پر کافراں سے مورتیں لکھا ہوگا | حدیث ۴۷ مسند احمد |
| ۱۳۶ | وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ | • • |
| ۱۳۷ | دائیں آنکھ میں سخت ناخن ہوگا۔ | • • |

| | | |
|--------------------|---|-----|
| حدیث ۳۱۷ مسند احمد | تمام دنیا میں پھر جائے گا۔ کوئی جگہ باقی نہ رہے گی جس کو دفع نہ کرے۔ | ۱۳۸ |
| • • | البتہ حرمین، مکہ و مدینہ اُس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ | ۱۳۹ |
| حدیث ۳۱۸ | مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے ہر راستہ پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا۔ جو دجال کو اندر نہ گھسنے دیں گے۔ | ۱۴۰ |
| • • | جب مکہ و مدینہ سے دفع کر دیا جائے گا تو ظریب احمر میں سجدہ (کھاری زمین) کے قتم پر جا کر ٹھہرے گا۔ | ۱۴۱ |
| حدیث ۳۱۹ مسند احمد | اس وقت میں تین زلزلے آئیں گے جو منافقین کو مدینہ سے نکال پھینکیں گے اور تمام منافق مرد و عورت دجال کے ساتھ ہو جائیں گے۔ | ۱۴۲ |
| حدیث ۳۲۰ مسند احمد | اس کے ساتھ ظاہری طور پر جنت و دوزخ ہوگی مگر حقیقت میں اُس کی جنت دوزخ اور دوزخ جنت ہوگی۔ | ۱۴۳ |
| • • | اُس کے زمانہ میں ایک دن سال بھر کے برابر اور دوسرا مہینہ کے برابر اور تیسرا ہفتہ کے برابر ہوگا۔ اور پھر باقی ایام عادت کے موافق ہوں گے۔ | ۱۴۴ |
| • • | وہ ایک گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں ہاتھوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا۔ | ۱۴۵ |
| • • | اُس کے ساتھ شیطین ہوں گے جو لوگوں سے کلام کریں گے۔ | ۱۴۶ |

| | | |
|-----|---|---|
| ۱۴۷ | جب وہ بادل کو کہے گا فوراً بارش ہو جائے گی | حدیث ۵ مذکور |
| ۱۴۸ | اور جب چاہے گا تو قحط پڑ جائے گا۔ | " " |
| ۱۴۹ | مادد زاد اندھے اور ابرص کو تندرست کر دے گا۔ | حدیث ۳۸ طبرانی |
| ۱۵۰ | زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو فوراً باہر آکر اس کے پیچھے ہو جائیں گے | " " |
| ۱۵۱ | دجال ایک نوجوان آدمی کو بلائے گا اور پھر اس کو بلائے گا تو وہ صبح سالم ہو کر ہنستا ہوا سامنے آجائے گا۔ | " " |
| ۱۵۲ | اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جن کے پاس جڑاؤ تواریں اور سراج ہوں گے۔ | حدیث ۱۲ ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ |
| ۱۵۳ | لوگوں کے تین فرقے ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ دجال کا اتباع کرے گا، ایک فرقہ اپنی کاشت کاری میں لگے گا اور ایک فرقہ دریائے فرات کے کنارے پر اس کے ساتھ جہاد کرے گا۔ | حدیث ۷ ابن ابی شیبہ، عباس بن حمید، حاکم، بیہقی، ابن ابی حاتم۔ |
| ۱۵۴ | مسلمان ملک شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے اور دجال کچاں لیکر بتائی شکر بھیجیں گے | " " |
| ۱۵۵ | اس لشکر میں ایک شخص ایک سرخ (یا سیاہ) سفید گھوڑے پر سوار ہوگا اور یہ سلا لشکر شہید ہو جائے گا ان میں سے ایک بھی واپس نہ آئے گا۔ | " " |

دجال کی ہلاکت اور اس کے لشکر کی شکست

| | | |
|---|--|----------------|
| ۱۵۶ | دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح پھینکنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھولتا ہے۔ | حدیث ۱۲۱ مذکور |
| ۱۵۷ | اس وقت تمام یہودیوں کو شکست ہوگی | حدیث ۱۲۲ |
| یا جوج ماجوج کا نکلنا اور ان کے بعض حالات | | |

| | | |
|-----|--|----------------|
| ۱۵۸ | اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو نکالے گا جن کا سیلاب تمام عالم کو گھیرے گا۔ | حدیث ۱۲۵ مذکور |
| ۱۵۹ | اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو طور پہاڑ پر جمع فرمائیں گے۔ | حدیث ۱۲۶ |
| ۱۶۰ | یا جوج ماجوج کا ابتدائی حصہ دہریئے طبع پر گزرے گا تو سب ریا کو پی کر مٹا کر دے گا۔ | حدیث ۱۲۷ |
| ۱۶۱ | اس وقت ایک بیل لوگوں کے لئے ستارے دینار سے بہتر ہوگا (بوجہ قحط کے یا دنیا سے تلب رغبت کی وجہ سے) | حدیث ۱۲۸ |

مسح موعود کا یا جوج ماجوج کیلئے بدعافرانا اور کئی ہلاکت

| | | |
|-----|---|----------------|
| ۱۶۲ | اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا جوج ماجوج کے لئے بدعافرمائیں گے۔ | حدیث ۱۲۹ مذکور |
| ۱۶۳ | اللہ تعالیٰ ان کے گلوں میں ایک گلی نکال دے گا جس سے سب کے سب دفعہ مرے ہوئے رہ جائیں گے۔ | حدیث ۱۳۰ |

حضرت عیسیٰ کا حبیل طور سے آنا

| | | |
|-----|--|---------------|
| ۱۶۳ | اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلاؤ کو لیکر حبیل طور سے زمین پر اتریں گے۔ | حدیث ۵۵ غلوکد |
| ۱۶۵ | مگر تمام زمین یا جوج ماجوج کے گرد کی بدبو سے بھری ہوئی ہوگی۔ | " " |
| ۱۶۶ | حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا فرمائیں گے کہ بدبو دور ہو جائے۔ | " " |
| ۱۶۷ | اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے تمام زمین دھل جائے گی۔ | " " |
| ۱۶۸ | پھر زمین اپنی اصل حالت پر پہلوں اور پہلوں سے بھر جائے گی۔ | " " |

مسح موعود کی وفات اور اس کے قبل و بعد کے حالات

| | | |
|-----|---|---------------------------|
| ۱۶۹ | حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو فرمائیں گے کہ میرے بعد ایک شخص کو غلیف بنائیں جس کا نام مُقعد ہے۔ | حدیث ۵۵ الاشاعہ للبرزنجی |
| ۱۷۰ | اس کے بعد آپ کی وفات ہو جائے گی | حدیث ۵۵ و ۵۵ امتداد موصاف |
| ۱۷۱ | نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۃ الطہر میں چوتھی قبر آپ کی ہوگی۔ | " " |
| ۱۷۲ | لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعمیل ارشاد کے لئے مُقعد کو غلیف بنائیں گے۔ | " " |
| ۱۷۳ | پھر مُقعد کا بھی انتقال ہو جائے گا۔ | " " |
| ۱۷۴ | پھر لوگوں کے سینوں سے فتر آن اٹھا لیا جائے گا۔ | " " |

| | | |
|-----|---|------------------------|
| ۱۷۵ | یہ واقعہ مُقعد کی موت سے تین سال بعد ہو گا۔ | حدیث ۵۵ و ۵۶ مسند احمد |
| ۱۷۶ | اس کے بعد قیامت کا حال ایسا ہو گا جیسے کوئی پورے نوجہینہ کی حاملہ کہ معلوم نہیں کب ولادت ہو جائے۔ | دعاظف۔ |
| ۱۷۷ | اس کے بعد قیامت کی بالکل تسری علامات ظاہر ہوں گی۔ | . |

ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝

مسیح موعود کی مکمل سوانح حیات اور عمر بھر کے کارنامے اور ان کے مسکن و مرقم کا پورا جغرافیہ اس تفصیل و تحقیق کے ساتھ قرآنی آیات اور حدیثی روایات میں جب ایک سمجھدار آدمی کے سامنے آتا ہے تو خود بخود یہ سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ لاکھوں انبیاء علیہم السلام کی عظیم الشان جماعت میں سے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے کہ ان کے تذکرہ کو قرآن و حدیث نے اتنی زیادہ اہمیت دی ہے کہ کسی اور نبی کے لئے اس کا عشرِ عشر بھی مذکور نہیں۔ یہاں تک کہ سید الاولین و الآخِرین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طقیات اور سیرت و شمائل بھی قرآن عزیز میں اس تفصیل و توضیح کے ساتھ نظر نہیں آتے۔ حالانکہ تمام انبیاء و رُسل کی جماعت پر آپ کی سیادت و عظمت باجماع امت ثابت ہونے کے علاوہ خود حضرت عیسیٰ السلام کی بعثت کے مقاصد میں تبصرع قرآن مجید یہ بھی ایک اہم مقصد ہے کہ دنیا میں آپ کی تشریف آوری کا اعلان فرماتے ہوئے آپ کی سیادت کا سکہ قلوب پر بٹھلا دیں۔ ان حالات پر نظر کرتے ہوئے یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ کی یہ اہمیت ضرور کسی بڑی مصلحت و حکمت پر مبنی ہے۔

پھر جب ذرا تاثر سے کام لیا جاتا ہے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ خصوصی اہمیت بھی اُن عنایات الہیہ کا نتیجہ ہے جو ازل سے امتِ اُمّیہ کی قسمت میں مقدر ہو چکی تھی اور

اور حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمۃ للعالمین کا ایک مظہر ہے۔ جس نے اُمت کے لئے مذہبی شاہراہ کو اتنا ہموار اور صاف کر چھوڑا ہے کہ اُس کا لیل و نہار برابر ہے۔ اس رستہ کے قدم قدم پر ایسے نشانات بتلا دیئے ہیں کہ چلنے والے کو کہیں التباس پیش نہیں آ سکتا۔

یعنی قیامت تک جتنے قابلِ اقتدار انسان پیدا ہونے والے تھے اُن میں اکثر کے نام لے لے کر اُن کی مفصل کیفیات پر اُمت کو مطلع فرما دیں تاکہ اپنے اپنے وقت میں یہ بزرگانِ دین ظاہریوں تو امتِ ان کے قدم لے اور اُن کے افعال و اقوال کو اپنا اسوہ بنائے۔

پھر ارشاد و ہدایت کے سلسلہ میں چونکہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوت کی شان امتیاز رکھتے ہیں، اس لئے اُن کے ذکر کی اہمیت سب سے زیادہ ہونا لازمی تھی۔ کیونکہ نبی کی شان تمام دنیا سے برتر ہے۔ اُس کی ادنیٰ توہین و تمقیص کا اشاہ بھی کفر صریح ہے۔ تمام مرشدین اور مجددین اُمت کی شخصی معرفت میں اگر کوئی مشبہ باقی بھی ہے تو بجز اس کے کہ اُن کی برکات و فیوض سے محسوس ہو اُمت کے ایمان کا خطرہ نہیں ہے۔ بخلاف مسیح موعود علیہ السلام کے کہ اگر اُن کی علامات اور پہچان میں کوئی مشبہ کا موقع یا التباس کی گنجائش ہے اور اُمت مرحومہ اُن کو نہ پہچانے تو یہاں کفر و ایمان کا سوال پیدا ہو جاتا ہے اور اُمت کا ایمان خطرہ میں آ جاتا ہے۔ اندیشہ قوی ہوتا ہے کہ نہ پہچاننے کی وجہ سے اُمت آپ کی توہین و تمقیص میں مبتلا ہو کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور پھر دجالِ قتل و یا جوج ماجوج کی بلاؤں کا شکار ہو جائے۔

اس لئے رحمۃ للعالمین کا فرض تھا کہ مسیح موعود کی پہچان کو اتنا روشن فرمادیں کہ کسی بصیر انسان کو اُن سے آنکھ چُرانے کی مجال نہ ہے۔ خدا کی ہزاراں ہزار رحمتیں اور بے شمار درود اُمس حریص بالمومنین اور رؤف و رحیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے اس مسئلہ کو اتنا صاف اور روشن فرمادیا کہ اس سے زیادہ عادتاً ناممکن ہے۔

دنیا میں ایک شخص کی تعریف اور پہچان کے لئے اس کا نام اور ولادتِ سکونت وغیرہ دین اوصاف بتلا دینا ایسا کالی ہو جاتا ہے کہ پھر اُس میں کوئی شک باقی

نہیں رہتا۔ ایک کارڈ پر جب یہ دو تین نشان لکھ دیے جاتے ہیں تو مشرق سے مغرب میں ٹھیک اپنے مکتوب الیہ کے پاس پہنچتا ہے اور کسی دوسرے کو یہ مجال نہیں ہوتی کہ اس پر اپنا حق ثابت کرے یا چٹھی رساں سے یہ کہہ کر لے لے کر میں ہی اس کا مکتوب الیہ ہوں۔

لیکن ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف انہیں نشانات کے بتلا دینے پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ مسیح موعود کے نام کی جو چٹھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں دی ہے اس کی پشت پر سہ کی جگہ ان کی ساری سوانح عمری اور شامل و خصائل، حلیہ، لباس اور عملی کارنامے بلکہ ان کے مقام نزول اور جائے قرار اور مکن و مدفن کا پورا حفرافیہ تحریر فرما دیا ہے، اور پھر اسی پر بس نہیں فرمائی بلکہ آپ کا شجرہ نسب اور آپ کے متعلقین اور متبعین تک کے احوال کو مفصل لکھ دیا ہے۔

مگر افسوس کہ اس پر بھی بعض قزاق اس فکر میں ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تمام کوشش پر (خاکش بدن) خاک ڈال کر اس جٹ کو قبا لیں اور اس طرح دنیا میں مسیح موعود بن بیٹھیں۔

مرزائیوں سے چند سوال

مجھ کو یہ پوچھنا ہے مرزا سے
کہ کبھی ہوش میں بھی آتے ہیں

وہ لوگ جو نادانیت یا کسی مغالطہ و غلط فہمی سے مرزائیت کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں، میں ان کو خدا اور اس کے رسول کا واسطہ دے کر دلی خیر خواہی اور ہمدردی سے عرض کرتا ہوں کہ یہ دین و آخرت کا معاملہ ہے، ہر شخص کو اپنی قبر میں اکیلا جانا اور حساب دینا ہے، کوئی جتھا اور جماعت وہاں کام نہ آئے گی۔ خدا کے لئے ہوش میں آئیں اور عقل خدا داد سے کام لیں اور سمجھیں کہ کیا مرزا غلام احمد صاحب انھیں اوصاف و علامات اور نشانات کے آدمی تھے جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی پہچان کے لئے امت کے سامنے رکھے ہیں؟
و کیا مرزا جی کا نام ”غلام احمد“ نہیں بلکہ ”عیسیٰ“ ہے؟

- و کیا اُن کی والدہ کا نام "چراغ بی" نہیں بلکہ "مریم" ہے ؟
- و کیا ان کے والد "غلام مرتضیٰ" نہیں ، بلکہ بے باپ کی پیدائش ہیں ؟
- و کیا اُن کا مولد "قادیان" جیسا کوردہ نہیں ، بلکہ "دمشق" ہے ۔ یا قادیان دمشق کے ضلع یا صوبہ میں واقع ہے ؟
- و کیا ان کا مدفن "قادیان" نہیں بلکہ "مدنیہ طیبہ" ہے ؟
- و کیا اُن کے نانا "عمران" اور ماموں "ہارون" اور نانی "حتہ" ہیں ؟
- و کیا اُن کی والدہ کی تربیت حضرت مریم کی طرح ہوئی ہے ؟ — اور
- کیا ان کی نشوونما ایک دن میں اتنا ہوا ہے جتنا ایک سال میں بچہ کا ہوتا ہے ؟
- کیا اُن کے پاس غیبی رزق آتا تھا ؟ کیا فرشتے اُن سے کلام کرتے تھے ؟
- کیا مرزا جی کی پیدائش جنگل میں کھجور کے درخت کے نیچے ہوئی ؟
- و کیا اُن کی والدہ نے پیدائش کے بعد درخت کھجور کو ہلا کر ٹھوس کھائی تھیں ؟
- و کیا مرزا جی نے کسی مُردے کو زندہ کیا ہے ؟
- و کیا انہوں نے کسی برص کے بیمار یا مادرِ زاد اندھے کو خدا سے اذن پا کر شفا دی ہے ؟
- و کیا مٹی کی چڑیوں میں حکم خداوندی جان ڈالی ہے ؟
- و کیا وہ آسمان پر گئے ہیں اور پھر اترے ہیں ؟
- و کیا اُن کے سانس کی ہوا سے کافر مر جاتے تھے ؟
- و کیا اُن کے سانس کی ہوا اتنی دُور پہنچتی تھی جہاں تک اُن کی نظر پہنچے ؟
- و کیا وہ دمشق کی جامع مسجد میں گئے ہیں ؟
- و کیا اُن کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں ہوا ہے ؟

سے اللہ تعالیٰ کا شکریہ کہ مرزا جی میں باوجود مسیح یا شیل مسیح کے دعوے کے یہ وصف نہ ہوا ،
 وہ ساری دنیا خالی ہو جاتی ۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اور ہندو واقعی کافروں میں ہی ، مرزا جی کے نزدیک
 دنیا کے کروڑوں مسلمان ہی کافروں میں ہیں ۔ دیکھو حقیقۃً الوحی ص ۱۹ ر اربعین ص ۱۷۷ دبیتر الاول ص ۱۷۷
 داخجام آتم ص ۱۷۷ وغیرہ ص ۱۲ منہ

- ۱ کیا انہوں نے دنیا سے ملیب پرستی اور نصرانیت کو مٹایا ہے یا اور ان کے زمانہ میں نصرانیت کو ترقی ہوئی ؟
- ۲ کیا ان کے زمانہ میں ان اوصات کا دجال نکلا ہے جو بحوالہ احادیث ہم نے نقشہ میں درج کئے ہیں ؟
- ۳ کیا انہوں نے ایسے دجال کو حربہ سے قتل کیا ہے ؟
- ۴ کیا انہوں نے اور ان کی جماعت نے یہودیوں کو قتل کیا ہے ؟
- ۵ کیا کسی نے ان کے زمانہ میں پتھروں اور درختوں کو بولتے دیکھا ہے ؟
- ۶ کیا انہوں نے مال و دولت کو اتنا عام کر دیا ہے کہ اب کوئی لینے والا نہیں ملتا یا اور افلاس، فقر و فاقہ اور ذلت ان کے قدموں کی برکت سے دنیا میں پھیل گئے۔
- ۷ کیا آسمانی برکات پھلوں اور درختوں میں اس طرح ظاہر ہوئیں کہ ایک انار ایک جماعت کے لئے ایک بھری کا دودھ ایک قبیلہ کے لئے کافی ہو جائے ؟
- ۸ کیا انہوں نے لوگوں کے قلوب میں اتحاد و اتفاق پیدا کیا یا نفاق و خلاف کی طرح ڈالی ؟
- ۹ کیا بغض و حسد لوگوں کے قلوب سے اُٹھ گیا یا اور زیادہ ہو گیا ؟
- ۱۰ کیا بھوسا، سانپ وغیرہ کا زہر بے کار ہو گیا ؟
- ۱۱ کیا مرزا جی کو حج یا عمرہ یا دونوں کر ناصیب ہوا ہے ؟
- ۱۲ کیا مرزا جی کبھی مسلمانوں کو لیسکر کوہ طور پر تشریف لے گئے ہیں ؟
- ۱۳ کیا ان کے زمانہ میں یا جوج ماجوج نکلے ہیں ؟ کیا ان کے مردوں سے تمام زمین آلودہ نجاست و بدبو ہوئی اور مرزا جی کی دُعا سے بارش نے اس کو دھویا ہے ؟
- ۱۴ کیا مرزا جی نے کسی مُقعد نامی آدمی کو خلیفہ بنایا ہے ؟
- ۱۵ کیا مرزا جی کو مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی ؟
- ۱۶ الغرض مسیح موعود کے حالات و نشات کا مکمل نقشہ بحوالہ مسترآن و حدیث آپ کے سامنے ہے۔ آنکھیں کھول کر ایک ایک نشان اور ایک ایک علامت کو

مرزا صاحب میں تلاش کیجئے اور خدا تعالیٰ نظروں سے غائب ہے تو مخلوق ہی سے شر مانیئے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چٹھی جس پر یہ نشانات اور یہ تہ لکھا ہوا ہے، آپ کس کے سپرد کرتے ہیں؟ اور اگر کہیں کہ غلام احمد سے مراد عیسیٰ اور اور چراغ بی بی سے مریم اور دمشق اور مدینہ سے قادیان اور نصرانیت کے مٹانے سے مراد اُس کی ترقی اور عزت سے مراد ذلت ہے، تو اس خانہ ساز مرزائی لغت پر قرآن اور احادیث نبویہ کی اس تحریف بلکہ ان کا مضحکہ بنانے کو کیا واقعی تمہاری عقل قبول کرتی ہے؟ اور کیا دنیا میں کوئی انسان اس پر راضی ہو سکتا ہے؟ اور اگر تحریفات و تاویلات اور استعارات کی بھی گرم بازاری ہے تو پھر کیا دنیا کا کوئی کام یا کوئی معاملہ درست رہ سکتا ہے؟

ہم تو جب جانیں کہ مرزا صاحب یا ان کی امت کسی عیسیٰ نامی مشقی آدمی کا ایک کارڈ چٹھی رساں سے یہ کہہ کر وصول کر لیں کہ آسمان میں قادیان ہی کا نام دمشق ہے اور میرا ہی نام عیسیٰ ہے اور چراغ بی بی کا نام مریم ہے، کبھی یہ کہہ سکے دیکھو کہ چٹھی رساں اور ساری دنیا تمہیں کیا کہے گی؟

ہاں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس چٹھی کو لا وارث سمجھ کر راستہ میں اڑانا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ آج بھی آپ کے وہ وارث موجود ہیں جو آپ ہی کی لکیر کے فقیر ہیں اور اسی کو اپنی بادشاہی سمجھتے ہیں اور اسی عہد پر جان لے دینے کو اپنی قلاب دارین جانتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باندھ چکے ہیں۔

اگرچہ خرمین غم تو داد بباد
بناک پائے عزت کہ عہد شکست

اس لئے ہم بعون اللہ تعالیٰ بیانات دہل کہتے ہیں کہ مرزائی امت کتنا ہی زور لگائے مگر یہ والا نامہ اُسی مکتوب الیہ کو ملے گا جس کے نام آج سے تیرہ سو برس پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا اور بروایت ابوہریرہؓ ان کو سلام پہنچایا ہی۔ واللہ بالشہ ہیں مرزا صاحب سے کوئی عداوت نہیں۔ کون چاہتا ہے کہ ٹھہر آئے ہوئے مسیح کو ادران کی مسیحائی کو ٹھکرا دے۔ بالخصوص ایسے وقت جب کہ قوم کو مسیح کی سخت حاجت ہے۔ مگر بات وہی ہے کہ مسیح تو ماننے کے لئے تیار

ہیں مگر کوئی مسیحائی بھی تو دکھلائے

ہوں میں پر دانہ مگر شمع تو ہورات تو ہو ؛ جان دینے کو ہوں موجود کوئی بات تو ہو
دل بھی حاضر تسلیم بھی ختم کو موجود ؛ کوئی مرکز ہو کوئی قبلہ حاجات تو ہو
دل تو بے چین ہے اظہارِ ارادت کیلئے ؛ کسی جانب سے کچھ اظہارِ کرامات تو ہو
دل کشا بادۂ صافی کا کسے ذوق نہیں ؛ باطنِ افروز کوئی پیرِ خرابات تو ہو
مسلمانو ! آپ کی مذہبی غیرت و حمیت اور خدا داد عقل و فہم کو کیا ہوا کہ آپ کو
مشاہدات اور بدیہیات کے انکار کی طرف بلایا جاتا ہے ، اور آپ ذرا عقل سے
کام نہیں لیتے ؟

اے کشتہ ستم ! تری غیرت کو کیا ہوا ؟

خدا کے لئے ذرا ہوش میں آؤ اور اس فتنہ کے انجام پر نظر ڈالو کہ اگر یہی مرزائی
لغت اور قادیانی زبان اور اس کے عجیب استعارات رہے تو قرآن و حدیث اور مذہب
اسلام کا تو کتنا کیا ساری دنیا کا گھر و نہاد اور عالم کا نظام برباد ہو جائے گا۔ ایک شخص
اگر زید کے گھر پر دعویٰ کرے کہ یہ میرا ہے اور مرزا صاحب کی طرح کہے کہ آسمانی دفتروں
میں میرا ہی نام زید لکھا ہوا ہے اور مالکِ مکان کی جتنی علامات اور نشانات برکات
کا قدروں میں درج ہیں ان سب کا مستحق برنگِ استعارات میں ہوں تو بتلائیے کہ آپ کے
پاس اس کا کیا جواب ہوگا ؟ اسی طرح اگر ایک مرد کسی غیر شکوہ عورت پر اسی حیلہ
سے اپنی بی بی ہونے کا دعویٰ کرے ، یا کوئی عورت اسی مرزائی استعارہ کے بل پر کسی غیر مرد
کو اپنا خاوند بتائے ۔ یا کوئی ملازم دوسرے ملازم کی تنخواہ وصول کرے ۔ یا کوئی بھنگی
بادشاہی محل میں شخصِ کر شاہی بیچتا ہو کہ اسی مرزائی فلسفہ کی طرف دعوت دے ۔ یا ایک
قتلِ عمد کا مجرم اپنا جرم اسی مرزائی استعارات کے ذریعہ کسی دوسرے غریب کے سر
ڈال دے اور کہے کہ آسمانی دفتروں میں اسی کا نام دم ہے جو قاتل کے لئے لکھا ہوا
ہے ۔ تو فرمائیے کہ مرزائی اصول اور ان کے استعارات کی دنیا کو جائز رکھتے ہوئے
کسی کو کیا حق ہے کہ ان لوگوں کی زبان بند کرے یا ہاتھ روک سکے ؟ اور جب
نوبت اس پہنچ گئی تو خود سمجھے کہ دین و مذہب تو کیا خود دنیا داری کے سہی لالے
بڑ جائیں گے ۔

الغرض دنیا کے تمام معاملات بیح و شرار، لین دین، نکاح و طلاق، جزار و
 میں ایک شخص کی تعیین کے لئے جب اس کا نام اور ولدیت و سکونت وغیرہ دوچار و صف
 ذکر کر دیئے جاتے ہیں تو اس شخص کی تعیین تمیز ایسی تھی اور یقینی ہو جاتی ہے کہ اس میں
 کسی مشبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور کسی دوسرے کی مجال نہیں ہوتی کہ اس کے احوال
 و اقوال کو اپنی طرف منسوب کر سکے اور اس کی ملکات میں تعترف کر سکے۔ نہ یہاں
 کوئی استعاذہ چل سکتا ہے نہ مجاز۔ دنیا کے تمام کارخانے اسی اسلوب پر قائم ہیں۔
 غضب ہے کہ جس شخص کے متعلق خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دوچار نہیں،
 دس میں نہیں، ایک سو اسی علامات و نشانات اُمت کو جملائے ہوں۔ اُمت کو
 اب بھی اُس کی تعیین میں مشبہ ہے، اور آپ کے صاف و صریح ارشادات کو استعاذہ
 و مجاز کہہ کر ٹال دے گا۔

ہرگز باور نہ آید زردی اعتقاد

ایں ہمہ ما گفتن و دین پیب داشتن

بلکہ بلاشبہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح تکذیب اور متراکن و حدیث کو
 جھٹلانا ہے (نعوذ باللہ منہ)۔

یا اللہ تو ہماری قوم کو عقل دے اور عقل سے کام لینے کی توفیق دے کہ اس
 جیسے بیہیات کے انکار میں مبتلا نہ ہوں۔

وَاللّٰهُ الْمَعَادِیْ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانِ

العَبْدُ الضَّعِیْفُ

محمد شفیع الدوبندی غفرلہ ولوالدیہ و مشائخہ

مدرس دارالعلوم دیوبند

شعبان ۱۳۷۶ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دعاوی مرزا

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى خُصُوصًا
عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُبَشَّرِ بِمَا كُنَّا نَعْتَدِيهِ اهْتَدَى

یوں تو مہدی بھی ہو عیسیٰ بھی ہو مسلمان بھی ہو
تم سب کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

دنیا میں بہت سے گمراہ فرتے پیدا ہوئے اور آئے دن ہوتے رہتے ہیں لیکن مرزا کی فرقہ
ایک عجیب چھیستان ہے کہ اس کے دعوے اور عقیدہ کا پتہ آج تک خود مرزائیوں کو نہیں چلے
لگا، جس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ اس فرقہ کے بانی مرزا قادیانی نے خود اپنے وجود کو دنیا کے
سامنے اس شکل و صورت میں پیش کیا ہے اور اس نے اس طرح کے دعاوی کئے کہ خود ان
کی اُمت بھی اس شبہ میں پڑ گئی کہ ہم اپنے گرو کو کیا کہیں، کوئی تو ان کو نبی صاحب شریعت
بھی کہتا ہے اور کوئی غیر تشریفی نبی مانتا ہے اور کسی نے ان کی خاطر ایک نئی قسم کا نبی لغوی
تراشا ہے اور ان کو مسیح موعود مہدی اور لغوی یا مجازی نبی کہتا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کا وجود ایک ایسی چھیستان ہے جس کا اصل نہیں نہ ہونے
اپنی تصانیف میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ متعین کرنا بھی دشوار ہے کہ
مرزا صاحب انسان ہیں یا اینٹ پتھر، مرد ہیں یا عورت، مسلمان ہیں یا ہندو، مہدی ہیں یا مٹا
ولی ہیں یا نبی، فرشتے ہیں یا دیو۔ جیسا کہ دعویٰ مندرجہ رسالہ ہذا سے معلوم ہوتا ہے۔
نوٹ۔ اگر کوئی مرزائی یہ ثابت کرے کہ یہ عبارت مرزا صاحب کی نہیں تو فی عبارت دس روپیہ انعام۔

مرزائیوں کے تمام فرقوں کو کھلا پیلیج

دعویٰ کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ مرزائی امت کے تینوں فرقے مل کر قیامت تک سے بھی متین نہیں کر سکتے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا ہے ؟ اور وہ کون ہیں اور کیا ہیں دنیا سے اپنے آپ کو کیا کہلوانا چاہتے ہیں ؟

لیکن جب ہم ان کی تصانیف کو غور سے پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دعویٰ میں اختلاط و اختلاف بھی ان کی ایک گہری چال ہے۔ وہ اصل میں خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتے تھے لیکن سمجھے کہ قوم اس کو تسلیم نہ کرے گی اس لئے تدریج سے کام لیا۔ پہلے خادم اسلام مبلغ بنے، پھر مجدد ہوئے، پھر مجددی ہو گئے، اور جب دیکھا کہ قوم میں ایسے بیوقوفوں کی کمی نہیں جو ان کے ہر دعوے کو مان لیں گے تو پھر کھلے بندوں نبی، رسول، خاتم الانبیاء وغیرہ سب ہی کچھ ہو گئے۔ اور ہونہار مرد نے اپنے آخری دعویٰ (خدائی) کی بھی تہید ڈال دی تھی جس کی تصدیق عبارت مذکورہ (ذیل) ص ۲۷ لغایت ص ۳۲ سے بخوبی ہوتی ہے۔ لیکن قسمت سے غلام نے وفات کی درجہ مرزائی دنیا کا خدا بھی نئی روشنی اور نئے فیشن کا بن گیا ہوتا۔ خود مرزا صاحب کی عبادت ذیل میں اس تاریخی ترقی اور اس کے سبب پر ہمارے دعویٰ کے گواہ ہیں۔ نصرت الحق ص ۱۰۷ پر فرماتے ہیں:-

”میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالہ وحی الہی ایک مسیح موعود کا دعویٰ تھا“

اور پھر فرماتے ہیں:-

”علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوئے..... کہ بعض امور اس دعویٰ میں

ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کرے اور قوم پر تو اس قدر

بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو تسلیم کر سکیں کہ بعد از ماہ نبوت وحی خیر تشریفی

کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے لیکن میرے اس دعویٰ کو“

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مرزا صاحب ختم نبوت کے قائل تھے اور کسی نبی تشریفی یا غیر تشریفی کو نہیں مانتے تھے اور اپنے آپ کو نبی نہیں کہتے تھے اور بعد میں ارزانی غلام نے نبی

بنادیا۔ دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ و ص ۱۵۰

”اسی طرح اوائل میرا یہی عقیدہ تھا کہ محمد کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی تھے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کے متعلق ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا سے تعالیٰ کی وحی ہارس کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہتے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔“

اس کے بعد ہم مرزا صاحب کے دعاوی خود اُس کی تعانیف سے مع حوالہ صفحات نقل کرتے ہیں۔ جو دعویٰ متعدد کتابوں اور مختلف مقامات پر موجود ہیں بغرض اختصار عبارت تو ان میں سے ایک ہی نقل کر دی گئی ہے باقی کے حوالہ صفحات درج کر دیئے گئے ہیں۔

نقل عبارت مرزا مع حوالہ کتاب مرزا

بلغ اسلام ادرصلح | یہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہونے کا دعویٰ ہے کہ بنی اسرائیل کے مسیح کی طرز پر کمال مسیحی و فرد تنی اور غربت و تذلل و تواضع سے اصلاح خلقی کے لئے کوشش کرے۔ (خط مندرجہ مقدمہ براہین احمدیہ ص ۵۷)

مجدد ہونے کا دعویٰ | اب بتلادیں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اسس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا اس عاجز نے کیا۔ (ازالہ اوہام ص ۱۵۷ خورد حصہ اولی، دولا کلاں)

محدث ہونے کا دعویٰ | اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا سے تعالیٰ کی طرف سے اُمت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث ایک معنی سے نبی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تام جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ (توضیح المرام ص ۵۸ خورد)

امام زان ہونے کا دعویٰ | میں لوگوں کے لئے تجھے امام بناؤں گا تو ان کا رہبر ہوگا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۵۹ ضرورۃ الامام ص ۵۷، کتاب البریہ ص ۵۷)

علیہ السلام خدا کا | میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا جانشین بنانے کا دعویٰ کیا۔ (کتاب البریہ ص ۵۷)

مہدی ہونے کا دعویٰ | (اشہار معیار الاخبار و رویو پو آف رلیجیوز، نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء وغیرہ) یہ دعویٰ لہ روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۷۹، ایضاً ج ۳ ص ۹۰، ایضاً ج ۳ ص ۷۲، ایضاً ج ۱۹ ص ۴۹۵، ۵۷ ایضاً ج ۱۳ ص ۱۰۵۔

مرزا صاحب کی اکثر تصانیف میں بکثرت موجود ہے اس لئے نقل عبارت کی حاجت نہیں۔

حادثہ مدعا مہدی واضح ہو کہ یہ پیشین گوئی جو ابواب صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حادثہ نام ہونے کا دعویٰ یعنی حادثہ ماوراء النہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آل رسول کو

تقویت دے گا جس کی اعداد اور نصرت ہر ایک مؤمن پر واجب ہوگی الہامی

طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشین گوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہو گا دراصل

یہ دونوں پیشین گوئیاں متحد المضمون ہیں اور دونوں کا مصداق بھی عاجز ہے (انزال الامام علیہ السلام)

بی احمق اور بزرگ لفظی اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس سے بروزی

بغیر تشریحی ہونے کا دعویٰ رنگ کی نبوت مجھ کو عطا کی گئی۔ (استہدایک غلطی کا ازالہ منقول از منہج

حقیقۃ الوحی ص ۲۶۸، چشمہ معرفت ص ۴۳۲)

نبوت و رسالت سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص ۱۱۱)

اور وحی کا دعویٰ حق ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ

رسول اور مرسل اور نبی کہ موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، نیز یہی مضمون

ابن عربین ص ۵۱۱ اور نزول المسیح ص ۹۹، حقیقۃ الوحی ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲ و انجام آتھم ص ۱۱۱ و حقیقۃ النبوة مصنف

مرزا محمود ص ۲۹ و ص ۲۱۲ وغیرہ وغیرہ کتابوں میں بکثرت موجود ہے)۔

اپنی وحی کے باطن قرآن میں خدا کی تئیس برس کی متواتر وحی کو روکیے کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس

پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا

ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۱ و ص ۱۱۱، انجام آتھم ص ۱۱۱)

سارے عالم کے لئے کفر و قسم پر ہے ایک کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا، دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود

کو نہیں مانتا اور یا دھرم تمام حجت کے جھوٹا جاتا ہے جس کے ماننے اور

سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی

کتاب میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے

کافر و جہنمی ہیں، فرائض کا منکر ہے کافر ہے اور اگر خود سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے

کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۱۱۱)

اور اس بات کو قرینہ اور برہان کا عرصہ گزر گیا جب میں دہلی گیا تھا اور میرا نذر حسین غیر مقلد

لہذا حجتی خواتین ج ۳ ص ۱۴۱ لکھ ایضاً ج ۲۳ ص ۲۴۰ لکھ ایضاً ج ۱۸ ص ۲۳۱ لکھ ایضاً ج ۲۲ ص ۱۵۱

کو دعوت دین اسلام کی گئی۔ (اربعین ص ۵۷ صفحہ ۵۸) یہی دعویٰ سیرت الابوال ملا، انجام
آتمہ وغیرہ میں بھی مذکور ہے اور فرماتے ہیں:۔ اب دیکھو خدا نے میری دجی اور میری تعلیم اور
میری بیعت کو لوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدارِ نجات ٹھہرایا (اربعین ص ۵۸ ص ۵۹)
اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے
هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (الحجرات ۲۶)

مستقل شریعت کا دعویٰ (اس مذکور بالا عبارت میں نبوت تشرعی کے ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رسول
ادبیر کہ نہ احادیث صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے مصداق نہیں جو صریح کفر ہے۔ اور فرماتے ہیں) اور
نبویہ پر حاکم ہے جس کو اگر یہ کہو کہ صاحب شریعت افزاء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مغتری
چاہے قبول کرے اور تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افزاء کے ساتھ شریعت کی کوئی
جس کو چاہے ردی کی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس
طرح پھینک دے! اپنی دجی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے وہی صاحب شریعت ہو گیا۔

پس اس تعریف کی طرف سے بھی ہمارے مخالف غلط نہیں کیونکہ میری دجی میں امر بھی ہے اور
نہی بھی مثلاً یہ الہام قُلْ لِلّٰهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ يُعْظُمُونَ ذٰلِكَ ۚ اَذْكُنَّ لَهُمْ يٰۤاٰمِنُوْنَ
میں اورج ہے۔ اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی ہے اور اس میں تنبیہ برس کی مدت بھی گزر
گئی اور ایسے ہی اب تک میری دجی میں امر بھی ہوئے ہیں اور نہی بھی الخ (اربعین ص ۵۸ ص ۵۹ پر
فرماتے ہیں:۔) چونکہ میری دجی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام تجدید
بھی اس لئے... الخ (اربعین ص ۵۸ ص ۵۹ میں بھی یہ دعویٰ موجود ہے) اور ہم اس کے جواب میں خدا
کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور دجی ہے جو
میرے پر نازل ہوئی ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے
مطابق ہیں اور میری دجی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک
دیتے ہیں (الحجرات ص ۵۷ ص ۵۸) تحفہ گولڑیہ ص ۱۰۰۔

اپنے لئے دس لاکھ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور
معجزات کا دعوے اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے
مسح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات
ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں (اور براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۹ ص ۲۵ ص ۲۶ ص ۲۷ ص ۲۸ ص ۲۹ ص ۳۰ ص ۳۱ ص ۳۲ ص ۳۳ ص ۳۴ ص ۳۵ ص ۳۶ ص ۳۷ ص ۳۸ ص ۳۹ ص ۴۰ ص ۴۱ ص ۴۲ ص ۴۳ ص ۴۴ ص ۴۵ ص ۴۶ ص ۴۷ ص ۴۸ ص ۴۹ ص ۵۰ ص ۵۱ ص ۵۲ ص ۵۳ ص ۵۴ ص ۵۵ ص ۵۶ ص ۵۷ ص ۵۸ ص ۵۹ ص ۶۰ ص ۶۱ ص ۶۲ ص ۶۳ ص ۶۴ ص ۶۵ ص ۶۶ ص ۶۷ ص ۶۸ ص ۶۹ ص ۷۰ ص ۷۱ ص ۷۲ ص ۷۳ ص ۷۴ ص ۷۵ ص ۷۶ ص ۷۷ ص ۷۸ ص ۷۹ ص ۸۰ ص ۸۱ ص ۸۲ ص ۸۳ ص ۸۴ ص ۸۵ ص ۸۶ ص ۸۷ ص ۸۸ ص ۸۹ ص ۹۰ ص ۹۱ ص ۹۲ ص ۹۳ ص ۹۴ ص ۹۵ ص ۹۶ ص ۹۷ ص ۹۸ ص ۹۹ ص ۱۰۰ ص ۱۰۱ ص ۱۰۲ ص ۱۰۳ ص ۱۰۴ ص ۱۰۵ ص ۱۰۶ ص ۱۰۷ ص ۱۰۸ ص ۱۰۹ ص ۱۱۰ ص ۱۱۱ ص ۱۱۲ ص ۱۱۳ ص ۱۱۴ ص ۱۱۵ ص ۱۱۶ ص ۱۱۷ ص ۱۱۸ ص ۱۱۹ ص ۱۲۰ ص ۱۲۱ ص ۱۲۲ ص ۱۲۳ ص ۱۲۴ ص ۱۲۵ ص ۱۲۶ ص ۱۲۷ ص ۱۲۸ ص ۱۲۹ ص ۱۳۰ ص ۱۳۱ ص ۱۳۲ ص ۱۳۳ ص ۱۳۴ ص ۱۳۵ ص ۱۳۶ ص ۱۳۷ ص ۱۳۸ ص ۱۳۹ ص ۱۴۰ ص ۱۴۱ ص ۱۴۲ ص ۱۴۳ ص ۱۴۴ ص ۱۴۵ ص ۱۴۶ ص ۱۴۷ ص ۱۴۸ ص ۱۴۹ ص ۱۵۰ ص ۱۵۱ ص ۱۵۲ ص ۱۵۳ ص ۱۵۴ ص ۱۵۵ ص ۱۵۶ ص ۱۵۷ ص ۱۵۸ ص ۱۵۹ ص ۱۶۰ ص ۱۶۱ ص ۱۶۲ ص ۱۶۳ ص ۱۶۴ ص ۱۶۵ ص ۱۶۶ ص ۱۶۷ ص ۱۶۸ ص ۱۶۹ ص ۱۷۰ ص ۱۷۱ ص ۱۷۲ ص ۱۷۳ ص ۱۷۴ ص ۱۷۵ ص ۱۷۶ ص ۱۷۷ ص ۱۷۸ ص ۱۷۹ ص ۱۸۰ ص ۱۸۱ ص ۱۸۲ ص ۱۸۳ ص ۱۸۴ ص ۱۸۵ ص ۱۸۶ ص ۱۸۷ ص ۱۸۸ ص ۱۸۹ ص ۱۹۰ ص ۱۹۱ ص ۱۹۲ ص ۱۹۳ ص ۱۹۴ ص ۱۹۵ ص ۱۹۶ ص ۱۹۷ ص ۱۹۸ ص ۱۹۹ ص ۲۰۰ ص ۲۰۱ ص ۲۰۲ ص ۲۰۳ ص ۲۰۴ ص ۲۰۵ ص ۲۰۶ ص ۲۰۷ ص ۲۰۸ ص ۲۰۹ ص ۲۱۰ ص ۲۱۱ ص ۲۱۲ ص ۲۱۳ ص ۲۱۴ ص ۲۱۵ ص ۲۱۶ ص ۲۱۷ ص ۲۱۸ ص ۲۱۹ ص ۲۲۰ ص ۲۲۱ ص ۲۲۲ ص ۲۲۳ ص ۲۲۴ ص ۲۲۵ ص ۲۲۶ ص ۲۲۷ ص ۲۲۸ ص ۲۲۹ ص ۲۳۰ ص ۲۳۱ ص ۲۳۲ ص ۲۳۳ ص ۲۳۴ ص ۲۳۵ ص ۲۳۶ ص ۲۳۷ ص ۲۳۸ ص ۲۳۹ ص ۲۴۰ ص ۲۴۱ ص ۲۴۲ ص ۲۴۳ ص ۲۴۴ ص ۲۴۵ ص ۲۴۶ ص ۲۴۷ ص ۲۴۸ ص ۲۴۹ ص ۲۵۰ ص ۲۵۱ ص ۲۵۲ ص ۲۵۳ ص ۲۵۴ ص ۲۵۵ ص ۲۵۶ ص ۲۵۷ ص ۲۵۸ ص ۲۵۹ ص ۲۶۰ ص ۲۶۱ ص ۲۶۲ ص ۲۶۳ ص ۲۶۴ ص ۲۶۵ ص ۲۶۶ ص ۲۶۷ ص ۲۶۸ ص ۲۶۹ ص ۲۷۰ ص ۲۷۱ ص ۲۷۲ ص ۲۷۳ ص ۲۷۴ ص ۲۷۵ ص ۲۷۶ ص ۲۷۷ ص ۲۷۸ ص ۲۷۹ ص ۲۸۰ ص ۲۸۱ ص ۲۸۲ ص ۲۸۳ ص ۲۸۴ ص ۲۸۵ ص ۲۸۶ ص ۲۸۷ ص ۲۸۸ ص ۲۸۹ ص ۲۹۰ ص ۲۹۱ ص ۲۹۲ ص ۲۹۳ ص ۲۹۴ ص ۲۹۵ ص ۲۹۶ ص ۲۹۷ ص ۲۹۸ ص ۲۹۹ ص ۳۰۰ ص ۳۰۱ ص ۳۰۲ ص ۳۰۳ ص ۳۰۴ ص ۳۰۵ ص ۳۰۶ ص ۳۰۷ ص ۳۰۸ ص ۳۰۹ ص ۳۱۰ ص ۳۱۱ ص ۳۱۲ ص ۳۱۳ ص ۳۱۴ ص ۳۱۵ ص ۳۱۶ ص ۳۱۷ ص ۳۱۸ ص ۳۱۹ ص ۳۲۰ ص ۳۲۱ ص ۳۲۲ ص ۳۲۳ ص ۳۲۴ ص ۳۲۵ ص ۳۲۶ ص ۳۲۷ ص ۳۲۸ ص ۳۲۹ ص ۳۳۰ ص ۳۳۱ ص ۳۳۲ ص ۳۳۳ ص ۳۳۴ ص ۳۳۵ ص ۳۳۶ ص ۳۳۷ ص ۳۳۸ ص ۳۳۹ ص ۳۴۰ ص ۳۴۱ ص ۳۴۲ ص ۳۴۳ ص ۳۴۴ ص ۳۴۵ ص ۳۴۶ ص ۳۴۷ ص ۳۴۸ ص ۳۴۹ ص ۳۵۰ ص ۳۵۱ ص ۳۵۲ ص ۳۵۳ ص ۳۵۴ ص ۳۵۵ ص ۳۵۶ ص ۳۵۷ ص ۳۵۸ ص ۳۵۹ ص ۳۶۰ ص ۳۶۱ ص ۳۶۲ ص ۳۶۳ ص ۳۶۴ ص ۳۶۵ ص ۳۶۶ ص ۳۶۷ ص ۳۶۸ ص ۳۶۹ ص ۳۷۰ ص ۳۷۱ ص ۳۷۲ ص ۳۷۳ ص ۳۷۴ ص ۳۷۵ ص ۳۷۶ ص ۳۷۷ ص ۳۷۸ ص ۳۷۹ ص ۳۸۰ ص ۳۸۱ ص ۳۸۲ ص ۳۸۳ ص ۳۸۴ ص ۳۸۵ ص ۳۸۶ ص ۳۸۷ ص ۳۸۸ ص ۳۸۹ ص ۳۹۰ ص ۳۹۱ ص ۳۹۲ ص ۳۹۳ ص ۳۹۴ ص ۳۹۵ ص ۳۹۶ ص ۳۹۷ ص ۳۹۸ ص ۳۹۹ ص ۴۰۰ ص ۴۰۱ ص ۴۰۲ ص ۴۰۳ ص ۴۰۴ ص ۴۰۵ ص ۴۰۶ ص ۴۰۷ ص ۴۰۸ ص ۴۰۹ ص ۴۱۰ ص ۴۱۱ ص ۴۱۲ ص ۴۱۳ ص ۴۱۴ ص ۴۱۵ ص ۴۱۶ ص ۴۱۷ ص ۴۱۸ ص ۴۱۹ ص ۴۲۰ ص ۴۲۱ ص ۴۲۲ ص ۴۲۳ ص ۴۲۴ ص ۴۲۵ ص ۴۲۶ ص ۴۲۷ ص ۴۲۸ ص ۴۲۹ ص ۴۳۰ ص ۴۳۱ ص ۴۳۲ ص ۴۳۳ ص ۴۳۴ ص ۴۳۵ ص ۴۳۶ ص ۴۳۷ ص ۴۳۸ ص ۴۳۹ ص ۴۴۰ ص ۴۴۱ ص ۴۴۲ ص ۴۴۳ ص ۴۴۴ ص ۴۴۵ ص ۴۴۶ ص ۴۴۷ ص ۴۴۸ ص ۴۴۹ ص ۴۵۰ ص ۴۵۱ ص ۴۵۲ ص ۴۵۳ ص ۴۵۴ ص ۴۵۵ ص ۴۵۶ ص ۴۵۷ ص ۴۵۸ ص ۴۵۹ ص ۴۶۰ ص ۴۶۱ ص ۴۶۲ ص ۴۶۳ ص ۴۶۴ ص ۴۶۵ ص ۴۶۶ ص ۴۶۷ ص ۴۶۸ ص ۴۶۹ ص ۴۷۰ ص ۴۷۱ ص ۴۷۲ ص ۴۷۳ ص ۴۷۴ ص ۴۷۵ ص ۴۷۶ ص ۴۷۷ ص ۴۷۸ ص ۴۷۹ ص ۴۸۰ ص ۴۸۱ ص ۴۸۲ ص ۴۸۳ ص ۴۸۴ ص ۴۸۵ ص ۴۸۶ ص ۴۸۷ ص ۴۸۸ ص ۴۸۹ ص ۴۹۰ ص ۴۹۱ ص ۴۹۲ ص ۴۹۳ ص ۴۹۴ ص ۴۹۵ ص ۴۹۶ ص ۴۹۷ ص ۴۹۸ ص ۴۹۹ ص ۵۰۰ ص ۵۰۱ ص ۵۰۲ ص ۵۰۳ ص ۵۰۴ ص ۵۰۵ ص ۵۰۶ ص ۵۰۷ ص ۵۰۸ ص ۵۰۹ ص ۵۱۰ ص ۵۱۱ ص ۵۱۲ ص ۵۱۳ ص ۵۱۴ ص ۵۱۵ ص ۵۱۶ ص ۵۱۷ ص ۵۱۸ ص ۵۱۹ ص ۵۲۰ ص ۵۲۱ ص ۵۲۲ ص ۵۲۳ ص ۵۲۴ ص ۵۲۵ ص ۵۲۶ ص ۵۲۷ ص ۵۲۸ ص ۵۲۹ ص ۵۳۰ ص ۵۳۱ ص ۵۳۲ ص ۵۳۳ ص ۵۳۴ ص ۵۳۵ ص ۵۳۶ ص ۵۳۷ ص ۵۳۸ ص ۵۳۹ ص ۵۴۰ ص ۵۴۱ ص ۵۴۲ ص ۵۴۳ ص ۵۴۴ ص ۵۴۵ ص ۵۴۶ ص ۵۴۷ ص ۵۴۸ ص ۵۴۹ ص ۵۵۰ ص ۵۵۱ ص ۵۵۲ ص ۵۵۳ ص ۵۵۴ ص ۵۵۵ ص ۵۵۶ ص ۵۵۷ ص ۵۵۸ ص ۵۵۹ ص ۵۶۰ ص ۵۶۱ ص ۵۶۲ ص ۵۶۳ ص ۵۶۴ ص ۵۶۵ ص ۵۶۶ ص ۵۶۷ ص ۵۶۸ ص ۵۶۹ ص ۵۷۰ ص ۵۷۱ ص ۵۷۲ ص ۵۷۳ ص ۵۷۴ ص ۵۷۵ ص ۵۷۶ ص ۵۷۷ ص ۵۷۸ ص ۵۷۹ ص ۵۸۰ ص ۵۸۱ ص ۵۸۲ ص ۵۸۳ ص ۵۸۴ ص ۵۸۵ ص ۵۸۶ ص ۵۸۷ ص ۵۸۸ ص ۵۸۹ ص ۵۹۰ ص ۵۹۱ ص ۵۹۲ ص ۵۹۳ ص ۵۹۴ ص ۵۹۵ ص ۵۹۶ ص ۵۹۷ ص ۵۹۸ ص ۵۹۹ ص ۶۰۰ ص ۶۰۱ ص ۶۰۲ ص ۶۰۳ ص ۶۰۴ ص ۶۰۵ ص ۶۰۶ ص ۶۰۷ ص ۶۰۸ ص ۶۰۹ ص ۶۱۰ ص ۶۱۱ ص ۶۱۲ ص ۶۱۳ ص ۶۱۴ ص ۶۱۵ ص ۶۱۶ ص ۶۱۷ ص ۶۱۸ ص ۶۱۹ ص ۶۲۰ ص ۶۲۱ ص ۶۲۲ ص ۶۲۳ ص ۶۲۴ ص ۶۲۵ ص ۶۲۶ ص ۶۲۷ ص ۶۲۸ ص ۶۲۹ ص ۶۳۰ ص ۶۳۱ ص ۶۳۲ ص ۶۳۳ ص ۶۳۴ ص ۶۳۵ ص ۶۳۶ ص ۶۳۷ ص ۶۳۸ ص ۶۳۹ ص ۶۴۰ ص ۶۴۱ ص ۶۴۲ ص ۶۴۳ ص ۶۴۴ ص ۶۴۵ ص ۶۴۶ ص ۶۴۷ ص ۶۴۸ ص ۶۴۹ ص ۶۵۰ ص ۶۵۱ ص ۶۵۲ ص ۶۵۳ ص ۶۵۴ ص ۶۵۵ ص ۶۵۶ ص ۶۵۷ ص ۶۵۸ ص ۶۵۹ ص ۶۶۰ ص ۶۶۱ ص ۶۶۲ ص ۶۶۳ ص ۶۶۴ ص ۶۶۵ ص ۶۶۶ ص ۶۶۷ ص ۶۶۸ ص ۶۶۹ ص ۶۷۰ ص ۶۷۱ ص ۶۷۲ ص ۶۷۳ ص ۶۷۴ ص ۶۷۵ ص ۶۷۶ ص ۶۷۷ ص ۶۷۸ ص ۶۷۹ ص ۶۸۰ ص ۶۸۱ ص ۶۸۲ ص ۶۸۳ ص ۶۸۴ ص ۶۸۵ ص ۶۸۶ ص ۶۸۷ ص ۶۸۸ ص ۶۸۹ ص ۶۹۰ ص ۶۹۱ ص ۶۹۲ ص ۶۹۳ ص ۶۹۴ ص ۶۹۵ ص ۶۹۶ ص ۶۹۷ ص ۶۹۸ ص ۶۹۹ ص ۷۰۰ ص ۷۰۱ ص ۷۰۲ ص ۷۰۳ ص ۷۰۴ ص ۷۰۵ ص ۷۰۶ ص ۷۰۷ ص ۷۰۸ ص ۷۰۹ ص ۷۱۰ ص ۷۱۱ ص ۷۱۲ ص ۷۱۳ ص ۷۱۴ ص ۷۱۵ ص ۷۱۶ ص ۷۱۷ ص ۷۱۸ ص ۷۱۹ ص ۷۲۰ ص ۷۲۱ ص ۷۲۲ ص ۷۲۳ ص ۷۲۴ ص ۷۲۵ ص ۷۲۶ ص ۷۲۷ ص ۷۲۸ ص ۷۲۹ ص ۷۳۰ ص ۷۳۱ ص ۷۳۲ ص ۷۳۳ ص ۷۳۴ ص ۷۳۵ ص ۷۳۶ ص ۷۳۷ ص ۷۳۸ ص ۷۳۹ ص ۷۴۰ ص ۷۴۱ ص ۷۴۲ ص ۷۴۳ ص ۷۴۴ ص ۷۴۵ ص ۷۴۶ ص ۷۴۷ ص ۷۴۸ ص ۷۴۹ ص ۷۵۰ ص ۷۵۱ ص ۷۵۲ ص ۷۵۳ ص ۷۵۴ ص ۷۵۵ ص ۷۵۶ ص ۷۵۷ ص ۷۵۸ ص ۷۵۹ ص ۷۶۰ ص ۷۶۱ ص ۷۶۲ ص ۷۶۳ ص ۷۶۴ ص ۷۶۵ ص ۷۶۶ ص ۷۶۷ ص ۷۶۸ ص ۷۶۹ ص ۷۷۰ ص ۷۷۱ ص ۷۷۲ ص ۷۷۳ ص ۷۷۴ ص ۷۷۵ ص ۷۷۶ ص ۷۷۷ ص ۷۷۸ ص ۷۷۹ ص ۷۸۰ ص ۷۸۱ ص ۷۸۲ ص ۷۸۳ ص ۷۸۴ ص ۷۸۵ ص ۷۸۶ ص ۷۸۷ ص ۷۸۸ ص ۷۸۹ ص ۷۹۰ ص ۷۹۱ ص ۷۹۲ ص ۷۹۳ ص ۷۹۴ ص ۷۹۵ ص ۷۹۶ ص ۷۹۷ ص ۷۹۸ ص ۷۹۹ ص ۸۰۰ ص ۸۰۱ ص ۸۰۲ ص ۸۰۳ ص ۸۰۴ ص ۸۰۵ ص ۸۰۶ ص ۸۰۷ ص ۸۰۸ ص ۸۰۹ ص ۸۱۰ ص ۸۱۱ ص ۸۱۲ ص ۸۱۳ ص ۸۱۴ ص ۸۱۵ ص ۸۱۶ ص ۸۱۷ ص ۸۱۸ ص ۸۱۹ ص ۸۲۰ ص ۸۲۱ ص ۸۲۲ ص ۸۲۳ ص ۸۲۴ ص ۸۲۵ ص ۸۲۶ ص ۸۲۷ ص ۸۲۸ ص ۸۲۹ ص ۸۳۰ ص ۸۳۱ ص ۸۳۲ ص ۸۳۳ ص ۸۳۴ ص ۸۳۵ ص ۸۳۶ ص ۸۳۷ ص ۸۳۸ ص ۸۳۹ ص ۸۴۰ ص ۸۴۱ ص ۸۴۲ ص ۸۴۳ ص ۸۴۴ ص ۸۴۵ ص ۸۴۶ ص ۸۴۷ ص ۸۴۸ ص ۸۴۹ ص ۸۵۰ ص ۸۵۱ ص ۸۵۲ ص ۸۵۳ ص ۸۵۴ ص ۸۵۵ ص ۸۵۶ ص ۸۵۷ ص ۸۵۸ ص ۸۵۹ ص ۸۶۰ ص ۸۶۱ ص ۸۶۲ ص ۸۶۳ ص ۸۶۴ ص ۸۶۵ ص ۸۶۶ ص ۸۶۷ ص ۸۶۸ ص ۸۶۹ ص ۸۷۰ ص ۸۷۱ ص ۸۷۲ ص ۸۷۳ ص ۸۷۴ ص ۸۷۵ ص ۸۷۶ ص ۸۷۷ ص ۸۷۸ ص ۸۷۹ ص ۸۸۰ ص ۸۸۱ ص ۸۸۲ ص ۸۸۳ ص ۸۸۴ ص ۸۸۵ ص ۸۸۶ ص ۸۸۷ ص ۸۸۸ ص ۸۸۹ ص ۸۹۰ ص ۸۹۱ ص ۸۹۲ ص ۸۹۳ ص ۸۹۴ ص ۸۹۵ ص ۸۹۶ ص ۸۹۷ ص ۸۹۸ ص ۸۹۹ ص ۹۰۰ ص ۹۰۱ ص ۹۰۲ ص ۹۰۳ ص ۹۰۴ ص ۹۰۵ ص ۹۰۶ ص ۹۰۷ ص ۹۰۸ ص ۹۰۹ ص ۹۱۰ ص ۹۱۱ ص ۹۱۲ ص ۹۱۳ ص ۹۱۴ ص ۹۱۵ ص ۹۱۶ ص ۹۱۷ ص ۹۱۸ ص ۹۱۹ ص ۹۲۰ ص ۹۲۱ ص ۹۲۲ ص ۹۲۳ ص ۹۲۴ ص ۹۲۵ ص ۹۲۶ ص ۹۲۷ ص ۹۲۸ ص ۹۲۹ ص ۹۳۰ ص ۹۳۱ ص ۹۳۲ ص ۹۳۳ ص ۹۳۴ ص ۹۳۵ ص ۹۳۶ ص ۹۳۷ ص ۹۳۸ ص ۹۳۹ ص ۹۴۰ ص ۹۴۱ ص ۹۴۲ ص ۹۴۳ ص ۹۴۴ ص ۹۴۵ ص ۹۴۶ ص ۹۴۷ ص ۹۴۸ ص ۹۴۹ ص ۹۵۰ ص ۹۵۱ ص ۹۵۲ ص ۹۵۳ ص ۹۵۴ ص ۹۵۵ ص ۹۵۶ ص ۹۵۷ ص ۹۵۸ ص ۹۵۹ ص ۹۶۰ ص ۹۶۱ ص ۹۶۲ ص ۹۶۳ ص ۹۶۴ ص ۹۶۵ ص ۹۶۶ ص ۹۶۷ ص ۹۶۸ ص ۹۶۹ ص ۹۷۰ ص ۹۷۱ ص ۹۷۲ ص ۹۷۳ ص ۹۷۴ ص ۹۷۵ ص ۹۷۶ ص ۹۷۷ ص ۹۷۸ ص ۹۷۹ ص ۹۸۰ ص ۹۸۱ ص ۹۸۲ ص ۹۸۳ ص ۹۸۴ ص ۹۸۵ ص ۹۸۶ ص ۹۸۷ ص ۹۸۸ ص ۹۸۹ ص ۹۹۰ ص ۹۹۱ ص ۹۹۲ ص ۹۹۳ ص ۹۹۴ ص ۹۹۵ ص ۹۹۶ ص ۹۹۷ ص ۹۹۸ ص ۹۹۹ ص ۱۰۰۰ ص ۱۰۰۱ ص ۱۰۰۲ ص ۱۰۰۳ ص ۱۰۰۴ ص ۱۰۰۵ ص ۱۰۰۶ ص ۱۰۰۷ ص ۱۰۰۸ ص ۱۰۰۹ ص ۱۰۱۰ ص ۱۰۱۱ ص ۱۰۱۲ ص ۱۰۱۳ ص ۱۰۱۴ ص ۱۰۱۵ ص ۱۰۱۶ ص ۱۰۱۷ ص ۱۰۱۸ ص ۱۰۱۹ ص ۱۰۲۰ ص ۱۰۲۱ ص ۱۰۲۲ ص ۱۰۲۳ ص ۱۰۲۴ ص ۱۰۲۵ ص ۱۰۲۶ ص ۱۰۲۷ ص ۱۰۲۸ ص ۱۰۲۹ ص ۱۰۳۰ ص ۱۰۳۱ ص ۱۰۳۲ ص ۱۰۳۳ ص ۱۰۳۴ ص ۱۰۳۵ ص ۱۰۳۶ ص ۱۰۳۷ ص ۱۰۳۸ ص ۱۰۳۹ ص ۱۰۴۰ ص ۱۰۴۱ ص ۱۰۴۲ ص ۱۰۴۳ ص ۱۰۴۴ ص ۱۰۴۵ ص ۱۰۴۶ ص ۱۰۴۷ ص ۱۰۴۸ ص ۱۰۴۹ ص ۱۰۵۰ ص ۱۰۵۱ ص ۱۰۵۲ ص ۱۰۵۳ ص ۱۰۵۴ ص ۱۰۵۵ ص ۱۰۵۶ ص ۱۰۵۷ ص ۱۰۵۸ ص ۱۰۵۹ ص ۱۰۶۰ ص ۱۰۶۱ ص ۱۰۶۲ ص ۱۰۶۳ ص ۱۰۶۴ ص ۱۰۶۵ ص ۱۰۶۶ ص ۱۰۶۷ ص ۱۰۶۸ ص ۱۰۶۹ ص ۱۰۷۰ ص ۱۰۷۱ ص ۱۰۷۲ ص ۱۰۷۳ ص ۱۰۷۴ ص ۱۰۷۵ ص ۱۰۷۶ ص ۱۰۷۷ ص ۱۰۷۸ ص ۱۰۷۹ ص ۱۰۸۰ ص ۱۰۸۱ ص ۱۰۸۲ ص ۱۰۸۳ ص ۱۰۸۴ ص ۱۰۸۵ ص ۱۰۸۶ ص ۱۰۸۷ ص ۱۰۸۸ ص ۱۰۸۹ ص ۱۰۹۰ ص ۱۰۹۱ ص ۱۰۹۲ ص ۱۰۹۳ ص ۱۰۹۴ ص ۱۰۹۵ ص ۱۰۹۶ ص ۱۰۹۷ ص ۱۰۹۸ ص ۱۰۹۹ ص ۱۱۰۰ ص ۱۱۰۱ ص ۱۱۰۲ ص ۱۱۰۳ ص ۱۱۰۴ ص ۱۱۰۵ ص ۱۱۰۶ ص ۱۱۰۷ ص ۱۱۰۸ ص ۱۱۰۹ ص ۱۱۱۰ ص ۱۱۱۱ ص ۱۱۱۲ ص ۱۱۱۳ ص ۱۱۱۴ ص ۱۱۱۵ ص ۱۱۱۶ ص ۱۱۱۷ ص ۱۱۱۸ ص ۱۱۱۹ ص ۱۱۲۰ ص ۱۱۲۱ ص ۱۱۲۲ ص ۱۱۲۳ ص ۱۱۲۴ ص ۱۱۲۵ ص ۱۱۲۶ ص ۱۱۲۷ ص ۱۱۲۸ ص ۱۱۲۹ ص ۱۱۳۰ ص ۱۱۳۱ ص ۱۱۳۲ ص ۱۱۳۳ ص ۱۱۳۴ ص ۱۱۳۵ ص ۱۱۳۶ ص ۱۱۳۷ ص ۱۱۳۸ ص ۱۱۳۹ ص ۱۱۴۰ ص ۱۱۴۱ ص ۱۱۴۲ ص ۱۱۴۳ ص ۱۱۴۴ ص ۱۱۴۵ ص ۱۱۴۶ ص ۱۱۴۷ ص ۱۱۴۸ ص ۱۱۴۹ ص ۱۱۵۰ ص ۱۱۵۱ ص ۱۱۵۲ ص ۱۱۵۳ ص ۱۱۵۴ ص ۱۱۵۵ ص ۱۱۵۶ ص ۱۱۵۷ ص ۱۱۵۸ ص ۱۱۵۹ ص ۱۱۶۰ ص ۱۱۶۱ ص ۱۱۶۲ ص ۱۱۶۳ ص ۱۱۶۴ ص ۱۱۶۵ ص ۱۱۶۶ ص ۱۱۶۷ ص ۱۱۶۸ ص ۱۱۶۹ ص ۱۱۷۰ ص ۱۱۷۱ ص ۱۱۷۲ ص ۱۱۷۳ ص ۱۱۷۴ ص ۱۱۷۵ ص ۱۱۷۶ ص ۱۱۷۷ ص ۱۱۷۸ ص ۱۱۷۹ ص ۱۱۸۰ ص ۱۱۸۱ ص ۱۱۸۲ ص ۱۱۸۳ ص ۱۱۸۴ ص ۱۱۸۵ ص ۱۱۸۶ ص ۱۱۸۷ ص ۱۱۸۸ ص ۱۱۸۹ ص ۱۱۹۰ ص ۱۱۹۱ ص ۱۱۹۲ ص ۱۱۹۳ ص ۱۱۹۴ ص ۱۱۹۵ ص ۱۱۹۶ ص ۱۱۹۷ ص ۱۱۹۸ ص ۱۱۹۹ ص ۱۲۰۰ ص ۱۲۰۱ ص ۱۲۰۲ ص ۱۲۰۳ ص ۱۲۰۴ ص ۱۲۰۵ ص ۱۲۰۶ ص ۱۲۰۷ ص ۱۲۰۸ ص ۱۲۰۹ ص ۱۲۱۰ ص ۱۲۱۱ ص ۱۲۱۲ ص ۱۲۱۳ ص ۱۲۱۴ ص ۱۲۱۵ ص ۱۲۱۶ ص ۱۲۱۷ ص ۱۲۱۸ ص ۱۲۱۹ ص ۱۲۲۰ ص ۱۲۲۱ ص ۱۲۲۲ ص ۱۲۲۳ ص ۱۲۲۴ ص ۱۲۲۵ ص ۱۲۲۶ ص ۱۲۲۷ ص ۱۲۲۸ ص ۱۲۲۹ ص ۱۲۳۰ ص ۱۲۳۱ ص ۱۲۳۲ ص ۱۲۳۳ ص ۱۲۳۴ ص ۱۲۳۵ ص ۱۲۳۶ ص ۱۲۳۷ ص ۱۲۳۸ ص ۱۲۳۹ ص ۱۲۴۰ ص ۱۲۴۱ ص ۱۲۴۲ ص ۱۲۴۳ ص ۱۲۴۴ ص ۱۲۴۵ ص ۱۲۴۶ ص ۱۲۴۷ ص ۱۲۴۸ ص ۱۲۴۹ ص ۱۲۵۰ ص ۱۲۵۱ ص ۱۲۵۲ ص ۱۲۵۳ ص ۱۲۵۴ ص ۱۲۵۵ ص ۱۲۵۶ ص ۱۲۵۷ ص ۱۲۵۸ ص ۱۲۵۹ ص ۱۲۶۰ ص ۱۲۶۱ ص ۱۲۶۲ ص ۱۲۶۳ ص ۱۲۶۴ ص ۱۲۶۵ ص ۱۲۶۶ ص ۱۲۶۷ ص ۱۲۶۸ ص ۱۲۶۹ ص ۱۲۷۰ ص ۱۲۷۱ ص ۱۲۷۲ ص ۱۲۷۳ ص ۱۲۷۴ ص ۱۲۷۵ ص ۱۲۷۶ ص ۱۲۷۷ ص ۱۲۷۸ ص ۱۲۷۹ ص ۱۲۸۰ ص ۱۲۸۱ ص ۱۲۸۲ ص ۱۲۸۳ ص ۱۲۸۴ ص ۱۲۸۵ ص ۱۲۸۶ ص ۱۲۸۷ ص ۱۲۸۸ ص ۱۲۸۹ ص ۱۲۹۰ ص ۱۲۹۱ ص ۱۲۹۲ ص ۱۲۹۳ ص ۱۲۹۴ ص ۱۲۹۵ ص ۱۲۹۶ ص ۱۲۹۷ ص ۱۲۹۸ ص ۱۲۹۹ ص ۱۳۰۰ ص ۱۳۰۱ ص ۱۳۰۲ ص ۱۳۰۳ ص ۱۳۰۴ ص ۱۳۰۵ ص ۱۳۰۶ ص ۱۳۰۷ ص ۱۳۰۸ ص ۱۳۰۹ ص ۱۳۱۰ ص ۱۳۱۱ ص ۱۳۱۲ ص ۱۳۱۳ ص ۱۳۱۴ ص ۱۳۱۵ ص ۱۳۱۶ ص ۱۳۱۷ ص ۱۳۱۸ ص ۱۳۱۹ ص ۱۳۲۰ ص ۱۳۲۱ ص ۱۳۲۲ ص ۱۳۲۳ ص ۱۳۲۴ ص ۱۳۲۵ ص ۱۳۲۶ ص ۱۳۲۷ ص ۱۳۲۸ ص ۱۳۲۹ ص ۱۳۳۰ ص ۱۳۳۱ ص ۱۳۳۲ ص ۱۳۳۳ ص ۱۳۳۴ ص ۱۳۳۵ ص ۱۳۳۶ ص ۱۳۳۷ ص ۱۳۳۸ ص ۱۳۳۹ ص ۱۳۴۰ ص ۱۳۴۱ ص ۱۳۴۲ ص ۱۳۴۳ ص ۱۳۴۴ ص ۱۳۴۵ ص ۱۳۴۶ ص ۱۳۴۷ ص ۱۳۴۸ ص

تمام انبیاء سابقین
افضل ہونے کا دھوٹے
اور سب کی توہین
یوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے چاہے نہ کرے (تم حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶ و ص ۱۳۷)

آدم علیہ السلام (دیکھتے ہیں کہ یہ) خدا تعالیٰ نے ان کو اس کلام میں آدم علیہ السلام قرار دیا ہے یا اَآدَمُ اِنَّكَ اَنْتَ وَرَجُلٌكَ الْجَنَّةَ (الرَّعِیْنِ ۷۷) نزول ہونے کا دعویٰ

المسح ۹۹ و کتاب الریۃ ۷۷) ایضاً

ابراہیم علیہ السلام
ہوئے کا دعویٰ

وَ اتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ ابْنِ اٰدَمَ مَقَصِدًا
کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں
ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان تمام فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا جو اس ابراہیم کا پیر ہوگا

(الرعبین ص ۳۳۱ درود حاتی خزائن ج ۱۷ ص ۲۲۱)

میں آدم ہوں شیث ہوں ، میں نوح ہوں
میں ابراہیم ہوں ، میں اسحاق ہوں میں
اسمعیل ہوں میں یعقوب ہوں ، میں
یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں
میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے نام کا منظر اتم ہوں یوں ظلی طور پر پی محمد
اوراحمد ہوں ۔

رحمتیہ حقیقۃ الوحی مدۃ ۴۲

نزل المسح (٥٠)

اس خدا کی تعریف جس نے مسیح ابن مریم بنایا (حاشیہ
حقیقۃ الوحی ص ۷۲، اربعین ص ۳۲ و ۳۳) یہ دعویٰ تو تقریباً سب

۱۷۔ نور علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۱۸۔ یعقوب علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۱۹۔ موسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۰۔ داؤد علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۱۔ شعیث علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۲۔ یوسف علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۳۔ اسحاق علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۴۔ یحییٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۵۔ اسمعیل علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

۳۶۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام
ہونے کا دعوے : :

یہ کتابوں میں موجود ہے۔

۱۔ روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۴۲ کے ایضاً ج ۲۲ ص ۵۷ کے ایضاً ج ۱۸ ص ۳۷۷، ۱۷۵، ۱۶۰-
۲۔ ایضاً ص ۱۷۵ کے ایضاً ص ۱۷۶ کے ایضاً ج ۱۹ ص ۷۷ کے ایضاً ج ۱۷ ص ۲۲۱-

عینی علیہ السلام نے افضل ہونے کا دعویٰ اور اُن کو مغالقات بازاری گالیاں جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہرگز نہ دکھلا سکتا (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۱ و ص ۱۵۲)

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں زنا کار کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا (حاشیہ ضمیمہ انجام آتم ص ۱) پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا (ضمیمہ انجام آتم ص ۱) یہ یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی (حاشیہ ضمیمہ انجام آتم ص ۵، ازالہ کلاں ص ۱۱، العجا ز احمدی ص ۱۲۱ و ص ۱۲۲، ازالہ ادہام ص ۱۳۲ و ص ۱۳۳ و کشتی نوح ص ۱۲۱)

نوح علیہ السلام نے افضل ہونے کا دعویٰ اور ان کی توہین اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشانات دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۴)

مریم علیہ السلام پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی ہے اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد میری مرتبہ عیسیٰ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱۲۱، حاشیہ براہین احمدیہ ص ۴۹، کشتی نوح ص ۱۲۱ و ص ۱۲۲، ازالہ کلاں ص ۱۱ و ص ۱۲۱)۔

عبارت مرزا مع حوالہ کتاب و صفحات مصنف مرزا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نام محمد و احمد سے سنی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی (ایک غلطی کا ازالہ ضمیمہ حقیقۃ التبوء ص ۳۵) بارہ بتلا چکا ہوں کہ بموجب آیت آخرین منهم لما یبد حقوا ہم بردزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں (اور ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۲۱ و ص ۱۲۲)۔ اکثر ان اوصاف کو اپنے لئے ثابت کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہیں (لہ روحانی خزائن ج ۱ ص ۲۳۰ تہ ایضاً ج ۲ ص ۱۵۲، ۱۵۸ تہ ایضاً ج ۲ ص ۲۲، ۲۵ تہ ایضاً ص ۲۵)۔

تیز ازالہ ۳۵۳ میں بھی ۔

بتلائی ہے) لہ خشف القمر المنیر وان لی غیا القمر ان المشتقان انکسروا
اس کے لئے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے) چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور
میرے لئے چاند اور سورج دونوں اب کیا تو انکار کرے گا (عجما احمدیؒ) اس میں
آپ پر افضلیت کے دعویٰ کے ساتھ معجزہ شق القمر کا انکار اور توہین بھی ہے۔

میکائیل علیہ السلام اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔
حاشیہ اربعین ۲۵

حاشیہ اربعین ۲۵

ہونے کا دعویٰ حاشیہ اربعین ص ۱۷

خدا کے مثل ہونے کا دعویٰ اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کے مانند حاشیہ اربعین ص ۲۵

اپنے پیشے کے خدا کا مثل ہونا دعویٰ انا نبشک بغلام مظلّم الحق والعلیٰ کان اللہ نزل من السماء

خدا کا مثل ہونا دعویٰ اپنے اندر خدا کے ان کے آئے کا دعویٰ استقلّہ ص ۵۵ اذت منی بمنزلۃ اولادی حاشیہ اربعین ص ۲۴

خود خدا ہونا بحالت کشف (آپ کو الہام ہوا) آداہن (جس کی تفسیر کتاب البریہ ص ۱۷ پر خود ہی یہ کرتے ہیں کہ) خدا تیرے اندر اترا آیا اور میں نے ایک کشف میں

دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں (پھر فرماتے ہیں) اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے (پھر فرماتے ہیں) اور اس حالت میں لوں کہہ دیا ہوں کہ ہم ایک نیا نظام اور آسمان اور نئی زمین چاہتے تو میں نے پہلے آسمان وزمین کو اجالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا نبتی السماء الدنیا بمصابیہ پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا اردت ان استخلف فخلق آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پر ظاہر ہوئے کتاب البریہ ص ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و

ماخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۰۵ء

منشی الہی بخش کی نسبت یہ الہام ہوا یہ لوگ خون حیضِ تمجہ میں دیکھنا چاہتے
 ہیں یعنی ناپاکی اور ملیدگی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے

۱۳۰۰

کہ جو اپنی متواتر نعمتیں جو تجھ پر ہیں دکھلا دے اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہوا زردہ کہاں ۔ تجھ میں پانی ہے پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا (حاشیہ اربعین ص ۱۹)

حامل ہونا (عبارت مذکورہ حاشیہ حقیقۃ الوحی و کشتی نوح ص ۴۴ و حاشیہ براہین احمدیہ ج ۱ ص ۴۹۶) جبراسود ہونے کا دعویٰ (الہام یہ ہے) یکے پارے سن می بوسید دمن می گفتم کہ حجرہ اسود منہم بیت اللہ ہونے کا دعویٰ (حاشیہ اربعین ص ۱۵۱) خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔ (حاشیہ اربعین ص ۱۵۱، ریویو آف ریجنل بلڈ ص ۱۹۶ بابت اپریل سنہ ۱۹۶۲ء)

کرشن ہونے کا دعویٰ (حقیقۃ الوحی ص ۵۵) آریہ لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ

(نبی اور عیسیٰ تو اپنی زبانی بن گئے مگر بادشاہت میں زبانی مع خرچ سے کام نہیں چلتا اس لئے پھر فرمایا :- اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے ۔



مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com



حیاتِ مُنفی عظم

فقیہہ العصر مفتی اعظم پاکستان
حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب قس سرفک
کی مختصر و جامع سوانح

مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی

ایازۃ المعارف کراچی ۱۳۶۲ھ

میکروالد میسر

اور ان کا مزاج و مذاق

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اِنَّ اٰتَةَ الْمَعْرِفَةِ كَرِيْمَةٌ